القرآن الحکیم

مع اردو ترجمہ

از مترجمین

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ و حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ

اور

تفسیر سراج البیان

از

مولانا محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار۔ لاہور (۸)

۴۷- إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ
مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ
أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ
أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا
مِنْ شَهِيدٍ ○
۴۸- وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ
وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ○
۴۹- لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَ
إِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ○
۵۰- وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ
مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ
قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ
لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا

۴۷- قیامت کی خبر کا خدا ہی کی طرف حوالہ ہے اور جو
میوے اپنے غلافوں میں سے نکلتے ہیں اور جو عورت
حاملہ ہوتی اور جنتی ہے وہ اسی کے علم میں ہے اور جس
دن اللہ انہیں پکاریگا کہ میرے شریک کہاں ہیں تو
کہیں گے کہ ہم تجھے جتا دیتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اس
کا اقرار کرنے والا نہیں ہے ○
۴۸- اور جنہیں وہ پہلے پکارتے تھے وہ ان سے گم ہوجائینگے
اور گمان کرینگے کہ ان کو کہیں خلاصی نہیں ○
۴۹- آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور جو اسے برائی
پہنچے تو مایوس نا امید ہو جاتا ہے ○
۵۰- اور اگر ایک تکلیف کے بعد جو اس کو لگی ہوئی ہو ہم
اپنی طرف سے اسے رحمت چکھائیں تو کہتا ہے کہ یہ
میرے لئے ہے اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت
قائم ہو اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا۔ تو
میرے لئے اسکے یہاں بھلائی ہے سو ہم کافروں کو

پورا پورا علم صرف اللہ کو ہے

ف تشریح یہ ہے کہ کوئی انسان یہ نہیں جان سکتا۔ کہ مستقبل میں کیا ظہور پذیر ہونیوالا ہے۔ اور فردا کی آغوش میں کون حوادث پنہاں ہیں۔ کوئی یقینی طور پر اسکے متعلق پیشگوئی نہیں کر سکتا۔ اور نہیں کہہ سکتا۔ کہ آئندہ چل کر تقدیر کے کیا تو آئد ہونیوالا ہے۔ اس باب خاص میں سب یکسر نا آشنا اور بے بہرہ ہیں۔ ہاں انبیاء علیہم السلام کو بعض حالات سے مطلع کر دیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کیا ہونیوالا ہے۔ مگر ہر واقعہ اور ہر بات کے متعلق وہ بھی جواب نہیں دے سکتے۔ قیامت کے وقوع کے متعلق بارہا مکہ والوں نے پوچھا۔ کہ بتاؤ کب ہے۔ ایان مرسٰھا۔ مگر حضور قرآن کی زبان میں یہی جواب دیتے رہے۔ کہ میں نہیں جانتا۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں۔ وہی بتا سکتا ہے۔ کہ کب یہ دنیا اپنی رعنائیوں و آرائش سمیت فنا کے پردوں میں منہ چھپا لے گی۔ نہ صرف یہ بلکہ انسانی علم تو یہ بھی نہیں بتا سکتا۔ کہ کوئی پھل اپنے خول اور شگوفوں سے کب اور کس طرح باہر نکلے گا۔ اور یہ کہ ماں کے پیٹ میں کس طرح کا بچہ ہے۔ یہ ساری باتیں اللہ کے دائرہ علم سے تعلق رکھتی ہیں۔ انسان ان کو جاننا بھی چاہے تو نہیں جان سکتا۔ پھر کہ ان لوگوں کی جہالت کس درجہ افسوسناک ہے۔ جو ایسے علیم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں۔ جنمیں سرے سے علم کی استعداد ہی نہیں ہے یعنی فطرت کے لحاظ سے علم کی صلاحیتوں سے یکسر محروم ہیں۔ یہ کیونکر انکی راہنمائی کر سکتے ہیں۔ اور کیونکر ان کی معروضات سن سکتے ہیں۔ فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انکو پکار کر پوچھے گا۔ کہ بتاؤ۔ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں۔ جن پر تم کو دنیا میں بڑا ناز تھا۔ اسوقت انکی آنکھیں کھلیں گی۔ اور کہیں گے کہ ہم تو ان جیسا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اور ادھر وہ معبودان باطل غائب ہو جائینگے جیسے یہ کہ انکی خلاصی کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ (باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

حل لغات :- اکمام ۔ کِمّ کی جمع ہے۔ پھل کا غلاف ۔
لا یسئم ۔ اکتا نہیں جاتا ہے ۔
یئوس ۔ ناامید ۔
قنوط ۔ ہراساں ۔ ناامید ۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ○
٥١- وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى
بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ○
٥٢- قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ
كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ
بَعِيدٍ ○
٥٣- سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ
حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ
يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○
٥٤- أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا
إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ○ ع

جائیں گے جو وہ کرتے تھے اور ہم انہیں ایک گاڑھا
عذاب چکھائیں گے ○
٥١- اور جب انسان پر نعمت بھیجتے ہیں تو وہ ٹلا جاتا ہے اور
اپنی کروٹ موڑ لیتا ہے اور جب بُرائی پہنچے تو چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے ○
٥٢- تو کہہ بھلا دیکھو تو یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہوا، پھر
تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہے
جو دُور کی مخالفت میں ہے ○
٥٣- عنقریب ہم ان (قریش) کو اطراف (دنیا) میں اور خود ان کی
جانوں میں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے یہاں تک کہ ان پر کھل جائیگا کہ
وہ (قرآن یا خدا) حق ہے یا تیرا رب کافی نہیں کہ وہ ہر شے پر گواہ ہے ○
٥٤- سنتا ہے وہ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں سنتا
ہے وہ ہر شے کو گھیر رہا ہے ○

آیاتہا ٥٣	(٤٢) سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ (٦٢)	رکوعاتہا (٥)

(٤٢) سورہ شوریٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ١١٥٣

ف قرآن حکیم میں ایک بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ یہ اُن تمام نفسیاتی کمزوریوں سے آگاہ ہے جو انسان میں پائی جاتی ہیں۔ اور ایک ایک کر کے ان سب چیزوں کو بیان کرتا ہے۔ تاکہ قرآن کے تمام مواقع اسے معلوم ہوں۔ اور وہ کسی حالت میں بھی کبھی اللہ تعالیٰ سے محروم نہ رہے۔ فرمایا۔ کہ یہ انسان اپنی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتا ہے۔ اور ترقی کی خواہش سے اس کو کبھی بھی نہیں اکتاتا۔ پھر جب اسکی توقعات کے خلاف ہوتا ہے۔ اور تکالیف و تخفیف کا موقع آتا ہے۔ تو نہایت مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اگر تکلیف کے بعد پھر اللہ آسائش و تنعم کے سامان مہیا کرے۔ تو کبر و نخوت کے مرض میں مبتلا ہو کر کہنے لگتا ہے۔ کہ یہ سب میرا حق تھا اور میری عقلمندی اور مساعی کا نتیجہ ہے۔ اور یہ قیامت کا مسئلہ محض ڈھکوسلہ ہے۔ میں اپنے اعمال کیلئے اللہ کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔ اور اگر وہاں جانا پڑا۔ تو پھر آخر وہاں بھی یہی جگہ مل کر رہے گی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہ وہم باطل ہے۔ وہاں سرمایہ داری کا اعتبار نہ ہوگا۔ وہاں صرف اعمال دیکھے جائیں گے۔ اور یہ لوگ جو سرمایہ داری کے نشہ میں۔ اس کا انکار کرتے ہیں۔ شدید ترین عذاب کے مستحق ہونگے۔ اور ان سے کوئی رعایتی سلوک نہیں روا رکھا جائیگا ○

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ا منکرین سے کہا ہے۔ کہ جب بھی قرآن تمہارے سامنے پیش کیا جاتا ہے تم نے اسکا انکار کیا اور اُسکے پیغام کو ٹھکرا دیا۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے۔ کہ اگر یہ کتاب عزیز واقعی اللہ کی طرف سے ہو۔ اور تم بہ شعور سرکشی اور تمرد پر قائم رہو۔ تو پھر تمہارا انجام کیا ہوگا۔ تم کس قدر گمراہ ہو جاؤ گے۔ یعنی یہ باتیں ہیں۔ یا یہ کلام کلام الٰہی نہیں ہے۔ ... اس صورت میں بھی اس کو تسلیم کر لینا اس لحاظ سے مفید ہے کہ اس میں جو تعلیمات ہیں۔ وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہیں۔ ... حق صدق پر خدا کا کلام ہے تو اگر صورت حال یہ ہے۔ تو پھر تمہارے پاس اس محرومی اور بدبختی کا کیا جواب ہوگا ○

قرآن کی صداقت پر خارجی اور باطنی شواہد

ف یہ پیشگوئی ہے۔ کہ ہم قرآن کی حقانیت کے ثبوت میں پوری کائنات کو حرکت میں لے آئینگے۔ اور آفاق میں ایسے ایسے دلائل مہیا کرینگے۔ کہ ہر حق پسند کیلئے اسکا تسلیم کرنا ... ہو جائیگا۔ نیز آفاقی نفسیات میں ایسا علم انقلاب پیدا کریں گے۔ اور ایسا وجدانی اور فطری ... کہ وہ خود بخود اسلامی نظریات و عقائد کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ ان کی تین صورتیں ہیں۔

١- اسلامی فتوحات کی کثرت۔ ... مسلمانوں کی جماعت کا سارے دنیا پر چھا جانا۔ اور ان کے بے پناہ غلبہ و اقتدار سے ثابت کرنا۔ کہ ... تائید ... حاصل ہے۔ ... فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور اسلامی عساکر کے ...

٢- ان دلائل فطرت کو اسلام کی تصدیق میں پیش کرنا۔ جو آفاق میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان مظاہر ... کو نہایت سادہ بیان کرنا جنکا نفس سے تعلق ہے۔

٣- آیندہ زمانے میں ... علیہ کے ظہور ... نبوت کی تصدیق کریں ...

۱- حٰمٓ ۞ ۲- عٓسٓقٓ ۞

۳- كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞

۴- لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞

۵- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞

۶- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۞

۷- وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ

۱،۲- حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ ۞

۳- اللہ غالب حکمت والا تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف اسی طرح وحی بھیجتا ہے ۞

۴- جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُسی کا ہے اور وہی بلند مرتبہ سب سے بڑا ہے ۞

۵- قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتے اور زمین والوں کے گناہ بخشاتے ہیں۔ سنتا ہے اللہ جو ہے۔ وہی بخشنے والا مہربان ہے ۞

۶- اور جنہوں نے اللہ کے سوا رفیق پکڑے ہیں۔ وہ اللہ کو یاد ہیں (انہیں ضرور سزا دے گا) اور تو ان پر داروغہ نہیں ہے۔

۷- اور اسی طرح تجھ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا۔ تاکہ تو بڑی بستی (مکہ) اور اُس کے آس پاس والوں کو ڈرائے اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائے جس کے آنے میں شک نہیں ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۴ ۔ ہماری رائے یہ ہے کہ تیسری تفسیر کی یہ صورت زیادہ صحیح ہے۔ آج کا سائنس اور تجربہ اسلامی نظام حیات کو درست اور فطرت کے قریب سمجھتا ہے ...

سورۃ الشوریٰ

ف۱ یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ... زندگی کے اہم مسائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس میں رسالت کا تذکرہ ہے۔ توحید کی بحث ہے ... اور اس میں شرک کے شبہات کا ازالہ ہے۔ جو اس وقت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوئے ...

خدا کا جلال و جبروت

ف۵ آیت کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کا تعلق ہے آسمان اس کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر اس کی زبردست قدرت اس کو نہ تھامے رکھے ... دوسرے یہ کہ مشرکین جب شرک کا ارتکاب کر کے خدا کی جناب میں سخت گستاخی کا اظہار کرتے ہیں ... اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم ہے کہ اس نے ہر شخص کو ... اور وہ مجبور نہیں کرتا ... فطرت اور عقل کا مطالبہ یہی ہے کہ انسان اپنے ... اور صرف اللہ کے سامنے تذلل و عبودیت کا اظہار کرے ... آپ کو سب سے افضل ... فرشتے ... ان کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں۔ (روح المعانی صفحہ ...)

لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ○
۸- وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ
يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ
مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ○
۹- أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ
الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ○
۱۰- وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ
ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○
۱۱- فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ
أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ
يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْبَصِيرُ ○

دن سے ڈرائے جس میں شک نہیں۔ ایک فریق بہشت
میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں ○
۸- اور اگر چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت میں بنا دیتا لیکن
وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور جو
ظالم ہیں ان کا نہ کوئی رفیق اور نہ مددگار ○
۹- کیا انہوں نے اللہ کے سوا رفیق پکڑے ہیں۔ سو اللہ جو
ہے وہی کام بنانے والا اور وہی مُردے جِلاتا ہے اور
وہ ہر شے پر قادر ہے ○
۱۰- اور جس چیز میں تم اختلاف کرو گے اس کا فیصلہ اللہ کے حوالہ
ہے۔ یہ اللہ ہی ہے جو میرا رب ہے۔ اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے
اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ○
۱۱- آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس نے تم ہی میں سے
تمہارے لئے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں وہ
تمہیں اس میں پھیلاتا ہے اس کی مانند کوئی چیز نہیں
اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۵- اس زندگی کا نصب العین ہی یہ ہے کہ وہ ہر اطاعت کے [illegible] اور اسکے حکموں کی قطعاً مخالفت نہ کریں۔ پھر ان کی یہ خوبی بھی ہے کہ یہ انسان کیلئے بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور حظیرۃ القدس سے انوار چھینٹے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ باوجود اپنے بے شمار گناہوں کے خدا کی رحمت سے محفوظ ہے۔

ف حضور کو ان مشرکین سے بڑی ہمدردی تھی آپ دل سے یہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ ہدایت پذیر ہو جائیں۔ اور پھر جب آپ دیکھتے کہ یہ لوگ قرآن کو نہیں مانتے اور توحید کے اسرار کو نہیں سمجھتے ہیں تو آپ کو سخت قلق ہوتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ہدایت کے ذمہ دار نہیں اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو نہ سہی آپ کیوں فکر کریں۔ اور بہر حال اپنے فرائض تبلیغ میں مصروف رہیے یعنی قرآن کتب سابقہ کی طرح صداقت اور حقانیت کا حامل ہے۔ اسکو عربی میں اس لئے نازل کیا گیا ہے۔ تاکہ مکہ والوں کے تمام حجت ہو جائے اور وہ یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہم قرآن کو کچھ نہیں سمجھتے [illegible] اگر عجمی زبان میں قرآن نازل ہوتا تو ہم ضرور تسلیم کرتے [illegible] کہ قرآن اُم القریٰ [illegible] قوم کو اللہ تعالیٰ [illegible]

قیامت کیلئے منتخب کر لیا جاتا ہے۔ [illegible] ہوا دنیا میں جو [illegible] کہ وہ [illegible] کو [illegible] سمجھ سکے! [illegible] کوئی عذر مسموع نہ ہو [illegible] رسالت سے ساری دنیا میں جو اسلام پہنچے وہ یقینی عملی اور قطعی ہو۔

حاشیہ صفحہ ھذا:- ف غرض یہ ہے۔ کہ نفوس انسانی کی تقسیم بالکل فطری ہے۔ اور اللہ کی مصلحت کے مطابق ہے وہ اگر چاہتا تو سب کو ایک ہی طرح کا بنا دیتا۔ اسکے لئے یہ بہت آسان اور سہل تھا۔ اور جب کہ اس نے ان اختلافات کو باقی رکھا ہے تو ان سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ بلکہ شدید چھان بین کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے۔ [illegible]

وہ حکم خدا ہے

ف جب اس حقیقت کا اظہار فرما دیا ہے۔ کہ اختلاف خطرناک بھی اور فطری بات ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ کیا پھر فیصلہ کی کوئی صورت نہیں اور کیا حق و باطل میں کوئی امتیاز نہیں معلوم ہو سکتا۔ اس کا جواب دیا ہے کہ فیصلہ کی صورت یہ ہے۔ کہ اللہ کے حکم کو مان لیا جائے اور اپنے ذاتی خیالات و افکار کو ترجیح نہ دی جائے۔ کیونکہ سارے جھگڑے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب ہر شخص اپنی ذاتی رائے پیش کرے اور اپنے سے [illegible]

۱۲- لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○
۱۳- شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ
وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ
مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○
۱۴- وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ
بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ
رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ○

۱۲- آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ جس کے
کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔
بیشک وہ ہر شے کو جانتا ہے ○
۱۳- اس نے تمہارے لئے دین کی وہ راہ مقرر کی جس کا اس
نے نوح کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے (اے محمدؐ) تیری طرف
وحی کی ہے اور جو ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم
دیا تھا یہ کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔
مشرکوں پر وہ بات بھاری ہے جس کی طرف تُو انہیں
بلاتا ہے۔ اللہ جسے چاہے اپنی طرف چن لے اور اپنی طرف
اُسے راہ دکھاتا ہے جو رجوع ہوتا ہے ○
۱۴- اور انہوں نے آپس کی ضد سے علم آنے کے بعد پھوٹ
ڈالی۔ اور اگر وہ بات نہ ہوتی جو تیرے رب سے ایک وقت مقرر
تک کے لئے نکل چکی ہے تو ان میں فیصلہ ہو جاتا۔ اور وہ جو ان کے
بعد کتاب کے وارث ہوئے ان کی طرف سے قوی
شک میں ہیں ○

حاشیہ صفحہ ۱۱۵۶۔ ہم اپنے اعمال اور عبادات کی نوعیت کو کوئی اہمیت نہیں
...ہیں براہ راست ہر معاملہ میں اللہ کی اطاعت کو ... کرتے ہیں۔ اور ان کے
...کو بلا شرط توحید تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر اختلافات ... ہو سکتے
...اور خیالات میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے۔ گویا ... خدا ہو حکم ہے۔
...انسان کی ذہنی و فکری مشکلات میں آخری وجہ استشہاد ہے۔ یہی
...پروردگار ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور اسی کی جانب ...
...تعلق سے جھکتا ہوں۔

وہ بے نظیر ہے

...صفات الٰہی کا تذکرہ ہے۔ کہ وہ خدا ہو حکم ہے۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا
...کیا ہے۔ اسکو وسائل و ذرائع کی قطعاً احتیاج نہیں۔ اس نے بلا تکلف
...ہم نے کائنات کو پیدا کیا۔ اور وہ جو کے قدرت سے نوازا۔ پھر اس نے انسانوں
...جو ان کو جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ تاکہ اس طرح ان کی نسل میں افزائش ہو۔ اور
...بے مثل اور بے نظیر ہے۔ دنیا کی کوئی چیز بھی ذات میں اور صفات میں اس کی
...تقابل نہیں کر سکتی۔ وہ سارے عالم امکان کو پیدا کرنیوالا ہے۔ اور سارے
...ذرات سے واقف ہے۔ وہ لوگوں کی سنتا ہے اور حالات و کوائف کو جانتا
...

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۱۲ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اس کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہے
زیادہ روزی سے بہرہ مند کرے۔ اور جس کو چاہے کم۔ وہ ہر مصلحت سے
آگاہ ہے۔ اور ہر بات کو کامل طور پر جانتا ہے۔
جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا سے اس طرف اشارہ کرنا
مقصود ہے۔ کہ تم لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک روا
رکھو کیونکہ وہ تم ہی میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات استوار کرو۔
لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ میں بظاہر یہ اشکال ہے کہ نفی تو اس بات کی کی گئی ہے
کہ اللہ کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔ نہ اس بات کی کہ اللہ کی مثل کا ہونا بھی ممکن
ہے اس لئے یہ بالکل خلاف منشا ہے۔ جواب یہ ہے کہ عرب جب کہتے تھے۔
کہ مثلی لا یفعل کذا کہ میری طرح کا آدمی یوں نہیں کر سکتا۔ تو ان کے معنی یہی
ہوتے تھے۔ کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ محاورہ ہے۔ اس طرح اس کے معنی بھی
یہی ہونگے۔ کہ اللہ کی ذات کے مانند کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ مثل سے مراد ذات
ہے۔ معنی زائد نہیں۔

حل لغت

وَصّٰى۔ تاکید فرمائی۔ وحدت ادیان کی طرف تلمیح ہے۔ کہ ہر جگہ یکجا کیا
گیا ہے۔ حق۔ صداقت کے اعتبار سے بالکل یہی چیزیں پہلے انبیاء کو بھی
ملیں۔ سَبَقَتْ۔ یعنے پہلے طے ہو چکا۔

۱۵- فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا
تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۖ
اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ
اَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ يَجْمَعُ
بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ
۱۶- وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ
لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ
غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ○
۱۷- اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ
وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ○
۱۸- يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ

۱۵- سو تو اسی کی طرف بلا اور قائم رہ جیسے تجھے حکم ملا ہے
اور انکی خواہشوں کا پیرو نہ ہو اور کہہ کہ میں ہر کتاب پر جو
اللہ نے نازل کی ہے ایمان لایا اور مجھے حکم ملا ہے کہ تم
بیچ انصاف کروں۔ اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے
لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں۔ ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں
اللہ ہم سبکو جمع کریگا۔ اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ○
۱۶- اور جو لوگ اللہ کے بارے میں اسکے بعد کہ خلق اس کو
مان چکی حجتیں نکالتے ہیں۔ انکی حجت انکے رب کے نزدیک باطل
ہے اور ان پر غضب ہے اور انکے لئے سخت عذاب ہے ○
۱۷- اللہ وہ ہے جس نے کتاب سچے دین پر اتاری اور ترازو بھی
نازل کی، اور تو کیا جانے شاید قیامت قریب آگئی ہو ○
۱۸- جو قیامت کو نہیں مانتے وہ اسے جلد مانگتے ہیں اور جو اسے
مانتے ہیں وہ اس سے کانپتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے

اہل کتاب کی بددیانتی

ف۱ یعنی اہل کتاب خوب جانتے ہیں۔ کہ حضورؐ صدق و حقانیت کا پیغام لے کر آئے ہیں ان پر اتمام حجت ہو چکی ہے۔ یہ تمام علائم و معارف نبوت کو دیکھ چکے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ اس میں کسی طرح کے شک و شبہ کو دخل نہیں ہے یہ محض انکی ضد ہے عناد اور تعصب ہے۔ کہ محض اپنی مصالح دنیوی کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات طے نہ ہوتی۔ کہ انکی تکذیب کا بدلہ قیامت میں دیا جائیگا۔ تو یہ اپنی خیانت اور بددیانتی کی وجہ سے کبھی کے نیست و نابود ہو چکے ہوتے۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے۔ کہ تمام گناہوں کی سزا کو ایک مقررہ دن کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ ورنہ یہ ممکن تھا۔ کہ قانون حق وصداقت [illegible] اور فطرت کے انتقام سے بچ جائیں۔ فرمایا۔ انکی اس بددیانتی کی وجہ سے [illegible] پریشان ہیں۔ کہ کیا کریں۔ مانیں یا نہ مانیں جب یہ لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ اہل کتاب کے علماء جو جانتے بوجھتے ہیں وہ اسلام کی صداقتوں کو قبول نہیں کرتے۔ تو پھر لا محالہ انکے دلوں میں اس طرز عمل سے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ اسلام کی برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔

پیغمبر کا استقلال

ف۲ ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں کی محرومی اور مخالفت کی وجہ سے آپکے پیغام و عزم میں کوئی کمزوری نہیں پیدا ہونی چاہئے۔ آپ بدستور انکو اسی طرف بلاتے رہیے بلا لحاظ ہو کر آپکے اپنے استقلال میں ذرہ بھی لغزش پیدا ہو جائے آپ انکے جذبات اور خیالات کی پرکاہ برابر بھی پرواہ نہ کریں۔ بس یہی کہتے جائیے۔ کہ میرا ایمان تو اللہ کی تعلیم پر ہے۔ میں اسی کو مانتا ہوں اور مکلف ہوں۔ کہ اسی کی روشنی میں تمہارے درمیان عادلانہ طرز عمل اختیار کروں۔ اللہ ہمارا تمہارا پروردگار ہے۔ ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے اور صورتاً تم میں اور ہم میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ایک وقت مقررہ پر ہم سب کو جمع کریگا۔ اسکے حضور میں سب کو جانا ہے۔ وہاں جاکر معلوم ہوگا۔ کہ کون حق وصداقت پر ہے اور کون گمراہ ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱۵۹ پر)

حل لغات:۔ دَاحِضَةٌ۔ باطل۔
اَلْمِیْزَان۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو نازل فرمایا ہے۔ اسی طرح اسکی صداقتوں کو تولنے کیلئے معیار بھی نازل فرمائے ہیں۔

اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِى
السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍ ۭ بَعِيْدٍ ○
۱۹ - اَللّٰهُ لَطِيْفٌ ۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ○
۲۰ - مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ
فِىْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا
نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○
۲۱ - اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ
مَا لَمْ يَاْذَنْ ۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ
الْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
۲۲ - تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
وَهُوَ وَاقِعٌ ۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سنتا ہے جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑا کرتے ہیں - وہ
پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں ○
۱۹- اللہ اپنے بندوں پر نرمی کرتا ہے - جسے چاہتا ہے
رزق دیتا ہے اور وہ قوی غالب ہے ○
۲۰- جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی میں اسے زیادہ
دینگے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے کچھ
دینگے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ بھی نہیں ○
۲۱- کیا ان (اہل مکہ) کے اور شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین میں
وہ راہ ڈالی ہے جس کا اذن اللہ نے نہیں دیا اور اگر فیصلہ کی بات
(قیامت پر) نہ ہوتی تو ان میں (ابھی) فیصلہ ہو جاتا اور بیشک جو
ظالم ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے ○
۲۲- تو ان ظالموں کو دیکھیگا کہ جو کچھ انہوں نے کمایا ہے اس سے ڈرتے
ہونگے اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۸ - یہ انداز بیان کا اشارہ ہے بجز مقصود خیر ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ پیغمبر سے تم غلط طرح کی توقعات نہ رکھو۔ وہ برابر ہر حال اللہ ہی میں رہیگا - اور عزیمت و استقامت کے ساتھ اللہ کے پیغام کو تم تک پہنچاتا رہیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ تمہاری خواہشات نفس کی پیروی کرے تم اہل کتاب سمجھے جاتے مسلمانوں سے کہتے تھے۔ کہ کیوں نہ ہم اور تم ان انبیاء پر متفق ہو جائیں۔ جن پر تمہارا بھی ایمان ہے اور حضورؐ کی نبوت کو جو مختلف فیہ ہے۔ چھوڑ دیں۔ اس کا جواب دیا ہے کہ چونکہ حضورؐ میں اور گزشتہ انبیاء میں کوئی فرق نہیں سب کے پیغام میں یکسانی اور وحدت ہے اور معجزات و خوارق بھی انکی تائید میں تم دیکھتے ہو۔ تو پھر کیوں نہ انکی نبوت کو تسلیم کر لیا جائے۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

اللہ نہایت شفیق ہے

ف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں بدرجہ غایت مہربان ہے۔ جس کو چاہتا ہے حسب ضرورت اپنی ربوبیت عامہ سے بہرہ مند کرتا ہے۔ رزق اور دولت کے تم ضرورت مند ہو۔ چاہے تو فقیروں کی جھولیاں لعل و گہر سے بھر دے۔ کوئی شخص اسکے ارادوں میں اسکی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ وہ صاحب قوت و اقتدار ہے اسے ہر چیز پر اسکی قدرت ہے۔ اگر تم لوگ اسے چاہتے ہو۔ اور اسکی مہربانیاں کو حاصل کرو۔ اور قوت و منفعت کے اگر اللہ رحمت کو پالو۔ تو اسکی صورت یہی ہے کہ رو، بہ کرم ہوتا ہے گا۔ اللہ ہی کی رضا کے مطابق ہر قدم پر چلو۔ اور اسی کے منشا کو پورا کرو۔ پھر دیکھو کہ تم میں قوت پیدا ہو جاتی ہے جس طرح ظلمت پر چھا جاتے ہو۔ اس عمل پر تمکو اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس منبع فیوض و برکات کے ساتھ ذاتی انتساب بھی برتری اور علو حاصل کرنے کیلئے کافی ہے یہ نا ممکن ہے کہ تم اسکے ساتھ عبودیت اور نیاز مندی کا تعلق جوڑو اور تم دنیا میں مارے مارے پھرو۔ جب ایک معمولی دوست اپنے دوست کی توہین گوارا نہیں کرتا۔ تو وہ کیونکر اپنے دوستوں، عقیدتمندوں اور اپنے غلاموں کی توہین برداشت کر سکتا ہے

دوستاں را کجا کنی محروم ○ تو کہ با دشمناں نظر داری

وہ لطف و شفقت کا پیکر ہے اس نے اپنے اوپر عفو و کرم گستری کو لازم قرار دے لیا ہے۔ وہ ماں باپ سے زیادہ اپنی مخلوق کو چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنے ایوان جلال میں سب کو بلاتا ہے۔ اور دعوت اجابت دیتا ہے تم محبت کے رنگ میں اگر تم نہیں وہ تمام تر کیا اب قبولیت کو کشادہ ہیں تمہارے معروضات کو سنیں گے ○

حل لغات:- لطیف :- باریک بین اور نہایت درجہ شفیق اور مہربان

الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا
یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۝
۲۳ - ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً
نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝
۲۴ - اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ
یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَیَمْحُ اللّٰهُ
الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
۲۵ - وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا
عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝
۲۶ - وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

انہوں نے نیک کام کئے وہ بہشت کے سبزہ زاروں میں
ہوں گے۔ اُن کے لئے جو بھی، وہ اپنے رب کے پاس
چاہیں گے موجود ہے۔ یہی تو بڑا فضل ہے ۝
۲۳۔ یہ وہ ہے جس کی بشارت اللہ اپنے بندوں کو دیتا ہے۔
جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے تو کہہ میں تم سے
اس (قرآن) پر سوائے رشتہ کی محبت کے اور کچھ مزدوری
نہیں مانگتا اور جو نیکی کمائے گا ہم اسکے لئے اس نیکی میں خوبی
بڑھائینگے۔ بیشک اللہ بخشنے والا قدردان ہے ۝
۲۴۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سو
اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مُہر لگا دے اور اللہ اپنی
باتوں سے جھوٹ کو مٹاتا اور حق کو ثابت کرتا ہے۔ بیشک
وہ دلوں کی بات جانتا ہے ۝
۲۵۔ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور بُرائیاں
معاف کرتا اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے ۝
۲۶۔ اور ایماندار وں کی جو بھلے کام کرتے ہیں دعا قبول کرتا ہے

زندگی کی دو راہیں

ف فرمایا کہ دو قسم کی زندگیاں ہیں اور یہ تمہارے انتخاب پر موقوف ہے کہ تم
لوگ کس نوع کی زندگی کو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اختیار و انتخاب
میں پوری پوری آزادی دے رکھی ہے اگر کشت آخرت چاہتے ہو۔ تو اس کی
مہربانیاں تمہارے شامل حال ہونگی۔ وہ تم کو ہر نوع کی اعانت سے نوازے گا اور
اور اگر کشت آخرت کی ضرورت نہیں ہے۔ دنیا کی خواہشوں کی حد تک
ہو اور اسی زندگی کا صلہ چاہتے ہو۔ تو یہ بھی تم کو مل سکتی ہے۔ مگر پھر تم
آخرت کے حقوق میں تم دنیا کی کسی شے سے محروم نہیں رہوگے۔
اگر تم نے صرف دنیا کو حاصل کیا۔ تو پھر وہاں کچھ نہیں ملیگا۔ ان دونوں
باتوں کو خوب سمجھ لو اور اپنے لئے ایک راہ متعین کر لو۔ دنیاوی راہ تو عقبیٰ
کی نعمتوں سے بالکل محروم کر دیتی ہے۔ اور آخرت کی راہ میں دونوں کی
سعادتیں موجود ہیں۔

حضورؐ کے اقرباء کی محبت

ف اہل بیت سے محبت اور عقیدت رکھنا بلا ریب جزو ایمان ہے اور وہ
بدبخت ہے جو اس سعادت سے محروم رہنا پسند کریگا۔ حضورؐ کے اقارب
سے تعلقات ارادت اس بات کی علامت ہے کہ دلوں میں تقویٰ اور
پاکیزگی موجود ہے اور حب پیغمبر کا جذبہ موجزن ہے۔ اور درحقیقت یہ
عشق نبوی کا لازمی نتیجہ ہے۔ جب حضورؐ سے محبت ہوگی۔ تو پھر آپ کے اقرباء
سے عداوت رکھنا کوئی معنے ہی نہیں رکھتا۔ یہ ایسا پاک جذبہ ہے کہ امام
شافعیؒ تمام سنیوں کے اس بات پر فخر و ناز کرتے ہیں کہ
ان کان رفضاً حب آل محمد فلیشهد الثقلان انی رافضی
کہ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا رفض ہے۔ تو زمین اور آسمان
گواہ رہیں۔ کہ میں رافضی ہوں۔ ہاں یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ اس آیت میں
اسی محبت کی طرف اشارہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسا استحقاق
نہیں کرتے۔ جس کا تعلق اساس دین سے ہو۔ اقارب کی عزت و احترام
تقاضائے ایمان ضرور ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱۶۱ پر)

حل لغات: روضت ۔ روضہ کی جمع ہے۔ بمعنے باغ۔ حسنت
معنے نعمات جنس ... ہونگے۔ المودۃ ۔ مصدر مشتق محبت میں داخل
نہیں ہے کیونکہ حضورؐ اپنے قاعدے کو ... محبت رکھنا کسی تبلیغ کا صلہ نہیں ہے

وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ○

اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور جو منکر ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے ○

٢٧- وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ○

٢٧- اور اگر اللہ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کرے تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگیں۔ لیکن جس قدر چاہتا ہے اندازہ سے اتارتا ہے وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا دیکھتا ہے ○

٢٨- وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ○

٢٨- اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش نازل کرتا اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا لائق تعریف ہے ○

٢٩- وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ○

٢٩- اور اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین اور ان جانوروں کی پیدائش ہے جو ان دونوں کے درمیان پھیلائے ہیں اور وہ جب چاہے انہیں جمع کرنے پر قادر ہے ○

٣٠- وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ○

٣٠- اور جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہے اور بہت باتوں سے درگزر کرتا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ١١٦٠ ... اور حظ نفس ... سے اس کو تعلق نہیں ہے یہی کام ہے صرف اللہ کی اطاعت اور حضور کی پیروی کا۔ یہ وہ آخر ہیں۔ اسلام کے سامنے نظام حیات کے ... علاوہ تمام پاک شخصیتیں اپنی جگہ بہ تابل اکرم ہیں مگر دین نہیں ہیں۔ اسلام صرف حقائق کا نام ہے۔ صداقتوں سے تعبیر ہے۔ شخصیتوں کو اس میں دخل نہیں ہے۔ پھر اگر آیت کے یہی معنے ہوں۔ جو عام طور پر پیش کئے جاتے ہیں تو اس میں شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ معاذ اللہ حضور نے یہ سارا کھڑاگ ہی اس لئے کھڑا کیا تھا۔ کہ بعد میں لگے اقربا و اعزہ ان فتوحات اور دنیا کا فائدہ اٹھائیں۔ حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے حضور دوسرے انبیاء کی طرح اپنی تبلیغی مساعی پر اجر اسکے کچھ نہیں چاہتے۔ کہ لوگ انکی پاک کوششوں کو ہمارا دینا جانیں۔ اور اسلام کو قبول کریں۔ بس الا المودة فی القربیٰ کے معنے یہی ہیں کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ مجھے اپنا عزیز اور قریبی سمجھو اور مجھ سے وہی سلوک روا رکھو جو اقربا سے روا رکھا جاتا ہے۔ مجھے اپنا دشمن قرار دے کر اپنا حسد و بغض اور بیجا تعصب ختم کرو۔

ختم اللہ علی قلبک کے معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ صفت اللہ پر افترا نہیں کرسکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے آپ کے قلب پر مہر کردے یعنی جس طرح یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ آپ غلط سلط باتیں اللہ کی طرف منسوب کریں۔ دوسرے یہ کہ یہ لوگ تو اس طرح کے الزامات سے آپکے دل پر برداشت کرتے ہیں۔ مگر اللہ چاہیگا تو آپکے دل پر تسکین و طمانیت کی مہر ثبت کردیگا۔ تاکہ ان کے اس طرز عمل کا اثر آپ تک نہ پہنچے اور آپ استقلال و عزیمت کے ساتھ اللہ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاتے رہیں۔

مادیات میں غور و فکر

ف قرآن حکیم اس بات پر بڑا زور دیتا ہے۔ کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے آثار قدرت کو غور و تعمق کی نظر سے دیکھیں جو کارگاہ حیات کو زندگی بخش رہے ہیں۔ اسکے معنے یہ ہیں کہ جس طرح یہ ضروری ہے کہ شریعت اور فقہ کا مطالعہ کیا جائے معاشرتی قوانین کی نازک ... پر غور کیا جائے۔ روحانیت و اخلاق کو زیر بحث لایا جائے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ قدرت، طبیعت اور ... کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ اور کائنات کے اسرار و رموز کو دریافت کیا جائے کیونکہ جس طرح صحیح معاشرتی اور اخلاقی تعلیم سے انسان کو روحانی سعادت حاصل ہوتی ہے اور اسکے مشکل ترین مسائل سلجھ جاتے ہیں اور زندگی نہایت پرسکون اور پرطمانیت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صحیفہ قدرت کی تصریح سے استنباط مسائل ہماری مادی قوتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ اور تمدن کو زیادہ وسیع، زیادہ شاندار اور زیادہ بہتر بنا دیتا ہے۔ (باقی ...)

حل لغات: بقدر۔ یعنی ایک اندازے کے ساتھ اس طرح کہ کائنات کا نظام باقی رہے۔ قنطوا۔ مایوس ہوگئے۔ قنوط سے ہے۔ یعنی ناامیدی۔

بث۔ پھیلایا۔ منتشر کیا۔ دابۃ۔ ہر وہ زمین پر چلنے والے جانور

۳۱ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○

۳۲۔ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ○

۳۳۔ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○

۳۴۔ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ○

۳۵۔ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ○

۳۶۔ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ

۳۱۔ اور تم زمین میں بھاگ کر عاجز کرنیوالے نہیں ہو، اور اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی کارساز اور مددگار نہیں ہے ○

۳۲۔ اور اسکی نشانیوں میں سے سمندر میں چلتے جہاز ہیں جیسے پہاڑ ○

۳۳۔ اگر وہ چاہے تو ہوا بند کر دے پس جہاز سمندر کی پشت پر کھڑے رہ جائیں۔ بیشک اس میں ہر صابر شاکر کیلئے نشانیاں ہیں ○

۳۴۔ یا انکو انکی کمائی کے سبب تباہ کر دے اور بہت تقصیروں معاف کر دیتا ہے ○

۳۵۔ اور تاکہ وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں جان لیں انکے لئے کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ہے ○

۳۶۔ سو جو تمہیں کچھ ملا ہے سو حیات دنیا کی بہرہ مندی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۱۔ قرآن کا منشا یہ ہے۔ کہ سابقہ مذاہب نے جو دماغوں میں یکسر کا جمود اور تعطل پیدا کر رکھا ہے۔ وہ دور ہو اور غور و فکر کیلئے فراخ اور شاداب میدان مہیا ہوں۔ تاکہ انسانی تحریکات اور فتوحات فکری اپنے لئے ایسے تلیم و مدد کو پائیں۔ کہ کبھی وہ نہیں ختم نہ ہو۔ اس لئے آپ اس کتاب عزیز میں دیکھیں گے کہ آسمانوں اور زمین کی وسعتوں پر غور کرنے کیلئے بار بار آمادہ کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا کہ تمام مظاہر قدرت پر غور و فکر کرو۔ اور سوچو اور پھر اس نتیجہ پر پہنچو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں کس درجہ وسیع ہیں اور وہ کس درجہ لائق اکرام و احترام ہیں۔

فرمایا اللہ نے اجرام سماوی کو پیدا کیا ہے۔ زمین کو بھی تمہارے پاؤں تلے بچھایا۔ اور پھر اس میں زندہ کائنات بھی پھیلا رکھی ہے۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ وہ جب چاہیگا انسانوں کو حساب کے لئے جمع کر سکیگا۔ کہ بتاؤ تم نے دنیا میں رہ کر اپنے فرض سے کس حد تک استفادہ کیا۔

اسی طرح اسکی نشانیوں میں سے بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز ہیں۔ کہ سمندر میں پہاڑوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تم کیلئے کچھ قوانین مقرر کر رکھے ہیں۔ اگر وہ ہواؤں کو روک لے اور ان قانونوں کو حرکت میں نہ لائے تو کشتیاں اور یہ جہاز ایک قدم آگے نہ بڑھ سکیں۔ وہ لوگ جو صبر کے زیور سے آراستہ ہیں اور جو اشکال نعمت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مظاہر قدرت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اہل یورپ ان کو تو قرآن جانی

کرتا ہے۔ کہ سمندروں پر حکومت دوسری قوموں کی ہے۔ آج وہ جانتے ہیں۔ کہ کیونکر بڑے بڑے جہازوں کو سمندر کی سطح پر چلایا جا سکتا ہے۔ اور جن کو انکی طرف توجہ دلائی تھی۔ وہ محض نا آشنا ہیں۔

درمیان میں بعض بڑی حقائق کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اور بعض غلط فہمیوں کو دور کیا ہے۔ مثلاً لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جو مصیبتیں آتی ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا ہے۔ کہ جہاں تک اجتماعی مصائب کا تعلق ہے۔ وہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اور تمہارے اکثر جرائم تو ایسے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے یکسر درگذر فرماتے ہیں۔ اور انکی سزا نہیں دیتے۔ ورنہ تمہارے لئے جینا مشکل ہو جائے۔ اسی طرح ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا ہے۔ کہ تمہاری مخالفانہ کوششوں سے، اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا یقین رکھو۔ کہ تم اللہ کو عاجز اور مجبور نہیں کر سکتے پھر اسی طرح دنیا کے دولت کے متعلق جو ان لوگوں کا خیال تھا۔ اس کی تردید فرمائی۔ اور کہا کہ سچی اور حقیقی زندگی متقی اور آخرت کی زندگی ہے۔ اور اللہ کے نیک بندے اسی زندگی کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

حل لغات:۔ کالاعلام۔ پہاڑوں کی طرح۔ اعلام جمع علم کی ہے۔

یوبقھن۔ تباہ کر دے۔

الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ
لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝
٣٧- وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝
٣٨- وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ
وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝
٣٩- وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ
يَنْتَصِرُونَ ۝
٤٠- وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا ۖ فَمَنْ
عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ

ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ایمانداروں اور ان کیلئے
جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں بہتر اور پائیدار ہے ۝
٣٧- اور ان کیلئے جو کبیرہ گناہ اور بے حیائی کے کاموں سے
بچتے ہیں۔ اور جب انہیں غصہ آتا ہے۔ تو وہ معاف
کر دیتے ہیں ۝
٣٨- اور انکے لئے جنہوں نے اپنے رب کا فرمان مان لیا اور نماز
پڑھی اور انکا کام انکے درمیان مشورے سے ہوتا ہے اور جو
ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۝
٣٩- اور انکے لئے کہ جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے
ہیں (یعنی کفار سے جہاد کرتے ہیں) ۝
٤٠- اور بدی کا بدلہ اسی کی مانند بدی ہے۔ پھر جس نے
معاف کیا اور صلح کی تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ بیشک وہ

اہل عقبیٰ

ف ان آیتوں میں ان لوگوں کی صفات کا تذکرہ ہے۔ جن کے لئے عاقبت کی زندگی ہے۔ اور جو آخرت میں روحانی سعادتوں سے بہرہ مند ہونگے۔ فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مصائب و شدائد میں اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور سراسر پاکباز ہیں۔ وہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان کا دامن کبیرہ گناہوں سے آلودہ نہ ہو۔ ان میں یہ صلاحیت اور قوتِ برداشت ہوتی ہے۔ کہ جب جذبات میں اشتعال پیدا ہو۔ غصہ و غضب رونما ہو۔ تو اس وقت وہ اپنے خصم اور مخالف کو معاف کر دیں۔ جو لوگ اللہ کے حکم کے تابع ہیں پھر ابتلاء کو جو اس کی طرف سے ہو۔ بخندہ پیشانی برداشت کریں۔ اور نماز کو اس کی تمام شروط ظاہری و باطنی کے ساتھ ادا کریں۔ پابندیٔ وقت کے ساتھ پڑھیں۔ معنے اور مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور مقام احسان کو حاصل کریں۔ جہاں بندہ اپنے مولا کے قرب کو حاصل کر لیتا ہے۔ وہ اس طرح عبادت میں معروف ہوتا ہے۔ کہ گویا کہ اپنی بصیرت کی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہا ہے۔ جو زکوٰۃ دیں اور اپنے مال و دولت کو اسی راہ میں خرچ کریں۔ اور وہ لوگ جو شریر دشمن کے مقابلہ میں عاجز اور کمزور نہ ہوں۔ جو بلا دریغ ان سے ضرور بدلہ لے سکیں۔ اور ان کو ان کے مفسدانہ طرزِ عمل سے باز رکھ سکیں۔ کیونکہ برائی اور شرارت کی جزا بھی اسی قدر ہونی چاہئے۔ ہاں جو شخص چاہے کہ باوجود قابو پالینے کے اور غصہ و غضب کے اپنے مخالف کو معاف کر دے۔ تو یہ بھی اور سلسلے اور بہتر پوزیشن ہے۔ اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اور عفو کا مقام ایسا مقام ہے۔ جس کا مرتبہ عام لوگوں سے بلند اور برتر ہے ۝

یہ واضح رہے۔ کہ اسلام نے جو دین فطرت ہے ایک طرف تو عفو کی فضیلت کو بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ عادت عزیمت کی عادت ہے۔ اور دوسری طرف سزا اور بدلہ کی بھی تعریف کی ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اصل میں نہ عفو بہتر ہے۔ اور نہ سزا و انتقام۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ مقام اور حالات کے مطابق ان دونوں حربوں میں سے کون حربہ زیادہ مفید رہیگا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خاموشی مہربانی اور کریمانہ درگزر سے فتنہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور مقصد حاصل ہو جاتا ہے! اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شریر کا غصہ نرمی سے اور بڑھ جاتا ہے! اور وہ اس کو عاجزی اور ضعف پر محمول کرتا ہے۔ لہٰذا اسلام کہتا ہے کہ تم ان دونوں چیزوں کو اپنے سامنے رکھو اور جو موزوں سمجھو کرو تمہیں کسی ایک چیز کیلئے مجبور نہیں

کیا جاتا۔ حل لغات۔ اَلْفَوَاحِش بے حیائیاں۔ اِسْتَجَابُوا یعنی انہوں نے ان کی دعوت کو پورا کیا۔ [illegible] لفظاً تسلیم کرنے کا عہد

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○
٤١- وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ○
٤٢- اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ
النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
٤٣- وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○
٤٤- وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ
مِّنْ بَعْدِهٖ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا
الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ○

ظالموں کو پسند نہیں کرتا ○
۴۱- اور جو کوئی ظلم سہنے کے بعد بدلہ لے گا تو ان پر کوئی
راہ (ملامت) نہیں ہے ○
۴۲- راہِ ملامت صرف ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے
اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ انہیں کیلئے
دکھ کا عذاب ہے ○
۴۳- اور البتہ جس نے صبر کیا۔ اور بخش دیا۔ بیشک یہ
بات ہمت[ف] کے کاموں میں سے ہے ○
۴۴- اور جسے اللہ نے گمراہ کیا۔ اسکے لئے اللہ کے بعد
کوئی کارساز نہیں اور تو ظالموں کو دیکھیگا۔ کہ جس
وقت وہ عذاب دیکھیں گے کہینگے کہ بھلا پھر جانے کی بھی کوئی

ف یعنی وہ لوگ جن سے
بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ
توفیق ہدایت چھین لے ۔ وہ
چارہ سازی سے محروم رہیں گے۔

گھاٹے میں کون ہے

وہ لوگ جنہوں نے دنیا
میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس
نہیں کیا۔ اور کفر و شرک
اختیار کرکے اپنے قلب
و وجدان پر ظلم کیا ہے۔
ان سے عالم عقبےٰ میں بہت ہی
ذلیل کن طرزِ عمل روا رکھا جائیگا
ان کی روحِ افتخار کو کچل ڈالا
جائے گا۔ اور اس تمام غرور و کبر
کی وجہ سے یہ قرآن حکیم تسلیم نہ
کرتے پاؤں تلے مسل دیا جائے گا۔
محسوس کریں گے۔ کہ ذلت و نکبت نے
چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ وہ زنجیر
روبرو لائے جائیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ
سخت غصّے اور غضب کا اظہار کریں

(باقی ۱۱۶۵ پر)

حلِ لغات

اِنْتَصَرَ۔ بدلہ اور انتقام
لیا۔ انتصار سے ہے۔

۴۵۔ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ
الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ○

۴۵۔ اور تو انہیں دیکھے گا کہ دوزخ پر ذلت سے عاجزی کرتے ہوئے پیش ہونگے چھپی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اور ایمان والے کہیں گے بیشک زیان کار وہ ہیں۔ جنہوں نے قیامت کے دن آپکو اور اپنے لوگوں کو نقصان میں ڈالا۔ سنتا ہے ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہونگے ○

۴۶۔ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
مِنْ سَبِيْلٍ ○

۴۶۔ اور اللہ کے سوا کوئی اُن کے دوست نہ ہونگے، کہ انکی مدد کریں اور جسے اللہ نے گمراہ کیا۔ اس کے لئے کوئی راہ نہیں ○

۴۷۔ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ
يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ○

۴۷۔ اپنے رب کا حکم مان لو اس سے پہلے کہ اللہ کی طرف سے ف۱ وہ دن آئے جس کا پھیرنیوالا کوئی نہیں اس دن تمہارے لئے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ تم انکار ہی کر سکو گے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۳

جس وقت ان کی نظریں اوپر کو نہ اٹھیں گی۔ مسلمانوں کو یہ دیکھیں گے۔ مگر دزدیدہ نگاہوں سے۔ وہ بھی تاڑ جائیں گے اور ان سے کہیں گے۔ کہو آج کون خسارے میں ہے۔ دنیا میں تو تم لوگ کہتے تھے۔ کہ مذہب کو قبول کر کے اپنی آزادی کو کھو دیتا ہے۔ لذتوں اور مسرتوں سے محروم ہوتا اور گھاٹے کو قبول کرتا ہے۔ آج بتاؤ کون ہر طرح کی جنتوں سے بہرہ مند ہے۔ کون باغوں اور نہروں میں رہتا ہے۔ کس کے عفیف اور جمیل حوریں تابع ہیں۔ کون رب رحیم کے الطاف گوناگون سے مشرف ہے۔ کس کے لئے جا بجا شراب مہیا ہیں۔ کس کی روح میں بالیدگی اور نکھار ہے۔ کس کے لئے روحانی تروتازگی اور نزہت ہے۔ اور کون ہے۔ جو ہر قسم کی مسرتوں سے محروم ہے۔ دکھ اور تکلیف میں ہے۔ دوزخ کے عذابوں میں مبتلا ہے۔ اللہ کی رحمتوں سے دور ہے۔ یاد رکھو، ظالم اور بُرے لوگ اللہ کے مقام رضا کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور ان میں یہ اہلیت ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ جنات نعیم کی آسائشوں کو پا سکیں۔ حاصل اور حقیقی زندگی یہ ہے۔ کہ اللہ کے ان بندوں کو وہ انعامات کے لئے پسند کرے۔ اور وہ روضات خلد میں جگہ دے۔ یہ زندگی نہیں ہے۔ کہ دنیا میں متاع عارضی کی وجہ سے اتنے سرمست اور مدہوش ہو جاؤ۔ کہ اللہ سے بالکل غافل ہو جاؤ اور اس کے حکموں کو کوئی وقعت نہ دو۔ سب سے بڑی کوفت ان کے لئے یہ ہوگی۔ کہ جن لوگوں کو دنیا میں اپنا چارہ ساز سمجھتے تھے جن سے عقیدت تھی۔ اور جن کو یہ اپنا نجات دہندہ قرار دیتے تھے۔ یہ اُن سے بالکل بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اور قطعاً ان کو سزا اور عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ اس دن سے پہلے پہلے اللہ کی اطاعت کا عہد کر لو۔ اور کامل اتقاء اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ کیونکہ اس دن گنہگاروں کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ اور نہ یہ ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص اس دن تمہارے بارے میں اللہ سے جھگڑ سکے اور بحث کر سکے۔

حل لغات:۔ طَرْفٍ خَفِيٍّ دزدیدہ نگاہ سے۔ پست نگاہ سے۔ مُّقِيْمٍ۔ دائمی۔ اَوْلِيَاۗءَ۔ ولی کی جمع ہے۔ یعنی دوست اور مددگار۔ چارہ ساز۔
مَرَدَّ۔ پھرنا۔ لوٹنا۔

۴۸- فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ
حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ
اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ
وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ○
۴۹- لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ
مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ
يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○
۵۰- اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ
مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○
۵۱- وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا

۴۸- پھر اگر وہ منہ موڑیں تو ہم نے تجھے اُن پر نگہبان نہیں
بھیجا تیرے ذمہ صرف پہنچانا تھا اور جب ہم اپنی طرف سے
آدمی کو رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا
ہے اور جو اُنکے کاموں کے بدلے میں اُنپر کوئی مصیبت آتی
ہے تو ناامید ہوتے ہیں، سو آدمی بڑا ناشکرا ہے ○
۴۹- آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے جو
چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہے بیٹیاں بخشے اور
جسے چاہے بیٹے دے ○
۵۰- یا انہیں جوڑے دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے
بانجھ کرے بیشک وہ جاننے والا ہے قدرت والا ہے ○
۵۱- اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اُس سے باتیں کرے

اولاد اللہ کے اختیار میں ہے

ف۱ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کاملہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسان جملہ تمام اختیارات کو اسی جانب منسوب کرے۔ اور ہر حالت میں خوش و خرم رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لڑکیاں دے۔ جب بھی اعتراض نہ کرے۔ اور اگر لڑکے ہی عطا کرے۔ تو بھی کبر و غرور کا اظہار نہ کرے۔ اگر دونوں قسم کی اولاد یعنی لڑکے اور لڑکیاں ملیں۔ تو بھی خوش رہے۔ اور اگر اولاد سے محروم رکھا جائے۔ تب بھی گلہ نہ کرے۔ اور ہر حال اللہ ہی کی حکمتوں پر بھروسہ رکھے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ وہ میرے حالات اور میری ضروریات سے مجھ سے زیادہ آگاہ ہے۔ اگر وہ مجھے اولاد سے بہرہ مند کرنا چاہے گا۔ تو میں ضرور صاحب اولاد ہو جاؤں گا۔ اس کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اولاد کا ہونا محض اللہ کا فیضان ہے۔ اسلئے اس خواہش کا اظہار کرنا ہو تو اسی سے کرنا چاہئے۔

حلِ لغات

كَفُوْرٌ۔ نہایت ناشکرگذار۔
يَهَبُ۔ بخشتا ہے۔
عَقِيْمًا۔ بانجھ۔
مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ۔ پس پردہ۔
رُوْحًا۔ یعنی کتاب حیات۔

اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا
فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ
حَكِيْمٌ ○
۵۲ - وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ
اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ
وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا
نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ
وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○
۵۳ - صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ
الْاُمُوْرُ ○

مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی پیغام لانے
والا (فرشتہ) بھیجے پھر وہ (فرشتہ) اسکو اللہ کے حکم سے جو چاہے
پہنچا دے بیشک وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے ○
۵۲ - اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تیری طرف ایک روح (یعنی
فرشتہ جبرائیل) بھیجی تو نہ جانتا تھا کہ کتاب اور ایمان کیا ہوتا
ہے لیکن ہم نے اسے ایک نور بنایا (ہے اپنے بندوں) میں
جسے ہم چاہیں اُس (کتاب) کے ذریعے سے ہدایت کریں۔
اور تو البتہ راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے ○
۵۳ - اور اُس اللہ کی راہ کی طرف جو آسمانوں اور زمین کی
سب چیزوں کا مالک ہے بستا ہے۔ اللہ ہی کی طرف
سب کام پھرتے ہیں ○

مکالمہ کی تین صورتیں

[اپنے] بندوں کو اللہ تعالیٰ جب شرف مکالمہ سے نوازتے ہیں۔ تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو قلب میں القا ہوگا۔ اور لوح دل پر منشا الٰہی مرتسم ہو جائیگا۔ یا پیغمبر اور الہام کے درمیان کوئی حجاب اور واسطہ ہوگا جس سے پیغام پیغمبر تک پہنچ جائے گا۔ اور یا یہ صورت ہوگی کہ جبرائیل امین بنفس نفیس تشریف لائیں گے۔ اور بالمشافہ مطالب سے آگاہ فرماویں گے۔ جہاں تک نفس الہام کا تعلق ہے۔ یہ عقلاً ممکن ہے۔ کیونکہ اپنے سینے کے خیالات کو دوسرے تک منتقل کر دینا بالکل ممکن ہے۔ مسمریزم میں یہ ہوتا ہے۔ کہ عامل وسیط (میڈیم) میں اپنے خیالات کو منعکس کرتا ہے۔ اور یہ روحانی آدمی یا کامل کے لطف نگاہ سے سوچتا اور دیکھتا ہے۔ بلکہ اس کی تمام حرکات اس کے تابع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جن بندوں کو نبوت کے لئے چن لیتے ہیں۔ اور اپنے الہامات، تجلیات اور تعلیمات کو ان تک پہنچا دیتے ہیں۔

کتاب زندگی

[ان آیات] میں آپ کی نبوت میں کوئی ندرت اور انوکھا پن نہیں۔ بلکہ وہی [طریق] الہام کو استعمال کیا گیا ہے۔ اور سابقہ پیغمبروں کی طرح آپ کو بھی یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ کہ اللہ نے آپ سے گفتگو فرمائی ہے اور اس چیز کو آپ کی طرف منتقل فرمایا ہے۔ جو انسانیت کیلئے بمنزلہ روح کے ہے۔ جس کی وجہ سے انسانی ہیئت اجتماعیہ میں زندگی اور تازگی ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرت اور تہذیب و تمدن کا چرچا ہے۔ آپ اس سے قبل کتاب اور صحیفے کے نام سے آگاہ نہیں تھے۔ اور نہ آپ یہ جانتے تھے۔ کہ ایمان کی حقیقت مقصد کیا ہے؟ ہم نے آپ کو ایک کتاب عنایت کی ہے۔ جو نور اور روشنی ہے۔ اور اس سے استفادہ وہی لوگ کر سکیں گے۔ جن کو ہم توفیق دیں گے۔ آپ لوگوں کو صراط مستقیم کی جانب دعوت دے رہے ہیں۔ یعنی اسی صراط مستقیم کی جانب جو اس اللہ کی مقرر کردہ ہے۔ جس کی ملک آسمانوں اور زمین پر بادشاہت ہے۔ اور انجام کار سب امور جس کی جانب لوٹیں گے۔

آیاتھا ۸۹ | (۴۳) سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ (۶۳) | رکوعاتھا ۷

(۴۳) سورۂ زخرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

غ ۱- حٰمٓ ○

۲- وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○

۳- اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

۴- وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ○

۵- اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ○

۶- وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- حٰم ○

۲- واضح کتاب کی قسم ○ ف

۳- ہم نے اُسے عربی قرآن بنایا۔ تاکہ تم (اہل عرب) سمجھو ○

۴- اور بیشک وہ ہمارے پاس اصل کتاب میں بلند مرتبہ حکمت بھرا ہے ○

۵- تو کیا ہم اس بناء پر کہ تم لوگ حد سے باہر نکلے ہوئے ہو منہ موڑ کر تم سے اس کا ذکر ہٹا لیں گے؟ ○ ف

۶- اور ہم نے پہلوں میں بہت نبی بھیجے تھے ○

سورۂ زخرف

ف کتاب مبین کی قسم کھائی اور اس کے بعد یہ کہا کہ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ عربی زبان میں وضوح مطالب کی استعداد دنیا کی تمام زبانوں سے زیادہ ہے یعنی قرآن کو عربی زبان میں خدا نے نازل کر کے تمام دنیا پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس وقت بھی جتنی زبانیں موجود ہیں۔ ان میں چند ہی زبانیں ایسی ہیں۔ جو دینیات کے اظہار کے لئے بدقت کارگر ہو سکتی ہیں۔ ان میں دو بنیادی نقص ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بوجہ قدامت کے زندہ نہیں ہیں۔ اور ان کے اسالیب بیان کہنہ اور بوسیدہ ہونے کی وجہ سے ناقابل فہم ہو گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام کو جس وضاحت و سادہ انداز بیان کی ضرورت تھی۔ جو توحید و رسالت ایسے مسائل کو پورے طریق سے جامعیت کے ساتھ پیش کر سکے۔ ان کہن زبانوں میں بنا محال ہے۔ عبرانی اور کلدانی زبانیں بہت پرانی ہیں۔ ان کا ادب غیر مکمل ہے۔ سنسکرت میں زندگی نہیں۔ ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے ہیں۔ اور بالخصوص بیان توحید کے لئے۔ وہ قطعاً غیر کافی ہے۔ سب سے بڑی دقت تو یہ ہے۔ کہ اس زبان میں خدا کے متعلق زندہ اور بعجز و تبلیغ کوشش کرنا بدرجہ غایت مشکل ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ عرب میں اسلامی حقائق کی تخم ریزی کے لئے جس قدر عمدہ زمین مہیا تھی اس کا دوسری جگہ پانا قطعاً ممکن نہیں تھا۔ اس لئے مصلحت الٰہی کا تقاضا یہی تھا کہ کلام کے لئے ایک زندہ، مؤثر، بلیغ اور واضح انداز بیان رکھنے والی زبان کو منتخب کیا جائے اور ایک ایسی قوم میں اس کی تبلیغ کی جائے۔ جو صحیح معنوں میں اس پیغام کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اس لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہم نے کتاب مبین کو عربی میں اس لئے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ تم لوگ اس کے پیش کردہ معارف سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکو۔ اور اچھی طرح سمجھ سکو۔ یہ اللہ کے ہاں نہایت بلند پایہ اور پُر از حکمت کتاب ہے۔

ف کیا محض اس وجہ سے کہ تم لوگ حد اعتدال سے آگے بڑھ چکے ہو ہم تم سے تعرض کرنا چھوڑ دیں۔ عذاب نہ بھیجیں اور تم کو ہلاک نہ کریں یاد رکھو۔ تم سے پہلے بھی قوموں میں انبیاء آئے ہیں۔

حل لغت

اُمِّ الکتٰب۔ لوح محفوظ۔

مُسْرِفِیْنَ۔ حد سے تجاوز کر جانے والے۔

کَانُوْا بِہٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

۷- اور جو نبی ان کے پاس آتا اس سے ٹھٹھا ہی کرتے تھے ○

فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ○

۸- سو ہم نے ان (قریش) سے زیادہ زور والوں کو ہلاک کیا اور اگلوں کی کہاوت گزر چکی ہے ○

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○

۹- اور البتہ اگر ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا، تو ضرور کہیں گے۔ کہ ان کو غالب دانا نے پیدا کیا ہے ○

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

۱۰- وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے راہیں بنائیں تاکہ تم راہ پاؤ ○

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ

۱۱- اور جس نے آسمان سے اندازہ سے پانی اتارا۔

اور ان کو بھی سمجھے
اور سر پہ کی پوری پوری مہلت
دی گئی ہے۔ پھر جب انہوں نے
ان کو ستہزا بنایا۔ تو اللہ کی
گرفت نے اُن کو آلیا، تم بھی
ہی چاہتے ہو، سو سن رکھو۔ کہ
یہ بات بھی دور نہیں ہے۔
یہ بھی یہ لوگ جہاں تک ان
کی فطرت سالم کا تعلق ہے خدا
کی توحید کے مقر اور معترف ہیں
جب ان سے پوچھا جاتا ہے۔
کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس

نے پیدا کیا ہے۔ تو صاف کہہ
دیتے ہیں۔ کہ خدائے عزیز و علیم
نے جس نے زمین کو فرش کی
طرح پاؤں تلے بچھا رکھا ہے۔
اور اس میں مختلف راہیں پیدا
کی ہیں۔ جس نے آسمان سے
اندازہ کے ساتھ پانی اتارا ہے۔

حلِ لغات

بَطْشًا۔ سخت گرفت۔ پکڑ۔

فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ○
۱۲- وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ○
۱۳- لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ○
۱۴- وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ○
۱۵- وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ○

پھر ہم نے اس سے مُردہ شہر کو اُبھارا۔ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ○
۱۲- اور جس نے کل چیزوں کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو ○
۱۳- تاکہ تم ان کی پشت پر چڑھ بیٹھو، پھر جب ان پر بیٹھ چکو، تو اپنے رب کی نعمت یاد کرو اور کہو کہ وہ پاک ہے۔ جس نے اسے ہمارے قابو میں کیا اور (حالانکہ) ہم اس پر قابو پانے والے نہ تھے ○
۱۴- اور ہم اپنے رب کی طرف ضرور لَوٹیں گے ○
۱۵- اور انہوں نے اللہ کیلئے اُسکے بندوں میں سے اولاد قرار دی ہے بیشک آدمی بڑا ہی صریح ناشکرا ہے ○

اور مُردہ زمینوں کو اس سے زندگی بخشی ہے؟ فرمایا۔ اگر یہ حقیقت درست ہے۔ تو پھر تمہیں حشر و نشر میں کیا شبہ ہے؟ کیا وہ اسی طرح تمہیں دوبارہ زندہ کر دینے پر قادر نہیں؟

ایک چھوٹا سا مگر عظیم القدر سبق

اسلام میں ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پھونکتا ہے۔ کہ وہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کریں۔ ہر منزل اور ہر مقام میں اللہ کو یاد کریں۔ اس کا نام لیں۔ اور اس کے ذکر سے زبان کو حلاوۃ بخشیں۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو یا گھوڑے پر بیٹھو۔ تو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اور زبان سے ان کا اظہار کرو۔ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ۔ یعنی وہ خدا شرک کی ہر آلودگی سے پاک ہے۔ جس نے ان سرکش قوموں کو ہمارے مسخر کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم ان کو اپنے قابو میں نہیں کر سکتے تھے۔ اور بالآخر ہم سب لوگوں کو اس کے حضور میں جانا ہے

یہ چھوٹا سا سبق کتنا عظیم الشان سبق ہے۔ اس سے ایک طرف تو انسان میں احسانِ منت پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہمارا خدا ہمارے لئے کس درجہ شفیق ہے۔ اس نے ہمارے آرام اور ہماری سہولتوں کے لئے طرح طرح کی سواریاں بنائی ہیں۔ اور دوسری طرف تفاخر و غرور کا جذبہ مِٹ جاتا ہے۔ جب کہ وہ عین مسرت کے وقت یہ کہتا ہے۔ کہ بالآخر ہمیں اس کے پاس جانا ہے اس لئے ضروری ہے۔ کہ تیاری کریں۔ اور اپنے میں وہ قابلیت پیدا کریں۔ جو ہم کو اس کے سامنے پیش ہونے کے لائق بنا دے۔

حلِ لغت

مُقْرِنِينَ۔ مسخر کرنے والے۔ قابو میں کرنے والے۔
كَظِيمٌ۔ غصہ پی جانے والے۔

۱۶ - أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَّ
أَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ○
۱۷ - وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ
لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا
وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○
۱۸ - أَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي
الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ○
۱۹ - وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ
إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ
شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ ○
۲۰ - وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ

۱۶ - کیا اُس نے مخلوقات میں سے آپ بیٹیاں رکھ لیں
اور تمہیں بیٹوں کیلئے چُن لیا! ○
۱۷ - اور جب اُن میں کسی کو ایک چیز کی بشارت دی جاتی
ہے جو رحمٰن کیلئے کہاوت ٹھہراتا ہے تو اس کا منہ سیاہ
ہو جاتا ہے اور دل میں گھٹ کر رہ جاتا ہے ○
۱۸ - کیا جو شخص (وہ شخص) کہ زیور میں پالا جائے اور وہ جھگڑے میں
بات نہ کہہ سکے (یعنی لڑکی)؟! ○
۱۹ - اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں،
عورت ٹھہرایا ہے۔ کیا وہ انکی پیدائش کو دیکھتے تھے؟ انکی
یہ گواہی لکھی جائیگی اور ان سے پوچھ ہوگی ○
۲۰ - اور کہتے کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان فرشتوں کو نہ پوجتے

اللہ کے بیٹیاں نہیں ہیں

ان مکے والوں میں کچھ لوگ ایسے تھے۔ جو حمق و جہالت کی وجہ سے فرشتوں کو کہتے تھے۔ کہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان آیات میں اس مسلک کی تردید فرمائی ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ یہ اللہ کی کس درجہ ناشکر گذاری ہے۔ اور یہ کس درجہ غلط اتہام ہے۔ کیا تم لوگ بیٹیوں کے انتساب سے خوش ہوتے ہو۔ تمہاری حالت تو یہ ہے۔ کہ اگر تم یہ سُن لو۔ کہ تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ تو تمہارا چہرہ مارے غصہ کے سیاہ پڑ جاتا ہے اور تم اس وقت اپنے جذبات غیظ و غضب کو چھپا نہیں سکتے ہو۔ پھر جب تمہارے نزدیک ان کا انتساب معیوب اور قابل تعریف نہیں ہے۔ تو پھر میری جانب ان کو منسوب کرنے کے کیا معنی ہیں؟ کیا میں ان کمزور اور ناتواں عورتوں کو اپنی بیٹیاں بناؤں گا۔ جو بناؤ سنگھار کی خواہش میں پلتی اور جوان ہوتی ہیں۔ اور جن میں یہ استعداد بھی نہیں ہوتی۔ کہ کھل کر بات چیت بھی کر سکیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ اگر میرے واسطے اولاد ہوتی تو تمہارے معتقدات کے مطابق اولاد ذکور ہونا چاہئے تھی۔ کیونکہ عورتوں کو تم قدر و منزلت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہو۔ ان آیتوں سے غرض یہ نہیں۔ کہ ان کا انتساب باپ کیلئے وجہ رُسوائی ہے۔ بلکہ بلکہ ان کے طرزِ عمل کے تضاد کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ یہ کیا تماشا ہے۔ کہ ایک طرف تو تم ان کو ذلیل سمجھتے ہو۔ اور دوسری جانب ان کی پوجا کرتے ہو۔ اور ان کو خدا کی جانب منسوب کرتے ہو۔ کیا یہ عقیدہ اور عمل کا تضاد تمہارے لئے قابل غور نہیں ہے۔ أَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ کہہ کر حقیقت واقعی کے مقصود کا اظہار کیا ہے۔ کہ عورتوں کو زیبائش کا بہت زیادہ شوق ہوتا ہے اور یہ اپنی اظہار جذبات پر قادر نہیں ہوتیں۔ وہ مردوں کی طرح قوت لسانی سے بہرہ مند نہیں ہوتیں۔ اسلئے ان کا خدا کی بیٹیاں ہونا تو اور بھی بعید از عقل ہے۔

حل لغات: الْخِصَامِ۔ جھگڑا، بحث و مباحث

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ
إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

انہیں اس بات کا کچھ علم نہیں یہ سب انگلیں دوڑاتے
ہیں ۝

۲۱ - أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ
بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝

۲۱ - کیا ہم نے اس قرآن سے پہلے انہیں کوئی کتاب دی
ہے کہ وہ اُسے مضبوط پکڑ رہے ہیں ؟ ۝

۲۲ - بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى
اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

۲۲ - بلکہ یہ یوں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک راہ
پر پایا اور ہم اُن ہی کے نقش قدم سیدھی راہ پر چل رہے ہیں ۝

۲۳ - وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ
قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ
اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى
اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝

۲۳ - اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے جو ڈرانے والا کسی
بستی میں بھیجا۔ وہاں کے آسودہ لوگوں نے یہی کہا۔ کہ
بیشک ہم نے باپ دادوں کو ایک دین پر پایا۔ اور ہم
اُنہیں کے نقش قدم پہ چلتے ہیں ۝

۲۴ - قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا

۲۴ - وہ بولا اور جو میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جو بہت

قدامت پرستی

اہل عرب میں ایک بہت بڑا نقص یہ تھا۔ کہ ان میں جمود و تقلید کا جذبہ راسخ ہو چکا تھا۔ ان کے سوچنے اور غور کرنے کی تمام صلاحیتیں بجھ چکی تھیں۔ ان کے ذہن منجمد تھے اور دل ماؤف۔ جب ان کے سامنے اسلام کے حقائق کو پیش کئے گئے۔ تو انہیں محض اس لئے ان کے ماننے میں تامل ہوا کہ ان کے آباء اس کی تائید نہیں کرتے تھے۔ کہ ہم تو آباء و اجداد کے مسلک پر قائم رہیں گے۔ اور نہ ان میں یہ جرأت نہیں کرتے کہ ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے گویا ان کے نزدیک یہ لوگ ہر حق و صداقت کا معیار تھے اور ذہنی و فکری ارتقاء کا ایسا کوئی تصور نہ تھا۔ کہ کسی بات کو عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ ساتھ … پیش کئے جاتے۔ قرآن … سنایا جاتا۔ معجزات … دکھائے جاتے مگر وہ یہی کہے جاتے۔ … کہ ہم کیا کریں۔ ہم باپ دادا کی ان باتوں کے قائل نہیں تھے۔ حالانکہ محض قدامت پرستی کوئی معقول دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اس کو ٹھکرا دیا جائے اور بہتر قوم کی زندگی … جب … منتقل ہو جائے۔ تو … پرانا ہو جائے اور اس کی قیمت … کپڑا کہنہ اور … ہو جائے۔ تو اسے … پھینک دیا جاتا ہے۔ اور قطعاً خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ کتنے دنوں اس لباس نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔ اسی طرح کہنہ اور بوسیدہ خیالات ناکارہ اور منسوخ ہو جاتے ہیں۔ تو چونکہ یہ ذہن کی خوراک اور لباس ہوتے ہیں۔ اس لئے جس قدر جلدی ہو سکے ان سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہئے۔ اور نئے اور تازہ افکار کو قبول کر لینا چاہئے۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ صداقت کبھی کہنہ نہیں ہوتی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ صداقت کو محض کہنہ ہونے کی وجہ سے ترک نہیں کرنا … اصل معیار کسی چیز کا پرانا اور نیا ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اصل چیز حقیقت ہے جسے قرآن اس حقیقت کا اظہار فرماتا ہے۔ کہ انبیاء میں دین کی مخالفت ان لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے جو مترفین … سے تعلق رکھتے ہیں۔

حل لغت

یَخْرُصُوْنَ۔ خرص سے ہے۔ یعنی اٹکل سے اندازہ کرنا۔

اٰثٰرِهِمْ۔ نقوش قدم۔

مُتْرَفُوْهَا۔ سرمایہ دار۔ آسودہ حال لوگ۔

وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا
بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

میں اس سے بڑھ کر ہو جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ (تو بھی نہ مانوگے) وہ بولے کہ جو پیغام تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے ہم اُسکے منکر ہیں ○

۲۵- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

۲۵- پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا سو دیکھ کر جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا ○

۲۶- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ
اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ○

۲۶- اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ میں اُن کی عبادت سے جنہیں تم پوجتے ہو بیزار ہوں ○

۲۷- اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ○

۲۷- مگر جس نے مجھے پیدا کیا سو وہ مجھے راہ دکھلائے گا ○

۲۸- وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

۲۸- اور ابراہیم یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گیا۔ شاید وہ رجوع کریں ○

۲۹- بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى
جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○

۲۹- بلکہ میں نے اُن (قریش) کو اور ان کے باپ دادوں کو بہرہ مند کیا یہاں تک کہ اُن کے پاس حق اور کھول کر سنانے والا رسول آپہنچا ○

ف۱ یعنی ابتداء سے لوگ اس درجہ قدامت پسند رہے ہیں۔ کہ ہر چند ان کے انبیاء نے انہیں یقین دلایا۔ کہ ہم جو چیز تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ وہ تمہارے قدما کے پیش کردہ چیزوں سے بہتر ہے۔ مگر انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ ہمیں یہ منظور نہیں۔

ف۲ ان کی اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ [illegible] جستجو سے بھٹک گئے۔ اور قدامت پرستی کے عمیق غاروں میں مدفون ہوگئے۔

ف۳ ان آیات میں حضرت ابراہیم کے مواعظ کا تذکرہ ہے۔ کہ کیونکر انہوں نے اپنی مشرکانہ اشغال و عواطف رکھنے والی قوم کی دلیرانہ مخالفت کی۔ اور علی الاعلان اللہ کی توحید کو پیش کیا۔

حلِ لغات

عَقِبِهٖ ۔ اولاد۔

۳۰- وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

۳۱- وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○

۳۲- اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

۳۳- وَلَوْلَاۤ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ

۳۰- اور جب اُن کے پاس حق (قرآن) آیا تو بولے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے ○

۳۱- اور بولے کہ یہ قرآن ان دو بستیوں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے شخص پر نازل کیوں نہ ہوا؟ ○

۳۲- کیا وہ لوگ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے اُنکے درمیان دُنیا کی زندگی میں اُنکی معیشت تقسیم کر دی ہے اور ہم نے انہیں بعض کے بعض پر درجے بلند کئے ہیں تاکہ بعض بعض کو محکوم بنائیں اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں ○

۳۳- اور اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں گے تو جو لوگ رحمٰن کے منکر ہیں اُنکے لئے ہم اُنکے گھروں کی

نبوت خدا کی دین ہے

ف۱ مکے والوں کو اس بات کی بہت جلن تھی کہ نبوت اور رسالت کیلئے حضورؐ کو کیوں منتخب کیا گیا۔ حالانکہ مال و دولت اور دنیوی وجاہت و عزت کے لحاظ سے ہم زیادہ استحقاق رکھتے تھے، چاہیئے تو یہ تھا کہ مکے اور طائف میں جو آدمی زیادہ وجیہہ اور دنیا وہ دنیوی مسرتوں کا حامل نظر آتا اس کے سر پر تاج نبوت رکھا جاتا۔ یہ بات کچھ میں نہیں آتی کہ ایک یتیم اور بیکس انسان کو اس عہدۂ جلیلہ کیلئے کیوں چن لیا گیا ہے جس کے پاس دولت ہے نہ اعوان و انصار ہیں نہ وہ متمول لوگوں کی صف میں شمار ہونیکے لائق ہے۔ ارشاد فرمایا کہ نبوت اللہ کا انعام ہے اور ایک قسم کی بخشش و احسان ہے۔ تم حسد کیوں کرتے ہو۔ وہ جس کو چاہے اس منصب پر فائز کرے۔ اور جس کو چاہے محروم رکھے۔ یہ تمام اختیارات اُس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ جس طرح دنیا کے انعامات میں تفاوت ہے۔ کوئی مال و دولت کے انبار اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کوئی نانِ شبینہ کا محتاج ہے۔ اسی طرح ان بخششوں میں جن کا تعلق اقلیم روحانیت سے ہے تفاوت ہے۔ کہ کچھ لوگ تو اس درجہ سعادتمند ہیں کہ انکو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور گفتگو کا شرف حاصل ہے۔ اور کچھ ایسے بدبخت اور محرومِ ازلی ہیں۔ کہ نشہ دولت میں سوائے کفر و حسد کے اور کچھ نہیں۔ کائنات کا نظام اسی تنوع اور اختلاف پر قائم ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اس اختلاف کیلئے بھی کچھ معیار ہے۔ اور ان معیاروں سے تم آگاہ نہیں ہو۔ جس شخص کو تم حقیر سمجھتے ہو، یہ ضرور نہیں کہ وہ اللہ کی نظروں میں بھی حقیر ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ یتیم روحانی سعادت اور قرب سے ساری کائنات پر فائق ہو۔ تم جس مال و دولت پر فخر کرتے ہو۔ وہ مال اس کے قدم چومے گا۔ اور وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دے گا۔ اپنے رفقاء اور دوستوں پر تمہیں ناز ہے۔ مگر اس کے صحابہ خوائیت اور فرمانبرداری میں حیرت انگیز ایجاب کا اضافہ کریں گے۔ اور تاریخ اُن کی مانند قطعاً مثال پیدا نہیں کر سکے گی۔ تمہیں اپنے اثر و رسوخ پر غرہ ہے۔ مگر جانتے ہو۔ کہ مستقبل قریب میں اس کا قبضہ دلوں پر ہوگا اور اللہ کی کبریائیں ہر ہر گھر ہوگی اور کروڑوں نفوس اسکے ساتھ عقیدت رکھنے کو مدارِ نجات قرار دینگے

حل لغات

سُخْرِيًّا - محکوم ۔

سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝
۳۴- وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝
۳۵- وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝
۳۶- وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝
۳۷- وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

چھتیں چاندی کی بنا دیتے ف اور زینے بھی جن پر وہ چڑھتے رہتے ۝
۳۴- اور اُن کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ۝
۳۵- اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ اس سے زیادہ نہیں کہ صرف دُنیا کے جیتے جی کا فائدہ ہے اور آخرت تیرے رب کے پاس متقیوں کے لئے ہے ۝
۳۶- اور جو کوئی رحمٰن کے ذکر سے آنکھیں چرائے گا ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیں گے سو وہ اس کا ہم نشین ہو جائے گا ۝
۳۷- اور شیاطین آدمیوں کو راہ سے روکتے ہیں اور آدمی سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں ۝

ف ارشاد فرمایا۔ تمہارے نزدیک سونے اور چاندی کی بڑی قدر و منزلت ہے اور تم ان چیزوں کو معیارِ عظمت قرار دیتے ہو۔ مگر ہم اس کو نہایت حقیر جانتے ہیں۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ کمزور عقل و دین والے ابتلاء اور آزمائش میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اور اپنے لئے کفر کو اختیار کر لیں گے۔ تو ہم یہ ساری دولت اپنے دشمنوں کو دے دیتے۔ ان کے گھر چاندی اور سونے کے ہوتے۔ گھروں کی چھتیں چاندی اور سونے کی ہوتیں۔ دروازے اور سیڑھیاں اور استعمال میں آنے کی تمام چیزیں چاندی اور سونے کی ہوتیں۔ اور بحیثیت مجموعی ان کی زندگی بڑی آرائش اور ٹھاٹ کی ہوتی۔ ہم اس متاع کو متاعِ غرور سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے پاکباز بندے بھی ان اشیاء کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک آخرت زیادہ قابلِ اعتنا اور بیش قیمت ہے۔

حلِ لغات

زُخْرُفًا۔ سونا۔
نُقَيِّضْ۔ مقرر کر دیتے ہیں۔

۳۸ - حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ○

۳۸ - یہاں تک کہ جب آدمی ہمارے پاس آئے گا تو (شیطان سے) کہیگا کاش کہ مجھ میں اور تجھ میں مغرب و مشرق کی دوری ہوتی تو کیا برا ساتھی ہے ○

۳۹ - وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○

۳۹ - اور آج جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے یہ بات تمہیں کچھ مفید نہ ہوگی کہ تم سب عذاب میں شریک ہو ○

۴۰ - اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

۴۰ - سو کیا تو بہروں کو سنائیگا یا اندھوں کو اور اس کو جو صریح گمراہی میں ہے راہ دکھائیگا ○

۴۱ - فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ○

۴۱ - پھر اگر ہم تجھے دنیا سے لے جائیں تو بھی ہمیں ان سے بدلہ لینا ہے ○

۴۲ - اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ○

۴۲ - یا ہم تجھے وہ دکھلادیں جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو بھی ہم ان پر قادر ہیں ○

۴۳ - فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

۴۳ - سو جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے مضبوط پکڑے رہ۔ بیشک تو سیدھی راہ پر ہے ○

یہ بہرے اور اندھے ہیں

ف یعنی ہر چند ان لوگوں کو اسلام کے معارف و حقائق سے آگاہ کیا گیا ہے مگر یہ ہیں۔ کہ ان میں نیکی اور تبرئیت کی استعداد موجود نہیں ہے۔ یہ کانوں کے بہرے ہیں۔ کلمۂ حق کو سننا ہی نہیں چاہتے۔ آنکھوں سے اندھے ہیں۔ مظاہر صدق و صفا اور خوارق و معجزات کو دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ اس صورت میں اور گمراہی کی اس منزل میں آپکا کہنا باطل ہے لاحاصل اور عبث ہے جب قومیں اس درجہ پست اور ذلیل ہو جائیں۔ کہ سچائی کو قبول کرنا ان کے لئے موجب ننگ ہو۔ تو پھر بہترین سزا قدرت کی طرف سے یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کو مٹا دیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کی اشد ترین سزا کے لئے ہر لحظہ تیار رہنا چاہیئے۔ اور جاننا چاہیئے۔ کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ یہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں۔ یہ لوگ اس دنیا میں تمہارے سامنے بھی محسوس کریں گے۔ کہ ہم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں۔ اور آپ کے بعد آخرت میں بھی محسوس کریں گے کہ ہم عذاب الیم میں گرفتار ہیں۔ آپ بہر حال نہایت استقلال اور عزیمت کے ساتھ اللہ کے احکام کو پہنچاتے رہیئے۔ اور یہ یقین رکھیئے۔ کہ اللہ کی جانب سے آپ صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ ان لوگوں کی قسمت میں اگر یہ نہیں ہے۔ کہ وہ اس نور ہدایت سے اکتساب کریں۔ تو قوم میں اور بہت سی جماعتیں ہیں جو اس کو تسلیم کر لینے کے لئے بے قرار ہیں ۔

حل لغات

قرین۔ ساتھی۔ ہمنشین ۔

غرض یہ ہے۔ جب آدمی خدائے رحمٰن سے تعلقات عبودیت کو منقطع کر لیتا ہے۔ تو پھر خود بخود شیطان کے چنگل میں پھنس جاتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو برباد کر لیتا ہے اسکے دل پر غفلت اور تساہل کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ اور روحانی احساسات یکقلم مردہ ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پھر نیکی کی باتوں سے اسکے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور برائی مرغوب ہو جاتی ہے ۔ الصم۔ اصم کی جمع ہے۔ یعنی بہرے ۔ العمی۔ اعمی کی جمع ہے۔ یعنی اندھے ۔

۴۴- وَاِنَّهٗ لَذِكۡرٌ لَّكَ وَلِقَوۡمِكَ ۚ
وَسَوۡفَ تُسۡـَٔلُوۡنَ ○
۴۵- وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ
مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ
الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ ○
۴۶- وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ
اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىۡ
رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○
۴۷- فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ
مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ ○
۴۸- وَمَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ

۴۴- اور یہ تیرے اور تیری قوم کے لئے ایک نصیحت ہے
اور عنقریب تم سے پوچھا جائیگا ○
۴۵- اور جو رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان
سے پوچھ کہ کیا رحمٰن کے سوا اور معبود مقرر کئے
ہیں کہ پوجے جائیں ؟ ○
۴۶- اور ہم نے موسٰی کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور
اسکے سرداروں کی طرف بھیجا تو کہا کہ میں جہانوں کے رب کا رسول
ہوں ○
۴۷- سو وہ جب ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس
آیا تو وہ ان نشانیوں کی ہنسی اڑانے لگے ○
۴۸- اور جو نشانی ہم انہیں دکھاتے تھے، وہ اپنی بہن

کیا ایک خدا ساری دنیا کا مالک ہے

ف ان لوگوں کے لئے جو تعلیم سب سے زیادہ ناقابل قبول تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ایک خدا کی پرستش کرنا چاہیئے۔ اور صرف اسی کی چوکھٹ پر جھکنا چاہیئے۔ یہ لوگ کہتے تھے۔ کہ ہم کیونکر اپنے آباء و علم کی تقلید چھوڑ دیں۔ اور اپنے معبودان باطل ترک کر دیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ پرانے عقائد سے دست بردار ہو جائیں۔ اور یکہ و تنہا خدا کو ساری دنیا کا مالک قرار دے لیں۔ فرمایا۔ یہ توحید کا عقیدہ کوئی نادر اور انوکھا عقیدہ نہیں ہے۔ بڑا پرانا عقیدہ ہے۔ تمام انبیاء اسی کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے آئے ہیں۔ سب کی زندگی کا مقصد یہی رہا ہے۔ کہ مولا سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو مولا کے آستانۂ جلال پر لا کھڑا کریں۔ اس لئے اگر تمہیں قدامت ہی سے محبت ہے۔ جب بھی پرانا عقیدہ یہی توحید ہے۔ تم کو چاہئے اسکو قبول کر لینا چاہیئے۔

ف ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ صرف تم لوگ ہی حق و صداقت کے منکر نہیں ہو۔ تم سے پہلے لوگوں نے بھی بڑی سرکشی اور تمرد کا اظہار کیا ہے۔ اور پھر اللہ نے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ہے۔

فرعون کو اور اس کے بڑے بڑے سرداروں کو جب حضرت موسٰی تشریف لائے۔ اور انہوں نے ان کو اللہ کا پیغام سنایا۔ تو وہ ازراہ تحقیر ہنسنے لگے۔ انہوں نے معجزات دکھلائے۔ تو ان کو جادو اور سحر سے تعبیر کرنے لگے۔ اس پر اللہ کی غیرت جوش میں آئی اور یہ خدا کے غضب و غصہ کا شکار ہو گئے۔

حل لغات

يَضۡحَكُوۡنَ۔ خندہ و تحقیر مراد ہے۔

اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۡ وَ اَخَذۡنٰهُمۡ
بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ○
۴۹ - وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا
رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ اِنَّنَا
لَمُهۡتَدُوۡنَ ○
۵۰ - فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ
اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ○
۵۱ - وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ
يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ
الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ○
۵۲ - اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ مَهِيۡنٌ ۙ
وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ ○

(دوسری نشانی) سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے انہیں
عذاب میں پکڑا شاید وہ رجوع لائیں ○
۴۹ - اور کہنے لگے کہ اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب کو
پکار جیسا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ ہم بیشک
راہ پر آئیں گے ○
۵۰ - پھر جب ہم نے اُن سے عذاب ہٹا لیا۔ تو فوراً ہی
انہوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا ○
۵۱ - اور فرعون نے اپنی قوم میں پکارا، کہا اے میری قوم
کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں؟ اور یہ نہریں میرے
نیچے بہتی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں؟ ○
۵۲ - بلکہ میں اس شخص سے بہتر ہوں کہ وہ عزت نہیں رکھتا
اور صاف نہیں بول سکتا ○

یہ پرانا اعتراض ہے

ف بخت والوں نے حضورؐ پر یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ یہ امیر اور بڑا آدمی نہیں ہے۔ اس لئے ہم ایسے صاحب دولت و ثروت لوگ کیونکر اس کی اطاعت کرسکتے ہیں۔ اس کا جواب دیا ہے۔ کہ یہ اعتراض انبیاء کے باب میں بہت پرانا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے اور فرعون کو ایمان کی دعوت دی۔

تو اس نے بھی یہی کہا تھا۔ کہ میں ارض مصر کا بادشاہ ہوں۔ جس میں نہریں رواں ہیں۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ اور یہ میرے مقابلہ میں کہیں کم حیثیت ہے۔

حل لغات

مَهِيۡنٌ - ضعیف - ذلیل - کم حیثیت

۵۳- فَلَوْلَآ أُلْقِىَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ
جَآءَ مَعَهُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ○

۵۳- پھر اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے یا
اسکے ساتھ پرا باندھ کر فرشتے آتے ○

۵۴- فَٱسْتَخَفَّ قَوْمَهُۥ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟
قَوْمًا فَٰسِقِينَ ○

۵۴- غرض اس نے اپنی قوم کی عقل کھو دی سو انہوں نے
اس کا کہا مانا۔ بیشک وہ فاسق لوگ تھے ○

۵۵- فَلَمَّآ ءَاسَفُونَا ٱنتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ
أَجْمَعِينَ ○

۵۵- پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے
بدلہ لیا۔ سو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ○

۵۶- فَجَعَلْنَٰهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْءَاخِرِينَ ○ ع

۵۶- پھر ہم نے انہیں گیا گزرا اور پچھلوں کیلئے کہاوت بنا دیا ○

۵۷- وَلَمَّا ضُرِبَ ٱبْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا
قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ○

۵۷- اور جب مریم کے بیٹے (مسیح) کی مثال بیان کیجاتی ہے
تب ہی تیری قوم کے لوگ اس سے تالیاں بجاتے ہیں ○

۵۸- وَقَالُوٓا۟ ءَأَٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ
إِلَّا جَدَلًۢا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ○

۵۸- اور کہتے ہیں کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ جو اس کو
مثال کے طور پر تیرے سامنے پیش کرتے ہیں تو محض جھگڑے
کے لئے پیش کیا۔ بلکہ یہ جھگڑالو لوگ ہیں ○

۵۹- إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ

۵۹- وہ کیا ہے صرف ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا

ف: یعنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں۔ اور نہ یہ اشارہ روحانیت میں جو پہناوا و رضا کے لئے مقبول ہے۔ کہ اسکے آگے پیچھے فرشتے کھڑے نظر آتے ہیں۔ قوم نے فرعون کے اس طرز استدلال کی تائید کی۔ اور موسیٰ کی تعلیمات سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوصف اس بے سروسامانی دنیا کے حضرت موسیٰ کو سارے بنی اسرائیل کا قائد قرار دیا گیا۔ اور اسکی زندگی کو تمام آفاق تبع اور اطاعت بنا دیا گیا۔ اور یہ فرعون اپنی مغرور قوم سمیت دریا میں غرق ہو گیا۔ آج وہ موسیٰ بنی اسرائیل کی شکل میں اور اپنی تعلیمات کی شکل میں زندہ ہے۔ جو دنیوی وجاہت سے محروم تھا۔ اور وہ فرعون جس کے سونے کے کنگن تھے۔ جو شاندار محلوں میں رہتا تھا۔ مُردہ ہے۔

لا يكاد يبين سے مراد یا تو یہ ہے۔ کہ موسیٰ اپنے دعاوی کو واضح طور پر بیان نہیں کرتا۔ اور یہ نہیں بتلاتا۔ کہ آخر اس کی غرض و غایت کیا ہے؟ کیا وہ مصر کا بادشاہ بننا چاہتا ہے؟ قیادت و سیادت کا خواہاں ہے یا مال و دولت کا طالب ہے؟ اور کیا بنی اسرائیل کا روحانی مقتدا بننا چاہتا ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ بچپن کے زمانے میں ہکلاتے تھے تو اسکو یہ خیال ہوا۔ کہ شاید اب تک ان میں یہ مرض موجود ہے۔ حالانکہ انہوں نے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي کہ اے اللہ میری زبان کی گرہ کھول دے۔ اور اللہ نے فرمایا تھا۔ اوتيت سؤلك يا موسىٰ کہ اے موسیٰ تیری دعا قبول ہے۔ کیونکہ منصب نبوت کیلئے یہ ضروری ہے کہ فصاحت لسانی سے بہرہ وافر حاصل ہو۔ اور نبی اپنے زمانے کا بہترین خطیب ہو۔

ف: حضور نے جب قرآن کی آیتوں میں حضرت مسیح کا ذکر کیا۔ تو کچھ لوگ یہ سمجھے۔ کہ شاید انکا مطلب یہ ہے۔ کہ مسیح کی طرح انکی بھی پوجا ہو۔ اس خیال سے انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے معبود تو بہر حال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر ہیں۔ کیوں نہ انکی پرستش کی جائے۔ اسکے جواب میں فرمایا نہیں محض غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور یہ محض دھوکا ہے۔ حالانکہ مسیح تو ایک بندے تھے جنکو ہم نے نبوت کے انعام سے نوازا تھا اور بنی اسرائیل کیلئے مقتدا قرار دیا تھا۔ اور اس مقام عبودیت کی تشریح و توضیح کیلئے انکا ذکر کیا گیا تھا۔ یہ مقصد نہ تھا۔ کہ تم خواہ مخواہ اس کو غلط معنے پہنچاؤ۔

حل لغات:- اسورة۔ سونے کے کنگن۔ یہ ثروت و دولت کی نشانی تھی۔ و
انتقمنا۔ ہم نے سزا دی۔ انتقام سے ہے جس کے معنے عربی میں ہیں ۲

مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝
٦٠- وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِی
الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ۝
٦١- وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا
وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝
٦٢- وَلَا یَصُدَّنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝
٦٣- وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ
جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ لَكُمْ بَعْضَ
الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝
٦٤- اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝

اور اُسے بنی اسرائیل کیلئے ایک مثل (یعنی نمونہ) ٹھہرایا ہے ۝
٦٠- اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے نکالیں کہ وہ زمین
میں جانشین ہوں ۝
٦١- اور وہ عیسٰی تو قیامت کی نشانی ہے سو تم قیامت میں شک
نہ کرو اور میرے تابع ہو جاؤ۔ یہ سیدھی راہ ہے ۝
٦٢- اور تمہیں شیطان نہ روکے بے شک وہ تمہارا
صریح دشمن ہے ۝
٦٣- اور جب عیسٰی روشن دلیلیں لیکر آیا تو کہا کہ بیشک میں تمہارے
پاس پکی بات لایا ہوں اور اسلئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے
بعض وہ باتیں بیان کر دوں جنمیں تم اختلاف کرتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝
٦٤- بیشک جو ہے میرا رب اور وہی تمہارا رب ہے سو تم اسی کی
عبادت کرو۔ یہ سیدھی راہ ہے ۝

حضرت مسیح کی دوبارہ آمد

ف۱ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حضرت مسیح قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔ اور انکی یہ تشریف آوری قیامت کی شروط میں سے ہے۔ اس لئے تم لوگ اس میں مطلقاً شک نہ کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ اور یاد رکھو۔ کہ شیطان عقل و خرد تم کو اس عقیدہ سے باز رکھنے کی کوشش کریگا۔ اور کہیگا۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ حضرت مسیح دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں۔ اور قیامت کے علائم میں سے ہوں تمہیں یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور اسکی باتیں محض تمہیں گمراہ کرنے کیلئے ہیں۔ اسلئے ان پر اعتماد نہ کرو۔

یہ واضح ہے کہ جن لوگوں کی نظریں اس وقت یورپ والوں پر ہیں اور یہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ سر تا سر عالم کیلئے انکا وجود زبردست خطرہ ہے اور یہی لوگ ہیں جو ادیت سے مسلح ہو کر مذہب کے قلعوں پر حملہ آور ہیں۔ اور آج انکی وجہ سے روحانیت کے تمام نظریئے پامال ہو رہے ہیں۔ انکے نزدیک ضرورت ہے۔ حضرت مسیح کی۔ جو دنیا میں آکر اپنی امت کے ان لوگوں کو بتلائیں۔ کہ حرص و آز کی آگیں اور جسم و قالب کی آلائشیں تزئین کی منتہا کمال نہیں۔ وہ آئیں اور تمدن کے اس ہلاکت آفریں پہلو کو یکسر بدل دیں۔ اور یورپ کو روحانیت سے معمور کر دیں۔ آج یہ ستم ظریف تمام تو میں کھلم کھلا اس حد تک مقصود بنگئی ہیں۔ کہ انکو پھر سے واپس لانا عام انسانوں کے بس میں نہیں۔ حالات کا اقتضا اور زمانے کے احتیاجات یہی ہیں۔ کہ کوئی زبردست روحانی شخصیت مبعوث ہو اور وہ دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا کرے۔ جس کی وجہ سے انسانیت اپنی کھوئی ہوئی سعادتوں کو دوبارہ حاصل کرے۔

ف۲ ان آیات میں حضرت مسیح کی پہلی بعثت کا ذکر ہے۔ کہ جب یہ تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ میں آیات و براہین کے ساتھ آیا ہوں۔ تاکہ تمہیں زندگی کے حکیمانہ نکات سے آگاہ کروں۔ اور وہ وجہ بتلاؤں جس سے تم نے اختلافات پیدا کر رکھے ہیں۔ انکو مٹا دوں۔ اور تقویٰ و اطاعت کے جذبات تم میں ترقی کی روح پھونک دوں۔ دیکھو اللہ ایک ہے۔ وہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ اسکی عبادت سے منہ نہ موڑو۔ اس تک پہنچنے کی سیدھی راہ یہی ہے۔ کہ توحید کے اسرار سے واقفیت حاصل کرو۔ اور اپنے کو جز اسکے آستانہ جلال و قدس کے اور کسی کے سامنے نہ جھکاؤ۔

حلِ لغات:- اَلشَّیْطٰنُ۔ یعنی گمراہ کن شخص۔

۶۵- فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ○

۶۵- پھر جماعتوں نے اپنے درمیان اختلاف ڈال لیا سو دکھ دینے والے دن کے عذاب سے ظالموں کیلئے افسوس ہے ○

۶۶- هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

۶۶- کیا یہ لوگ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ اچانک ان پر آ کھڑی ہو اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟ ○

۶۷- الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ○

۶۷- متقیوں کے سوا جتنے باہم دوست ہیں اس دن ایکدوسرے کے دشمن ہوں گے ○

ع

۶۸- يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ○

۶۸- اے میرے بندو۔ آج نہ تم پر کچھ خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے ○

۶۹- الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ○

۶۹- جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے ○

۷۰- ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ○

۷۰- تم اور تمہاری عورتیں جنت میں داخل ہو جاؤ کہ تمہاری عزت کیجائیگی ○

۷۱- يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ

۷۱- ان پر سونے کے طباق اور آبخورے لئے پھریں گے اور وہاں وہ چیز ہوگی جسکو دل چاہے اور جس سے آنکھیں لذت پائیں،

ذکی قوم نے یہ باتیں نہیں۔ اور حب و دستور انکو کوئی اہمیت نہ دی۔ تکاثر و تمرد کو شیوہ بنالیا۔ اور مسیح کی جان کے لاگو ہو گئے۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ یہ لوگ ظالم ہیں۔ اور عذاب الیم کے مستحق ہیں۔ یعنی قیامت میں لوگوں کی یہ حالت ہوگی۔ کہ ہر نوع کے باہمی تعلقات مودت و عقیدت منقطع ہو جائیں گے۔ بلکہ یہ ایک دوسرے کی مخالفت کرینگے۔ سوائے مومنین کے ان کے دل جس طرح دنیا میں حسد و بغض کے جذبات سے پاک تھے۔ یہاں بھی پاک رہیں گے۔ انکے لئے جنت میں ہر طرح کی آسودگی مہیا ہوگی۔ اور ان کو کسی قسم کا خوف اور غم نہ ہوگا۔

جنت اسلامی نقطہ نگاہ سے

اسلامی نقطہ نگاہ سے جنت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وہ زندگی کا کامل اور جامع ترین مفہوم ہے۔ جہاں نفس کی تمام خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے جہاں وہ سب کچھ مہیا ہے۔ جس کے حصول کے لئے انسان دنیا میں تگ و دو کرتا ہے۔ جہاں غم واندوہ اور احتیاج نہیں ہوتی ہے۔ جہاں مسرت و ابتہاج کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ اور تسکین و طمانیت کی نہریں رواں ہیں۔ جہاں مادہ اپنی پوری زیبائش کے ساتھ موجود ہے۔ اور روح اپنی ساری آرائش کے ساتھ جلوہ گر۔ جہاں انسان باہم دشمن نہیں ہوتے جہاں پورا امن و سکون ہوتا ہے۔ اور اللہ کا قرب۔ اور اسکی حضوری میسر ہوتی ہے۔ جہاں ہر لمحہ اور ہر آن اسکے جلوہ ہائے گوناگوں نظر اور فکر کو نزہت بخشتے ہیں۔ اور جہاں انسان کو ظاہر و باطن کے لحاظ سے شادابیاں عطا ہوتی ہیں۔

حل لغات

الْأَحْزَابُ۔ گروہ۔ حزب کی جمع ہے۔

بَغْتَةً۔ اچانک۔ خلاف توقع۔ ناگاہ۔

بِصِحَافٍ۔ طبق۔ تھا بیالہ۔ صحفۃ مفرد ہے۔

أَكْوَابٍ۔ آبخورہ۔ کوب کی جمع ہے۔

وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ۔ اور آنکھیں لطف اندوز ہونگی۔

وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

۷۲- وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا
كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○

۷۳- لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ○

۷۴- إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ○

۷۵- لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ○

۷۶- وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ○

۷۷- وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ
إِنَّكُم مَّاكِثُونَ ○

۷۸- لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ
لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ○

۷۹- أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ○

اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے ○

۷۲- یہ وہی بہشت ہے ف۱ جسکے تم ان نیک کاموں کے بدلے
جو تم کرتے تھے وارث کئے گئے ○

۷۳- وہاں تمہارے لئے بہت میوے ہونگے انہیں سے تم کھاؤ گے ○

۷۴- البتہ جو گنہگار ہیں وہ ہمیشہ دوزخ ف۲ کے عذاب میں رہینگے ○

۷۵- ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائیگا اور وہ اسمیں نا امید پڑے رہینگے ○

۷۶- اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ ہی ظالم تھے ○

۷۷- اور پکاریں گے کہ اے مالک (دوزخ کے داروغہ) چاہیے کہ تیرا رب
ہم پر موت بھیجدے وہ کہیگا تم ہمیشہ رہنے والے ہو ○

۷۸- ہم تمہارے پاس سچا دین لائے ہیں لیکن تم میں بہت سے
سچی بات کو مکروہ جانتے ہیں ○

۷۹- کیا انہوں نے ایک بات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو ہم بھی پختہ ارادہ
کرنے والے ہیں ○

ف۱ جنت کے معنے اللہ کے مقام رضا کے ہیں۔ اور جب وہ خوش ہو جائے۔ جو آسمانوں اور زمینوں کا رب اور مالک ہے۔ جس کے خزانے بے شمار اور محدود ہیں جو بجز اپنے ارادے کے ہزار در ہزار عوالم پیدا کر سکتا ہے۔ تو پھر خوشیوں اور مسرتوں کا احاطہ کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ یہ کھانے پینے کی چیزیں محض اس لئے ہیں۔ کہ وہاں کی زندگی کا کچھ اندازہ کر سکو۔ ورنہ یہ ظاہر ہے۔ کہ وہاں وہ بوقلموں نعمتیں ہیں۔ کہ جن کو دنیا کی زبانوں میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ مسرتیں ہیں جن کی تعبیر کے لئے الفاظ میسر نہیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے۔ اُس وقت وہ خوش ہو گا۔ جو ساری کائنات کا پروردگار ہے۔

ف۲ یہ جہنم ہے۔ جو اللہ کے مقام غضب و غصہ کا مظہر ہے۔ جہاں تکلیف ہے۔ دکھ ہے، سزا ہے۔ توہین ہے۔ اور زندگی کا وہ مفہوم ہے۔ جو نہایت اذیت دہ ہوتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے۔ بد عملی کا۔ فسق و فجور کا۔ ناشکر گزاری کا اور نافرمانی اور معصیت کا۔

حل لغات

فَاكِهَةٌ۔ وہ کھانا جو بطور نقل کے کھایا جائے۔ پھل میوہ وغیرہ۔
مُبْلِسُونَ۔ ابلاس سے ہے۔ یعنی مایوس۔
يَا مَالِكُ۔ فرشتہ جہنم سے مخاطب ہے۔

۸۰- اَمْ يَحْسَبُونَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۚ
بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ○

۸۰- کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انکا بھید اور مشورہ نہیں سنتے!
کیوں نہیں اور ہمارے رسول انکے پاس لکھتے ہیں ○

۸۱- قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ
الْعٰبِدِيْنَ ○

۸۱- تو کہہ اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں اسکی سب سے پہلے
عبادت کرنے والا ہوں ○

۸۲- سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ
الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

۸۲- آسمانوں اور زمین کا رب اُن اوصاف سے پاک ہے،
جو وہ بیان کرتے ہیں ○

۸۳- فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا
يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○

۸۳- سو تو انہیں چھوڑ کہ بک بک کریں اور کھیلیں۔ یہانتک کہ اپنے
اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں ملاقات کریں ○

۸۴- وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ
اِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○

۸۴- اور وہی ہے جو آسمان میں معبود ہے اور وہی حکمت والا
اور جاننے والا ہے ○

۸۵- وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ

۸۵- اور بڑی برکت والا ہے وہ جسکی بادشاہت آسمان اور
زمین میں ہے اور ان چیزوں میں بھی جو ان دونوں کے درمیان

ف ان لوگوں سے خطاب ہے۔ جو اللہ تعالے کی جلالتِ قدر سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور اس کے لئے اولاد کو ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ باطل غلط عقیدہ ہے۔ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کے کوئی بیٹا ہوتا۔ تو میں انکار کرنے سے کیا بنتا۔ آپ لوگ دیکھتے۔ کہ ہم سب سے پہلے اس کی پوجا اور پرستش کرتے۔ کیونکہ ہمیں جب اُس سے محبت ہے۔ تو ان لوگوں سے بھی قدرتاً محبت ہوتی۔ اور جو اس کے عزیز اور رشتہ دار ہوتے۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس کی ذات ہر نوع کے شرک سے پاک اور بلند ہے۔ اس کا کوئی رشتہ دار نہیں۔ وہ مجرد اور بسیط حقیقت ہے۔ آسمان کی بلندیوں سے لیکر زمین کی پستیوں تک ہر چیز اسکے تابع اور مسخر ہے۔ وہ عرش بریں کا مالک ہے۔ اسکو کسی طرح کی احتیاج اور ضرورت نہیں۔ یہ لوگ اس قسم کے مہملات کا اظہار کرکے اس کے حضور میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اس سرکشی کی سخت سزا پائیں گے ●

حل لغات :- اَلْعٰبِدِیْنَ ۔ عبادت کرنیوالے۔ اور عبد کے معنے انکار کرنیکے بھی ہوتے ہیں۔ اس صورت میں آیت کا ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ اگر اللہ کے کوئی بیٹا ہوتا تو ہم ایسے اللہ کا سب سے پہلے انکار کر دیتے ●

السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

٨٦- وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ
دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ
وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

٨٧- وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ
اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ○

٨٨- وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ○

٨٩- فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ ○ ع

آیاتہا (٥٩)	(٤٤) سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ (٦٣)	رکوعاتہا (٣)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

١- حٰمٓ ○

میں ہیں اور اسی کو قیامت کا علم ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○

٨٦- اور جن کو (اہل عرب) اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت
کا اختیار نہیں رکھتے۔ مگر وہ جنہوں نے سچی گواہی دی
اور ان کو خبر تھی ○ ط

٨٧- اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے کہ انہیں کس نے پیدا کیا، تو
ضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ○

اور رسول کے یوں کہنے کی قسم کہ اے رب یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان
٨٨- نہیں لاتے۔ (یا اگلی تقدیر مقدر ہوئی) ○

٨٩- سو تو ان سے منہ موڑ لے اور کہہ سلام ہے عنقریب وہ
معلوم کر لیں گے ○

(٤٤) سورہ دخان

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١- حٰم ○

ط یعنی جس خدا کی آسمانوں میں بھی پرستش ہوتی ہو اور زمین میں بھی۔ جو سینے کے بھیدوں کو جانتا ہو۔ جس کے ہر چیز تابع اور مسخر ہو۔ جو کائنات کو تہ و بالا کر دینے پر قادر ہو۔ اور اس کے متعلق کامل معلومات بھی رکھتا ہو۔ جس کے پاس سب چھوٹوں اور بڑوں کو جانا ہو۔ اور اپنے اعمال کو محاسبہ کے لئے پیش کرنا ہو۔ جس کے ہاں کسی کی سفارش نہ چلے۔ بجز ان لوگوں کے جو اہل حق و صداقت ہیں۔ اور جن کو وہ خود اجازت دے گا۔ اور جس کی وحدانیت کی گواہی فطرت انسانی دے۔ اور پکار اٹھے۔ کہ اس کے سوا اور کوئی کائنات کا خالق نہیں ہے۔ اس کو اولاد کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ اور عزیز داری کی کیا حاجت؟ اس کی ذات کی بلندی اور رفعت کا تقاضا ہے۔ کہ یہ ہر چیز سے بے نیاز ہو۔ اور اپنی صفات عالیہ میں کسی دوسری شخصیت کا شریک و سہیم نہ ہو۔ غور تو فرمایئے جو ساری کائنات کا مالک اور آقا ہو۔ اس کو بیٹوں اور بیٹیوں کی کیا حاجت؟ اس کی ذات والا جلال کے سامنے سب حقیر اور عاجز ہیں اور اس کی صمدیت کے قائل اور معترف ہیں۔ تو پھر کون ہے جو اپنے کو اس کا ہم کفو اور ہمسر کہہ سکے ●

حل لغات

وَقُلْ سَلَامٌ۔ یعنی ان لوگوں کی بے ہودگیوں کے متعلق آپ کوئی اثر نہ لیں۔ اور قطعًا ان سے بیزاری کا اعلان فرما دیں ●

۲- وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝
۳- اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝
۴- فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝
۵- اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝
۶- رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝
۷- رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝
۸- لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝
۹- بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ ۝
۱۰- فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝

۲- واضح کتاب کی قسم ۝
۳- کہ ہم نے اس (قرآن) کو مبارک رات میں اتارا ہم ہیں ڈرانے والے ۝
۴- اسی مبارک رات میں حکمت والا ہر ایک کام فیصل کیا جاتا ہے ۝
۵- ہمارے پاس سے حکم ہو کر بے شک ہم ہی بھیجنے والے ہیں ۝
۶- تیرے رب کی مہر سے۔ وہی سننے والا جاننے والا ہے ۝
۷- آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کا رب اگر تم کو یقین ہے ۝
۸- اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی جلاتا اور مارتا ہے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا رب ۝
۹- بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں ۝
۱۰- سو تو اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان صریح دھواں لائیگا ۝

سُورَةُ الدُّخَان

جو لیلۃ مبارکہ اللہ تعالیٰ مقدر پر فضیلت حاصل ہے۔ اسکے ساتھ کچھ اور سعادتیں مخصوص ہیں، اور کہیں نہیں پائی جاتیں۔ پھر جس طرح شخصیتوں کے مراتب میں تفاوت ہے حضور کو وہ مقام رفیع حاصل ہے۔ جو ابد تک کسی انسان کی قسمت میں نہیں ہو سکتا اسی طرح کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی ہیں جو برکات کی حامل ہیں۔ ان میں لیلۃ القدر کا رتبہ سب سے زیادہ ہے۔ یہ وہ مبارک رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور انسانوں کو آخری پیغام رشد و ہدایت دیا گیا جس میں انسانی فلاح و بہبود کا پورا انتظام ہے اور اس کے ارتقاء اور تقدم کیلئے ایک آخری پروگرام تجویز کیا گیا۔ یہ وہ رات ہے جس میں کائنات کے لئے فرائض کو تفویض کیا جاتا ہے۔ اور ہر امر مہم کے متعلق فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس میں فرشتوں کو بتایا جاتا ہے۔ کہ ان کو سال بھر کے لئے کیا کرنا ہے۔ یہ رات عبادت و ذکر کی رات ہے۔ اللہ سے کچھ مانگنے اور طلب کرنے کی رات ہے اسکے تعین میں اختلاف ہے محققین کے نزدیک اس کا تعلق رمضان کے عشرہ آخر سے ہے بہتر تو یہ ہے کہ طالبان حقیقت لیلۃ القدر سارا عشرہ جاگیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد و ذکر کریں۔ تاکہ وہ غیر محسوس طریق سے اس رات کا پھل پائیں۔ جو انکے نزدیک اسعد ہے بحیثیت رکھتی ہے۔

ف قرآن کا استدلال توحید کے متعلق یوں ہے۔ کہ وہ خدا جو احیاء و اماتت پر قادر ہے۔ جو زندگی کو موت سے بدل سکتا ہے۔ اور موت کو زندگی کا لباس پہنا دیتا ہے وہی عبادت اور پرستش کے لائق ہے اور اسی کو تمہارے آباء بھی پوجتے تھے۔ آج تم کو جو اس کی ذات کے متعلق شکوک و شبہات ہیں۔ تو وہ محض جہالت پر مبنی ہیں۔ ورنہ یہ ایک بین حقیقت ہے جسکا انکار ممکن ہی نہیں۔

مادہ پرستوں کے پاس اس عقدہ کا جواب کوئی نہیں کہ زندگی کا علم میں زندگی کہاں سے آئی کہ زندگی کا منبع کیا ہے جہاں تک ہمیں معلوم نہیں ہیں۔ یہ اپنے ہر مظہر میں اور اپنی ہر شکل میں بے جان ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے کہ اگر اس مشکل کو حل کرنا چاہتے ہو۔ تو اس نظریہ کو تسلیم کرو۔ کہ اس کو کارساز کے پس پردہ ایک ذات جمیل کارفرما ہے جسکے علم و حکمت کی وجہ سے یہ نظام برقرار ہے۔ چنانچہ آج سائنس کے ماہر اس نظریہ کو ماننے لگے ہیں۔ کہ مادہ میں جو شعور و ادراک۔ ترتیب اور تعین ہے یہ ایک عظیم قوت کی طرف سے ہے جو محی اور ممیت کی مصداق ہے۔ جس پر تمام عالم کی زندگی کی ہستی میں۔ بجز اس کے نہیں معلوم کہ کیا ہے۔

حل لغات۔ یفرق۔ بین ہے کہا جاتا ہے۔ ... [illegible] ... کا تعلق ہے کسی کو کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اور وہ تو ہمیشہ سے مکمل ہے ...

۱۱- يَّغْشَى النَّاسَ ۚ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
۱۲- رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ○
۱۳- اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ
مُّبِيْنٌ ○
۱۴- ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ○
۱۵- اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ○
۱۶- يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ○
۱۷- وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ○
۱۸- اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ اِنِّيْ لَكُمْ
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ○
۱۹- وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ

۱۱- جو لوگوں کو ڈھانپ لیگا۔ یہ دکھ دینے والا عذاب ہے ○
۱۲- اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹا ہم ایمان لاتے ہیں ○
۱۳- مگر انکے لئے نصیحت پکڑنا کہاں ہے اور ان کے پاس کھول کر
سُنانے والا رسول آچکا ○
۱۴- پھر انہوں نے اُس سے منہ موڑ لیا اور کہا کہ سکھلایا ہوا دیوانہ ہے ○
۱۵- ہم تھوڑے دنوں عذاب ہٹاتے ہیں مگر تم پھر وہی کرنے والے ہو ○
۱۶- جس دن ہم بڑی پکڑ میں پکڑ لینگے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں ○
۱۷- اور ان سے پہلے ہم نے قوم فرعون کو آزمایا اور ان کے پاس
عزت والا رسول آیا ○
۱۸- کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالہ کردو۔ میں تمہارے لئے
رسول امانت دار ہوں ○
۱۹- اور یہ بھی فرمایا کہ تم خدا سے سرکشی مت کرو۔ میں تمہارے پاس

دھوئیں کا عذاب

ف مکّے والوں نے جب حضورؐ کے پیغام توحید کو ٹھکرایا اور انتہائی تحقیر وتذلیل کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ تو اس وقت آپ کی زبان الہام ترجمان سے یہ کلمات بے اختیار نکل گئے۔ کہ اے اللہ ان لوگوں پر اس قحط کا عذاب نازل کر جو تو نے یوسفؑ کے زمانہ میں نازل کیا تھا۔ بس ان الفاظ کا حضورؐ کے منہ سے نکلنا تھا۔ کہ اجابت نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ آسمان نے برکت کے دروازوں کو ان پر بند کر لیا۔ زمین خشک ہوگئی۔ اور قحط وجوع نے قریش کو اپنے شکنجہ میں ڈال دیا۔ اس قدر فاقے ہونے لگے۔ کہ بھوک کے مارے ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے دھواں سا معلوم ہونے لگا۔ زندگی کے لئے یہ لوگ مجبور ہوگئے۔ کہ مُردار کھائیں۔ اور کتوں کے گوشت تک کو نہ چھوڑیں۔ جب صورت حالات یہ ہوگئی۔ تو اس وقت انہوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ یہ عذاب ہے۔ اور ہماری شقاوت اور سرکشی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت ان کو ندامت ہوئی۔ اور انہوں نے درخواست کی۔ کہ ہم پر سے عذاب دور کردیا جائے۔ ہم حق وصداقت کو تسلیم کرلیں گے۔ اور حضورؐ کی نبوت پر ایمان لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ یہ تو ہم کو معلوم ہے۔ کہ یہ عذاب سے اس وقت ضرور متاثر ہوں گے۔ مگر پھر سرکشی اور تمرد ان میں عود کر آئے گا۔ بہرحال ہماری رحمت کا تقاضا ہے۔ کہ عذاب ان پر سے ختم کردیں اور دیکھیں کہ یہ کہاں تک اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہیں۔

ان آیات میں اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئیں۔ جب کہ یہ لوگ اپنے تمول اور دولتمندی پر فخر وغرور کا اظہار کر رہے تھے۔ کہ یہ اس طرح بھوک اور افلاس سے دوچار ہوں گے۔

حل لغات

اَلذِّكْرٰى۔ نصیحت پذیری۔
اَلْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى۔ سخت پکڑ۔ بہت بڑی گرفت۔ یوم حساب سے تعبیر ہے۔
رَهْوًا۔ سکون کی حالت میں یعنی اپنی حالت پر۔
جُنْدٌ۔ لشکر۔
عُيُوْنٍ۔ بہتے چشمے۔

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○

۲۰- وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ○

۲۱- وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ○

۲۲- فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ○

۲۳- فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ○

۲۴- وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ○

۲۵- كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○

۲۶- وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○

۲۸- وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ○

۲۸- كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا

سامنے ایک واضح دلیل (اپنی نبوت کی) پیش کرتا ہوں ○

۲۰- اور میں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں ○

۲۱- اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ○

۲۲- پھر اپنے رب کو پکارا کہ یہ لوگ مجرم ہیں ○

۲۳- (جواب ملا) سو میرے بندوں کو رات میں لے کر چل البتہ تمہارا پیچھا کریں گے ○

۲۴- اور سمندر کو خشک چھوڑ جا البتہ وہ لشکر غرق ہونے والے ہیں ○

۲۵- کتنے باغ اور چشمے وہ چھوڑ گئے ○

۲۶- اور کھیت اور نفیس گھر ○

۲۷- اور نعمت جن میں باتیں بناتے تھے ○

۲۸- یوں ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا دوسرے لوگوں کو

ایمان و کفر کی آویزش

ف۱ ان آیات میں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کا قصہ ہے۔ کہ کیونکر ان کو فرعون ایسے ظالم و مستبد بادشاہ کے چنگل سے رہائی نصیب ہوئی۔ اس کو اپنی قوت پر ناز تھا اپنے عساکر اور فوجوں پر غرہ تھا۔ اپنے محلوں اور اونچے اونچے محلوں پر فخر تھا۔ یہ بات اس کے ذہن سے بہت دور تھی کہ غریب اور مفلس و مظلوم قوم کبھی اتنے طاقتور بادشاہ کا مقابلہ کر پائے گی۔ اور اس کی خلاصی کے سامان غیب سے مہیا ہو سکیں گے۔ مگر اللہ کی طرف سے مقدر ہو چکا تھا۔ کہ ایمان و کفر کا تصادم ہو۔ افلاس اور تمول میں ٹھن جائے۔ موسیٰ اور با جبروت و سطوت شخصیت میں معرکہ آرائی ہو۔ اور فتح ہو ایمان کی۔ کامیابی کا تاج رکھا جائے۔ غریبوں اور مظلوموں کے سر پر اور کامرانی بخشی جائے ضعیف اور ناتوان موسیٰ کو۔ چنانچہ ایک رات جب فرعون اور اس کے سپاہی آسودگی اور تنعم کی نیند میں سرمست تھے۔ اللہ کی طرف سے حکم ملا۔ کہ اب ارض مصر سے چل نکلو تمہارا تعاقب کیا جائیگا۔ اور بالآخر دشمن تمہارے سامنے دریا میں غرق ہو جائیگا۔ چنانچہ بنی اسرائیل دریا کے پار ہو گئے۔ اور دریا کے پایاب ہو کر ان کے لئے راستہ بنا دیا۔

حل لغات

فٰكِهِيْنَ۔ لطف اندوز ہونے والے۔

اٰخَرِيْنَ ۝

۲۹- فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝

۳۰- وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

۳۱- مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

۳۲- وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

۳۳- وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝

وارث کر دیا ۝

۲۹- سو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ ملی ۝

۳۰- اور ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات دی ۝

۳۱- جو فرعون کی طرف سے تھی۔ بیشک وہ سرکش حد سے باہر نکلا ہوا تھا ۝

۳۲- اور ہم نے بنی اسرائیل کو جان بوجھ کر سارے جہان کے لوگوں سے پسند کیا ۝

۳۳- اور ہم نے ان کو وہ معجزات دیئے جن میں صریح آزمائش تھی ۝

لیکن جب فرعون کے لاؤ لشکر نے اس میں سے گزرنا چاہا۔ تو دریا جوش میں آ کر دونوں سے بہنے لگا۔ عقل و خرد کے لئے یہ بات اب تک حیران کن ہے۔ کہ دریا میں بطرح کا انقلاب کیونکر ہو گیا۔ کہ وہ تھم گیا۔ اور اس میں بنی اسرائیل کے استقبال اور خیر مقدم کے لئے جگہ بن گئی۔ مگر ایمانی اس کو یوں حل کر لیتا ہے۔ کہ وہ خدا جس نے چشموں میں سے پانی کے چشمے جاری کئے ہیں۔ جس نے زمین میں سے سوتے پیدا کئے۔ جس نے پانی کو یہ روانی بخشی۔ اس میں یہ استطاعت بھی ہے۔ کہ وہ دریا کو روک دے۔ پانی کی روانی اس سے چھین لے۔ اور اپنے بندوں کے لئے پانی

میں آنے جانے کے لئے دروازے پیدا کر دے۔ وہ ان چیزوں کو نہایت آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے۔ وہ خود یہ قانون اور ضابطہ ہے۔ وہ چاہے تو لوہے کی نہریں رواں کر دے۔ اور پانی میں پتھر ایسی صلابت پیدا کر دے اور چاہے تو آسمان کی بلندیوں کو زمین کی پستیاں سے بدل دے۔ اور فرش زمین کو عرش تک بلند کر دے۔

فرمایا۔ یہ فرعون جب غرق ہوا ہے۔ تو اس وقت نہ تو آسمان نے غم کا اظہار کیا۔ اور نہ زمین روئی۔ اور نہ اُن کو مہلت دی گئی۔ اس طرح ہم نے ان لوگوں کو کامل آزادی اور استقلال کی نعمت سے بہرہ مند کیا۔

حل لغات

بَلٰٓؤٌا۔ آزمائش۔ انعام۔

۳۴- اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ۝
۳۴- یہ لوگ کہتے ہیں ۝

۳۵- اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ
بِمُنْشَرِیْنَ ۝
۳۵- کہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ صرف ہماری یہی
پہلی موت ہے اور ہمیں پھر اُٹھنا نہیں ۝

۳۶- فَاْتُوْا بِاٰبَآىٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝
۳۶- سو اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لا موجود کرو ۝

۳۷- اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ؗ اِنَّهُمْ
كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ۝
۳۷- بھلا یہ بہتر ہیں یا قوم تبع اور جو ان سے پہلے
ہو گزرے کہ ہم نے انہیں ہلاک کیا بے شک
وہ لوگ گنہگار تھے ۝

۳۸- وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ۝
۳۸- اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان میں ہے
اس کو کھیل نہیں بنایا ۝

۳۹- مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝
۳۹- ہم نے تو ان کو ٹھیک کام پر پیدا کیا ہے۔ لیکن ان میں
بہت لوگ نہیں جانتے ۝

۴۰- اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝
۴۰- بیشک ان سب کا وعدہ فیصلے کا دن ہے ۝

ہم نے کائنات کو بلا مقصد نہیں پیدا کیا

مادیت کا نظریہ ہے۔ کہ یہ کارگاہِ حیات کا نتیجہ ہے۔ محض بخت و اتفاق کا اور مجازات و تخمین کا۔ یہ عالم حیات یونہی بلا کسی غرض اور غایت کے پیدا کر دیا گیا ہے۔ یا پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس کی تخلیق میں کسی اخلاقی، نصب العین کو کوئی دخل نہیں۔ قرآن حکیم اس نظریہ کی مخالفت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو محض لہو و لعب کے طور پر نہیں پیدا کیا ہے۔ کہ اس کا کچھ مقصد بھی نہ ہو۔ بلکہ ان کے بنانے میں حکمت ضرور ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ زندگی کی تکمیل ہو۔ اور انسان کو مواقع دیئے جائیں۔ کہ وہ آخرت کے لئے تیاری کرے۔ اور اپنی روح میں اتنی قوت اور بالیدگی پیدا کرے۔ کہ اس کو اللہ کا قرب حاصل ہو۔ اس ضمن میں یہ واضح رہے۔ کہ غرض اور مقصد کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کو کائنات کے پیدا کرنے سے اپنی ذات کی تکمیل منظور ہے۔ اور اس نے اس لئے انسان کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا ہے۔ کہ اس سے اس کا کوئی اپنا مطلب نکلتا ہے۔ اور ایک یہ کہ جہاں تک اس عالم پر غور کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ انسان کو جو اتنی نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ تو آخر فاطر السموات کی طرف سے کچھ مطالبہ ہونا چاہئے۔ جس کی تکمیل خود اس کے لئے مفید ہو۔ ورنہ اتنا بڑا آسمان پیدا کرنا بے کار ہے۔ یہ عرش اور وسیع زمین جو انسان کے پاؤں تلے بچھا دی گئی ہے۔ بے سود ہوگی۔ اور یہ نجوم و کواکب جو اس کے لئے سرگرداں ہیں۔ بے معنے ہوں گے۔ ذرا غور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غرض اور مقصد کی یہ دوسری تعبیر صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ معطل بلا غرض نہیں ہے۔ ان کو اپنی ذات کی بڑائی و رفعت کے لئے اس ساری کائنات میں کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں۔ یہ سب کچھ اگر فنا ہو جائے۔ اور مٹ جائے۔ تو اس کی عظمت اور جلالت قدر میں کوئی کمی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور وہ اپنی ذات میں بہمہ وجوہ کامل اور لائق ستائش ہے۔ پیرایہ ان آیتوں کا مفہوم یہ ہے۔ کہ انسان دنیا پر اس نقطۂ نظر سے غور کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں اس کو پیدا کیا۔ اور اس کو بنی آدم سے کیا توقعات ہیں؟ کیونکہ ایک دن مقرر ہے۔

۴۱- یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝
۴۲- اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝
۴۳- اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝
۴۴- طَعَامُ الْاَثِیْمِ ۝
۴۵- كَالْمُهْلِ ۚ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ۝
۴۶- كَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ۝
۴۷- خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝
۴۸- ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ۝
۴۹- ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ۝
۵۰- اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝

۴۱- جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ اُنہیں مدد ملے گی ○
۴۲- مگر جس پر اللہ نے رحم کیا بے شک وہی ہے غالب مہربان ○
۴۳- کچھ شک نہیں کہ تھوہر کا درخت ○
۴۴- گنہگار کا کھانا ہے ○
۴۵- پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے ○
۴۶- جیسے کھولتا پانی ○
۴۷- پکڑو اس کو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لیجاؤ ○
۴۸- پھر اُس کے سر پر پانی کا عذاب ڈال دو ○
۴۹- مزا چکھ تو ہی بڑا عزت والا سردار ہے ○
۵۰- بیشک یہ وہی ہے جس میں تم شک کرتے تھے ○

جب سب لوگ اس کے حضور میں جمع کئے جائیں گے۔ اور ان سب سے پوچھا جائے گا۔ کہ انہوں نے نفیس حیات کو کس حد تک مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔ اُن سے سوال کیا جائے گا۔ کہ انہوں نے عمر عزیز کے لمحات گرانقدر کن مشاغل میں صرف کئے ہیں۔ پھر اعمال کے اعتبار سے وہاں دو ہی جگہیں ہیں۔ دوزخ جہاں بدعمل لوگ جائیں گے۔ اور جنت جہاں اہل اور صالح لوگ سکونت رکھیں گے۔ اب سوچنا یہ ہے۔ کہ تم اپنے لئے کس مقام کو پسند کرتے ہو۔ جہنم کو جو مقام غضب و غصہ ہے۔ جہاں زقوم کھانے کو ملے گا۔ یا جنت کو جو جائے رحمت اور رافت ہے۔ جہاں زندگی کے تمام تکلفات مہیا ہوں گے۔

حل لغات

کالمهل۔ تیل کی تلچھٹ کی طرح۔

۵۱- إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ○
۵۲- فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ○
۵۳- يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ○
۵۴- كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ○
۵۵- يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ○
۵۶- لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ○
۵۷- فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○
۵۸- فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ○

۵۱- بیشک متقی چین کی جگہ میں ہوں گے ○
۵۲- باغوں اور چشموں میں ○
۵۳- باریک اور گاڑھے ریشم کی پوشاک پہنیں گے۔ ایکدوسرے کی طرف مُنہ کئے ہوں گے ○
۵۴- اسیطرح ہوگا اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں اُن سے بیاہ دیں گے
۵۵- ہر ایک میوہ خاطر جمعی سے وہاں منگوالیں گے ○
۵۶- وہاں سوائے اس موت کے جو پہلے مر چکے اور موت نہ چکھیں گے اور انہیں عذاب جہنم سے اللہ نے بچالیا ○
۵۷- یہ تیرے رب کا فضل ہے۔ یہی بڑی مُراد ملنی ہے ○
۵۸- سو ہم نے یہ قرآن تیری بولی میں آسان کر دیا۔ شائد وہ نصیحت قبول کریں ○

قرآن کیونکر سہل اور آسان ہے

اس آیت میں ایک نہایت ہی لطیف انداز میں یہ بتایا ہے۔ کہ قرآن حکیم کو ہم نے سہل اور آسان قرار دیا ہے۔ تو تیری تشریحات کے ساتھ اور تیری بیان کردہ تفصیلات کی وجہ سے، یعنی اگر درمیان میں تیرا وجود رہے۔ رموز و اسرار کی عقدہ کشائی کے لئے تیری زبان فیض ترجمان نہ موجود ہو۔ تو پھر محض عربی ادب کے بھروسہ پر اس کو سمجھنا اور اس کے معارف و نکات تک رسائی حاصل کر لینا سخت دشوار ہے۔ اس کی تعلیمات سے صحیح معنوں میں تذکیر اور عبرت پذیری اسی وقت ممکن ہے۔ جب مشکوٰۃ نبوت کی روشنی سے دل و دیدہ منور ہوں۔ اور جب کہ یہ دیکھا جائے۔ کہ اللہ کے پیغمبر اور کلام الہٰی کے اولین مخاطب نے اس کو کیونکر سمجھا ہے! یہ بات کس درجہ بعید از عقل اور محال ہے کہ ایک کتاب کو اس کے ماحول سے قطع نظر کرکے اور اس کو پیش کرنے والے کی تفہیمات سے بے نیاز ہو کر سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ یہ درست ہے کہ پیغمبر رشد و ہدایت بدرجہ غایت سہل اور آسان ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ اس کو سمجھنے کے لئے ضروری شروط اور لوازم کی بھی احتیاج نہیں۔ آسان سے آسان کتاب کو بھی اگر آپ اس کی ضروری شرائط سے الگ کرلیں گے۔ تو وہ چیستان ہو کر رہ جائے گی پھر قرآن سے یہ کیوں تم توقع رکھتے ہو۔ کہ اس کو عصر نبوی کی روایات سے بالکل جدا کر کے محض لغت کی مدد سے آپ سمجھ سکیں گے۔ جس کو بہت بعد میں مرتب کیا گیا ہے۔ اسی لئے جن لوگوں نے حدیث کا انکار کیا ہے۔ اور پیغمبر کو یہ حق نہیں دیا۔ کہ وہ ہم کو اللہ کا پیغام تفصیل کے ساتھ سنائیں۔ وہ اختلاف و تشتت کی سخت الجھنوں میں گرفتار ہوگئے ہیں۔ اور معروف و متعین باتوں میں بھی، عام مسلمانوں سے اختلاف کرنے لگے ہیں۔ بلکہ خود آپس میں ان مسائل کا کوئی تصفیہ نہیں کرسکے۔ جن کا تعلق دین کی اولیات سے ہے ●

حل لغات:

سُنْدُسٍ۔ نازک اور لطیف ریشم ●
إِسْتَبْرَقٍ۔ دبیز ریشم ●
وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ۔ عین، بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، ان سے نکاح میں دیدی جائیں گی ●
بِلِسَانِكَ۔ یعنی تیری زبان کی تشریحات کی مدد سے ●

٥٩- فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝ ع ۱۴

رکوعاتھا (۴)	سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۵) (۴۵)	اٰیاتھا (۳۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

١- حٰمٓ ۝

٢- تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

٣- اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

٤- وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ
لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

٥- وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا
بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ
الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

۵۹- اب تم بھی راہ دیکھو اور وہ بھی راہ دیکھتے ہیں ۝

(۴۵) سُورۂ جاثیہ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- حٰمٓ ۝

۲- اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو غالب حکمت والا ہے ۝ ف۱

۳- بیشک آسمانوں اور زمین میں مومنوں کیلئے نشانیاں ہیں ۝

۴- اور تمہاری پیدائش میں اور جتنے جانور وہ بکھیرتا ہے۔ ان
میں یقین کرنیوالوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝

۵- اور رات دن کے بدلتے میں اور جو اللہ نے آسمان سے
رزق اتارا۔ پھر اس سے زمین کو اسکے مرگئے پیچھے جلایا
اس میں اور ہواؤں کے پھرنے میں عقل مند لوگوں
کے لئے نشانیاں ہیں ۝

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

ف۱ قرآن کتاب فطرت ہے۔ اس لئے یہ اپنی تصدیق میں صحیفہ قدرت کو پیش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تم سب کائنات کو عمیق نگاہوں سے دیکھو گے۔ اور آسمانوں اور زمین کے متعلق دقت نظر سے مطالعہ کرو گے اور خود اپنی ذات کے متعلق سوچو گے۔ اور علم الحیوانات کو حاصل کرو گے۔ تو تمہیں اس کی صداقت میں بہت دلائل مل جائیں گے۔ تمہیں یہ زیبا ہے۔ کہ لیل و نہار کے ردو بدل میں اور ہم الریاح میں خصوصیت کے ساتھ غور و فکر سے کام لو۔ یہ سب مظاہر قدرت اپنے اندر عقل و ایقان کا بہرہ وافر رکھتے ہیں۔ قرآن کو علوم طبعی کے ارتقاء میں نہ صرف کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ بلکہ قرآن کی خواہش ہے۔ کہ لوگ ان علوم میں بیش از بیش ترقی کرینگے مذہب کے حقائق زیادہ روشنی میں آتے جائیں گے۔

حل لغت

فَارْتَقِبْ۔ پس انتظار کیجئے۔ ارتقاب سے ہے۔

٦- تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ
حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○
٧- وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○
٨- يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ
مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○
٩- وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا
هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○
١٠- مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ
عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ○

۶- یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم ٹھیک ٹھیک تجھے پڑھ کر سناتے ہیں پھر یہ لوگ اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کونسی حدیث پر ایمان لائینگے ○
۷- ہر جھوٹے گنہگار کے لئے خرابی ہے ○
۸- کہ اللہ کی آیتیں جو اسکے سامنے پڑھی جاتی ہیں سنتا ہے پھر تکبر سے (کفر پر) اڑا رہتا ہے گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں سو تو اسے دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا ○
۹- اور جب ہماری آیتوں میں سے کوئی شئے معلوم کرتا ہے تو اسے ٹھٹھے میں اڑاتا ہے ایسوں ہی کیلئے ذلت کا عذاب ہے ○
۱۰- اُن کے پرے جہنم ہے اور جو انہوں نے کمایا ان کے کچھ کام نہ آئے گا، اور نہ وہ کام آئیں گے جنہیں اللہ کے سوا انہوں نے کارساز ٹھہرایا تھا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ○ ف۱

قرآن صحیفۂ رشد و ہدایت ہے

ف۱ نضر بن حارث ایک شخص تھا جس کو حضور سے سخت عداوت تھی۔ یہ عجمی قصے اور افسانے خرید لاتا۔ اور جب حضور لوگوں کو قرآن سناتے، تو وہ یہ کہانیاں لے بیٹھتا۔ اور لوگوں سے کہتا۔ کہ قرآن سے تو یہی باتیں زیادہ دلچسپ ہیں۔ ان کو سنو، اور قرآن کی طرف توجہ نہ کرو۔ اس کا خیال تھا۔ کہ یہ قرآن کی موثریت کا جواب ہے۔ ان آیات میں اسی قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے۔ کہ جو جھوٹے قصے سنتے ہیں۔ اور لوگوں کو جھوٹی کہانیاں سناتے ہیں۔ قرآن کی آیتوں کو بوجہ کبر و غرور سنی ان سنی کر دیتے ہیں۔ اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ان لوگوں کے لئے خرابی اور دردناک عذاب ہے۔ جو ان کے لئے نہایت درجہ رسوا کن ہے۔ جو اپنی کیفیات کے لحاظ سے عظیم ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جن لوگوں پر آج ان کو اعتماد ہے۔ کہ وہ وہاں ان کی نجات اور خلاصی کا باعث ہوں گے۔ وہ وہاں ان سے قطعی بیزاری کا اظہار کرینگے یا ان کے ساتھ جہنم میں مبتلائے عذاب ہوں گے۔ یہ قرآن ہی صحیفہ رشد و ہدایت ہے۔ یہ زندگی کا پورا پروگرام ہے۔ اس میں تمام انسانی مشکلات کو سلجھایا گیا ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ ہر زمانے کے لوگ اس کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ اس لئے جو شخص اس کا انکار کرتا ہے۔ وہ صرف ایک کتاب کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ ایک نظام حیات کی مخالفت کرتا ہے۔ جو خیر و صلاح کا نظام ہے۔ اور ایک صحیح لائحہ عمل کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔ جس پر سعادت انسانی کا انحصار ہے۔ اس لئے یہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ اور پوری جمعیت اجتماعیہ کا مخالف۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مجرم اس قابل ہے۔ کہ اس پر شدید ترین سزا دی جائے۔

حل لغات

بَعْدَ اللّٰهِ۔ مضاف محذوف ہے۔ یعنے اللہ کی توضیحات کے بعد۔

اَفَّاكٍ۔ جھوٹا۔ دروغ گو۔

يُصِرُّ۔ اصرار سے ہے۔ یعنی جاننے کے باوجود گناہ پر جما رہنا اڑا رہنا۔

۱۱- هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

۱۱- یہ ہدایت ہے، اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں کے منکر ہوئے
اُنکے لئے سخت قسم کا درد دینے والا عذاب ہے ۝

۱۲- اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ
الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

۱۲- اللہ وہ ہے جس نے دریا کو تمہارے قابو میں کیا، تاکہ اس
کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل
(روزگار) تلاش کرو، اور شاید کہ تم شکر کرو ۝

۱۳- وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

۱۳- اور اسی نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔
سب اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ بیشک اس
میں دھیان کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝

۱۴- قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا ۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝

۱۴- تو ایمانداروں کو کہہ کہ جو لوگ اللہ کے دنوں کی اُمید
نہیں رکھتے ان کو معاف کریں۔ تاکہ اللہ ایک قوم کو
ان کی کمائی کے موافق سزا دے ۝

۱۵- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ

۱۵- جس نے نیک کام کیا تو اپنے ہی لئے ہے اور جس نے بدی کی تو اسکا

قرآن کا عقلمندوں سے خطاب ہے

ف قرآن حکیم، ایک ایسی کتاب ہے، جو اپنے لئے اُن لوگوں
کو منتخب کرتی ہے۔ جو صاحب غور و فکر ہیں۔ وہ ان کو
دعوت دیتی ہے۔ جو مظاہر کائنات پر فکر و تدبیر
کی نظریں دوڑائیں۔ اور دیکھیں۔ کہ کہاں تک اسلامی
حقائق فطرت کے مطابق اور موافق ہیں۔
فرمایا۔ کہ تم بھی ان لوگوں کی پرستش کرتے ہو۔ جو قطعاً
اس احترام کی اہلیت نہیں رکھتے۔ پوجا کے لائق وہ
ذات ہے جس نے تم کو تسخیر بحر کے علوم سے بہرہ ور
کیا ہے۔ جسکی وجہ سے تم سمندر کے سینہ پر کشتیاں اور جہاز
چلاتے ہو۔ اور اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کی تلاش
میں کہاں سے کہاں نکل جاتے ہو۔ اور وہ ہے جس
نے آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات کو تمہاری خدمت
میں لگا دیا ہے۔ کیا ان حقائق میں تمہارے لئے
فکر و تدبر کا سامان نہیں؟

ف منافقین میں کچھ ایسے ذلیل لوگ تھے۔ جن میں
یہ جرأت تو نہ تھی۔ کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے
سیلاب کو روک دیں۔ مگر محض تسکین نفس کے لئے
وہ مسلمانوں کو گالیاں دے کر دل کے پھپھولے
پھوڑ لیتے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو ان کے
بلند اخلاق کے نام پر کہا ہے۔ کہ وہ ان حقیر اور
مذبوحی حرکات کو بالکل ناقابل اعتناء سمجھیں۔ اور
قطعاً ان سے تعرض نہ کریں۔

حل لغت

مِنْ فَضْلِهٖ۔ مال و دولت کو اس سے تعبیر کیا ہے۔
تاکہ مسلمان ازدواج رہبانیت اسکے حصول میں کوتاہی
نہ کریں۔
اَيَّامَ اللّٰهِ۔ خدا کے وہ دن جن میں وہ مجرموں
کو سزا دیتا ہے۔

نُعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ○

۱۶- وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ○

۱۷- وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

۱۸- ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ

وبال، اسی پر ہے۔ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹو گے ○

۱۶- اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکمت اور نبوت دی اور اچھی چیزیں کھانے کو دیں۔ اور تمام جہانوں پر انہیں فضیلت بخشی ○

۱۷- اور دین کے بارہ میں ہم نے انہیں روشن دلائل دیئے، پھر پھوٹ جو ڈالی تو علم آنے کے بعد آپس کے حسد سے ڈالی۔ بیشک تیرا رب قیامت کے ان میں فیصلہ کرے گا۔ جس بارہ میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے ○

۱۸- پھر ہم نے تجھے دین کی ایک شریعت پر کر دیا۔ تو تو اسی شریعت (یعنی راستے) کا تابع رہ، اور

بنی اسرائیل پر انعامات

ف اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہر طرح کی نعمتوں سے مشرف فرمایا تھا انہیں تورات دی۔ خاص فقہ اور فصل خصومات کی قابلیت بخشی۔ اور نبوت کے فیض عموی کو ان میں جاری رکھا۔ فراعنہ کے مال و دولت کا ان کو وارث بنایا۔ اور من و سلویٰ ایسی لطیف چیزیں بلا محنت اور بغیر طلب کے ان کو دیں۔ اور اس زمانے کے لوگوں پر ان کو فضیلت دی۔ اور پھر اصل دین اور نفس شریعت سے ان کو آگاہ کیا۔ ان کو بتایا۔ کہ جہاں یہ صداقتیں پائی جائیں ان کو تسلیم کرو۔ اور بغیر ادنیٰ تامل اور جھجک کے اللہ کے پیغام کے سامنے جھک جاؤ۔ مگر ہوا یہ کہ جب حضورؐ تشریف لائے۔ اور آپ نے شریعت موسوی کی تکمیل کی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبوت کے دروازوں کو بند کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں وہی رنج لے کر آیا ہوں۔ جو سابقہ قوموں اور نسلوں کے لئے باعث حیات ثابت ہوئی۔ میرے پاس وہی قانون اور فقہ ہے۔ جو صحف انبیاء میں مذکور ہے۔ مگر آخری تفصیلات کے ساتھ، تم لوگ اللہ کے انداز بیان سے واقف ہو۔ اس لئے تمہارا فرض ہے۔ کہ مجھ پر ایمان لانے میں سبقت کرو۔ اور اپنی پاک نفسی اور مذہب شناسی کا ثبوت دو۔ اور اللہ کی نعمتوں کا عملاً شکر ادا کرو۔ تو انہوں نے محض بد جلنی اور حسد میں کہ حضورؐ نے یہ باتیں کیوں کہی ہیں۔ انکار کر دیا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ نبوت محض بنی اسرائیل سے مختص ہے۔ اور بنی اسمٰعیل کو یہ استحقاق نہیں ہے۔ کہ وہ اس منصب جلیل کے حامل ہو سکیں۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن بتائیں گے۔ کہ تمہارے مزعومات غلط تھے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب تھا۔ جس کے ماننے والے آج میرے انعامات کے وارث ہیں ○

حل لغات

اَلْحُكْمَ۔ حکمت۔ علم۔ معاملات میں قطع عداوت کا سلیقہ ○
مِّنَ الْأَمْرِ۔ یعنی نفس دین۔ اور اصل دین ○
شَرِيعَةٍ۔ اسلوب۔ جادہ ○

لَا يَعْلَمُونَ ○

۱۹- إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ○

۲۰- هَٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ○

۲۱- أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○

۲۲- وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

نادانوں کی خواہشوں پر نہ چل ○

۱۹- وہ اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہ آئیں گے اور ظالم لوگ آپس میں بعض بعض کے دوست ہیں۔ اور اللہ متقیوں کا دوست ہے ○

۲۰- یہ لوگوں کیلئے سوجھ کی باتیں اور یقین کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ○

۲۱- وہ جنہوں نے برائیاں کمائی ہیں کیا ایسے سمجھتے ہیں۔ کہ ہم انہیں انکے برابر کر دیں گے۔ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ ان سب کا مرنا جینا ایک سا ہوگا! بُرے دعوے ہیں جو وہ کرتے ہیں ○

۲۲- اور خدا نے آسمانوں اور زمین کو جیسا چاہیئے پیدا کیا اور تاکہ ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا ○

پیغمبر تابع عوام نہیں ہوتا!

(۱) حضورؐ کو بتلایا ہے۔ کہ آپ شریعت موسوی کی آخری کڑی ہیں۔ اور اصل دین اور یقینی امر کے حامل ہیں۔ اس لئے یہ جاہل اور حقائق مذہب سے ناآشنا لوگ آپ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ کہ آپ ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے۔ کیونکہ پیغمبر کا یہ منصب نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کے جذبات کو ٹٹولے۔ اور ان کے خیالات و افکار کی اطاعت کرے۔ وہ لوگوں کے رجحانات کی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔ وہ حق و صداقت کی تعلیم دیتا ہے۔ کامل راہنما ہوتا ہے۔ لوگوں کے پیچھے پیچھے نہیں دوڑتا۔ اور دنیا والوں سے بالکل بے نیاز ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا پیغام خالصاً اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور اس میں کسی شخص کی یا کسی شخصی نظریہ کو احترام کی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اور نہ یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ اس کی تعلیمات عوام کے لئے قابل پذیرائی ہوں۔

(۲) قرآن کی ایک حیثیت یہ ہے۔ کہ اس میں عام انسانوں کے لئے بھی بلالحاظ دین اور بلاتفریق مذہب عقل و دانش کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ جو لوگ کامل طور پر اس کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ ان کے لئے اس میں زندگی کے تمام شعبوں پر مشتمل ہدایت اور راہنمائی ہے۔ اور ایسے ذرائع و وسائل کا ذکر ہے جو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔

حل لغت

اجترحوا۔ اجترام سے ہے۔ جس کے معنے اکتساب کے ہیں۔

۲۳- اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۲۴- وَقَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ○

۲۵- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

۲۶- قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ

۲۳- بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹھہرایا اور جانتا بوجھتا اللہ نے اسے گمراہ کیا اور اسکے کان اور دل پر مہر لگائی اور اسکی آنکھ پر پردہ ڈالا پس اللہ کے بعد کون ہے کہ اسے ہدایت کرے! پھر کیا تم سوچتے نہیں؟ ○

۲۴- اور کہتے ہیں کہ اور زندگی نہیں ہے صرف ہماری یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں سوائے زمانے کے اور کوئی نہیں مارتا اور انکو اس کی بھی کچھ خبر نہیں نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں ○

۲۵- اور جب انکے سامنے ہماری کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ تو ان کا یہی جھگڑا ہوتا ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ ○

۲۶- تو کہہ اللہ تمہیں جلاتا ہے، پھر تمہیں مارتا ہے۔ پھر تمہیں

خطرناک روگ

ف۱ روحانی طور پر سب سے بڑا مرض کبر اور سب سے زیادہ خطرناک بیماری اعجاب نفس اور غرور ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اللہ کے احکام کو بھی عزت و احترام کی نگاہوں سے نہیں دیکھتا۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ میرا محدود دماغ اس قابل ہے کہ تمام مصالح و حکم کا بیک وقت احاطہ کر سکے۔ اور یہ کہ مجھ کو کسی دوسرے کی ہدایات کی قطعاً ضرورت نہیں۔ میں خود دانا اور سمجھ دار ہوں۔ معاملات میں بصیرت تامہ رکھتا ہوں۔ اور خیر و شر میں جو فرق ہے۔ اسکو خوب محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے مذہب اور دین اگر میرے عندیے کے مطابق ہے۔ تو درست ہے۔ اور اگر میرے عندیے میں اور اس میں توافق نہیں ہے۔ تو پھر درست نہیں۔ کیونکہ میرے افکار و تصورات میں قطعیت و حتمیت کی پوری استعداد موجود ہے۔ اس میں کسی غلطی کا امکان نہیں۔ سننے والوں کی بالکل یہی ذہنیت تھی۔ اور اسی روحانی روگ میں مبتلا تھے۔ کہ جاہلانہ خرافات دینی کو ہی قرین عقل وہ سمجھتے رہے۔ اپنی خواہشات اور خیالات کو انہوں نے خدا سمجھ رکھا تھا۔ اور ان کا احترام اسی طرح کرتے تھے۔ جس طرح خدا کے احکام کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ کہ یہ لوگ باوجود جاننے اور علم رکھنے کے بھی گمراہ ہیں۔ کیونکہ ذہناً وہ کبر و غرور سے حق کی آواز سننے کے لئے تیار ہی نہیں۔ اور نہ ان میں اس کے سننے کا مادہ ہے۔ کہ اگر کچھ سن پائیں۔ تو اس کو دل میں جگہ دیں۔ یہ خود آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ تاکہ واقعات اور حالات کی زندہ شہادت اور گواہی انکو ایمان و ایقان پر مجبور نہ کرے۔ اور جب مرض اس منزل پر پہنچ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت چھین لے۔ تو پھر صحت کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔

ف۲ یہ آیت ملحدانہ عقائد کی تشریح ہے۔ کہ ان میں سے بعض لوگ خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کا نظریہ ہے کہ سوائے مادی تصورات کے اور دنیا میں کسی چیز کا وجود نہیں۔ یہ زندگی یہیں تک ہے۔ اسکے بعد کا حساب و مکافات کا اصول ناقابل فہم ہے۔ اور ہماری موت و حیات میں صرف زمانہ اثر انداز ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱۹۸ پر)

حل لغات

اَضَلَّهُ اللّٰهُ ۔ یعنی اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اس سے توفیق ہدایت چھین لی۔

خَتَمَ ۔ مہر کر دی۔ یہ تعبیر ہے۔ سامعہ و قلب کی اس کیفیت سے جس کے بعد ان میں قبولیت کی استعداد باقی نہیں رہتی۔

غِشٰوَةً ۔ حجاب کبر و غرور۔ اَلدَّهْرُ ۔ زمانہ۔

يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

قیامت کے دن جس میں شبہ نہیں جمع کریگا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۝

۲۷- وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ۝

۲۷- اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور جسدن قیامت قائم ہوگی اسدن جھوٹے خراب ہونگے ۝

۲۸- وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

۲۸- اور تو ہر امت کو زانو پر بیٹھا دیکھے گا۔ ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی۔ جیسا تم کرتے تھے۔ آج بدلہ پاؤ گے ۝

۲۹- هَٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

۲۹- یہ ہماری کتاب ہے۔ تم پر سچ بولتی ہے۔ جو کچھ تم کرتے تھے لکھواتے جاتے تھے ۝

۳۰- فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

۳۰- سو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۹۷۔ فرمایا۔ کہ ان عقائد کے لئے یہ کسی علمی نقل کو پیش نہیں کرسکتے۔ ان کے پاس دہریت کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں۔ یہ محض حقائق کے ساتھ ایک نوع کا سوء ظن ہے۔ اور تخمین و قیاس ہے۔ جہاں تک دلائل کا تعلق ہے۔ ایک رب کائنات کو تسلیم کیا جائے۔ جو اس کارگاہ عظیم کو اپنی حکمتوں اور قدرتوں کی بناء پر چلا رہا ہے۔

ف۲ یعنی جب ان کے سامنے حشر و نشر کی کیفیات سے متعلق دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تو جب مانیں گے۔ جب ہمارے سامنے آباؤ اجداد آکر کھڑے ہوجائیں۔ اور وہ خود ہو کر اس عقیدے کی صداقت پر گواہی دیں۔ فرمایا۔ کیا زندگی اور موت کا رد و بدل تم روزانہ ملاحظہ نہیں کرتے۔ کیا یہ نہیں دیکھتے۔ کہ کروڑوں لاکھوں انسان ہر روز کتم عدم سے عالم وجود میں آتے ہیں۔ اور لاکھوں زندگی کی دنیا سے موت کی دنیا میں منتقل ہوجاتے ہیں۔ کیا اس بات کا بیّن ثبوت نہیں۔ کہ سب لوگوں کو اسی طرح ایک دفعہ زندہ ہونا ہے۔ اور خدا کے حضور میں اپنے اعمال کا حساب پیش کرنا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

کامیابی کا اصلی مفہوم

ف۱ قرآن حکیم بتانے کے مدہوش لوگوں کو کہتا ہے۔ کہ یہ ضروری نہیں کہ تمہاری دولت مندی ہمیشہ تمہارا ساتھ دے۔ اور تم اپنی بلندیوں پر ناز و فخر کرتے رہو۔ بلکہ ایک وقت آئے گا۔ جب تم نہایت تضرع والحاح کے ساتھ زانو کے بل گر پڑو گے۔ اور اپنے نامۂ اعمال کو دیکھو گے۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا۔ کہ آج مکافات کا دن ہے۔ آج تم سے تمہاری مدہوشیوں اور غفلتوں کا انتقام لیا جائے گا۔ آج تم کو بتایا جائے گا۔ کہ غرور و نخوت کا انجام کیا ہے۔ یہ نامۂ اعمال اور صحیفۂ کردار ہوگا۔ اور ایک ایک کرکے تمہارے گناہوں کو شمار کرتا جائے گا۔

حل لغات

جاثیۃ - زانو کے بل۔

فَیُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ
هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِیۡنُ ○
۳۱- وَاَمَّا الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا ۟ اَفَلَمۡ تَكُنۡ
اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡكُمۡ فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ
وَكُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ ○
۳۲- وَاِذَا قِیۡلَ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ
وَّالسَّاعَةُ لَا رَیۡبَ فِیۡهَا قُلۡتُمۡ مَّا
نَدۡرِیۡ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا
ظَنًّا وَّمَا نَحۡنُ بِمُسۡتَیۡقِنِیۡنَ ○
۳۳- وَبَدَا لَهُمۡ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَ
حَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ

کئے انہیں ان کا رب اپنی رحمت[ف] میں داخل
کریگا۔ یہ جو ہے یہی بڑی مُراد ملنی ہے ○
۳۱- اور جو منکر ہوئے ان سے کہا جائیگا، کہ کیا تم پر ہماری آیتیں
نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ پھر تم نے تکبر کیا اور تم گنہگار
لوگ ہو رہے؟ ○
۳۲- اور جب کہا گیا کہ اللہ کا وعدہ سچ ہے اور قیامت جو
ہے اس میں شک نہیں تو تم نے کہا کہ ہم نہیں جانتے
کہ قیامت کیا ہوتی ہے ہم ایک ضعیف سا گمان کر سکتے
ہیں۔ اور ہمیں یقین نہیں آتا ○
۳۳- اور جو کام انہوں نے کئے تھے۔ اس
کی بدیاں ان پر ظاہر ہوں گی۔ اور جس پر

ف اُس وقت اللہ کے وہ بندے جنہوں نے دنیا میں ایمان کی دولت کو پایا تھا۔ اور ایقان و تسکین نفس کی نعمتوں سے جھولیوں کو بھر لیا تھا۔ اپنے کو اللہ کی رحمتوں اور بخششوں کے سایہ تلے تصور کریں گے۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا۔ کہ غور سے دیکھو، کھلی اور واضح کامیابی یہ ہے۔ جو ان سعید رُوحوں کے حصّہ میں آئی ہے۔ اور محروم لوگوں سے صاف صاف کہہ دیا جائے گا۔ کہ آج تمہارے لئے کوئی آسودگی نہیں۔ کیا تمہارے پاس ہمارا پیغام نہیں پہنچا تھا۔ اور تم نے متکبرانہ اس کو ٹھکرا نہیں دیا تھا۔ اور جب تم سے کہا گیا تھا۔ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور ایک دن قیامت آکر رہے گی۔ تب یہ دنیا کے دول اپنی تمام دلچسپیوں سمیت کتم عدم میں جا گُھسے چھپائے گی۔ تم نے بڑی بے نیازی کے ساتھ کہا تھا۔ ہم نہیں جانتے۔ قیامت کیا بلا ہے۔ ہمیں اسکے واقع ہونے میں قطعی شبہ ہے آج تمہارے گناہ رونما ہو کر تمہارے سامنے ہیں۔ اور تمہارے لئے تکلیف و اذیت کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اور تم کو تمہارے مذاق اور تمسخر کی پوری پوری سزا مل رہی ہے ●

حلِ لُغات

مُّجۡرِمِیۡنَ۔ گناہ گار ●
مَا السَّاعَةُ۔ قیامت۔ متعین گھڑی ●
وَحَاقَ۔ احاطہ کرے گا۔ گھیر لے گا ●

يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

۳۴ - وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ
لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

۳۵ - ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○

۳۶ - فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ
الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۳۷ - وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

ٹھٹھا کرتے تھے وہ انہیں گھیر لیگا ○

۳۴ - اور کہا جائیگا کہ آج ہم تمہیں بھلائیں گے جیسے تم اپنے
اس دن کی ملاقات کو بھولے ہوئے تھے اور تمہارا
ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ○

۳۵ - یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا ٹھہرایا اور
اور دُنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا سو آج وہ دوزخ
سے نکالے نہ جائینگے اور نہ اُن سے توبہ طلب
کی جائے گی ○

۳۶ - سو سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو آسمانوں اور
زمین کا رب اور سارے جہان کا رب ہے ○

۳۷ - اور آسمانوں اور زمین میں اسی کو بڑائی ہے اور وہی
غالب حکمت والا ہے ○

آج جس طرح تم لوگوں نے قیامت
کو بھلا رکھا تھا۔ اور آج کے مقتضیات
کی پرواہ نہیں کی تھی۔ تمہیں فراموش
کر دیا جائے گا۔ اور قطعاً نظرِ عنایت
و التفات سے نہیں دیکھا جائے گا۔
آج کا دن تمہارے لئے سزا کا
دن ہے۔ تم نے جس دن کا انکار
کیا تھا۔ آج دیکھ لو۔ کہ یہ ایک
حقیقت ہے۔ آج وہ لوگ کہاں
ہیں؟ جن کی نصرت اور اعانت

پر تمہیں بھروسہ تھا۔ یہ سزا
اس بنا پر ہے۔ کہ تم نے اللہ
کی آیتوں کو استہزاء کے ساتھ
ٹھکرایا۔ اور اس دنیا کو ضرورت
سے زیادہ اہمیت دی۔ اور مغرور
ہوئے۔

حلِ لغات

نَنْسٰىكُمْ۔ ترکِ التفات کریں گے۔
اَلْكِبْرِيَآءُ۔ عظمت۔ ورفعت۔ بڑائی۔

آیاتھا (۳۵) | (۴۶) سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ (۶۶) | رکوعاتھا (۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱- حٰمٓ ○

۲- تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

۳- مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○

۴- قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(۴۶) سورۂ احقاف

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- حٰمٓ ○

۲- کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے، جو غالب حکمت والا ہے ○

۳- ہم نے جو آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیان کی چیزوں کو پیدا کیا ہے تو ایک ٹھیک کام کیلئے اور ایک وقت مقررہ تک کیلئے پیدا کیا ہے اور جو کافر ہیں وہ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں

۴- کہہ بھلا دیکھو تو اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو۔ مجھے دکھلاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا یا آسمانوں میں اُنکو کچھ ساجھا ہے؟ اگر تم سچے ہو تو میرے پاس اس قرآن سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی علمی روایات لاؤ ○

عالم بے مقصد نہیں

ف۱ قرآن حکیم بار بار اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ کہ یہ کائنات جو آسمانوں اور زمین کی وسعتوں سے تعبیر ہے۔ یونہی بلا مقصد اور بغیر غرض کے نہیں پیدا کی گئی ہے۔ یہ مادہ کے اندھے تصورات کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس کو محض فطرت کے مجازفہ کے نام سے نہیں موسوم کیا جا سکتا۔ یہ اپنی ساخت کے اعتبار سے اس درجہ کامل اور معقول ہے۔ کہ دیکھنے والا بادنیٰ تامل پکار اُٹھتا ہے۔ کہ یہ کسی خلاق اور صاحب حکمت و عظمت کی کارفرمائیاں ہیں۔ اس تصویر میں ایسی جنرمندی اور تخیل کا اظہار ہے۔ کہ بجز خلاق اکبر یہ بیان کرنے کے اور کوئی چارۂ کار ہی نہیں۔ آپ غور فرمایئے۔ کہ دنیا میں یہ جو حُسن و جمال ہے۔ کہاں سے آیا ہے۔ کیا یہ مادہ کی مجازفرائی ہے؟ اور کیا آپ اس چیز کو عقلاً تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ بے شعور مادے میں یہ سلیقہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اس دنیائے بسیط کو اس طرح سنوار دے۔ اس عالم رنگ و بو کو دیکھ کر یہ استدلال خود بخود ذہن میں آجاتا ہے۔ کہ کوئی بڑی حسین ذات ہے۔ جس نے آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا ہے۔ اور بڑی عقل و حکمت والی ذات ہے۔ جس نے ہر چیز کو ایک خاص استعداد کے قالب میں ڈھال رکھا ہے۔ قرآن کا مطالبہ ہے۔ کہ تم لوگ اس غرض و غایت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ جو دنیا کی تعمیر اور تخلیق کا موجب ہے۔ اور منکرین کی طرح دانستہ اس سے اعراض نہ کرو۔ کیونکہ یہ زندگی اور زندگی کے تمام مظاہرات ایک وقت مقررہ تک ہیں ○

حل لغات

بِالْحَقِّ۔ یعنی غرض و مقصد کے ساتھ ○
اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ میعادِ مقررہ کے لئے ○
شِرْكٌ۔ ساجھا ○
اَثٰرَةٍ۔ منقول ○

۵۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○
۶۔ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً
وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○
۷۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○
۸۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ
فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا هُوَ اَعْلَمُ
بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا
بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

۵۔ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسے
دوسروں کو پکارے جو قیامت کے دن تک اُسے جواب
نہ دیں؛ اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں ○
۶۔ اور جب آدمی جمع کئے جائینگے۔ تو وہ معبود ان کے
دشمن ہونگے اور اُنکی عبادت کا انکار کریں گے ○
۷۔ اور جب ہماری واضح آیتیں اُنکے سامنے پڑھی جاتی ہیں
تو کافر حق بات کو جب وہ اُن کے پاس آئی کہتے ہیں
کہ یہ تو صریح جادو ہے ○
۸۔ کیا یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ (قرآن) اس نے اپنی طرف سے
بنالیا ہے؟ تو کہہ اگر میں نے وہ بنالیا ہے تو تم میرا اللہ
کے سامنے کچھ بھلا نہیں کر سکتے جن باتوں میں قرآن کے بارہ
میں لگے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔ وہ میرا اور تمہارے درمیان

بُت پرستوں سے سوالات

جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو خدا سمجھتے ہیں۔ یا دوسرے معبودانِ باطل کو حاجت روا قرار دیتے ہیں۔ اللہ ان سے پوچھتا ہے۔ کہ تم یہ بتاؤ۔ ان معبودوں کا تخلیق کائنات کتنا حصہ ہے۔ کیا انہوں نے زمین کے کسی گوشہ کو بنایا ہے۔ یا آسمانوں کی تکوین میں ان کا حصہ ہے؟ یا کسی مذہبی صحیفہ میں لکھا ہے۔ کہ غیر اللہ کی پوجا کرو۔ یا علمی دلائل کا تقاضا یہ ہے۔ کہ رب السمٰوٰت والارض کو چھوڑ دیا جائے۔ اور پتھر و بے جان چیزوں کو مقدس جان لیا جائے۔ یعنی آخر جب تم اتنی کھلی ہوئی حقیقت کی مخالفت کرتے ہو۔ تو پھر کچھ تو اس کی وجہ ہونی چاہیئے؛ وہ بتانِ سنگ جن کو تم ان اضطرت قوتوں کا مالک سمجھتے ہو۔ کیوں کائنات کی تعمیر و تخریب میں اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کو صرف نہیں کرتے۔ کیوں نئی زمین ان کے پاؤں تلے نہیں بچھا دیتے۔ تاکہ یہ توحید کے احسانات سے سبکدوش ہو سکیں۔ اور یہ ظاہراً ان معبودوں پر فخر کر سکیں۔ یا اگر تقرب الی اللہ کے لئے ان درمیانی وسائل کی ضرورت اور احتیاج سمجھتے ہو۔ اور تمہارے خیال میں انسان اس وقت تک معرفت کی منزلوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اپنے نفس کو ذلیل نہ کرے۔ اور ان اصنام بے احتیاج کے سامنے نہ جھک جائے۔ تو پھر الہامی کتابوں میں اس کا ذکر ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ یا کوئی علمی دلیل ہی ہوتی۔ جو اس وجہ شرک کی تائید میں پیش کی جاسکتی۔ اور جب کیفیت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ تو پھر یہ کتنی بڑی گمراہی ہے۔ کہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کی جائے۔ جو قیامت تک آرزوؤں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ؏

حلِ لغات

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ۔ یعنی قرآن کے باب میں جس طرح تم زبانی سے باتیں کرتے ہو ؏

الرَّحِيمُ ○
۹- قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ
أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ
إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَآ أَنَا إِلَّا
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○
۱۰- قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ
اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ
مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ
فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○
۱۱- وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا
لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَآ إِلَيْهِ وَإِذْ لَمْ

کافی گواہ ہے۔ اور وہی گناہ بخشنے والا ہے ○
۹- تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں ہوں اور میں (محض قیاس سے)
نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔
(البتہ جو جانتا ہوں وہی خدا سے یقینی جانتا ہوں) میں تو
اسی کا تابع ہوں۔ جو بذریعہ وحی مجھ پر نازل ہوتا ہے اور میں
تو صرف کھول کر ڈر سنانے والا ہوں ○
۱۰- تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ (قرآن) اللہ کے یہاں سے ہو اور
تم نے اسکو نہ مانا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ ایک ایسی کتاب
(یعنی توراۃ) کی گواہی بھی دے چکا پھر وہ یقین بھی لے آیا اور تم
نے تکبر کیا۔ تو اس صورت میں کیا تم ظالم نہ ہوگئے؟ بےشک اللہ
ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○
۱۱- اور کافروں نے ایمانداروں کے حق میں کہا کہ اگر یہ (اسلام) کچھ
بہتر ہوتا تو اس کی طرف سے وہ ہم سے پہلے نہ دوڑتے

میں جھوٹا نہیں ہوں

نہ ماننے والے آخر تک یہ فیصلہ نہیں کر پاتے۔ کہ قرآن کو کتب سماوی میں کس درجہ پر رکھا جائے۔ کبھی وہ اسکی آیتوں کو سنتے۔ تو بوجہ اسکی اثر انگیزی کے، اس کو جادو سے تعبیر کرتے۔ کبھی یہ کہتے۔ کہ حضور کے دماغی افترا کا نتیجہ ہے۔ کبھی یہ کہتے۔ پہلی کتابوں میں سے قصص اور کہانیاں لے کر جمع کر دیا ہے۔ اور کبھی کہتے۔ کہ دراصل دوسرے شخص کی دماغی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ اور حضور نے اس سے سیکھ لیا ہے۔ اور اپنے نام سے منسوب کر لیا ہے۔ غرضیکہ انہوں نے اس بات کا پورا ثبوت دیا۔ کہ ان میں کتاب اللہ کی اہمیت کو محسوس کرنے کی ذرہ برابر بھی صلاحیت نہیں۔ وہ کتاب جو انسانی عقول سے بالا ہے۔ جس میں فصاحت و بلاغت کا وہ التزام ہے۔ جو طاقت بشری سے باہر ہے۔ جس میں زندگی کا وہ قانون مذکور ہے۔ جس کی نظیر صدیوں کے تجربے بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اور تمام دینی کتابیں جس میں اعلیٰ پایہ کی تعلیمیں ہیں۔ اسکے متعلق اس نوع کے شبہات کا اظہار محض نادانی اور جہالت ہے۔ فرمایا۔ آپ ان سے کہہ دیجئے۔ کہ مجھ ایسے آدمی کو

افترا کرنے کی کیونکر جرأت ہو سکتی ہے۔ جب کہ مجھے معلوم ہے۔ کہ آپ میں سے کوئی بھی اس کی گرفت سے بچا لینے والا نہیں۔ اور کسی میں یہ قدرت نہیں۔ کہ اگر وہ مجھے اس جھوٹ کی پاداش میں پکڑے تو وہ کہہ سن کر چھڑا سکے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ میں اپنے دعوے میں جھوٹا نہیں ہوں۔ کیونکہ اگر میں اسکی جانب سے نہ ہوتا۔ اور یہ آوازۂ نبوت محض افترا ہوتا۔ تو پھر اللہ کی رحمتیں اور بخششیں جنکو تم بھی محسوس کرتے ہو میرے شامل حال نہ ہوتیں۔ اور اس عزیمت و استقلال کے ساتھ میں اُس کے پیغام کو تم تک نہ پہنچا سکتا۔ اور پھر غول در غول لوگ اس دین میں داخل نہ ہوتے۔ یہ اس کی تائیدیں اس بات کا صریح ثبوت ہیں۔ کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس کے حضور میں جھوٹا نہیں ہوں۔ یہی معنے ہیں۔ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ کے ○

حل لغت

بِدْعًا۔ انوکھا۔ نادر ○

يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ
قَدِيْمٌ ○

اور جب انہوں نے قرآن سے ہدایت نہ پائی تو اب یوں کہیں گے کہ یہ تو پرانی مدت کا جھوٹ ہے ○

۱۲ - وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا
وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ
لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ○

۱۲ - اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت اور یہ ایک کتاب ہے، جو اسکو سچا کرتی ہے۔ عربی زبان میں ہے تاکہ جو لوگ ظالم ہیں انکو ڈرائے اور نیکی کرنے والوں کے لئے بشارت ہو ○

۱۳ - اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ
اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

۱۳ - بیشک جنہوں نے دل کی زبان سے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت رہے۔ انہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○

۱۴ - اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۱۴ - وہ بہشت کے لوگ ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ بدلہ اُن کے اعمال کا ○

۱۵ - وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ

۱۵ - اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنیکا حکم

پیغمبر بشر ہوتا ہے

ف٘ قرآن میں یہ خوبی ہے۔ کہ اس نے نبوت کے مفہوم پر کوئی غبار نہیں پڑنے دیا۔ صاف صاف اس حقیقت کا اظہار کر دیا ہے۔ کہ پیغمبر باوجود جلالت قدر کے ایک انسان ہوتا ہے۔ اور اس میں وہی بشری لوازم ہوتے ہیں جنکا ہونا انسان میں ضروری ہے۔ مکہ والے اس بناء پر کہ پیغمبر فوق البشر ہونا چاہیئے۔ حضورؐ سے بعض مخصوص معجزات کا مطالبہ کرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے۔ کہ آپ ہم کو چند غیب کی باتوں سے اطلاع دیں۔ اس آیت میں اس چیز کو واضح کیا ہے۔ کہ حضور کی بعثت میں کوئی جدت اور انوکھا پن نہیں ہے۔ آپ بھی اس قسم کے پیغمبر ہیں۔ جس طرح کہ پہلے انبیاء گزر چکے ہیں۔ جس طرح وہ محض وحی اور الہام کے تابع تھے۔ اس طرح آپ بھی پابند ہیں۔ اپنی جانب سے کسی خرق عادت پر قادر نہیں۔ اور نہ بغیر اللہ کے آگاہ کرنے کے کسی غیب کی بات سے مطلع ہو سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ باوجود قرآن ایسے عظیم الشان غیب کے حامل ہونیکے یہ نہیں جانتے۔ کہ مستقبل میں کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے۔

رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے کے معنی

ف٘ خدا کو پروردگار مان لینے کے بعد بہت سی ذمہ داریاں عاید ہو جاتی ہیں جنکا تحفظ ضروری ہو جاتا ہے۔ اور جیسے ضمن میں عزیمت و استقامت کی بڑی احتیاج لاحق ہوتی ہے۔ خدا کو اپنا رب قرار دینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ اسکے ما سوا ہر آستانہ عظمت کا انکار کر دیا جائے۔ ہر ربوبیت کو ٹھکرا دیا جائے۔ اور ہر خوف و ہراس کو دل میں سے دور کر دیا جائے۔ اسکے احکام کی تعمیل میں بڑی سے بڑی قوت سے دوچار ہونا پڑے تو دریغ نہ ہو۔ اور بڑی سے بڑی مصیبت کو جھیلنا پڑے تو تامل نہ ہو۔ اور مرد مومن ہر چیز سے بالا اور بے نیاز ہو جائے۔ اس کا مقصد نصب العین ہو کہ اپنے اعمال سے اللہ کو خوش کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں اگر ساری دنیا ناراض ہو جائے تو پروا نہ کرے۔ گویا ربنا اللہ کہنے کے معنے کامل بے نیازی اور کامل عزیمت و استقامت کے ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ کہ جو خدا کو اپنا چارہ ساز مان لیتا ہے۔ اور پھر اس عقیدہ پر علی الاعلان جما رہتا ہے۔ اسکے لئے آخرت میں قطعاً کوئی خوف نہیں اور نہ اسکے لئے کسی نوع کا غم و حزن مقدر ہے۔ و ربانی …

حل لغات۔ ربنا۔ قائل۔ … ووصینا۔ توصیۃ سے ہے۔

ع جس کے معنے حکم مؤکد کے ہیں۔

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ
وَحَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ
حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ
اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ
اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ
عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ
اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○
۱۶- اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ
مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ
فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ
الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ○

دیا ہے۔ اس کی ماں نے اُسے تکلیف سے پیٹ میں
رکھا اور تکلیف ہی سے اُسے جنا اور اُس کا حمل میں
رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ
جب اپنی قوت (یعنی جوانی) کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا تو
کہا کہ اے رب مجھے توفیق دے کہ تیری اس رحمت کا شکر کروں
جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو دی اور یہ کہ میں نیک عمل کروں
جس سے تو راضی ہو اور میری اولاد مجھ کو نیک دے۔ میں نے تیری طرف
رجوع کیا اور میں مسلمانوں (یعنی فرمانبرداروں) میں ہوں ○
۱۶- یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم اُن کے عمدہ سے عمدہ عملوں کو جو
انہوں نے کئے ہیں قبول کرتے اور اُن کی بُرائیوں سے درگذر کرتے
وہ جنت کے لوگوں میں ہیں۔ اس سچے وعدہ کے موافق جو
انہیں دیا گیا تھا ○

شہ بقیہ صفحہ ۴۰ علاوہ یہ واضح ہے۔ کہ اس بے مزگی کا تعلق
... عمال و حسرت سے نہیں ہے بلکہ ان اوہام و کدورت سے ہے جو آیندہ زندگی میں
... سکتے ہیں۔ کیونکہ مومن جنت میں جانے کے بعد بھی ہیبت کبریائی سے مرعوب
... ہے۔ اور اعلیٰ کی شان و عظمت سے متاثر۔
... وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ سے مُراد ہے۔ کہ مذہب کا دائرہ صرف عبادات و معتقدات
... ہی محدود نہیں۔ بلکہ اس کی حدود اخلاق و آداب کی جزئیات تک
... ہیں۔ جس طرح حقوق اللہ میں نماز کو اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح
... ضروری ہے۔ کہ والدین کی خدمت کی جائے۔ اور فرائض سے کچھ زیادہ
... کے ساتھ سلوک روا رکھا جائے۔ اور حتی المقدور ان کو خوش کرنے کی
... کی جائے۔ کیونکہ یہ والدین بڑی تکلیفوں اور مشقتوں کو برداشت کرکے
... اس قابل ہوتے ہیں۔ کہ اپنی اولاد کی ضروریات سے بہرہ مند ہو سکیں
... ماں کو دیکھئے کہ کس طرح بیچاری تیس مہینوں تک برابر حمل اور تربیت
... تکلیفوں کو سہتی ہے۔ تب جا کر کہیں بچہ اس لائق ہوتا ہے۔ کہ دنیا
... کے لئے اپنے میں تھوڑی سی استعداد پیدا کرے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا کے معنے یہ ہیں۔ کہ حمل کی
اقل مدت چھ مہینے ہیں۔ اور باقی دو سال دودھ پلانے کے لئے ہیں۔
چنانچہ ایک دفعہ جب حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا۔
جب کہ اس نے چھ مہینے کے بعد وضع حمل سے فراغت پائی۔ تو حضرت
علیؓ کے ٹوکنے پر روک دیا۔ اور ثبوت میں یہ آیت پیش فرمائی۔

حل لغات

كُرْهًا۔ مشقت و کلفت۔ اَشُدَّهٗ۔ پوری عمر۔

وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ (واقعہ) سے معلوم ہوتا ہے
کہ قرآن کے مطابق عمر کا وہ حصہ جس میں انسان صحیح معنوں میں شکر و
امتنان کی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ چالیس سال کا ہے
یہی وجہ ہے۔ انبیاء بھی اسی عمر میں پہنچ کر عہدۂ نبوت پر فائز ہوتے
ہیں۔ اور اصل کام کرنے کا وقت اس منزل سے گزر جانے کے بعد ہوتا
ہے۔ مگر آج کل یہ حالت ہے نوجوان تیس سال کی عمر میں خاصے بوڑھے
ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں زندگی کا کوئی وَلولہ موجود نہیں رہتا۔ اور چالیس
سال کی زندگی میں تو وہ تہ خاک خوش میں جا سوتے ہیں۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ

۱۷- وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا
أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ
مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ
آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ
مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○
۱۸- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ
الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ○
۱۹- وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا
وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُونَ ○
۲۰- وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ

۱۷- اور جس نے اپنے والدین سے کہا۔ کہ میں تم سے بیزار ہوں
کیا تم مجھے وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا۔ اور
مجھ سے پہلے اتنی اُمتیں گزر چکیں (اور کوئی بھی قبر سے
نکلتا نہیں دیکھا!) اور اسکے والدین اللہ سے فریاد کرتے
ہیں ہائے تیری خرابی ایمان لا۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔
پھر کہتا ہے کہ یہ سب اگلوں کی کہانیاں ہیں ○
۱۸- یہ وہ لوگ ہیں جن پر جنوں اور آدمیوں کی دوسری
اُمتوں کے سمیت جو ان سے پہلے ہو گزری ہیں۔ وعدہ
عذاب ثابت ہوا ہے بیشک وہ لوگ زیاں کار ہیں ○
۱۹- اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہر کسی کے لئے درجے
ہیں تاکہ خدا ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور
اُن پر ظلم نہ ہوگا ○
۲۰- اور جس دن کافر آگ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

بدبخت بیٹا

ف اس سے قبل کی آیتوں میں ماں باپ کی خدمت کی اہمیت پر
زور دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ ان کے ساتھ بیش از بیش حسن سلوک روا
رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ اپنے جذبات شفقت و محبت میں ربوبیت
کبریٰ کا مظہر ہیں۔ ان آیتوں میں اُس بدبخت اور ناخلف لڑکے
کا ذکر ہے۔ جس کے والدین ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہوں۔
اور اس کو بھی دعوت دیتے ہوں۔ کہ وہ بھی اپنے دامن کو اللہ کے ان
انعامات سے بھر لے۔ اور وہ بجائے اس نیک مشورہ کو قبول کرنے
کے تمسخر کے ساتھ ان کی اس پاک خواہش کو ٹھکرا دے۔ اور کہہ
دے کہ میں تو حشر و نشر کے نظام کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔
میرے نزدیک تو یہ محض افسانہ ہے۔ جس کو پہلے لوگوں نے وضع
کر رکھا ہے۔ فرمایا۔ ایسے ناعاقبت اندیش گھاٹے اور خسارے
میں رہیں گے۔ ان کے باب میں اللہ کا فیصلہ پورا ہو چکا ہے۔ اور
طے شدہ ہے۔ جس میں کوئی تبدیلی اور ترمیم نہیں ہو سکے گی۔
یہ واضح رہے۔ کہ بعض لوگوں نے آیات کو حضرت عبدالرحمٰن
بن ابی بکر پر محمول کیا ہے۔ کہ اوّلاً انہوں نے اسلام کی دعوت کو
تسلیم نہیں کیا تھا۔ اور اسی لئے امیر معاویہ نے جب یزید کو اپنا
نائب مقرر کیا۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا۔ کہ کیا تم اسلام میں ہرقلیت کی
ابتدا کرنا چاہتے ہو۔ تو اس پر امیر معاویہ نے جواب دیا۔ کہ تم وہی ہو۔
جن کے متعلق یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ سو یہ غلط بات ہے حضرت
عائشہؓ تک جب یہ واقعہ پہنچا۔ تو آپ نے اس کی تردید فرمائی۔ اور
کہا۔ کہ آل ابی بکر کے متعلق سوائے سورہ نور کی آیات کے اور کوئی آیت
نازل نہیں ہوئی۔ خود سیاق یہ بتا رہا ہے۔ کہ کسی متعین شخص کا ذکر نہیں
ہے۔ یہ تو ایسا نافرمان اور نابکار شخص ہے۔ جس کے حق میں فیصلہ ہو چکا
ہے۔ کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

حل لغات

اَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ - پہلوں کی کہانیاں۔ اُسطُورَة
کی جمع ہے۔

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ
الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ
تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ
تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝
٢١- وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ
بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا
اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝
٢٢- قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

(تو کہا جائے گا کہ) تم اپنی دنیا کی زندگی میں اپنے مزے
اُڑا چکے اور اُن سے فائدہ اُٹھا چکے سو آج تم ذلت کے
عذاب کی سزا پاؤ گے اس لئے کہ تم ملک میں ناحق
تکبر کرتے تھے۔ اور اس لئے کہ تم
نافرمان تھے ۝
٢١- اور قوم عاد کے بھائی (ہود علیہ السلام) کو یاد کرو جب اس نے
احقاف میں (کہ ملک یمن میں ایک میدان ہے) اپنی
قوم کو ڈرایا اور ہود علیہ السلام کے پہلے اور پیچھے بہت
ڈرانے والے گزر چکے ہیں یہ کہ اللہ کے سوا کسی
کی عبادت نہ کرو (میں) تمہارے حق میں عذاب سے تمہاری نسبت ڈرتا ہوں ۝
٢٢- وہ بولے کیا ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے
معبودوں سے پھیر دے۔ سو اگر تو سچا ہے

... جہنم والوں سے کہا جائے گا۔ کہ تم نے دنیا کو دین پر مقدم جانا۔
... منافع عاجلہ کو اخروی ثواب واجر پر ترجیح دی۔ تم دنیا میں تمام
... توں اور مسرتوں سے شاد کام ہو چکے۔ اس لئے آج تمہارے لئے
... ت اور رسوائی کا عذاب ہے۔ اور یہ اس تکبر کا عوض ہے۔ جو تم
... روا رکھا۔ اور اس فسق کی پاداش ہے۔ جس کا تم نے ارتکاب کیا۔
... حضرت ہود ایسی قوم میں تشریف لائے۔ جو ریگستانوں میں
... تی تھی۔ اس مناسبت سے ان کی جگہوں کو احقاف کے نام سے
... بیر کیا گیا۔ جس کے معنے ریت کے تودے کے ہوتے ہیں۔ ان کی
... بھی انبیاء کی طرح یہی تھی۔ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور
... رف ایک معبود کو اپنا پروردگار قرار دو۔

حضرت ہودؑ کی قوم

... تذکیر بایام اللہ کے اصول کے مطابق گزشتہ قوموں کے حالا
... بیان ہوئے ہیں۔ کہ کیونکر نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے ان پر اللہ
... عذاب آیا۔ حضرت ہود کا ذکر تھا۔ کہ انہوں نے آکر اپنی قوم کو
... توں کی پرستش سے روکا۔ اور کہا۔ کہ اگر تم ایک اللہ کی عبادت نہیں

کرو گے۔ اس خالق ارض وسما کے سامنے نہیں جھکو گے۔ اور
اپنی بندگی اور معبودیت کا ثبوت نہیں دو گے۔ تو مجھے ڈر ہے کہ
یوم عظیم میں تمہارے لئے عذاب مقدر نہ ہو۔ ایسا نہ ہو تم لوگ
اپنی گمراہی کی وجہ سے اللہ کے غضب وخشم کو آزماؤ۔ انہوں نے
بجائے اس کے کہ اس خیر وبرکت کی تعلیم کو تسلیم کر لیتے۔ اور عقیدۂ
توحید کو مان لیتے۔ صاف انکار کر کے کہہ دیا۔ کیا آپ ہم سے ہمارے
معبودوں کو چھڑاتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ہم ان دیوتاؤں سے
بدظن ہو جائیں۔ جن کو برسوں پوجا ہے۔ اور عمریں گزری ہیں۔ کہ انہیں
کی عبادت کرتے چلے آئے ہیں۔

حلِ لغات

عَذَابَ الْهُوْنِ۔ ذلت ورسوائی کی سزا۔
تَفْسُقُوْنَ۔ فِسق سے ہے۔ جس کے معنے حدود اخلاق اور
شریعت سے تجاوز کرنے کے ہیں۔

الصّٰدِقِیْنَ ○
۲۳- قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَ
اُبَلِّغُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰکِنِّیْۤ
اَرٰىکُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○
۲۴- فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ
اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ
مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ
بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○
۲۵- تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا
لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰکِنُهُمْ ؕ کَذٰلِکَ نَجْزِی
الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ○
۲۶- وَ لَقَدْ مَکَّنّٰهُمْ فِیْمَآ اِنْ مَّکَّنّٰکُمْ فِیْهِ وَ

توجس عذاب کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے ہم پر لے آؤ ○
۲۳- بولا یہ خبر (کہ عذاب کب آئیگا) تو اللہ ہی کو ہے اور جو پیغام
میری معرفت بھیجا گیا ہے وہ تمہیں پہنچا دیتا ہوں لیکن میں
دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کرتے ہو ○
۲۴- پھر جب انہوں نے عذاب (ایک بادل کی صورت میں) دیکھا
کہ انکے میدانوں کی طرف آ رہا ہے تو کہا کہ یہ ایک بادل ہے جو
ہم پر برسے گا۔ (کوئی نہیں) بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کی تم جلدی
طلب کرتے تھے ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے ○
۲۵- اپنے رب کے حکم سے ہر شئے کو کھائے جاتی پھر وہ ایسے
ہوگئے کہ سوائے انکے مکانوں کے کوئی نظر نہ آتا تھا گنہگاروں
کو ہم یوں سزا دیا کرتے ہیں ○
۲۶- اور ہم نے انہیں وہ مقدور دیا تھا جو تمہیں نہیں دیا۔ اور

جب سے ہم نے آنکھیں کھولی ہیں۔ باپ دادا کو انہیں کا حلقہ بگوش پایا ہے۔ آج آپ کے کہنے پر ان دیرینہ تعلقات کو یکسر چھوڑ دیں۔ اور کیونکر گوارا کرلیں۔ کہ یہ معبود ہم سے ناراض ہو جائیں۔ آپ کو اختیار ہے۔ آپ اپنی سی کر دیکھیں۔ اور اللہ کو کہہ دیں۔ کہ وہ ہمیں اس گستاخی کی پاداش میں عذاب سے دوچار کرے۔ اگر واقعی آپ اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ تو پھر عذاب کو ہم پر ضرور نازل کروائیے۔ ہم اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت ہود نے ان کی اس جہالت اور بے وقوفی پر ترس کھا کر کہا۔ کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے۔ کہ وہ کب تم پر عذاب بھیجنا چاہتا ہے۔ میں تو اس کا پیامبر ہوں۔ اور میرا کام تو صرف یہ ہے۔ کہ اس پیغام کو تم تک پہنچا دوں۔ جس کو لے کر میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور حتی الامکان کوشش کروں۔ کہ تم اللہ کی ناراضی سے بچ جاؤ۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ تم بالکل جاہل ہو۔ اور خود اپنے نفع و ضرر سے آشنا نہیں ہو۔ تم ضرور عذاب کو حاصل کر کے رہو گے۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے دیکھا۔ کہ بادل افق سے اٹھا۔ اور انکی وادیوں کے بالکل مقابل آگیا۔ اس پر یہ خوش ہونے لگے۔ کہ خوب بارش ہوگی۔ اور ہمارے کھیت سرسبز و شاداب ہو جائیں گے۔ حالانکہ وہ عذاب تھا۔ اور ان کی جلدبازی کا نتیجہ تھا۔ بادل کے ساتھ تیز اور تند ہوا چلی۔ اور ان کی آبادیاں چند لمحوں میں ہلاک ہو کر رہ گئیں۔

حلِ لُغات

عَارِضٌ۔ بادل۔ ابر۔
تُدَمِّرُ۔ ہلاک کردے گا۔ تدمیر سے ہے۔
مَکَّنّٰهُمْ۔ تمکنت اور قوت عطا کر رکھی تھی۔

جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ
فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ
وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا
يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
۲۷- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى
وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝
۲۸- فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَ
ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝
۲۹- وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ
يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا

ہم نے ان کو ہاتھ اور کان اور آنکھیں اور دل دیئے
تھے سو نہ اُن کے کان کچھ کام آئے اور نہ اُن کی
آنکھیں اور نہ ان کے دل۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی
آیتوں کا انکار کرتے تھے اور جس بات پر وہ ٹھٹھا کرتے
تھے اُسی نے اُن کو آگھیرا ۝
۲۷- جتنی بستیاں تمہارے آس پاس ہیں انکو ہم نے ہلاک
کیا اور ہم نے ان سے پھیر پھیر کر آئتیں بیان کیں شاید وہ رجوع کریں ۝
۲۸- پھر کیوں نہ مدد کی انکی ان لوگوں نے پکڑے سوائے اللہ
کے واسطے تقرب کے معبود بلکہ کھوئے گئے اُن سے اور
یہ ہے جھوٹ انکا اور جو کچھ تھے باندھ لیتے ۝
۲۹- اور جب ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تیری طرف
متوجہ کر دیئے کہ قرآن سنیں۔ پھر جب ۱۰ اسکے پاس حاضر

فرمایا۔ ان لوگوں کو ہم نے زمین میں وہ قوت
اور ملک میں وہ اختیارات دے رکھے تھے۔ کہ تم اس سے
بہرہ ور نہیں ہو۔ پھر جب انہوں نے اُن اختیارات سے
صحیح صحیح کام نہ لیا۔ اور حق وصداقت کی طرف سے انہوں نے اپنی
توجہ کو دوسری طرف پھیر لیا۔ تو اللہ کی ناراضی شکار ہو گئے۔
اس طرح تمہارے لئے بھی یہ ممکن ہے۔ کہ اگر تم توبہ نہ کرو۔
اور حضورؐ کے پیغام کو تسلیم نہ کرو۔ تو باوجود تمہاری دولت مندی
کے تم حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔

ف؎ قوم ہود کو یا تو اپنے معبودوں اور دیوتاؤں پر اتنا ناز
تھا۔ کہ ہر آن ان کے تقرب کو حاصل کرنے کے لئے اپنے
نفس کو ذلیل کرتے اور ان کے سامنے جھکتے۔ یا ان
کی طرف سے ایسی سرد مہری کا ظہور ہوا۔ کہ پوری
قوم بٹ گئی۔ اور انہوں نے دستِ اعانت دراز
نہ کیا۔

قرآن حکیم پوچھتا ہے۔ ان مشرکین سے کہ وہ بت جو مشکلات
اور مصائب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتے۔ تم کو موت
اور عذاب سے بچا نہیں سکتے۔ وہ خدا کیونکر ہو گئے۔ اور
اس قابل کیس طرح بن گئے۔ کہ ان کی پوجا کی جائے۔

جنات کا وجود

ف؎ جنوں کے متعلق آج سے پہلے اہل تاویل کا مسلک
یہ تھا۔ یہ انسانوں کا ایک گروہ ہے۔ جو عام طور پر
پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتا ہے۔ انہیں لوگوں نے
طائف سے واپسی کے وقت قرآن کو سنا۔

حلِ لغات

یَجْحَدُوْنَ۔ جحود سے ہے۔ یعنی انکار کرنا۔
نَفَرًا۔ ایک جماعت۔

أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم
مُّنذِرِينَ ○
۳۰- قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن
بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ○
۳۱- يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ
يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ
عَذَابٍ أَلِيمٍ ○
۳۲- وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ
فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ
أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○
۳۳- أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

ہوئے تو آپس میں بولے کہ چپ رہو۔ پھر جب پڑھنا تمام
ہوا تو اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے واپس لوٹے ○
۳۰۔ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے
بعد نازل ہوئی ہے۔ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (۷۹)
دین حق اور راہِ راست کی طرف ہدایت کرتی ہے ○
۳۱۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مانو اور
اس پر ایمان لاؤ۔ کہ تمہارے گناہ بخشے اور دکھ دینے والے
عذاب سے تمہیں بچاوے ○
۳۲۔ اور جو کوئی اللہ کی طرف بلانے والے کو نہ مانے گا
تو وہ زمین میں بھاگ کر تھکا نہ سکے گا اور نہ خدا کے
سوا اس کے لئے کوئی مددگار ہے وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں ○
۳۳۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں

قوم جن نے تعجب اور حیرت سے اپنی قوم کو قرآن کے سننے کا مژدہ سنایا۔ ان کو جن اس مناسبت سے کہا گیا۔ کہ یہ لوگ عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ اور مستتر رہتے ہیں۔ اور شہر والوں سے ان کے تعلقات زیادہ نہیں ہوتے۔ مگر یہ تاویل اب بالکل بودی ثابت ہو چکی ہے۔ کیونکہ جو مجبوری اس مسئلہ میں تھی۔ اب وہ دور ہو گئی۔ تجربات کی روشنی میں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ جنات ایک مستتر اور نظر نہ آنے والی مخلوق ہے۔ اب خود یورپ کے ممتاز اہل دانش و عقل کا سب سے زیادہ قریں ہے۔ جنات کے وجود کو تسلیم کر لیا ہے۔ بلکہ ان کے رکھنا اور اعمال تک معلوم کر لیا ہے۔ جدید تحقیقات یہ ہے۔ کہ جن ایک لطیف ذی روح مخلوق ہے جس کا وزن ہے۔ سوچتی اور سمجھتی ہے۔ اور جس کی قوتیں اور حواس انسان سے زیادہ تیز اور قوی تر ہیں۔ وہ دیکھی نہیں جا سکتی۔ البتہ جب وہ عام مادی اشیاء کو اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے استعمال کرتی ہے۔ تو اس وقت اس کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ یہ تاویل کہ جن انسانوں ہی کی ایک صنف کا نام ہے۔ نہ صرف واقعات کے اعتبار سے غلط ہے۔ بلکہ نصِ قرآن اور حدیث کے اعتبار سے بھی غلط ہے۔ اور اصل میں یہ نتیجہ ہے۔ کہ ایک طرح کی مرعوبیت اور شوقِ اجتہاد کا۔

غرض یہ ہے۔ کہ جب حضور کے پیغام کو مکہ والوں نے تسلیم نہ کیا تو آپ برداشتہ خاطر ہو کر طائف کی طرف چل دیئے کہ شاید ان لوگوں کو قبول ہدایت کی توفیق حاصل ہو جب وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے اور زیادہ بدبختی محرومی اور شقاوت کا ثبوت دیا۔ وہاں سے بھی مایوس لوٹ کر آ رہے تھے۔ کہ راستہ میں جنوں کے گروہ نے قرآن کی سماعت کی۔ اور تسلیم کر لیا کہ یہ خدا کا پیغام ہے۔ بلکہ قرآن کے داعی بن گئے۔ چنانچہ جب یہ قوم کے پاس گئے۔ تو انہوں نے برملا کہا۔ کہ ہم نے ایک عجیب صحیفہ رشد و ہدایت کو سنا ہے۔ جو موسیٰ کے بعد نازل ہوا ہے۔ اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور حق و صداقت کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ صراطِ مستقیم کی جانب بلاتا ہے! وہ اللہ کی آواز ہے اے قوم ضرور اسکو قبول کرو۔ خدا تمہارے گناہوں کو اسکے صلہ میں بخش دیگا۔ اور آخرت کے دردناک عذاب سے بچا لیگا۔ یاد رکھو۔ اگر تم نے نہ مانا۔ تو یہ تمہاری بدقسمتی ہو گی۔ اللہ کا دین پھر آ کر رہیگا گا۔ اور تمہاری پوری قوت بھی اسکو روک دینے پر قادر نہیں ہے۔

حلِ لغات:۔ من بعد موسیٰ۔ موسیٰ کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ یہ جنات یہودی تھے اور حضرت مسیح کے متعلق زیادہ کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ یا انکو

تسلیم نہ کرتے تھے۔

وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى
اَنْ يُّحْىِۦَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝
۳۴- وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۗ
اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۗ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۗ
قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝
۳۵- فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۗ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا
يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۗ
بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے سے نہ تھکا
وہ اس بات پر قادر ہے کہ مُردے جلا دے اور کیوں نہیں
وہ ہر شئے پر قادر ہے ۝
۳۴- اور جس دن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا آگ کے سامنے لائے جائینگے
اُن سے کہا جائیگا کیا یہ (عذاب) حق نہیں ۔ کہینگے کیوں نہیں ہمیں
رب کی قسم حق ہے ۔ کہیگا تو اپنے کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو ۝
۳۵- پس جیسے عالی ہمت رسولوں نے صبر کیا تو بھی صبر کر اور ان کے
لیے جلدی نہ کر ۔ جس دن وہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا
انسے وعدہ دیا جاتا ہے تو ایسے ہو جائینگے کہ گویا وہ سوائے دن کی
ایک گھڑی کے دنیا میں نہیں رہے تھے ۔ یہ پہنچا دینا ہے پس ہلاک
وہی لوگ ہوں گے جو بے حکم ہیں

آیاتہا (۳۸)	(۴۷) سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَدَنِیَّۃٌ (۹۵)	رکوعاتہا (۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(۴۷) سورۃ محمد

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

نبوّت و عزیمت

یہ منصب نبوّت کے معنے یہ ہوتے ہیں ۔ کہ جو شخص اس انعام سے سرفراز ہوتا ہے تمام قسم کی مخالفتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے ۔ وہ ہر نوع کی مشکلات و مصائب پر صبر حاصل کرتا ہے ۔ کیونکہ بالطبع نبوّت تمام ہے ۔ باطل کی مخالفت کا ۔ جھوٹ کے ساتھ اظہار دشمنی کا ۔ اور فواحش کے ساتھ جنگ کرنے کا ۔ اس لئے ناممکن ہے کہ پیغمبر قوم کی بیہودگیوں کو آسانی کے ساتھ قبول کرے ۔ قوم اس کی شدید مخالفت کرتی ہے ۔ اس کے خلاف سارے گروہ انسانی کو مشتعل کر دیتی ہے ۔ اور سیہ کاریوں سے اس کو ناکام رکھنے کی پوری کوشش کرتی ہے ۔ قوم جذبات عداوت و حسد میں اس درجہ ترقی کر جاتی ہے ۔ کہ نبی کو زندگی تک کا حق عطا نہیں جتنی اور جا سکتی ہے ۔ کہ اس کو وہ حقوق زیست بھی حاصل نہ ہوں جو دوسرے عام انسانوں کو حاصل ہوتے ہیں ۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ منکر وے آپ کو دُکھ پہنچاتے ہیں ۔ تو آپ بھی صاحب عزیمت انبیاء کی طرح اس کو برداشت کیجئے ۔ اور عذاب طلب کرتے ہیں عجلت نہ فرمائیے ۔ کیونکہ جب عذاب کا دن آیا تو پھر با وجود اس کے اب زندگی ناپائدار کو دائمی قرار دیتے ہیں ۔ اور ابدی سمجھتے ہیں اس وقت یہ سمجھیں گے کہ شاید ایک گھڑی دو گھڑی تک اس عالم میں رہے ہیں ۔ یہ عذاب پھر کافی ممتد ہو گا ۔ اور اس سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہو گی ۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو بچنے نہیں دیتا ۔ اور یہ لوگ زیادہ دیر تک اس کی بخشش اور رحمتوں سے استفادہ نہیں کر سکتے ۔ ان کا عذاب آئے گا ۔ اور ضرور آئے گا ۔

حلّ لغات

لَمْ يَعْيَ :- نہ تھکا ۔ ذرا تکان محسوس کی ۔

مِنَ الرُّسُلِ :- یہ من تبعیضیہ نہیں ہے تبیینیہ ہے ۔ کیونکہ تمام انبیاء اولوالعزم ہوتے ہیں ۔

۱- اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○
۲- وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ
اَصْلَحَ بَالَهُمْ ○
۳- ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ
اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ○
۴- فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ
حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ
فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ

۱- جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اور لوگوں کو اللہ کی راہ
سے روکا اللہ نے اُن کے اعمال اکارت کر دیئے ○
۲- اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور محمدؐ پر اُترا
ہے اُسے مان لیا اور وہی اُنکے رب کی طرف سے حق
(یعنی سچا دین) ہے اس لئے اُن کی بدیوں کو اُن سے
دُور کیا اور اُن کا حال سنوار دیا ○ ف۱
۳- یہ اس لئے کہ جو کافر ہیں وہ جھوٹی بات پر چلے اور جو
ایمان لائے وہ اس دین حق کے پیرو ہوئے جو اُنکے رب
کی طرف سے ہے یوں اللہ لوگوں کو اُنکے حال بتاتا ہے ○
۴- سو جب تم کافروں سے بھڑو۔ تو اُنکی گردنیں مارو یہانتک
کہ جب تم اُن میں خونریزی کر چکو تو اُنکی مُشکیں باندھ لو۔
اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر۔

سُورۃ مُحمّد

ف۱ اس سورۃ کے آغاز کو سورہ احقاف کے آخری مضمون کے ساتھ ایک باریک تعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اختتام سورت کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ کہ جو لوگ فسق و فجور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اللہ کے قوانین رشد و ہدایت کو نہیں مانتے۔ وہ ہلاک ہوں گے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس حقیقت کے اظہار کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ آخر یہ لوگ کچھ نیک کام بھی تو کرتے ہوں گے۔ پھر کیونکر قرین عقل و انصاف ہے۔ کہ ان کو ایک دم ہلاکت و موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ جواب یہ ہے۔ کہ یہ لوگ بحیثیت نظام کے اسلام کو تسلیم نہیں کرتے اور اس طرح خیر و برکت کی اشاعت میں زبردست رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال مقبول نہیں ہیں کیونکہ اعمال کی مقبولیت کے لئے سب سے ذہنیت کا درست ہونا ضروری ہے اور لازم ہے۔ کہ اس کے تحریکات نیک اور بلند ہوں۔ چونکہ یہ بات کفر و انکار کی حالت میں ممکن ہی نہیں۔ اس لئے اعمال کا ضائع ہونا ناگزیر اور طبعی ہے ؀

یعنی جہاں حُسن عمل کیلئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس ضمن میں تمام غیر رشد کی شخصیتوں کا انکار کر دیا جائے وہاں ایک شخصیت ایسی ہے۔ جس کا ماننا جس سے محبت رکھنا، اور جس کی اطاعت کرنا راہ نجات ہے اور وہ شخصیت ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؀

حل لغات

عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ جو ستاہے۔ اس تصریح سے اس طرف بھی اشارہ ہو۔ کہ قرآن جس شخص پر اور اس ذات پر نازل ہوا ہے جو کائنات میں سب سے بہتر اور سب سے افضل ہے ؀

ء الرِّقَاب۔ گردنیں۔ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ۔ ثخن سے ہے جیسے مقصود ہے خونریزی کرے ہیں۔ مَنًّا۔ احسان کرکے۔ فِدَآءً۔ زرِ فدیہ لیکر رہا کر دو۔

الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ
لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ
بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○
۵- سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○
۶- وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ○
۷- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ
يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○
۸- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ
اَعْمَالَهُمْ ○
۹- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ
فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○

یہاں تک کہ لڑائی میں اپنے ہتھیار رکھ دے یہی حکم ہے اور
اگر اللہ چاہتا تو خود اُن سے بدلے لیتا لیکن وہ یہ چاہتا
ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض سے آزمائے اور جو لوگ اللہ کی راہ
میں مارے گئے ان کے اعمال وہ ہرگز نہ کھوئے گا ○
۵- انہیں ہدایت کریگا اور ان کا حال درست کریگا ○
۶- اللہ انہیں بہشت میں داخل کریگا جو معلوم کروادی ہے انکو ○
۷- مومنو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد
کریگا اور تمہارے پاؤں جمائے رکھیگا ○
۸- اور جو لوگ کافر ہوئے انکو ٹھوکر لگی اور اللہ نے ان کے
اعمال کھو دیئے ○
۹- یہ اس لئے کہ جو اللہ نے نازل کیا انہوں نے اُسے ناپسند
رکھا۔ سو اللہ نے اُنکے اعمال اکارت کر دیئے ○

جہاد کی حقیقت

ف ۱ یہ آیات مقام جہاد میں نازل ہوئی ہیں۔ انکو سمجھنے کیلئے پہلے چند امور کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ :۔

۱۔ اسلام کی غرض دنیا میں تسکین و طمانیت کی فضا کو پیدا کرنا ہے اور نوع انسانی کو ایسے نکات پر مرکوز کرنا ہے۔ جہاں رنگ و بو کے تمام اختلاف مٹ جاتے ہیں۔

۲۔ ہر عقیدہ خیر کو اور ہر نظام برکات السلام کو پھیلانا، نہ صرف جائز بلکہ انسانیت کے لئے ضروری ہے۔

۳۔ تشدد کی تعریف یہ نہیں ہے۔ کہ زندگی کے عمدہ پروگرام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے قوت اور طاقت کا استعمال کیا جائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ بُری باتوں کو پھیلانے کیلئے حرب و جنگ کے معرکے قائم کئے جائیں۔

۴۔ اسلام اس روش کو پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ کہ جبراً کسی شخص کو اسلام کے حقائق کی طرف مائل کیا جائے۔ چنانچہ وہ صاف طور پر کہہ چکا ہے۔ کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ کہ دین کے باب میں جبر و اکراہ کو دخل نہیں۔

۵۔ باوجود اس کے کہ افراد کے معاملہ میں جبر و تسخیر کی حکمت عملی جائز نہیں۔ جب کوئی قوم اسلامی حقائق کو تسلیم نہ کرے۔ اور اپنی قوت طاقت سے افراد کے اس حق کو چھین لے۔ کہ وہ آزادی کے ساتھ کسی مذہب کو قبول کر لیں۔ تو پھر جہاد ضروری ہو جاتا ہے۔

۶۔ جہاد بعض حالات میں دفاعی ہوتا ہے۔ اور بعض حالات میں جارحانہ اور اسکی غرض و غایت بہر حال یہ رہتی ہے۔ کہ مختلف انسانی جماعتوں اور طبقوں میں امن و مساوات کے توازن کو قائم رکھا جائے۔

۷۔ جہاد بہر نوع ایک وسیلہ ہے مقصد نہیں ہے۔ جب لوگوں کی روحانی اور اخلاقی قوتیں اس حد تک ترقی پذیر ہو جائیں۔ کہ سچائی کو قبول کرنے کیلئے ان پر کسی نوع کی پابندی عاید نہ ہو۔ تو اس وقت اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ان تصریحات کی روشنی میں آیات جہاد پر غور فرمایئے۔ قرآن کہتا ہے۔ اگر دشمنوں کا سامنا ہو۔ اور جنگ کی آگ مشتعل ہو۔ تو پھر مسلمان بہادر سپاہی کی طرح لڑے۔ اور مغرور اور سرکش گردنوں کو اڑا دینا مباح ہو جائے۔ (باقی صفحہ ۱۲۱۴ پر)

حل لغات

حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا۔ جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں۔ کنایہ ہے امن و سکون سے۔

۱۰- اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝
۱۱- ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝
۱۲- اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ
كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝
۱۳- وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ
قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ
فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝

۱۰- کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی، کہ دیکھیں کہ ان لوگوں
کا انجام کیا ہوا۔ جو اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اللہ نے
انہیں تہس نہس کر دیا اور کافروں کو ایسی ہی سزا ملا کرتی ہے ۝
۱۱- یہ اس لئے کہ ایمانداروں کا رفیق اللہ ہے اور کافروں
کا کوئی رفیق نہیں ۝
۱۲- بیشک اللہ اُن لوگوں کو ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے
باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو
لوگ کافر ہیں وہ دنیا میں فائدہ اٹھاتے ہیں اور جیسے چارپائے
کھاتے ہیں وہ بھی کھاتے ہیں اور آگ انکا گھر ہے ۝
۱۳- اور بہت ایسی بستیاں تھیں جو تیری اس بستی سے جس نے
تجھے جلاوطن کیا زور میں بڑھی ہوئی تھیں۔ ہم نے انہیں
ہلاک کیا۔ پھر کوئی ان کا مددگار نہ ہوا ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱۳ -- اور شعور خونریزی سے بچے اور ان کو
ذکر کرے اور دشمن کو گرفتار کرے۔ پھر چاہے تو از راہِ احسان کرکے ان کو چھوڑ
دے اور چاہے تو فدیہ لے۔ یہ صورت کا فیصلہ اس وقت تک گرم ہے۔ جب تک
کہ فضا امن و طمانیت کی صورت نہ اختیار کرے۔ اس طرح شریر قوتیں دب
جائیں گی۔ اور فتنہ و فساد کا قلع قمع ہو جائے گا۔ اور پھر امکان نہیں رہے گا
کہ اس کی فضا میں کفر و معصیت کسی نوع کی ابتری پیدا کر سکے۔
اللہ کی مدد کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کے مشن کی تکمیل کے لئے اپنا لہو
تک بہا دیا جائے۔ حق یعنی منکرین کہ اس نے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا
گیا۔ کہ انکو اللہ کی حمایت حاصل نہ تھی۔ اور مسلمان اس لئے پیش سر بلند
ہیں۔ کہ یہ اللہ کی رفاقت و نصرت پر یقین رکھتے تھے۔ رعایت اللہ بناء

مردِ مومن کے رُجحانات

ولی مومن اور کافر کی تو تہذیب فکر میں فرق ہے۔ کہ مومن کے سامنے
صرف حیوانی و جسمانی چیزیں ہی نہیں ہوتیں۔ اس کی نگاہ بلند ہوتی ہے۔ جس
سے جنتی کی نعمتیں رکھتا ہے۔ جبکہ کافر صرف دنیا تک اپنی نگاہ رکھتے وہ
کر محدود رکھتا ہے۔ مومن جہاں جسم کی بالیدگی کا خواہاں ہوتا ہے۔
وہاں روح کی بندگی اور بشاشت بھی چاہتا ہے۔ کافر کی توجہ صرف جسم
اور اسکے مقتضیات کی طرف لگی رہتی ہے۔ مومن اس لئے کھاتا پیتا اور
حظوظ دنیا سے استفادہ کرتا ہے۔ کہ آخرت کے لئے اس میں قوت و نشاط
باقی رہے۔ اور کافر اس لئے ان دنیاوی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔ کہ
اپنے جذبات شہوت و حرص کی تسکین کر سکے۔ زیادہ واضح الفاظ میں
یوں سمجھئے کہ مومن کے سامنے زندگی کا ایک مقصد اور نصب العین
ہوتا ہے۔ اور کافر اعمال حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اسکے
سامنے کوئی اخلاقی اور روحانی نصب العین نہیں ہوتا۔ پھر چونکہ
دونوں میں فرق و مقصد کا بیّن تفاوت ہے اس لئے ضروری
ہے۔ کہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے بھی دونوں میں فرق ہو۔ چنانچہ
جس کی خواہشات دنیا میں بالکل ارزاں ترین جذبات کی تکمیل تک
محدود ہیں جہنم میں جائے گا۔ اور اس کا مادہ جسم آتش دوزخ کی نذر
ہوگا۔ جس کی پرورش کے لئے اس نے اپنی عمر کا کثیر ترین حصہ ضائع کیا
(باقی صفحہ ۱۲۱۵)

حلِ لغات

دَمَّرَ - ہلاک کیا۔

۱۴- أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن
زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ○
۱۵- مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا
أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ
لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ
لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ
وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ
مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ
سُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ○
۱۶- وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا
مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

۱۴- بھلا جو لوگ اپنے رب کے کھلے رستے پر ہیں ان جیسے
ہو جائیں گے جنکے بُرے عمل انکو اچھے دکھلائے گئے ہیں۔
اور وہ اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں ف۱ ○
۱۵- اس بہشت کا بیان ف۲ جس کا متقیوں سے وعدہ ہوا ہے یہ
ہے کہ وہاں پانی کی نہریں ہیں جس میں بدبو نہیں اور دودھ
کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلا اور شراب کی نہریں
جو پینے والوں کو لذت دیتی ہے اور صاف (چھانے) کئے
ہوئے شہد کی نہریں ہیں۔ اور انکے لئے وہاں ہر قسم کا میوہ ہے
اور انکے رب کی طرف سے معافی۔ کیا یہ لوگ انکی مانند ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ
آگ میں جلیں گے اور وہ کھولتا ہوا پانی پلائے جائینگے جو انکی انتڑیاں کاٹ ڈالیگا ○
۱۶- اور بعض ان میں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں۔ یہانتک کہ جب
تیرے پاس سے نکلتے ہیں تو ان سے جنہیں علم ملا ہے پوچھتے ہیں کہ ابھی نبی نے کیا
کہا تھا؟ یہ وہی لوگ ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں۔
جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگائی ہے اور وہ اپنی

حاشیہ صفحہ ۱۲۱۴۔ ف۲ حضور کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اگر ان لوگوں نے آپ کو اپنے محبوب ترین شہر سے باہر نکال دیا ہے۔ تو آپ گھبرائیں نہیں۔ پہلی قومیں ان سے زیادہ تنومند اور مضبوط تھیں بجرم کے ان کی نافرمانی کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا۔ اور کوئی چارہ ساز ان کی حمایت نہیں کر سکا۔ اسی طرح ممکن ہے۔ کہ ان لوگوں کے ساتھ بھی اسی نوع کا سلوک روا رکھا جائے۔ اور ان کو بتا دیا جائے۔ کہ پیغمبر کو اس کے گھر سے نکال باہر کرنا اللہ کے نزدیک کوئی معمولی جرم نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ یعنی اہل حق و صداقت ہمیشہ دلائل اور براہین کی روشنی میں اللہ کے دین کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہوتے۔ جو بلا برہان عقل کی رو سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی میں عقل و خرد سے کام نہیں لیتے۔

ف۲ یہ ان لوگوں کے درجہ کی تشریح ہے۔ جن کا مطمح نظر صرف جذبہ حیوانیت کی تسکین و تکمیل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ روح کی پاکیزگی کے لئے بھی جدوجہد کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو مقام تجویز کیا گیا ہے۔ اس میں ہر نعمت و نور کے ساتھ موجود ہے۔ وہاں صاف، شیریں، اور ٹھنڈے پانی کی نہریں، خوش ذائقہ دودھ کے دریا، اور نہایت لذیذ شراب اور عسل مصفےٰ کی نہریں ہونگی۔ اور ہر قسم کے پھل اور میوے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کی رضا ان کو میسر ہو گی۔ واضح رہے۔ کہ خدا گائے اور بھینس کے تھنوں میں دودھ پیدا کر سکتا ہے۔ وہ بہشت میں نہروں میں بھی اس کو بہا سکتا ہے۔ اور جس کی قدرت میں یہ ہے۔ کہ وہ شہد کی مکھیوں کو شہد جمع کرنے کی قابلیت عطا کر دے۔ وہ یقیناً اس سے زیادہ عمدہ ذرائع بھی اختیار کر سکتا ہے۔ اس لئے ان چیزوں پر اعتراض کرنا درحقیقت اپنی کوتاہ نظری کا ثبوت دینا ہے۔

حل لغات

آسن۔ وہ پانی جس کا مزہ اور رنگ تبدیل ہو جائے۔
عسل مصفّٰی۔ خالص شہد۔

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ○
خواہشوں کے پیرو ہوئے ہیں ○

۱۷ - وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ
اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ○
۱۷ - اور جنہوں نے ہدایت پائی وہ انکی اور ہدایت بڑھاتا ہے اور
انہیں ان کی پرہیزگاری عطا کرتا ہے ○

۱۸ - فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ
بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ
اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ○
۱۸ - سو کیا یہ لوگ قیامت ہی کی راہ دیکھتے ہیں کہ ان پر اچانک آ جائے
تو اسکی نشانیاں تو آ چکی ہیں۔ پھر جب وہ اُنکے پاس آئیگی تو
انکو نصیحت قبول کرنا کہاں سے نصیب ہوگا ○

۱۹ - فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ
لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ○
۱۹ - سو تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزش
کی معافی مانگ اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لئے بھی
اور اللہ تمہارے پھرنے کی جگہ اور تمہارا ٹھکانا جانتا ہے ○

۲۰ - وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ
۲۰ - اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ جہاد کے متعلق

اللہ کا قانون

ف۱ رشد وہدایت اور ضلالت وگمراہی کے متعلق اس کا قانون یہ ہے۔ کہ وہ کسی شخص کے افعال میں مداخلت نہیں کرتا۔ اور کسی شخص کو مجبور نہیں کرتا۔ کہ وہ اپنے لئے ان دو راہوں میں سے کسی ایک راہ کو ضرور اختیار کرے۔ اس کا کام صرف یہ ہے۔ کہ وہ حقیقت حال سے آگاہ کر دے۔ پیغمبروں کو بھیجے۔ اور کتابوں کو نازل کرے۔ تاکہ انسان عقل وبصیرت کی روشنی میں اپنا نصب العین تجویز کرے۔ اور پھر کچھ سوچ کر کسی پگڈنڈی پر ہولے۔ جب یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی شخص محض خواہشات کی پیروی کے جنون میں حق وصداقت کی آواز کو نہ سننا چاہے۔ اور آفتاب کی طرح روشن حقائق کو ٹھکرا دے۔ تو پھر وہ اس سے توفیق ہدایت کو چھین لیتا ہے۔ اور یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ بدبختی اور محرومی کی اس منزل تک پہنچ گیا ہے۔ جہاں اب حصول ہدایت کے لئے کوئی موقع باقی نہیں رہا۔ اور جب کوئی اللہ کا بندہ حق نیت وخیر پژوہی کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ کہ حق وباطل میں کون راہ منزل مقصود تک لے جانے والی ہے۔ تو پھر وہ اس کی اعانت کرتا ہے۔ اور اس کے لئے ہدایت کی راہوں کو روشن اور واضح کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ میرے ساتھ اللہ کی امداد

ہے۔ اور یہی اس کی ہمہ دانی سے بدرجہا نہایت بہتر صورت ہوں۔
ف۲ فرمایا۔ یہ منکرے والے کیوں بڑھ کر اور لپک کر رشتۂ ہدایت کو نہیں تھام لیتے۔ آخر رشتۂ ہدایت کو تھام لیتے۔ آخر یہ کس بات کے منتظر ہیں۔ جہاں تک دلائل اور شواہد کا تعلق تھا۔ وہ سب ان کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ اور ان کو کئی بار بتا دیا گیا۔ کہ بت پرستی گمراہی اور ذلت اور رسوائی کی راہ ہے۔ اور انسانیت کی توہین اور تذلیل کا راستہ ہے۔ اب کیا یہ چاہتے ہیں۔ کہ قیامت اچانک آجائے۔ اور ان کے اور مسلمانوں کے درمیان آخری فیصلہ صادر فرما دے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس کی علامتیں تو آچکی ہیں۔ اور جب وہ آجائیگی۔ تو اس وقت ان کے لئے تذکیر ونصیحت کا کوئی امکان باقی نہیں رہیگا۔

لفظ استغفار پیغمبر کے حق میں

ف۳ لفظ استغفار کئی معانی کا حامل ہے۔ جہاں تک اس کا تعلق حضور کے ساتھ ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ بہکہ گناہوں کے عدم صدور کی توفیق عنایت فرمائے۔ (باقی ۱۲۱۷ پر)

حل لغات

اَشْرَاطُهَا۔ یعنی علامتیں۔ اشراط۔ جمع ہے شرط کی۔

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ
فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ
عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝

کوئی سورت کیوں نہ اتری۔ پھر جب ایک صاف
معنی سورت اتری اور اس میں لڑائی کا ذکر آیا تو انہیں
جن کے دلوں میں مرض ہے دیکھتا ہے کہ تیری طرف یوں
تکتے ہیں جیسے وہ تکتا ہے جس پر مرتے وقت موت کی
بیہوشی طاری ہوتی ہے۔ سو خرابی ہے ان کی ۝

۲۱- طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ
الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ ۝

۲۱- حکم ماننا اور معقول بات کہنا (بہتر ہے)۔ پھر جب لڑائی
کا پختہ ارادہ ہو گیا تو اس وقت اگر وہ اللہ کے آگے
سچے رہیں تو ان کے لئے بہتر ہے ۝

۲۲- فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ
تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝

۲۲- اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم حاکم بنائے جاؤ تو زمین
میں فساد کرو اور اپنے رشتے توڑ دو ۝

۲۳- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ
وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝

۲۳- یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ پھر انہیں بہرا
اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ۝

۲۴- اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ

۲۴- سو کیا وہ قرآن میں ؎ دھیان نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۲۱۶۔ یعنی آپ کو نور و عرفان بخشے۔ کہ تمہیں
کے پھر قریب ہو آپ کی نظروں سے اوجھل اور ڈھکے رہیں۔ اور آپ ان
سے قطعاً متاثر نہ ہوں۔ اور جہاں اس کا تعلق عام مومنین اور مومنات
سے ہے۔ اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ ان کے لئے مغفرت طلب کریں
اور خدا سے دعا مانگیں۔ کہ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)
؎ ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ جو لوگ مخلص مسلمان ہیں۔ ہمیشہ اللہ کے
احکام کے منتظر رہتے ہیں۔ بیش از بیش ان کے احکام کی اطاعت
کر کے زیادہ سے زیادہ درجات عالیہ کو حاصل کریں۔ مگر جو منافق ہیں
وہ دل میں لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت نازل
ہوتی ہے جس میں جہاد و قتال کا حکم ہو۔ تو ان کی کیفیت مارے خوف کے
یہ ہوتی ہے۔ کہ جیسے غش آ گیا ہو۔ فرمایا جب نہیں۔ اور بزدلی کا عالم
ہو کر جہاد کا نام بھی ان پر لرزہ طاری کر دے۔ تو پھر اس زندگی سے
موت زیادہ بہتر اور معقول ہے۔

دعوتِ غور و فکر

؎ قرآن حکیم دنیا میں وہ پہلی اور آخری کتاب ہے۔ جو اپنے ماننے
والوں کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے۔ اور جس کی تعلیمات خالصاً
دانائی اور علوم و فنون کی قطعیت پر مبنی ہیں۔ یہ کتاب سب
لوگوں سے کہتی ہے۔ کہ تم فطرت کے حقائق کے متعلق سوچو اور
غور کرو۔ پھر یہ دیکھو کہ ہماری تعلیمات کہاں تک ان کے موافق ہیں
اور اگر تمہیں معلوم ہو۔ کہ اس صحیفہ رشد و ہدایت میں جو کچھ لکھا
ہے۔ وہ عین قرین عقل ہے۔ اور تجربہ کے مطابق تو اس کو تسلیم کرو۔
ورنہ معقول اعتراض پیش کرو۔ قرآن کا دعوٰے ہے کہ اس
کے مخاطب ہی وہ لوگ ہیں۔ جو بصیرت سے بہرہ وافر رکھتے
ہیں۔ اور جنکی نگاہیں [illegible] رس ہیں۔ اس کتاب کو آئندہ علوم
کے ارتقاء سے نہ صرف کوئی خطرہ نہیں۔ بلکہ قوی امید ہے۔ کہ
لوگ ان معلومات کی روشنی میں اس کے زیادہ قریب آ جائیں
گے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ لوگ کیوں قرآن میں تدبر و فکر
کرتے۔ اس کی تہ تک نہیں پہنچتے۔ کیا ان کے دلوں پر جہالت
اور اندھی تقلید کے قفل لگ رہے ہیں! کہ ان میں سوچنے اور
سمجھنے کی صلاحیت ہی پیدا نہیں ہوتی۔

حل لغات۔ مرض۔ نفاق۔ بزدلی اور جبن۔
فاولیٰ لھم۔ سو ان کے لئے ہلاکت زیادہ موزوں ہے۔ سوختہ [illegible]

حکم قطعی آنے کا ہے۔

اَقْفَالُهَا ۝

۲۵- اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ
سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۝

۲۶- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ
اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝

۲۷- فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ
وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝

۲۸- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ
كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ ع

۲۹- اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ

قفل لگے ہوئے ہیں ۝

۲۵- بیشک جو لوگ بعد اسکے کہ ان پر ہدایت کھل چکی اپنی پیٹھوں
پر الٹے پھر گئے (یعنی مرتد ہو گئے) شیطان نے انکے دل
میں بات بنائی اور انہیں دیر کے وعدے دیئے ۝

۲۶- اور یہ اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جو اللہ کے نازل
کئے ہوئے سے بیزار ہیں کہ بعض امور میں ہم تمہاری بات بھی
مانیں گے اور اللہ انکی چھپ کر باتیں کرنا جانتا ہے ۝

۲۷- سو اس وقت کیا ہوگا جب فرشتے انکی جان اس طرح نکالیں گے
کہ انکے منہ اور پیٹھ پر مارتے جاتے ہوں گے ۝

۲۸- یہ اسلئے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو غصہ دلایا
اور خود اسکی خوشنودی کو ناپسند کیا پس اسکے کام اللہ نے اکارت کر دیئے ۝

۲۹- جن کے دلوں میں مرض ہے کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ اللہ

منافقین کا جہاد سے فرار

ف ان آیات میں اس گروہ کا ذکر ہے۔ جن کو منافقین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ لوگ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ تھے مگر بباطن اہل کفر و شرک کے ساتھ ساز باز رکھتے تھے۔ اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ کہ جب مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا احتمال و امکان ہو۔ تو اس وقت اپنی تمام قوتوں کو صرف کر دیا جائے۔ اور اپنی دوستی کی وجہ سے دشمنوں کو مدد پہنچائی جائے۔ فرمایا کہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی جب ان لوگوں نے مسلمانوں سے تعلقات مودت و اخوت منقطع کر رکھے ہیں۔ اور میدان جہاد سے فرار اختیار کیا ہے۔ تو محض اس لئے کہ یہ شیطان کے چکر میں آ گئے ہیں۔ اور اس نے انکو ڈھیل دے دی ہے۔ تاکہ اپنی تدبیروں میں وہ کامیاب ہو سکے۔ ان لوگوں اور مشرکین کے درمیان گہرے تعلقات ہیں۔ اور انہوں نے پوشیدہ طور سے اعانت کا عہد کر رکھا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ ان خفیہ کارروائیوں کو جانتے ہیں۔ اس لئے یہ قطعاً ممکن نہیں ہے۔ کہ اس طرح یہ لوگ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے کے لئے آئیں گے۔ اور ان کے منہ اور پشت پر کوڑے برسائیں گے۔ اس وقت ان کے پاس کیا عذر ہوگا۔ اور کس طرح یہ لوگ اس تکلیف سے نکل سکیں گے ؟

حل لغات

سَوَّلَ لَهُمْ ۔ تجویز بتائی ۔

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۔ یعنی چونکہ دلوں میں کفر و نفاق کا مرض موجود تھا۔ اس لئے اللہ نے ان کے سب اعمال عدم کر دیئے ۔

لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ○

۳۰- وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ
وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اَعْمَالَكُمْ ○

۳۱- وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ
مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ○

۳۲- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ
اَعْمَالَهُمْ ○

۳۳- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ○

ان کی دل عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا؟ ○

۳۰- اور اگر ہم چاہیں تو وہ اشخاص تجھے دکھلا دیں سو تو انہیں
انکی پیشانی سے پہچان لے اور آیندہ کو تو انہیں انکی بات کے
ڈھب سے پہچان لیگا۔ اور اللہ تمہارے کام جانتا ہے ○

۳۱- اور ہم ضرور آزمائیں گے۔ یہانتک کہ ہم تم میں مجاہدین اور
صابرین کو معلوم کریں اور تمہاری خبروں کو آزمائیں ○

۳۲- جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا۔
اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو رستہ
نظر آچکا تھا۔ یہ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔
اور اللہ تعالٰے اُن کی کوششوں کو مٹا دے گا ○

۳۳- اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت
کرو۔ اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو ○

ف فرمایا۔ کہ یہ منافقین یہ نہ خیال کریں۔
کہ اللہ تعالٰی ان کے دلی جذبات۔
غم و غصہ کو جو مسلمانوں سے متعلق
ہیں۔ کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔ بلکہ
ہم چاہیں۔ تو آپ کو ان کے چہروں
کو دیکھ کر اور اُن کی گفتگو کو
سُن کر بھانپ جائیں۔ کہ یہ منافق
ہیں۔

چنانچہ مسند امام ابن حنبل میں
ہے۔ کہ حضورؐ نے ان سب کے
نام ہم کو ایک صحبت میں بتا دیئے
تھے۔ اور ہم ان کو خوب پہچانتے
تھے۔

مدینہ کا دار الضرب

ف قرآن حکیم نے طاعت اور فرمانبرداری کیلئے اصل پیش فرمائے ہیں۔
اور بار بار یہ تاکید کہا ہے۔ کہ اگر نجات چاہتے ہو۔ اور دین و دنیا کی
سعادتوں کو حاصل کرنے کے خواہاں ہو۔ تو ان دو عظیم المرتبت شخصیتوں
کے ساتھ وفاداری کا عہد کرو۔ یہ دو شخصیتیں اللہ اور اس کا رسول ہیں
اور یہی دو اصل ہیں۔ اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ صرف وہ اعمال
بیکار اور رائیگاں جائیں گے۔ جس کو ادا کرتے ہیں۔ مگر کلام الٰہی اور سنت
رسول کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اور وہ اعمال باطل ہیں۔ جو اسوۂ رسول
کے موافق نہیں ہیں۔ اور وہ روشنی تاریکی و ظلمت کے مترادف ہے
جو مشکوٰۃ نبوت سے مستفاد نہیں ہے۔ یعنی اعمال و تعدد و قیمت۔
اسلامی نقطہ سے یہ نہیں ہے۔ کہ وہ کس درجہ وسیع اور کس حد تک
مفید ہیں یا ان کو برتنے والے نے کتنی مصیبتوں اور کلفتوں کو
برداشت کیا ہے۔ بلکہ معیار ان کی پرکھ کا یہ ہے۔ کہ ان کے اوپر مدینہ
کے دار الضرب کی مہر لگی ہے یا نہیں۔ جس طرح جنس سکے کی
کوئی قیمت نہیں۔ اسی طرح اسلامی بازار میں بدعات کی کوئی قیمت
نہیں۔ بلکہ ان کا مرتکب اسلامی قانون کے سامنے جواب دہ ہے۔
حل لغات :- اَضْغَانَهُمْ یعنی خفیہ بغض کینے۔ دل عداوتیں۔
لَحْنِ الْقَوْلِ۔ انداز گفتگو۔ طرز کلام۔ شَآقُّوا۔ مخالفت کی اور عناد کا مظاہرہ کیا۔

۳۴- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ
اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ
اللَّهُ لَهُمْ ۝

۳۴- بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستے سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مرگئے۔ خدائے تعالیٰ ان کو بھی نہ بخشے گا ۝ ف۱

۳۵- فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ
الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ
أَعْمَالَكُمْ ۝

۳۵- سو تم بودے نہ ہوتے جاؤ اور صلح کی طرف نہ بلانے لگو اور تم ہی غالب رہوگے اور خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارے اعمال ضائع نہ کرے گا ۝

۳۶- إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِنْ
تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا
يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝

۳۶- دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے اور جو تم ایمان ف۲ لاؤ اور ڈرو تو تمہاری اجرتیں دیگا اور تمہارے مال تم سے نہ مانگے گا ۝

۳۷- إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَ
يُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ۝

۳۷- اور اگر وہ تمہارے مال مانگے پھر تنگ کرے تو تم بخل ہو جاؤ اور تمہارے دل کی خفگیاں ظاہر کردے ۝

۳۸- هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي

۳۸- سنتے ہو تم وہ لوگ ہو کہ تمہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے

ف۱ یعنی وہ لوگ جنہوں نے ایمان پر کفر کو ترجیح دی۔ اور نور کے بدلے ظلمت کو خرید لیا۔ اور اسی حالت محرومی و بدبختی میں مرگئے۔ تو ان کیلئے بخشش کا کوئی موقع نہیں۔ اور ان کے تمام اعمال چونکہ صحیح نقطۂ نگاہ سے صادر نہیں ہوئے۔ اس لئے مسترد کر دیئے جائیں گے اور کسی اجر کے بھی مستحق قرار نہیں دیئے جائیں گے۔

تم سربلند ہو

ف۲ یعنی جب یہ درست ہے۔ کہ تم حق وصداقت کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو۔ اور اللہ کی تائید کا ساتھ دیتا ہے۔ تو پھر تم مصالحت نہ کرو۔ اور کفر کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرو کیونکہ سربلندی اور تفوق تمہارے لئے مقدرات سے ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ تمام دنیا میں جب تک جہاد وقتال کی زندگی بسر کرو۔ اللہ کی تائیدات تمہارے شامل حال ہیں۔ اور تمہارا قدم جدھر کو اٹھے کامیابیاں اسکو چومنے کیلئے آگے بڑھیں۔ یہ زندگی محض ایک تماشا اور کھیل ہے۔ ایسی مسرتوں کو زیادہ اہمیت نہ دو۔

ف۳ اگر تم لوگ مومن رہے۔ اور اتقا کے دامن کو تم نے ہاتھ سے نہ دیا تو پھر اجر و ثواب تمہاری جھولیاں بھر دیگا۔ اور وہ تم سے تمہاری استطاعت سے زیادہ جہاد کے مصارف کیلئے مال طلب نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر تم عوام سے زیادہ کا مطالبہ کریگا۔ تو تم بخل کا اظہار کرنے لگو گے۔

حل لغات

اِلَى السَّلْمِ - صلح کی طرف۔

وَلَنْ يَّتِرَكُمْ - وَتْرٌ - يَتِرُ سے ہے۔ جس کے معنے نقصان پہنچانے کے ہیں۔

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ
وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ
تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ
لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۠

کیلئے بلایا جاتا ہے۔ پھر تم میں کوئی ہے جو بخل کرتا ہے،
اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے،
اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ
تمہارے سوا اور قوم بدل لائے گا۔ پھر وہ تمہاری مانند
نہ ہوں گے ○

اٰیاتھا (۲۹)	(۴۸) سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ (۱۱۱)	رکوعاتھا (۴)

(۴۸) سورۂ فتح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
۱- اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ
۲- لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ
۳- وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
۱- ہم نے تیرے لئے کھلی ہوئی فتح کا فیصلہ کر دیا ○
۲- تاکہ اللہ تیری اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف کرے اور
تجھ پر اپنی نعمت تمام کرے۔ اور تجھے سیدھی راہ
دکھائے ○
۳- اور اللہ تیری مدد کرے زبردست مدد ○

ف یاد رکھو، کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقات وخیرات دے کر تم اس
کو ممنون نہیں کرتے ہو۔ بلکہ اس میں کچھ تمہارا ہی فائدہ ہے ۔
اور یہ بخل تمہارے حق میں ہی مضر ثابت ہوگا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ
کا تعلق ہے۔ وہ اکل بے نیاز ہے۔ اگر تم اپنے فرائض کو ادا نہیں
کرو گے۔ تو وہ تمہاری بجائے دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ اور
ان سے اپنے دین کی حمایت کا کام لے گا۔ کیونکہ اس کو ہر حال
اپنے دین کی بقاء اور تحفظ منظور ہے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ

ف یہ سورہ صلح حدیبیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اور اس
میں فتح مکہ کی کھلے لفظوں میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس میں بتلایا

گیا ہے۔ کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں، کہ حدیبیہ کے مقام پر جو مصالحہ کیا
گیا ہے۔ وہ شکست اور ہزیمت پر منتج ہوگا۔ یہ تمہید ہے ۔
کامیابی کی، اور فتح مبین کا پیش خیمہ ہے۔ مظفر و منصور ہونے کا۔ اسکے بعد
غفران ذنوب کی بشارت ہے۔ اور اتمام نعمت کی خوشخبری ہے ۔
اور اس حقیقت کا اظہار ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت اور برکت
کی راہوں پر گامزن ہونے کی برابر توفیق مرحمت فرماتا رہے گا۔ اور
کسی حالت میں بھی نصرت و اعانت سے دریغ نہیں کریگا ○ واقعی

حل لغات

نصرًا عزیزًا۔ یعنی ایسی مدد جو عزت اور غلبہ عطا کرنے کا موجب
ہو یا وہ نصرت جو ان مواقع پر نمودار خصوصی ہو۔ اور جس کی شدید
ترین ضرورت ہو ○

۴- هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ
الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ
وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ

۴- وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں تسکین اتاری
تاکہ وہ ایمان میں اپنے ایمان (سابقہ) کے ساتھ اور
بڑھ جائیں اور آسمانوں اور زمین کے لشکر کے ہیں
اور اللہ خبردار حکمت والا ہے ○

۵- لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَیُكَفِّرَ
عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
فَوْزًا عَظِیْمًا ۙ

۵- تاکہ وہ ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو ایسے
باغوں میں داخل کرے جن کی نیچے نہریں بہتی ہیں
ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ انکی برائیاں ان
سے دور کرے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی مراد ملنی ہے ○

۶- وَّیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ
الْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ
ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ
غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ

۶- اور تاکہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک
عورتوں کو جو خدا کی نسبت برا گمان رکھتے ہیں عذاب دے
یہ لوگ معصیت کے چکر میں ہیں اور ان پر اللہ کا
غضب ہوا اور اس نے ان پر لعنت کی، اور ان

۳ — غفران ذنب کے ضمن میں اہل تفسیر نے حسب ذیل توجیہات کا ذکر کیا ہے۔
۱۔ ذنب کا تعلق سے مرد مسلمانوں کے گناہ ہیں اور حضور چونکہ مخاطب اول ہیں۔ اس لئے انکی وساطت سے گناہوں کی بخشش عام کا مژدہ سنایا ہے۔
۲۔ مخاطب تو حضور ہیں مگر ذنب کے معنے ترک اولیٰ کے ہیں معصیت اور نافرمانی کے نہیں ہیں۔
۳۔ اس سے صغائر مراد ہیں جن کا صدور انبیاء سے ہو سکتا ہے۔
۴۔ اس سے مقصود عصمت کا ثبوت ہے یعنی اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ گناہوں کو آپکی نظروں سے اوجھل کر دوں۔
مگر ان سب تاویلوں میں ایک نقص یہ ہے کہ ان کا تعلق نفس واقعہ سے کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ آیات میں تو فتح مکہ کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ درمیان میں غفران ذنب کا ذکر آگیا ہے۔ جو بظاہر بالکل غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔
اصل بات یہ ہے۔ کہ ذنب کے معنی یہاں گناہ، معصیت یا ترک اولیٰ کے نہیں ہیں۔ بلکہ الزام کے ہیں۔ اور اسکی نظیر خود قرآن میں ملتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْبٌ کہ قبطیوں کا مجھ پر ایک الزام ہے۔ تو اس صورت میں ظاہر ہے۔ کہ آیت کے معنے بالکل واضح ہیں کہ فتح مکہ کے بعد جب حضور ان مخالفوں سے نہایت تپاک اور حسن سلوک کرینگے اور ان لوگوں کو زیادہ قریب ہو کر اسلام کا مطالعہ کرنیکا موقع ملیگا۔ تو پھر وہ الزامات جو انہوں نے آپکی جانب منسوب کر رکھے تھے یا پچھلے انتساب کا مستقبل میں احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ دور ہو جائیں گے اور فتح مکہ کی غرض بھی یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے براہ راست استفادہ کی توفیق میسر ہو۔ اور انکے دلوں میں حضور کی ذات کے متعلق جو شکوک و شبہات ہیں۔ ان کا ازالہ ہو جائے۔
یہ بات اسلامی مسلمات میں سے ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام نہ صرف معصوم ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کے آنیکا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ معصوم انسانوں کے ایک گروہ کو پیدا کریں۔ نیز کیونکہ انہیں کے آنے سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ وہ خود بھی معصوم ہوتے ہیں یا نہیں۔ انکا مقام عصمت سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔ وہ اس پاکیزگی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ جو عام انسانوں کے تصور میں نہیں آسکتی۔

حل لغات

اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ۔ غلبہ اور تفوق کا یقین اور اللہ کی مطلب مدد کا احساس و تحمل پیدا کیا۔

لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ○
کیلئے دوزخ تیار کیا اور وہ بُری جگہ ہے ○

۷- وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ○
۷- اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے ○

۸- اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ○
۸- بیشک ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے ○

۹- لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا ○
۹- تاکہ تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو اور اس کا ادب اور تعظیم کرو اور صبح اور شام اس کی پاکی بولو ○

۱۰- اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ۚ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ○
۱۰- بیشک جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے پھر جس نے عہد توڑا تو وہ اپنے ہی بُرے کیلئے توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا جو اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو اسے (بہت) بڑا اجر دے گا ○

۱۱- سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ
۱۱- جو گنوار جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے عنقریب تجھ سے یوں کہیں گے کہ ہمارے مالوں اور گھر والوں نے کام میں لگا رکھا سو تو اللہ سے

ف۱ ضد کے ساتھ سوء الظن کے کئی معنے ہیں۔ ایک یہ کہ اسکی اعانت اور نصرت پر بھروسہ نہ ہو۔ اسکی باتوں پر اعتماد نہ ہو۔ اور یہ بھی کہ اسکی ذات کے ساتھ شرکیہ عقیدوں کو وابستہ قرار دیا جائے۔ فرمایا۔ ان لوگوں کو اس گناہ کی پاداش میں یہ سزا دی جائیگی۔ کہ یہ دنیا میں مصائب اور کلفتوں میں گرفتار رہیں گے۔ اور آخرت میں ان پر اللہ کا غضب بھڑکے گا۔ اسکی رحمت سے یہ دور رہیں گے۔ اور جہنم انکا ٹھکانا ہوگا۔

ف۲ دوبارہ اس آیت کو ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں۔ کہ انکے اعوان و انصار ان کو اللہ کے عذاب سے بچالیں گے۔ کیونکہ اللہ کے پاس ایسے عساکر ہیں جنکا سامنا کرنا انسان کی طاقت اور وسعت سے باہر ہے۔ پہلی دفعہ اس آیت کو مقام بشارت میں بیان کیا تھا۔ اور وہاں غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کو بتایا جائے۔ کہ انکے قادر و مولا کے پاس اعانت اور مدد کے بے شمار ذرائع ہیں۔ اور ان گنت فرشتے ہیں وہ جو چاہے ان سے کام لے۔

حضورؐ کے تین منصب

ف۳ شاہد سے مراد یہ ہے۔ کہ حضورؐ تمام حقائق کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور تمام سچائیوں کو بالکل جیسے دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی تعلیمات میں خصوصیت کی بات یہ ہے۔ کہ ان میں محض حق و صداقت پر گواہی اور شہادت ہے۔ کسی فرقہ یا جماعت کے خیالات کی تائید یا تردید نہیں یعنی آپ نے پہلی دفعہ اس عقیدے کا اعلان فرمایا ہے۔ کہ اللہ کی رحمتیں عام ہیں۔ تمام قومیں اس کے فضل و کرم سے بہرہ مند ہوئی ہیں۔ اور الہام و وحی کیلئے بنی اسرائیل یا دوسری قوموں کی کوئی خصوصیت نہیں۔ آپکا مشن یہ ہے۔ کہ کائنات تمام میں جہاں کہیں بھی صداقت ہو۔ کسی صورت اور کسی پیرایہ بیان میں ہو اس کی حقانیت پر شہادت دیں۔ اور بتائیں کہ سچائی تمام ہے۔ اس میں جھگڑنے اور بحث کرنے کی ضرورت نہیں جھگڑنے سے غرض یہ ہے۔ کہ آپ ایسے صحیفۂ رشد و ہدایت کو اپنے ساتھ لائے ہیں۔ جس میں سعادت اور کامیابی کی خوشخبری ہے۔ آپ نے یاس اور قنوط سے نکال کر انسان کو دنیا اور عقبیٰ کے میدان میں لا کھڑا کر دیا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲۲۴ پر)

حل لغات:- جُنُودٌ۔ جمع جند۔ جیسے عساکر / جو جمع ہیں ○ بُكْرَةً۔ صبح ○ اَصِيلًا۔ شام ○ يَدُ اللّٰهِ۔ محاورہ ہے۔ مراد تائید و اعانت ہے ○ واضح رہے کہ بیع کے معنے لغت میں بیچنے کے ہیں اور بیعت کے معنے بک جانے کے ہیں اور اصطلاح میں اس معاہدہ کا نام ہے۔ جس میں مطلق اطاعت کا اقرار کیا جائے ○

يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ
قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ
أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ
اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○

۱۲- بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ
وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ
ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ
وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ○

۱۳- وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا
أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ○

۱۴- وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ
يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

ہمارا گناہ بخشوا دو یہ) اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو انکے
دلوں میں نہیں تکلیف دینے کا ارادہ کرے یا تمہیں نفع پہنچانا
چاہے۔ تو خدا کے مقابلہ میں کون ایسا ہے جو تمہارے
لئے کسی شئے پر اختیار رکھتا ہو۔ بلکہ اللہ تمہارے کاموں سے
خبردار ہے ○

۱۲- بلکہ تم نے یہ گمان کیا تھا کہ رسول اور مسلمان کبھی اپنے گھروں
کی طرف واپس نہ آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں
آراستہ کی گئی تھی اور تم نے بدگمانی کی تھی۔ اور تم ہلاک
ہونے والے لوگ تھے ○

۱۳- اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔ تو ہم
نے کافروں کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے ○

۱۴- اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے
جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ

حاشیہ صفحہ ۱۲۲۳: ۱- آپ وثوق کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تجھے
کی بشارتوں سے یہ اور جسم کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ تو میری طرف آؤ۔ اور
نصرت کی جانب پلٹو۔ توبہ کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ کا انکار محض ہی کلام
انکار کا انکار نہیں ہے بلکہ اللہ کا انکار ہے۔ اسکی رحمتوں اور بخششوں
کا انکار ہے اور عملاً اس مطالبہ کے مترادف ہے۔ کہ ہم کو ہمارے
گناہوں کی اور ہماری گستاخیوں کی ... رسول کو
اس لئے بھیجا ہے۔ تاکہ تم اللہ پر ایمان لاؤ۔ اور اسکے ساتھ عقیدت
رکھو۔ اسکی مدد کرو۔ اور اسکی توقیر کرو اور اسکے بھیجنے والے کی حمد و تسبیح
میں صبح و شام مصروف رہو۔
۲- اس میں بیعت رضوان کا تذکرہ ہے۔ جو جہاد کیلئے لی گئی فرمایا۔
تم لوگ یہ نہ سمجھو۔ کہ تم نے اپنا ہاتھ عہد و میثاق کے لئے رسول کے ہاتھ
میں دیا ہے۔ بلکہ تم رسول کی وساطت سے اللہ کے ساتھ اقرار کر رہے
ہو۔ سو اس کا دست اعانت تمہارے لئے بڑھیگا۔ اور ضرور تمہاری مدد
کریگا۔

منافقین کی بزدلی

۳- یعنی ایک طرف تو مسلمانوں کی جماعت حضورؐ کے ساتھ تھی جو حضورؐ کی
معیت میں کھڑی ہوئی تھی۔ اور ایک منافقین تھے۔ جن کی بزدلی
اور بد دلی کے جذبات غالب تھے۔ کہ یہ لوگ مکہ کی طرف بڑھے آرہے
اگر قریش کی فوجوں کے ساتھ تصادم ہو گیا۔ تو پھر واپس نہیں لوٹیں گے
گویا انکے دلوں میں مایوسی تھی۔ اور اللہ کے متعلق حسن ظن موجود نہ تھا
فرمایا۔ یہ محض تمہارا ظن تھا جو شیطان نے یقین کی شکل میں سنوار کر تمہارے
سامنے پیش کیا۔ اور تم نے تسلیم کر لیا حقیقت یہ ہے۔ کہ تم ایسی جماعت
ہو۔ جسے ہلاکت اور بربادی ... تم نے اس بات پر غور نہیں کیا
کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر ذلیل و رسوا کر سکتا ہے وہ کیونکر گوارا
ہے۔ کہ مومن لوگ تو اسکے دین کی حفاظت کیلئے سر بکف ہو کر اپنے
گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اور وہ جو ارحم الراحمین ہے انکے لئے کچھ
نہ کرے۔ وہ تو اپنے ماننے والوں کو اور اپنے وابستگان عقیدت کو عزت
و احترام کے مقامات پر فائز کرتا ہے اور مخالفوں کو رسوا کرتا ہے۔ کہ کیونکر
انکی ساری تدبیریں ناکام رہتی ہیں۔ اور کس طرح باوجود ظاہری شان
و شوکت کے شکست یاب ہو جاتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۲۲۵ پر)

حل لغات: ۱- بُورًا۔ واحد، تثنیہ، اور جمع سب کے لئے استعمال
ہوتا ہے۔ یعنی ہلاک ہونے والے۔

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

۱۵ - سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ
اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا
نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ
اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ
مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ
بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○

۱۶ - قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ
اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ
اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ
اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا
تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۵۔ اب تم غنیمتیں لینے کو چلو گے۔ تو وہ لوگ جو سفر (حدیبیہ)
سے پیچھے رہ گئے تھے کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو کہ تمہارے
ساتھ چلیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کہا بدل دیں تو تم ہمارے
ساتھ ہرگز نہ چلو گے اللہ نے پہلے یوں کہہ دیا ہے۔ پھر وہ
کہیں گے نہیں بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو کوئی نہیں بلکہ وہ
لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں ○

۱۶۔ گنواروں میں سے جو لوگ (سفر حدیبیہ) پیچھے رہ گئے
تھے ان سے کہہ دے کہ تم عنقریب سخت جنگ آور لوگوں
کی طرف بلائے جاؤ گے تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو
جائیں گے پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر دیگا
اور اگر تم پلٹ جیسے پہلے پلٹے تھے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دیگا ○

حاشیہ صفحہ ۱۲۲۴ عارضی مسرتوں وغیرہ غرض یہ ہے۔ کہ یہاں کی عارضی
مسرتوں میں منہمک ہو کر تم آخرت کو بھول گئے ہو۔ یاد رکھو۔ کہ وہاں
تمہارے سوائے جہنم کی آتشوں کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ یہ نہیں ہوسکیگا۔
کہ تمہارا مال اور تمہاری عزت وجاہت تم کو اس کی گرفت سے چھڑا سکے
یہ امتیازات یہاں ختم ہو جائیں گے۔ وہاں جو چیز کام آئیگی۔ وہ محمد
(صلعم) کی غلامی ہے۔ جس سے تمکو نفرت ہے۔ اور اس ذات کے ساتھ
گہری اور عمیق محبت ہے۔ جو تم کو گوارا نہیں۔
(حاشیہ صفحہ ھذا)

فتح خیبر کی خوشخبری

ول ان آیات میں منافقین کا ذکر ہے۔ کہ یہ لوگ حضور کے ساتھ
نہ گئے تھے بلکہ جب آپ حدیبیہ سے لوٹے اور راستے میں یہ سورت
نازل ہوئی۔ اور اس میں ان کو خوب ذلیل کیا گیا۔ اور آپ نے اپنے
ساتھیوں کو فتح خیبر کی خوشخبری سنائی۔ تو کچھ رسوائی کو مٹانے کی غرض
سے اور کچھ مغانم کے حصول کیلئے ان کے دلوں میں شرکت جہاد کی
خواہش پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے چاہا۔ کہ یہ بھی اس میں آپ کا ساتھ
دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ کیا یہ لوگ کلام الٰہی کو بدلنا چاہتے
ہیں۔ یہ تو پہلے ہی قرار پا چکا ہے۔ کہ اس جنگ میں صرف وہی لوگ
جا سکیں گے۔ جو حدیبیہ کے سفر میں حضور کے ساتھ تھے۔ اس لئے
ان کے لئے شرکت جہاد کا کوئی موقع ہی نہیں۔ ہاں اگر ایسا ہی شوق
ہے۔ تو اس وقت تک انتظار کرو۔ جب تک ایک زبردست قوم
کا سامنا ہو۔ اس وقت اگر تم گرمجوشی کے ساتھ لڑے۔ اور داد شجاعت
دی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا۔ اور تمکو
بہت بڑے اجر سے نوازے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے
روایت ہے۔ کہ یہ موعودہ جنگ وہ تھی۔ جو حضرت عمر کے زمانہ
میں مجوسیوں سے ہوئی۔

حل لغات

اَلْمُخَلَّفُوْنَ۔ جہاد سے پیچھے رہ جانے والے
مَغَانِمَ۔ جمع مغنم یعنی غنیمتیں۔ مال غنیمت اس کو جنگ میں
مخالف سے حاصل کیا جائے۔

١٧ - لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ
يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ
يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ۝
١٨ - لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝
١٩ - وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ
اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝
٢٠ - وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا
فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ

١٧- نہ اندھے پر تکلیف ہے اور نہ لنگڑے پر تکلیف ہے اور نہ بیمار
پر تکلیف ہے اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا
تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے
نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو پلٹ جائے گا۔ اُسے
دردناک عذاب دے گا ○
١٨- بیشک اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا۔ جب وہ درخت کے نیچے
بیعت کرتے تھے۔ پھر اس نے جو انکے جی میں تھا جان لیا
پھر اس نے ان پر تسکین نازل کی اور ایک قریب کی فتح (یعنی
فتح خیبر) ان کو انعام میں دی ○
١٩- اور بہت سی غنیمتیں ہیں جو وہ لیں گے۔ اور اللہ غالب
حکمت والا ہے ○
٢٠- اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ تم انکو
لوگے پھر اس نے یہ غنیمت تم کو جلدی لادی اور آدمیوں کے

جہاد کبتک جاری رہے گا؟

لے جہاد اسلامی زندگی میں بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہ صورت تب جاری رہیگا جس وقت تک کہ دنیا میں کفر موجود ہے۔ اور کفر کیساتھ آویزش ہے۔ جب تک تاریکی اور ظلمت کا دور دورہ ہے۔ جبتک مظالم کی حکومت ہے۔ جبتک جبر و استبداد انسانوں میں تحقیر و منافرت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ جبتک کہ حیثیت اجتماعیہ کو آزادی اور استقلال کی نعمتیں میسر نہیں۔ جبتک کہ غلامی اور جنگی موجود ہے جبتک کہ انسان انسانوں پر ظلم و جور سے حکومت کرتے ہیں۔ جبتک کہ زمین پر ذرہ بھر بھی ناانصافی موجود ہے۔ جہاد کے معنے ایسی مساعی کو جاری رکھنے کے ہیں جن کی وجہ سے ظالم کا سر کچلا جائے۔ رعونت کے کبر و غرور کو توڑا جائے۔ اور جس سے ملکوں و سرمایہ داروں کی جبر و دستیوں کا سدباب کیا جائے۔ جہاد اس وقت [illegible] پر فرض ہے۔ جبتک کہ عالم میں سعادت و برکت کا نزول نہیں ہوتا۔ جبتک کہ توحید و عدل کی حکومت قائم نہیں ہوتی۔ اور جبتک کفر و شرک کو ذرہ بھر بھی اختیارات حاصل ہیں۔ جہاد سے غرض

یہ ہے۔ کہ اس عالم فسق و فجور میں توازن و اعتدال پیدا کیا جائے۔ اور تمام انسانوں میں اسلام جذبہ کی تخلیق کی جائے۔ کہ وہ حق و صداقت کا احترام کرنے لگیں۔ اور وحدت و تعاون کے مرکز پر مجتمع ہو جائیں۔ اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ اس عبادت سے سوائے اُن لوگوں کے جو علی الواقع معذور اور جنگی شرکت سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اور کوئی مستثنیٰ نہیں اندھے معذور ہیں۔ لنگڑے معذور ہیں۔ اور بیمار معذور ہیں۔ بجز انکے سب بھی ہے۔ کہ وہ دوسرے اُمور میں رسول کی بہر طور اطاعت کریں۔ اور اپنے جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

۱۸ ببول کے درخت کے نیچے سرفروشوں کی ایک مخلص جماعت نے حضرت عثمان کا انتقام لینے کیلئے یعنی ایک مسلمان کی عزت و حرمت پر جان نچھاور کرنے کیلئے ایک عہد کیا تھا۔ یہ عہد بیعت رضوان سے موسوم ہوا۔ اور بیشک قرآن کے اس تعامل اوراق میں اس عہد کا تذکرہ ہے۔ اور ہمیشہ تک انکی اس وفاداری اور خلوص کا چرچا رہے گا۔ (باقی صفحہ ۱۲۲۷ پر)

حل لغت

حرج۔ مضائقہ۔

مافی قلوبہم۔ محل مدح میں ہے یعنی خلوص و محبت۔

عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَ
يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ○
٢١- وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ
اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرًا ○
٢٢- وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ
ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ○
٢٣- سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ
وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ○
٢٤- وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَ
أَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ
أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا

ہاتھ تمہاری طرف سے روک دیئے یعنی لڑائی ہی نہ ہونے دی) اور تاکہ یہ ایمانداروں
کیلئے ایک نشانی ہو اور تمہیں راہ راست دکھلائے ○
٢١- اور ایک فتح اور ہوئی ہے (یعنی فتح مکہ) جو تمہارے قابو میں نہیں
آئی وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر شے پر قادر
ہے ○
٢٢- اور اگر کافر تم میں سے لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے
پھر نہ کوئی راہنما، حمایتی پاتے اور نہ کوئی مددگار ○
٢٣- اللہ کی عادت ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے اور تو اللہ
کی عادت میں ہرگز تبدیلی نہ پائے گا ○
٢٤- اور وہی ہے جس نے سرحد مکہ میں تمہیں کافروں پر فتح
دینے کے بعد ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں
کو ان سے روک لیا۔ اور وہ تمہارے کام

حاشیہ بقیہ صفحہ ١٢٢٦:- یہ پاکباز لوگ وہ تھے۔ جن پر اللہ نے اپنا فضل وکرم کیا۔ اور اپنی رضا کا تمغہ عنایت فرمایا۔ کیونکہ انہوں نے اسکو خوش کرنے کیلئے اپنی زندگی تک قربان کر دینے کا تہیہ کر لیا فرمایا۔ اللہ نے انہیں تسکین نازل فرمائی۔ اور فتح خیبر کی خوشخبری سنائی ○

فتح قریب۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوح و مغانم کے حصول کی خوشخبری سنائی ہے۔ اس نے مقدرات میں سے ہے۔ کہ یہ کائنات پر چھا جائیں۔ اور اپنی قوت و سطوت سے ایک عالم پر حکومت کریں۔ چنانچہ بعد میں آنیوالے واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ صحابہ اپنے زمانے کے بہت بڑے فاتح اور شہنشاہ تھے۔ جہاں گئے۔ اور جدھر کو عنان توجہ اٹھ گئی ملکوں اور قوموں نے غلامی پر فخر کیا۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ انکے دلوں میں ایمان کی سچی تڑپ تھی۔ اور جہاد سے محبت تھی۔ یہ لوگ زندگی کا بہترین مصرف یہی قرار دیتے تھے۔ کہ اسکو اللہ کی راہ میں صرف کر دیا جائے۔ اور انکا نصب العین یہ تھا۔ کہ اللہ کا کلمۃ الحق ہو ○

اللہ کا فیصلہ

ف غرض یہ ہے۔ کہ مقام حدیبیہ پر جو صلح کا اقرار نامہ مرتب ہوا۔ اس وقت منکروں کا بھی فائدہ تھا۔ وہ اگر جنگ کے درپے ہوتے۔ اور صلح کیلئے آمادہ نہ ہوتے۔ تو یہ بات یقینی تھی۔ کہ وہ بری طرح شکست سے دوچار ہوتے یہ ناممکن تھا۔ کہ وہ بہادران اسلام کا مقابلہ کر سکتے کیونکہ یہ اللہ کی سنت جاریہ ہے۔ کہ پیغمبروں کے ماننے والے ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب رہتے ہیں۔ یہ مقدرات میں سے ہے۔ کہ جب جنگ ہو تو حق اور باطل کے درمیان ہو۔ جب آویزش ہو۔ نور اور ظلمت میں۔ اور جب تصادم ہو جائے ظالم اور مظلوم کے درمیان۔ تو پھر فتح و نصرت اس طرف ہوتی ہے۔ جس طرف حق ہو اور صداقت و مظلومیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس مسلک میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور اس قانون کے نفاذ میں صدیوں اور قرنوں کے گزرنے پر بھی خلاف نہیں ہوتا۔ یہ اسی طرح درست ہے۔ جس طرح یہ درست ہے۔ کہ صبا خس و خاشاک کو بہا کر لے جاتی ہے۔ اور جس طرح یہ صحیح ہے۔ کہ آگ ہر چیز کو جو اس میں ڈال دی جائے جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے آدم علیہ السلام سے لیکر حضور تک کئی ہزار انبیاء تشریف لائے ہیں۔ اور پھر لاکھوں انسانوں نے ان کی مخالفت بھی کی ہے ○ (باقی صفحہ ١٢٢٨ پر)

حل لغات:- آیۃ۔ نشانی ○
اظفرکم علیہم۔ تم کو ان پر غالب کر دیا ○

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ○

۲۵ - هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا
أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ وَلَوْلَا رِجَالٌ
مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ
تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ
مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ
اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا
لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ
عَذَابًا أَلِيمًا ○

۲۶ - إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ

دیکھتا ہے ○

۲۵- یہ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور
قربانی کے جانوروں کو روکا کہ بند پڑے تھے اور اپنی جگہ نہ
پہنچ سکتے تھے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ بہت سے ایماندار مرد اور
ایماندار عورتیں جنہیں تم نہیں جانتے رہتے ہیں، موجود ہیں انہیں
تم کچل ڈالتے پھر نادانستہ اُن سے تم کو نقصان پہنچتا تو ابھی
لڑائی سے مکہ فتح ہو جاتا، تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں
داخل کرے اگر وہ مومن کافروں سے جُدا ہو جاتے
تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب
پہنچاتے ○

۲۶- جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی سی ضد
رکھی (یعنی عہد نامہ صلح حدیبیہ میں ٹیڑھی شرائط پیش

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴۶۔ لیکن آپ نے تاریخ اقوام عالم میں اس بات کو نمایاں طور پر دیکھا ہوگا۔ کہ جب بھی ان لوگوں نے سرکشی اور تمرد کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کا غضب بھڑکا اور ان ظالموں اور نافرمانوں کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کی گئی۔ کہ یہ لوگ قلعوں اور بڑے بڑے محلات کے مالک ہیں ان کے پاس سیم و زر کے انبار ہیں انکے پاس رہنے کیلئے عمدہ عمدہ باغات ہیں۔ اور یہ زندگی کی ہر آسودگی سے بہرہ مند ہیں۔ بلکہ جب اللہ کا غضب آتا ہے۔ تو یہ لوگ زندگی کی ہر آسائش سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور ان کی بستیوں نے کھنڈروں کی طرح گھیر لیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ول یعنی جنگ میں کفار سے حملہ کرنیکی تو ان کو سلب کر لیا۔ اور تمہیں بھی روک دیا۔ تاہم بیت اللہ کی حرمت برقرار رہے۔ ان کچھ لوگ عکرمہ بن ابی جہل کی قیادت میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے نکلے تھے۔ مسلمانوں کو تا ہیں دھکیل کر انکے گھروں تک پہنچا دیا۔ اور پھر چھوڑ دیا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے تو انکو آسانی کے ساتھ گرفتار کر سکتے تھے۔

ولا کفار کی اس حرکت کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو حدیبیہ کے مقام پر روک لیا۔ اور مناسک حج کے ادا کرنیکی اجازت نہیں دی۔ فرمایا اگر یہ احتمال نہ ہوتا۔ کہ مسلمانوں کے حملے سے بے خبری میں بعض ان مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائیگا۔ جو مکے میں رہتے ہیں۔ تو فیصلہ ہو چکا ہوتا اور انکے اس اقدام کی پوری پوری سزا دی جا چکی ہوتی۔ مگر اللہ کو تو یہ منظور تھا کہ بغیر اسکے کہ ان مسلمانوں کو ابتلاء اور آزمائش میں ڈالا جائے۔ مکہ فتح ہو جائے۔ اور اس طرح ان لوگوں کو وہ اپنی آغوش رحمت میں لے لے۔ اس لئے کفار اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز پیدا ہو جاتا۔ تو پھر یقیناً جلد کے ذریعہ ان لوگوں کو سخت ترین سزا دی جاتی۔

حلِ لغات

اَلْهَدْيَ۔ قربانی کا جانور۔
مَحِلَّهُ۔ اس کے موقع میں۔ اپنے مقام پر۔
مَعَرَّةٌ۔ نقصان۔ تکلیف۔
تَزَيَّلُوا۔ چھٹ جاتے۔ جُدا جُدا ہو جاتے۔ ٹل گئے۔
اَلْحَمِيَّةَ۔ ننگ۔ عار۔ غیرت۔

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا
وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝
۲۷- لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ
لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا
تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ
دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝
۲۸- هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ
دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝
۲۹- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ

کیں، تو اللہ نے اپنے رسولؐ اور مومنین پر تسلی نازل کی
اور انکو پرہیزگاری کی بات پر برقرار رکھا اور وہی اسکے لائق اور
اہل تھے اور اللہ ہر شئے کو جانتا ہے ○
۲۷- بیشک اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا جو مطابق واقع
کے تھا کہ تم ضرور مسجد حرام میں انشاء اللہ چین سے اپنے سر منڈاتے
اور بال کترواتے ہوئے بیخوف داخل ہوگے۔ پھر اس نے جانا
جو تم نہیں جانتے تھے۔ پھر اس نے اس سے پہلے ایک
فتح قریب ٹھہرا دی ○
۲۸- وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دے کر اپنا رسولؐ
بھیجا تاکہ وہ اسے ہر دین پر غلبہ دے۔ اور اللہ
کافی گواہ ہے ○
۲۹- محمدؐ اللہ کا رسول ہے اور وہ لوگ جو اسکے ساتھ ہیں،

حضورؐ کا خواب

حضورؐ نے سفرِ حدیبیہ سے قبل خواب میں دیکھا تھا۔ کہ آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور پوری طرح مناسکِ حج ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ کوچ سے پہلے یہ خوشخبری آپ نے سب مسلمانوں کو سنا دی جس سے ان کے دل مضبوط ہو گئے۔ اور جذبات مسرت سے معمور ہو گئے۔ پھر جب حدیبیہ کے مقام پر روک لئے گئے۔ اور وہاں ایک معاہدہ طے پایا۔ اور واپس ہو گئے۔ تو منافقین نے ازراہِ استہزاء کہنا شروع کیا۔ کہ ہم خواب کے مطابق نہ تو بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ اور نہ ہم نے مناسک کو ادا کیا ہے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ کہ پیغمبر نے جو کچھ عالمِ رؤیا میں دیکھا ہے اسکی حقانیت میں کوئی شبہ نہیں۔ انشاء اللہ قطعی اور حتمی طور پر تم لوگ مکہ میں داخل ہو گے۔ اور مناسک کو ادا کرو گے تم یہ نہیں جانتے۔ کہ اس وقت رک جانے میں اور بظاہر دب کر مصالحت کر لینے میں کیا کیا مصلحتیں ہیں۔ چنانچہ قرآن کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اور یہی مسلمان جن کو حج کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حالانکہ اس وقت ان حالات میں آئندہ کی پیشگوئی کرنا دشوار ہی نہیں۔ بلکہ محال تھا۔

غلبۂ دین

فرمایا۔ کہ منافقین کو تو اس میں شبہ ہے۔ کہ حضورؐ کا یہ خواب سچا ثابت ہوگا یا نہیں۔ اور یہاں یہ طے شدہ حقیقت ہے۔ کہ ان کو ہدایت سے بہرہ ور کر کے بھیجا گیا ہے۔ اور دینِ حق سے نوازا گیا ہے لہٰذا ان کو اس حد تک کامیابی ہوگی۔ کہ انکا دین تمام ادیان پر غالب آ جائے گا۔ اور تمام مذاہب انکے پیش کردہ اصولوں کو اپنے میں جذب کر لیں گے۔ اور انکے لئے زندگی کی صرف یہی صورت باقی رہ جائیگی۔ کہ یا تو اسلام کی صداقتوں کے سامنے سرِ تسلیم جھکا دیں یا مٹ جائیں۔

حلِ لغات

المسجد الحرام = بیت اللہ۔
اشداء = جمع شدید۔ یعنی سخت و دلیر و غیر متردد۔

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا
سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ
فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ
الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

اٰیاتھا ۱۸	(۴۹) سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۶)	رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
۱- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ

کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں، تو
انہیں رکوع اور سجدہ میں اللہ سے فضل اور رضا مندی طلب
کرتے دیکھیں گے۔ سجدہ کے اثر سے انکی پہچان انکے چہروں سے
ہوتی ہے۔ یہ صفت انکی توراۃ میں ہے اور انجیل میں انکی
صفت ایسی ہے۔ جیسے کھیتی جس نے اپنی سوئی نکالی۔ پھر
اسکی کمر مضبوط کی۔ پھر موٹی ہو گئی۔ پھر اپنی نال پر کھڑی ہو گئی
کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے تاکہ ان سے کافروں کا جی جلے
ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان سے
اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے ○

(۴۹) سورہ حجرات

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- مومنو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ

صحابہؓ کی تصویر

ف۱ ان آیتوں میں حضورؐ کی اور حضورؐ کی پیدا کردہ جماعت کی تصویر کھینچی ہے۔ کہ یہ پاکباز نفوس اخلاق کے کن مقامات بلند پر فائز تھے۔ اور ان میں کیا خصوصیات تھیں۔ جن کی وجہ سے یہ لوگ ایک صدی میں معمورۂ ارض پر چھا گئے۔ اور سارے عالم کے لئے اسوۂ رشد و ہدایت قرار پائے۔ فرمایا۔ ان لوگوں کے خصائص یہ ہیں۔ یہ لوگ کفر سے سخت متنفر ہیں۔ ان کی طبیعتوں میں اس کے متعلق قطعاً کوئی لچک اور نرمی نہیں۔ خدا کے مخالفین کے ساتھ ان کے تعلقات سخت کشیدہ ہیں۔ اور یہ ان کے لئے برق خاطف اور مرگ مفاجات کی مانند مہلک ہیں۔ البتہ ایمان سے ان کو محبت ہے۔ اور مسلمانوں کے بے حد شفیق اور مہربان ہیں۔ زہد کا یہ عالم ہے۔ کہ تم ان کو خدا کے سامنے ہمیشہ عبودیت اور تذلل کا اظہار کرتا ہوا پاؤ گے۔ ان کے چہروں پر سجدہ کے صاف اور نمایاں نشان ہیں۔ توراۃ اور انجیل میں ان کا یہی حلیہ مذکور ہے۔ کہ یہ لوگ شاداب اور شگفتہ کھیت کی طرح ہیں۔ جن کو کسان دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور مخالف جلتے ہیں۔

اور جس جماعت میں اس نوع کی خوبیاں ہیں۔ اور جو ان محامد کی حامل ہو۔ اس کی کامیابیوں کے لئے تو ساری زمین کی وسعتیں بھی کم ہیں۔ یہ لوگ کتنے متبرک اور کیسی قدر قدسی نفوس تھے۔ کہ پیغمبر کی محبت سے دن رات کسب انوار کرتے تھے۔ اور اخلاق و روحانیت کی اعلیٰ ترین رتبوں پر متمکن تھے۔ انکی وجہ سے دنیا میں اسلام پھیلا۔ اور انکی وساطت سے تمام برکات ہم تک پہنچیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِهٖ ۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ

ف۱ اس صورت میں ان آداب اور قواعد و ضوابط کا ذکر ہے۔ جو مسلمانوں کی انفرادی اور جماعتی زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اور جن پر عمل پیرا ہو کر وہ دین اور دنیا کی سعادتوں سے بہرہ مندی حاصل کرتا ہے۔

حل لغات:-
رُحَمَآءُ ۔ شفیق۔ مہربان۔
شَطْـَٔهٗ ۔ سوئی۔
لِيَغِيْظَ ۔ غیظ و غضب میں مبتلا کرے۔
لَا تُقَدِّمُوْا ۔ آگے نہ بڑھو۔ تجاوز نہ کرو۔

اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ
سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

۲- یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ
کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

۳- اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ
اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ۭ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ
وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝

۴- اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ
اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سننے والا،
جاننے والا ہے ۝

۲- مومنو! نبی کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور اسکے سامنے
زور زور سے باتیں نہ کرو۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے
ساتھ زور زور سے باتیں کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال
اکارت ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ۝

۳- جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست
کرتے ہیں وہی ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیزگاری
کے لئے آزمائے ہیں۔ اُن کے لئے مغفرت اور
اجر عظیم ہے ۝

۴- جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ۝
بیشک جو لوگ حجروں کی چار دیواری کے باہر سے تجھے
پکارتے ہیں وہ اکثر ناسمجھ ہیں ۝

فرمایا سب سے پہلے تو اللہ اور اسکے رسول کی عزت اور حرمت دلوں میں موجود ہونی چاہیئے۔ اور وہ اس حد تک ہو کہ اُنکے ارشادات کو اپنے لئے کافی و شافی قرار دیا جائے۔ یعنی عقیدہ یہ ہو۔ کہ جو کچھ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ وہی بہتر ہے۔ اور وہی اجر و ثواب کا موجب ہے۔ اور جن چیزوں کو چھوڑ دیا ہے۔ ان میں قطعاً خیر و برکت نہیں ہے یعنی یہ کوشش نہ کی جائے۔ کہ ہم شریعت کی باتوں میں حضورؐ سے بھی آگے نکل جائیں۔ اور اپنے لئے اُن اعمال و افعال کو لازمی سمجھ لیں۔ جن کا سنت میں کوئی ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ جب یہ طے ہے۔ کہ اللہ کا علم ہر حیثیت کامل ہے۔ اور تمام مصالح پر اس کی نظر ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ گو اس بات کا ثبوت حضورؐ سے نہیں ملتا۔ مگر یہ فعل بجائے خود مستحسن اور موجب ثواب ہے۔ محض غلط ہے۔ اگر اس میں خیر و سعادت کا کوئی پہلو بھی ہوتا۔ تو حضورؐ اس کو نظر انداز نہ فرماتے۔ اور ضرور اس کا ذکر کرتے۔ آیت کا منشاء یہ ہے۔ کہ اس نوع کے جدید افعال کا ارتکاب مذہب کے نام پر اور مذہبی شکل و صورت میں حرمت نبوی کے منافی ہے۔ اور اس بات کے مترادف ہے کہ آپ پیغمبر کو اپنے لئے کامل اور جامع اسوہ نہیں سمجھتے آداب دربار نبوت میں سے دوسری چیز یہ ہے۔ کہ جب حضورؐ سے شرف تخاطب حاصل کریں۔ تو آواز میں عاجزی، محبت اور عقیدت کا اظہار ہونا چاہیئے۔ چیخ چیخ کر باتیں کرنا۔ اور بلند آواز سے ساتھ پیغمبر کو دعوت دینا درست نہیں۔ کیونکہ اس طرح دلوں میں گستاخی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم اپنے اعمال ضائع کرو۔ اور تمکو معلوم بھی نہ ہو۔ کہ کیوں تم اجر و ثواب سے محروم قرار دیئے گئے۔ یاد رکھو ادب و احترام ایمان کا جزو ہے۔ اور وہ لوگ جو اس سے محروم ہیں۔ ایمان کی حلاوت سے محروم ہیں۔ اب جبکہ حضورؐ تخاطب کیلئے ہم میں موجود نہیں۔ اس حکم کا منشاء یہ ہوگا۔ کہ آپکی زندگی اور آپکا پیغام سنت میں موجود ہے اور وہ شخص جو سنت کو مٹاتا اور بیکار سمجھتا ہے جو اپنی رائے کو اس آواز سے یعنی صوت رسولؐ سے زیادہ اہم اور لائق احترام سمجھتا ہے۔ ع
بے ادب محروم ماند از فضل رب

(باقی صفحہ ۱۲۳۳ پر)

حل لغات

یَغُضُّوْنَ۔ پست رکھتے ہیں۔
اَلْحُجُرٰتِ۔ حجرے۔

۵- وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۵- اور اگر وہ صبر کرتے۔ یہاں تک کہ تو اُن کی طرف نکل آتا۔ تو اُن کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۶- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ○

۶- مومنو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو تم اُسے تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا پڑو پھر کل کو لگو اپنے کئے پر پچھتانے ○

۷- وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○

۷- اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول ہے اگر وہ اکثر باتوں میں تمہارا ماناکرے تو تم پر مشکل پڑے لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈالی اور اسے تمہارے دلوں میں اچھا دکھلایا اور کفر اور گناہ اور بے حکمی سے تمہارے دلوں میں نفرت پیدا کی ایسے ہی لوگ چال پر ہیں ○

۸- فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

۸- یہ اللہ کی طرف سے فضل اور احسان ہے۔ اور اللہ جاننے والا

حاشیہ صفحہ ۱۲۳۱۔ مسلمان کا شیوہ یہ ہے۔ کہ جس طرح وہ حضور کی زندگی میں متعلق تھا۔ کہ اپنی آواز کو رسول کی آواز کے مقابلے میں پست رکھے اسی طرح آج بھی آپکے پیغام کے سامنے اور آپکی سنت کے سامنے لب کشائی نہ کرے۔ اور اپنے فہم و ادراک سے اس پر دخل نہ دے۔ بلکہ یہ سمجھے کہ بہر حال خیر نے ساری کائنات کیلئے آپ ہی کے اسوہ میں برکت و سعادت ہے۔

حسنِ ادب تنقید اور صلح

بنی تمیم میں سے عیینہ بن حصن فزاری اور اقرع بن حابس کوئی ستر آدمیوں کے ساتھ ملاقات کیلئے آئے حضور اس وقت حرم میں تشریف فرما تھے۔ یہ لگے زور زور سے آوازیں دینے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ کہ اس طرح آپکو مخاطب کرنا بے ادبی اور بے عقلی ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے تھا۔ کہ اطلاع کرا دیتے اور پھر انتظار کرتے کہ حضور تشریف لے آتے۔ اور ان کی معروضات کو توجہ سے سن لیتے۔ یا محض کہ یہ لوگ اس وقت پیغمبر کی جلالت قدر کے تقاضے سے ناواقف تھے۔ اور اسلام جو ان میں پوری طرح ... جب خیر و برکت سے اس نے اب ان کے بارے میں حکم ہے کہ ان میں ... نہیں ہیں۔ جب تک سنت خود کسی مسئلہ کی اہمیت کو واضح نہ کرے۔ جیسی کوئی استحقاق حاصل نہیں۔ کہ ہم اس کو مذہب کا جزو بنانے کی کوشش کریں۔ اور ان ... تفصیلات سے اسلام کی سادگی اور اختصار کو نقصان پہنچائیں سے جدا ایک اصول ارشاد فرمایا ہے جس پر کہ تنقید اور چھان بین کی تفریعات مترتب ہوتی ہیں۔ اور جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کیلئے حالات سے باخبر رہنا کتنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ دیکھو تمہارے پاس کوئی فاسق اور ناقابل اعتماد آدمی خبر لائے۔ تو بلا تحقیق اس پر اعتماد نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم سے اور عدم اعتماد سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے اور وہ تمہارے سوء ظن کا خمیازہ بھگتیں۔ واضح ہو کہ آج اس اصول تحقیق و تنقید کے صحیح استعمال نہ کرنے سے مسلمانوں کو کس قدر نقصان پہنچا ہے۔ اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی حالات پر نظر ہے۔ کہ فاسقین کی پھیلائی ہوئی باتوں کو ہم کس درجہ قرآن و حدیث سمجھے گئے ہیں۔ اور ان پر یوں یقین کرتے گئے ہیں گویا وہ وحی و الہام کی باتیں ہیں۔ اور اس طرح خود اپنے جاہلوں سے ... اپنے اوپر ... ہوئے ہیں۔ اور اپنے تعصبات سے بیزار ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ انتشار ہے۔ تفرق و تحزب ہے اور پریشانی ہے ●

حل لغات:- فاسق۔ بدکار ہی۔ ناقابل اعتماد۔ لعنتم۔ تم مشکل میں پڑ جاؤ۔ عنت سے ہے جس کے معنے تکلیف کے ہوتے ہیں ●

حَكِيْمٌ ۝

حکمت والا ہے ۝

۹- وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

۹- اور اگر مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو انکے درمیان صلح کرا دو۔ پھر اگر ایک جماعت دوسری پر چڑھ جائے تو جو چڑھائی والی ہے تو اس سے سب لڑو۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پھر اگر رجوع کرے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کرا دو اور انصاف کرو بیشک خدا منصفوں کو پسند کرتا ہے ۝

۱۰- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ع

۱۰- مسلمان جو ہیں سو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان ملاپ کرا دو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ شاید تم پر رحم ہو ۝

۱۱- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ

۱۱- مومنو! ایک قوم دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ بعض عورتیں

مسلمانوں کو وحدت کی سلک میں پرونے کے لئے اور یکسانیت پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ ان میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی موجود رہے۔ جو اختلافات کا جائزہ لیتی رہے۔ اور جب مسلمانوں کے دو فریق میں جنگ ہو تو وہ بیچ میں پڑ کر صلح کرا دے۔ اور جو فریق نہ مانے اس کے خلاف قوت و طاقت کا استعمال کریں۔ جتنے کہ وہ فریق اپنی سرکشی سے باز آ جائے اور خدا کے حکموں کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ چنانچہ اس ضمن میں ارشاد فرمایا۔ کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف واقع سے جنگ و جدال کا موقع پیدا ہو جائے۔ تو تم فوراً صلح کا پرچم لہراتے ہوئے درمیان میں کود پڑو۔ اگر وہ تمہاری نہ مانیں۔ تو ان کو سختی کے ساتھ مجبور کر دو۔ کہ اسلام کی وحدت کے لئے اور اس کے مفاد کے لئے اپنی ذاتی اغراض کو یک قلم ترک کر دیں ۔

اسلامی اخوت

اسلام ایک ایسا مستحکم اور مضبوط رشتہ ہے۔ جو کبھی نہیں ٹوٹتا۔ اور جس پر رنگ و بو کا اختلاف قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا۔ مسلمان نام ہے۔ ایک ایسی ہیئت اجتماعیہ کا جو ساری کائنات میں موجود ہے۔ اور جغرافیائی حدود اس میں دخل انداز نہیں ہوتیں۔ مومن تعبیر ہے۔ وحدت و اخوت سے۔ یک جہتی اور یکسانی سے۔ اس کا لفظ نیک نہاد کی عادات ہیں۔ تہذیب میں اور خیالات و افکار میں نہایت نمایاں اتحاد ہوتا ہے۔ یہ لوگ دنیا میں اس لئے آئے ہیں۔ کہ تمام نوع کی نسلی اور قومی امتیازات مٹا دیں۔ اور تمام تفریقات کو ختم کر دیں۔ جو مصنوعی ہیں۔ اور اخوت انسانی کے دشمنوں نے وضع کر رکھی ہیں۔ اور ساری انسانیت کو ایک برادری اور ایک کنبہ بنا دیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ کہ جو لوگ ایمان کی نعمت سے بہرہ مند ہیں۔ وہ سب بھائی بھائی ہیں۔ ان میں اگر بتقاضائے بشریت کوئی اختلاف پیدا ہو۔ تو فوراً مٹا دو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ یہی نظم و التیام میں تمہارے لئے رحمت و بخشش ہے ۔

حلِ لغات

طَآئِفَتٰنِ۔ دو گروہ ۔
تَفِيْٓءَ۔ رُخ کرے۔ رجوع کرے۔ مصدر فئ ۔
اَقْسِطُوْا۔ قسط سے ہے بمعنی انصاف و عدل ۔
قَوْمٌ۔ مردم۔ مجموعہ رجال ۔

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ
خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ
وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ
يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○
۱۲ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا
مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ
وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ
بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ
لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○

دوسری عورتوں سے تمسخر کریں۔ شاید وہ ان سے
بہتر ہوں، اور آپس میں ایکدوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور
نہ ایکدوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو (یعنی ایکدوسری کی
چڑ نہ ڈالو) بُرا نام ایمان کے بعد بدکاری ہے اور جس نے
توبہ نہ کی وہی ظالم ہیں ○
۱۲- مومنو! تہمتیں کرنے سے بہت بچتے رہو کیونکہ بعض
تہمت گناہ ہے اور جاسوسی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے
کی غیبت کرو۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے مرے ہوئے بھائی
کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔ سو اس سے تو تمہیں نفرت
آتی ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول
کرنے والا مہربان ہے ○

استہزاء، تنابز، سوء ظن، تجسس اور غیبت

ان آیات میں اُن قیمتی اصولوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کی وجہ سے قومی اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے۔ اور قوموں میں باہمی ربط و اخوت کا رشتہ استوار رہتا ہے۔ فرمایا۔ کہ نہ مسلمان مرد مسلمان مردوں سے استہزاء اور استخفاف کا سلوک کریں۔ اور نہ مسلمان عورتیں مسلمان عورتوں کا مضحکہ اُڑائیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو تم اپنا ہدف مذاق بناتے ہو۔ وہ تم سے اخلاق و عادات میں کہیں بہتر ہوں۔ اور اسی طرح تم ان کی غیرت و حمیت کو آزماؤ۔ نہ یہ کرو۔ کہ ایک دوسرے کے لئے بُرے بُرے نام تجویز کرو۔ اور عجیب عجیب القاب وضع کرو۔ اور نہ آپس میں طعنہ زنی سے کام لو۔ کیونکہ اس طرح مرد مسلمان کی تذلیل سے فسق و فجور کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور ایمان کے بعد ان حرکات کا ارتکاب پھر جاہلیت کے سے اخلاق پیدا کر دیتا ہے۔ یہ اتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ اگر اس کا مرتکب توبہ نہ کرے۔ تو اللہ کے نزدیک ظالم ہے۔ سوء ظن سے بھی پرہیز کرو۔ کیونکہ اس طرح دلوں میں خواہ مخواہ کینوں کے اڈے بنتے ہیں۔ اور سوء ظنی میں افتراق و تشتت پیدا ہوتا ہے۔ تجسس اور تفحص بھی کمینہ حرکات ہیں۔ تمہیں یہ زیبا نہیں ہے۔ کہ لوگوں کی عیب جوئی کرو۔ اور دیکھو کہ فلاں شخص رات کو کہاں جاتا ہے! وہ دن کہاں بسر کرتا ہے۔ اس کے مشاغل کیا ہیں۔ اور کہاں سے کھاتا پیتا ہے۔ تمہیں محتسب بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ تم اپنی اصلاح کرو۔ اور لوگوں کو بُری نظر سے نہ دیکھو۔ غیبت بھی بُرائی ہے۔ کسی کی غیر حاضری میں عیوب بیان کرنا ایک بزدلی ہے۔ دوسرے اس کے ساتھ چھپی دشمنی ہے۔ اور تیسرے اس کی تذلیل ہے۔ اور گویا اس کو ختم کر دینا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تم پسند کرتے ہو۔ کہ مسلمان کو اس کی غیبت کر کے مار ڈالو۔ اور پھر اس کی میت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس کا گوشت کھاؤ۔ حالانکہ وہ تمہارا بھائی ہے ●

حل لغات

وَلَا تَنَابَزُوْا۔ بدنام نہ کرو ●

وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ تفحص میں نہ رہو ●

وَلَا يَغْتَبْ۔ غیبت سے ہے۔ جس کے معنے کسی کی غیر حاضری میں توہین و تذلیل کی خاطر عیب گنائی کرنا ہے ●

۱۳۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ
مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ
شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

۱۳۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہاری ذاتیں اور کنبے بنائے تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو۔ تم میں سب سے زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم سب سے زیادہ با آداب ہے ف بے شک جاننے والا خبردار ہے ○

۱۴۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ
تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا
يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ
وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا
يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۴۔ دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں تو کہہ کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ کچھ کم نہ دیگا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

فضیلت کا تعلق روح سے ہے

ف اس آیت میں اس حقیقت کبریٰ کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ معیار فضیلت جنسیت نہیں ہے۔ مرد ہونا نہیں ہے۔ اور نہ عورت ہونا۔ نہ کنبہ اور قبیلہ کا اختصاص ہے۔ اور یہ اس غرض کے سارے رشتے ناتے محض تعارف کے لئے ہیں۔ معیار فضیلت یہ ہے۔ کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات موجزن ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ تمام تفریقات جو انسانوں نے فضیلت اور برتری کے اظہار کے لئے وضع کر رکھی ہیں۔ سب بے معنی ہیں۔ وہ دولت کو بزرگی کا معیار قرار نہیں دیتا۔ قوموں اور وطنیت کو وجہ امتیاز نہیں سمجھتا۔ اس کے نزدیک سیادت اور فخر کے لئے تعلیم یافتہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ بڑی بڑی تعلیمی ڈگریوں کا حامل جو ہو سکتا ہے۔ کالے اور گورے کی تمیز بھی مہمل ہے۔ اس کے نزدیک وہ معزز اور محترم ہے۔ جس کا دماغ خشیت الٰہی کے خیالات سے معمور ہے اور جس کا قلب تقویٰ و صلاح سے معمور ہے۔ گویا وہ فضیلت اور بزرگی کے لئے جو معیار مقرر کرتا ہے۔ وہ جسم کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا روح سے وابستہ ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ کہ ظاہری ٹھاٹ اور وجاہت کو نہ دیکھو۔ چہروں کے رنگ و روغن کو ملحوظ نہ کرو۔ اور کھال کی سفیدی اور صفائی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ بلکہ یہ دیکھو کہ باطن کیسا ہے۔ ان خوبصورت جسموں میں جو روح موجود ہے۔ وہ کن محاسن سے متصف ہے۔ کھال کی شگفتگی پر نہ جاؤ۔ اندر کی طرف جھانک کر دیکھو۔ کہ اس گوری اور چٹی کھال کے اندر مکروہ اور زشت روح تو نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کے پاس بے اندازہ دولت ہو۔ وہ اخلاق کے لحاظ سے بالکل قلاش ہو۔ اور بظاہر جو اونچے خاندان سے تعلق رکھنے والا ہو خصائل کے اعتبار سے ذلیل اور کمینہ ہو۔ اسلام کے نقطہ نگاہ سے کوئی وہبی تفریق انسانوں کو عزت اور ذلت کے دو گروہوں میں تقسیم نہیں کر سکتی۔ اور کوئی مصنوعی امتیاز یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اس کی وساطت سے انسانیت کو توڑا اور بانٹا جائے۔ بجز قلب کی سلامتی اور دماغ کی پاکیزگی کے۔

حل لغات

شُعُوْبًا۔ جمع شَعْبٌ۔ بمعنی خاندان۔
وَّقَبَآئِلَ۔ جمع قَبِيْلَةٌ۔ بمعنی قوم۔

۱۵- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ
جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الصّٰدِقُوْنَ ○
۱۶- قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ○
۱۷- يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ
قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ

۱۵- سوائے اسکے نہیں کہ مومن وہ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول
پر ایمان لائے اور پھر شبہ نہ کیا۔ اور اللہ
کی اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے
جہاد کیا۔ وہی سچے
ہیں ○
۱۶- تو کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے
ہو؛ اور حالانکہ اللہ جانتا ہے۔ جو کچھ
آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
اور اللہ ہر شئے کو جانتا ہے ○
۱۷- وہ تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہوئے
ہیں تو کہہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان

حقیقی حلاوتِ ایمانی

بنی اسد کے چند دیہاتی حضورؐ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں ہم مومن ہیں۔ اور دیکھئے ہم نے دوسرے قبائل کی طرح آپ کی مخالفت نہیں کی۔ ہمارے ساتھ ہمارا اہل و عیال بھی ہے۔ غرض یہ تھی۔ کہ آپ ہمارے ممنون ہو کر ہماری مدد کریں۔ اور قحط سالی میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ کہ ایمان کے مقام بلند پر فائز ہونا آسان نہیں ہے۔ تم یہ کہو۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور سرسری طور پر ہم نے حقائق کو قبول کر لیا ہے۔ ابھی ایمان کی حلاوت تمہارے دلوں میں پیدا نہیں ہوئی۔ مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ مضبوط عقیدت رکھتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں کسی طرح کا شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور مخلصانہ اس کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ تم اسلام کو قبول کرکے حضورؐ پر احسان جتلاتے ہو۔ حالانکہ تم کو خود اللہ کا ممنون ہونا چاہئے کہ جس نے تمہیں ایمان کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اور اسلام کی نعمت سے نوازا ۔

حلِ لُغات

اَلصّٰدِقُوْنَ۔ یعنی صداقت شعار ۔
یَمُنُّوْنَ۔ احسان جتلاتے ہیں۔ مَنٌّ سے ہے ۔

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے۔ کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو ○

۱۸- اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

۱۸- بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے چھپے ہوئے بھید جانتا ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے ○

آیاتہا (۴۵) (۵۰) سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ (۳۴) رکوعاتہا (۳)

(۵۰) سورۃ قٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- قٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ○

۱- قٓ ○

اس قرآن بڑے شان والے کی قسم ○

۲- بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ○

۲- بلکہ انہیں تعجب ہوا کہ ان کے انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا ہے پس کافروں نے کہا کہ یہ عجیب شے ہے ○

۳- ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ○

۳- بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے (تو کیا ہم پھر زندہ کئے جائینگے) یہ دوبارہ زندہ ہونا تو بہت (ہی عقل) سے دور ہے ○

ف: خدا کے گنواروں کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تم یہ دیکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مقام ایمانی سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے ہیں۔ کہ تم نے اسلام قبول کرکے کس درجہ احسان کیا ہے؟ خدا تو وہ ہے۔ جس کے سامنے آسمانوں کے بھید اور زمینوں کے اسرار بھی پوشیدہ اور مستتر نہیں۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تمہارے دل کی گہرائیوں کو نہ جانتا ہو۔ اور تمہارے مذہبی اور دینی مراتب سے آشنا نہ ہو۔

سُوْرَةُ قٓ

فرمایا۔ کہ قرآن کی لفظی و معنوی بزرگی اور عظمت خود قرآن پر دال ہے۔ اور جس شخص نے اس صحیفہ مقدس کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس کے محاسن سے متاثر ہو کر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی سچائی پر گواہی دے۔ اور یہ کہہ دے۔ کہ اتنی بڑی کتاب۔ اتنا مکمل زندگی کا پروگرام، اور اتنے خوارق علمیہ کا حامل مجموعہ ناممکن ہے۔ کہ انسانی دماغ کی اختراع و ایجاد قرار دیا جائے مگر ان سمجھ کے ناسمجھ لوگوں کو اس کتاب دینی کی عظمتوں کا اندازہ نہیں ہوتا۔ انہیں اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ ان میں کا ایک آدمی کیونکر منصب نبوت پر فائز ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک پیغمبر کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ فوق البشر شخصیت ہو۔ پھر انہیں تعلیمات کا یہ بڑا حصہ عجیب غریب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ تو کیونکر اٹھ کر اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ حشر اجساد کا یہ عقیدہ بالکل دور از قیاس ہے۔ اور عقل اس کو ہرگز تسلیم نہیں کرتی۔ [illegible]

حل لغات:- وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۔ یعنی قرآن کی بزرگی بطور استدلال اور استشہاد کے پیش ہے۔

رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ۔ دوبارہ زندہ ہونا بہت ہی بعید ہے۔

۴- قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ○

۴- اُن (آدمیوں) میں سے جتنا زمین گھٹاتی ہے ہم کو معلوم ہے اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے ○

۵- بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ○

۵- بلکہ انہوں نے حق کو جبکہ وہ ان کے پاس آ پہنچا جھٹلا دیا سو وہ اُلجھی بات میں پڑے ہوئے ہیں ○

۶- اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○

۶- کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کیونکر ہم نے اُسے بنایا اور زینت دی ۔ اور اس میں کوئی سوراخ نہیں ○

۷- وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ○

۷- اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ ڈال دیئے ۔ اور اس میں ہر قسم کی رونق کی چیز اگائی ○

۸- تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○

۸- مقصود اس سے ہر ایک رجوع لانے والے بندے کو راہ دکھلانا اور نصیحت کرنا ہے ○

۹- وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا

۹- اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اُتارا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ اس میں استعجاب اور اشکال کیا ہے ۔ ہم جانتے ہیں ۔ زندگی کے عناصر کہاں کہاں ہیں ۔ اور کن کن اشکال وصورت میں پنہاں ہیں ۔ ہمارے پاس معلومات کا کامل دفتر موجود ہے ۔ اس لئے ان حالات میں نشاۃ ثانیہ کچھ بھی دشوار نہیں ۔ اصل بات یہ ہے ۔ کہ ان لوگوں کو چونکہ اسلامی تعلیمات پر اعتماد نہیں ہے ۔ اور حق وصداقت کو ٹھکراتے ہیں ۔ اس لئے یہ باتیں ان کی سمجھ میں نہیں آتیں ورنہ یہ بالکل سادہ اور قریب فہم مسئلہ ہے ۔ کہ جب اللہ کا علم کامل ہے اور وہ زندگی کا پیدا کرنے والا ہے ۔ اور بغیر ذرائع و وسائل کے ہزارہا عوالم کو یک جنبش ارادہ معرض ظہور میں لے آنے والا ہے ۔ اور اس کو معلوم ہے ۔ کہ زندگی کا عنصر کس کس مٹی اور کن ذروں سے کھینچتا ہے ۔ تو پھر دوبارہ پیدا کر دینے میں کیا دقت ہے ؟

ف۲ ۔ ان آیات میں انسانی توجہ کو اس طرف مبذول کیا ہے ۔ وہ کائنات کے مضبوط ترین نظام کو دیکھیں ۔ اور بتائیں اتنے بڑے آسمان میں کہیں رخنہ ہے ؟ یہ زمین ان کے پاؤں تلے بچھی ہے ۔ اس پر بڑے بڑے پہاڑ استادہ ہیں ۔ اور ہر طرح کی روئیدگی اور سبزہ موجود ہے ۔ کیا ان میں کوئی نقص ہے ؟

فطرت کے یہ مظاہر ہیں ۔ بلاشبہ تذکیر اور عبرت پذیری کا وافر سامان موجود ہے ۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے ۔ عبودیت کی اور انابت الی اللہ کے پاکیزہ جذبات کی ؟

(باقی ۱۲۳۹ پر)

حل لغات

اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۔ متزلزل حالت میں ۔

فُرُوْجٍ ۔ شگاف ۔ رخنہ ۔ بَهِيْجٍ ۔ بارونق ۔ خوش نما ۔ نیک ۔

مِنَ السَّمَآءِ ۔ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس کا تعلق معبودوں یا دیوتاؤں سے نہیں ہے ۔ جیسا کہ عام بت پرست سمجھتے ہیں ۔ بلکہ اس کا تعلق محض اللہ کی قدرت سے ہے ۔

فَاَنْۢبَتْنَا بِہٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ۝
۱۰- وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّہَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۝
۱۱- رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْیَیْنَا بِہٖ بَلْدَۃً
مَّیْتًا ؕ کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ ۝
۱۲- کَذَّبَتْ قَبْلَہُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ
الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝
۱۳- وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝
۱۴- وَّاَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ
کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۝
۱۵- اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ ہُمْ
فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝
۱۶- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ

پھر اس سے باغ اور کٹنے کھیت اُگائے ۝
۱۰- اور کھجور کے لمبے درخت جن پر تہ بر تہ خوشہ ہیں ۝
۱۱- جو بندوں کیلئے روزی ہے اور اس پانی سے ہم نے مُردہ وقف
شہر کو جلایا۔ اسی طرح قبروں سے نکلنا ہے ۝
۱۲- اس سے پہلے قوم نوح اور کنوئیں والوں اور ثمود نے
جھٹلایا تھا ۝
۱۳- اور قوم عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں ۝
۱۴- اور بن کے رہنے والوں اور قوم تبع سب نے رسولوں کو جھٹلایا
سو میرے عذاب کا وعدہ اُن پر راست آیا ۝
۱۵- کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ کوئی نہیں بلکہ
انہیں نئی پیدائش میں شک ہے ۝ رکوع
۱۶- اور ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہمیں معلوم ہیں

بارش کی برکتیں

ف بارش کی برکات کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ یہ کس قدر خیر و برکت کا موجب ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے باغات نشو و نما پاتے ہیں۔ اناج اُگتا ہے۔ اور لمبی لمبی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کے خوشے خوب گتھے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ سب اس لئے ہے۔ کہ اللہ کے بندے انکے لئے رزق اور قوت کا سامان مہیا کریں۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ دیہات کے دیہات بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک اور بے آب ہو جاتے ہیں۔ اور جب ابر رحمت کے چند چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ تو ان میں تر و تازگی عود کر آتی ہے۔ گویا وہ دوبارہ زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ حشر اجساد کے منکر ہیں۔ ان کی سمجھ میں یہ حقیقت نہیں آتی۔ کہ کیونکر عالم انسانی موت کے بعد زندگی کی کیفیتوں سے لذت اندوز ہو سکے گا۔ وہ اس واقعہ پر غور کریں۔ کہ بارش کے چند قطرے کیونکر زمین کے سینہ سے زندگی کو نکال کر گل و ریحان سے بدل دیتے ہیں؟ جب یہ ممکن ہے۔ اور ممکن ہی نہیں۔ مشاہدہ ہے۔ کہ روزانہ ہم عدم کو وجود میں تبدیل ہوتے دیکھتے ہیں تو پھر استبعاد کیسا؟ اسی طرح اللہ کی قدرت سے قیامت کے دن مردے بھی اُٹھیں گے۔ اور اس کے حضور میں پیش ہوں گے ۔

تعلیم الٰہی کی غرض

ف تعلیمات الٰہیہ کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے۔ کہ مُردہ تنوں میں جان ڈال دی جائے۔ اور جن دلوں میں کفر و الحاد کے خیالات کی وجہ سے زنگ پیدا ہو گیا ہے
(باقی صفحہ آئندہ)

حلِ لغات:۔ حَبَّ الْحَصِیْدِ۔ غلہ الٰہی و باسِقٰت۔ جا و ربار آور و نَضِیْدٌ خوب گتھا ہوا۔ اَصْحٰبُ الرَّسِّ۔ اِس ایک وادی کا نام ہے۔ قَوْمُ تُبَّعٍ

مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○
جو باتیں اس کے جی میں آتی ہیں اور ہم دھڑکتی رگ جان سے زیادہ اس کے قریب ہیں ○ف۱

۱۷- إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○
۱۷- جبکہ وہ لینے والے داہنے بائیں بیٹھے لیتے رہتے ہیں۔ (یعنی انسان جو کلمہ زبان سے نکالتا ہے وہ فرشتے اسکو لکھتے جاتے ہیں) ○

۱۸- مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○
۱۸- ممکن نہیں کہ آدمی کوئی کلمہ زبان سے نکالے اور اس کے پاس ایک نگہبان تیار نہ ہو ○

۱۹- وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○
۱۹- اور موت کی بیہوشی جس کا آنا یقینی ہے آکر رہے گی یہ وہ ہے جس سے تو بدکتا تھا ○

۲۰- وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○
۲۰- اور نرسنگا پھونکا جائے گا یہ عذاب کے وعدہ کا دن ہے ○

۲۱- وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَّشَهِيْدٌ ○
۲۱- اور ہر شخص آئیگا۔ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا ○

۲۲- لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
۲۲- تو اس سے غفلت میں تھا۔ اب ہم نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳۹- اس کو روشن اور مجلی بنا دیا جاتے۔ ذہن کا تزکیہ کیا جائے اور اخلاق کو سنوارا جائے۔ اور انسان کو حیثیت مجموعی اس قابل بنایا جائے کہ وہ زندگی کی مشکلات میں عبور حاصل کر سکے۔ اور سارے کائنات کو اپنے لئے مسخر کرلے اس مقصد کی تکمیل جب نہیں ہوتی۔ اور قومیں اپنے انحطاط سے جب یہ ثابت کر دیتی ہیں۔ کہ ہمیں زندہ رہنے کی قطعاً کوئی خواہش نہیں ہے ہماری صلاحیتیں بیکار ہو چکی ہیں۔ اور روحانی و اخلاقی نصب العین کھو چکی ہیں۔ تو اس وقت اللہ کا عذاب آتا ہے اور قوموں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ ان آیتوں میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا۔

خدا رگ جان سے بھی قریب ہے

ف۱۔ رگ جان سے بھی اللہ کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں۔ کہ نفس کی اولیٰ ترین تحریکات سے بھی وہ آگاہ ہے۔ اور اسکو خوب معلوم ہے۔ کہ افکار و رذائل کے اثرات کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح بڑھتے ہیں۔ اس کا علم اتنا وسیع ہے۔ کہ بعض دفعہ ان خواطر کو خود ہم کو بھی محسوس نہیں ہونے وہ جانتا ہے اور نہ صرف جانتا ہے۔ بلکہ اسکے فرشتوں کے پاس انکا کامل ریکارڈ موجود ہے۔ وہ فرشتے مامور ہیں۔ کہ کسی بات کو ضائع نہ جانے دیں۔ اور فوراً جب کوئی شخص کلمہ خیر یا شر کہے تو اسکو محفوظ کرلیں۔ یہ نظریہ حفظ صوت کا نظریہ ہے اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی آواز فضا میں ضائع نہیں ہوتی۔ اسی نظریہ کی تکمیل ریڈیو ہے۔ اور قرآن نے اس وقت اس چیز کو پیش فرمایا ہے جبکہ اسکو سمجھنا سخت دشوار تھا۔ یہ وہ خوارق علمیہ ہیں۔ جو اس بات کا کافی ثبوت ہیں۔ کہ یہ کتاب اللہ کی کتاب ہے جس کا علم بدرجہ غایت وسیع اور اکمل ہے۔

اُس وقت آنکھیں کھلیں گی!

ف۔ دلائل کی قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے۔ کہ دلائل کو اس طرح مشاہدہ اور واضح کر کے پیش کیا جائے۔ کہ اس کے سب امکانات خود بخود روشن ہو جائیں۔ قرآن حکیم نے ثواب و عذاب دکھانے کیلئے اکثر اس نوع کے دلائل سے کام لیا ہے جس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ سننے والا کو تمام نقشہ و تفصیل کی ضروری تفصیلات سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اسکو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اسکو پیش کرنے والا اس کا کامل نقشہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھتا ہے۔ اور وہ ایسی چیز کی طرف دعوت نہیں دے رہا ہے۔ کہ جسکو وہ خود پوری طرح نہ سمجھتا ہو۔ پھر صفحہ نقشہ جنہیں تعبیرکی صلاحیتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۲۴۱ پر)

حلِ لغات: اَلْوَرِيْدُ۔ رگ جان ۔ تَحِيْدُ۔ حَيْدًا سے ہے جسکے معنے بدکنے کے ہیں۔ اَلْعَتِيْدُ۔ سرکش ۔ سَائِقٌ۔ ہانکنے والا۔

فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۞
۲۳ - وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ۞
۲۴ - أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۞
۲۵ - مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۞
۲۶ - الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۞
۲۷ - قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۞
۲۸ - قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ۞
۲۹ - مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ

تجھ سے تیرا پردہ[ف] ہٹا دیا۔ سو آج تیری نگاہ تیز ہے ۞
۲۳۔ اور اس کا ہم نشین (فرشتہ) بولے گا کہ جو کچھ میرے پاس تھا یہ حاضر ہے (اعمال نامہ) ۞
۲۴۔ اے دونوں فرشتو ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو ۞
۲۵۔ نیکی سے روکنے والے حد سے باہر نکل جانے والے شک لانے والے کو ۞
۲۶۔ جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود ٹھہرایا سو تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈال دو ۞
۲۷۔ اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا کہ اے ہمارے رب میں نے اسے سرکش نہیں بنایا پر وہ خود پہلے سے دور کی گمراہی میں تھا ۞
۲۸۔ اللہ کہے گا کہ میرے پاس تم جھگڑا نہ کرو اور میں تمہارے پاس پہلے ہی وعدہ عذاب پہنچا چکا تھا ۞
۲۹۔ میرے پاس بات نہیں بدلتی اور میں بندوں پر ظلم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴۰۔ ۱۲؎ وہ اس حیرت آفرین توضیح و تشریح کو سن کر ایمان کے قریب ہو جاتی ہیں اور بسا اوقات یہ نفس تفصیل ان کے لئے ایمان کا موجب ہو جاتی ہے۔ ان آیات میں ان واقعات کی تصویر کھینچی ہے جبکہ نرسنگا پھونکا جائیگا۔ اور کہا جائیگا۔ کہ وعید و سرزنش کا دن آگیا ہے۔ جب کیفیت یہ ہوگی۔ کہ ہر شخص کو کشاں کشاں اللہ کے دربار عدل و انصاف کی جانب لایا جائیگا۔ ایک فرشتہ اس کے ساتھ ہوگا۔ جو اسکو پیش کریگا۔ اور ایک گواہ ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ف اس وقت غیب سے آواز آئیگی کہ دنیا میں تمہاری آنکھیں بند تھیں۔ اس پر دولت، عزت اور جہالت کے حجاب چھائے ہوئے تھے۔ آج وہ نقاب اٹھا دیا گیا ہے۔ آج تیری نگاہیں تیزی کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے میں مصروف ہیں۔ بتا کیا یہی وہ چیزیں نہ تھیں جنکو تیرے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ اور تو ازراہ کبر و غرور ان کا انکار کر دیتا تھا۔ کیا یہی وہ حقائق نہیں ہیں جن سے تجھے آگاہ کیا جاتا تھا اور تو انکو بڑی بے پروائی سے ٹھکرا دیتا تھا۔ آج یہ چیزیں تیری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ کیا آج بھی انکار کی جرأت ہے؟ کیا اس وقت بھی جھٹلاتے ہو؟ فرشتہ شہادت دیگا۔ کہ اسکے اعمال جیسے روزنامچہ میں ہیں۔ یہ لکھے ہوئے موجود ہیں۔ حکم ہوگا۔ ان منکروں کو بلا دریغ جہنم میں پھینک دو۔ ان لوگوں نے دنیا میں ہر نیکی اور ہر سعادت کی مخالفت کی تھی۔ اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تھا۔ اور حقائق و واقعات میں بیشمار شبہے پیدا کرتے تھے۔ یہ اللہ رب العزت کے ساتھ نہایت ادنیٰ چیزوں کو شریک ٹھہراتے تھے۔ انکو خدا سمجھتے تھے۔ اور خدا سمجھ کر انکے سامنے جھکتے تھے۔ آج یہ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ انکو عذاب شدید میں مبتلا کیا جائے۔ اس وقت یہ بطور معذرت کہیں گے۔ کہ اصل میں ہمکو شیطان نے بہکایا تھا۔ ورنہ ہم نہیں چاہتے تھے۔ کہ اللہ کے حکموں کی مخالفت کریں۔ تب شیطان بھی انکی مخالفت میں اٹھ کھڑا ہوگا۔ اور جواب میں کہے گا۔ کہ مولا میں نے انکو قطعاً گمراہ نہیں کیا۔ یہ تو خود گمراہی میں مبتلا تھے۔ ارشاد ہوگا میرے ہاں جھگڑو نہیں۔ میں پہلے سے نیک و بد بتا چکا ہوں۔ اب فیصلوں میں قطعاً تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ دوسری طرف دوزخ کی وسعتیں ھل من مزید کا مطالبہ کر رہی ہوں گی۔

حل لغات: حدید۔ بہت تیز۔ اس میں اشارہ ہے۔ اس چیز کی طرف کہ بینائی کی کیفیتوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور نظر و بصیرت کی کئی قسم کی وسعتوں کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔

؎ القیا۔ تثنیہ ہے۔ مگر مراد اس سے جمع ہے۔

لِّلْعَبِيْدِ ○ ع
۳۰- يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ○
۳۱- وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ○
۳۲- هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيْظٍ ○
۳۳- مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ○
۳۴- ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ○
۳۵- لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ○
۳۶- وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ○

کرنے والا نہیں ہوں ○
۳۰- جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ تو بھر بھی گئی؟ اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے ○
۳۱- اور بہشت متقیوں کے قریب کی جائیگی دور نہ ہوگی ○
۳۲- یہ وہ ہے جس کا وعدہ تمہیں ملتا تھا ہر رجوع لانیوالے اور نگاہ رکھنے والے
۳۳- جو بن دیکھے رحمٰن سے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا ○
۳۴- سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو یہ ہمیشگی کا دن ہے ○
۳۵- وہاں انکے لئے جو چاہیں گے موجود ہے اور ہمارے پاس زیادہ بھی ہے ○
۳۶- اور ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی اُمتیں ہلاک کر ماریں جو قوت میں اُن سے سخت تھے۔ پھر اُنہوں نے شہروں میں تفتیش کی کہ کہیں بھاگنے کا ٹھکانا بھی ہے؟ ○

عجیب ترین بات

ف اس سے قبل کی آیتوں میں جہنم والوں کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے پاکباز بندے جب اُسکے حضور میں جائینگے۔ تو وہ جنت کو بہت ہی قریب پائینگے اور دیکھیں گے۔ کہ بلا کسی وقت اور کوفت کے وہ کس طرح ان نعمتوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں جنکی نسبت ان سے دنیا میں کہا گیا تھا۔ اس مقام مسرت و بہجت میں وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں رجوع الی اللہ کے جذبات پاک سے مشرف ہیں۔ جو ہر لحظہ و ہر منزل اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ اور کوئی عزت وہ وقار کا سوال انکو اس بات سے باز نہیں رکھ سکتا ہو۔ اس کے احکام اور اعمال بیان کردہ وہ کو اپنی نگاہ میں رکھتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں۔ کہ کبھی سرتابی اور انکار نہ کریں۔ وہ بن دیکھے خدا کو نہیں۔ مگر یقین اس درجہ ہے کہ ہیبت و خشیت سے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں۔ ہر وقت خشیت اور خوف سے انکے دل پر لرزہ سا طاری رہتا ہے۔ … تقوی سے معمور ہیں۔ جو اسکے … سامنے جھکنے سے … ہیں۔ ان لوگوں سے کہا جائیگا … جائے … ہے۔ اس میں ہمیشہ کی سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ

اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے افکار کی الجھنوں سے چھوٹ جاؤ۔
یہ عجیب بات ہے کہ اسلام جس خدا کے تخیل کو پیش کرتا ہے۔ وہ ایسا ہے جسکو نہ تو محسوس کیا جاسکے نہ آنکھیں اس تک پہنچ سکیں اور نہ فکر و عقل اس کا احاطہ کرسکیں جو اس پر طالب ہے۔ کہ نہ صرف ایسی ذات کو تسلیم کرو بلکہ اس کے ساتھ انتہا درجہ کی محبت اور وابستگی رکھو۔ اس سے ڈرو اور ہر وقت تعلقات کو استوار رکھو۔ یقیناً یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہے۔ کہ بت پرستوں اور اصنام پرستوں کے دل میں اتنی محبت موجود نہیں ہے۔ جن کو وہ روزانہ دیکھتے ہیں اور چھوتے ہیں۔ جتنی کہ ایک مسلمان کے دل میں اس نادیدہ خدا کی ہے۔ جو ہمیشہ اپنے حجابات جلال و جبروت میں مستور رہتا ہے۔

حلِ لغات:- اَوَّابٍ۔ اَوْب سے ہے۔ جس کے معنے رجوع کے ہیں۔ حَفِيْظٍ۔ اللہ کے احکام کو نگاہ میں رکھنے والا۔ فَنَقَّبُوْا۔ تنقیب سے ہے۔ جس کے معنے گھومنے پھرنے کے ہیں۔

۳۷- إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ○

۳۷ بیشک اس میں اس شخص کیلئے نصیحت ہے۔ جس کے اندر دل ہے یا دل لگا کر کان لگا دے ○

۳۸- وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ○

۳۸- اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو اُن کے درمیان میں ہے چھ دن میں بنایا۔ اور ہمیں کچھ ماندگی نہ آئی ○

۳۹- فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ○

۳۹- سو وہ جو کہتے ہیں تو اس پر صبر کر اور سورج نکلنے اور چھپنے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر ○

۴۰- وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ○

۴۰- اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کر اور سجدے کے پیچھے بھی ○

۴۱- وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ○

۴۱- اور سُن رکھ کہ جس دن آواز دینے والا نزدیک جگہ سے پکارے گا ○

۴۲- يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ

۴۲- اور جس دن ایک چنگھاڑ جو حق ہے سنیں گے۔

ف وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ کی کتاب تکوین میں جو لکھا ہے۔ کہ ساتویں دن خدا نے آرام کیا۔ یہ تحریف انسانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیائے تحیر کو پیدا کرکے بالکل تکان محسوس نہیں کی۔ کیونکہ وہاں تھک جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں تو صرف ارادہ کی ضرورت ہے۔ اور پھر آپ سے آپ کائنات منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جاتی ہے وہ پیدا کرنے میں نتائج کا محتاج ہے نہ وسائل کا۔ وہ عالم اور قدیر ہے۔ اور ایک جنبش ارادہ ہزارہا عوالم کو ظہور پذیر کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر یہ لوگ اس قسم کی باتوں کو اس کی ذات والا صفات کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو آپ برداشت کیجئے۔ اور اپنے فرائض عبادت میں مصروف رہیئے ۔

حل لغات

لغوب ۔ تکان ۔ تھکاوٹ ۔

ف اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ تم لوگوں سے کہیں زیادہ طاقتور لوگ تھے جب ہماری نافرمانی کی تو وہ فنا ہو گئے ہیں اور باوجود اسکے کہ وہ قومیں کئی شہروں میں گھومتی پھرتی رہتی تھیں۔ انکو کہیں پناہ نہیں ملی۔ اسلئے وقت آنے سے پہلے خود بچاؤ کی سعی رکھیں۔ کہ جب قانون مکافات حرکت میں آگیا۔ تو پھر کوئی چیز انکے درمیان حائل نہ ہو سکے گی۔

ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝
یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے ۝

۴۳- اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝
۴۳- ہم جو ہیں ہم ہی مارتے اور جلاتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے ۝

۴۴- يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝
۴۴- جس دن اُن کے (سروں پر) سے زمین پھٹے گی (اور وہ) دوڑیں گے یہ اکٹھا کرنا ہم پر آسان ہے ۝

۴۵- نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ ع
۴۵- ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور تو ان پر زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔ سو قرآن سے نصیحت کر جو میرے عذاب کے وعدہ سے ڈرتا ہے ۝

آیاتہا ۶۰	(۵۱) سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ (۶۷)	رکوعاتہا ۳	(۵۱) سورۂ ذاریات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝
۱- قسم ہے اُڑا کر بکھیرنے والیوں کی ۝

۲- فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝
۲- پھر بوجھ اُٹھانے والیوں کی ۝

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰت

ف قرآن حکیم نے کئی سورتوں کو قسمیہ الفاظ سے شروع کیا ہے۔ جس کے متعلق عام طور پر یہ دو خیال ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس وقت کے مخاطبین جب حضورؐ کی قوت استدلال سے متاثر ہوتے تھے۔ تو کہتے تھے۔ کہ ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ نے زور خطابت سے ہم کو قائل کر لیا ہے۔ مگر ہم یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کہ آپکے پاس فی الواقع صداقت بھی موجود ہے۔ ان کی تسلی اور اطمینان خاطر کے لئے یہ انداز بیان اختیار کیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ علٰی حرف بحرف درست ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ وہ منفعت کے اعتبار سے اس قابل ہیں۔ کہ ان کے متعلق غور و فکر کیا جائے۔ اور اُن سے اللہ تعالٰی کے احسانات پر استدلال کیا جائے۔

پہلی توجیہ بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ جہاں تک اللہ تعالٰی کی ذات کا تعلق ہے۔ اُس کو قطعاً اس بات کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ وہ ایسے انداز بیان کو اختیار کرے۔ جس کو بحالت مجبوری انسان اس وقت اختیار کرتا ہے۔ جب کوئی اور چارۂ کار باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالٰی کے پاس سمجھانے کے بیشمار ذرائع اور وسائل موجود ہیں۔ وہ اُن سے کام لے سکتا ہے۔ نیز اس توجیہ کے ماننے میں ایک بڑی قباحت یہ حائل ہے۔ کہ جن چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ وہ اپنے اندر کوئی جلالت قدر نہیں رکھتیں۔ اور با اعتبار مرتبہ کے وہ بہر حیثیت اللہ سے فروتر ہیں۔ حالانکہ قسم کھانے کیلئے مقسم بہ کا معزز و محترم ہونا ضروری ہے۔ دوسری توجیہ کچھ ایسی غلط نہیں ہے مگر مشکل یہ ہے۔ کہ کسی چیز کی منفعت کو بیان کرنے کیلئے عرب اس اسلوب بیان کو اختیار نہیں کرتے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ ایک طرح کے دلائل ہیں۔ جن کو دعوٰی کے اثبات اور موثق بنانے کیلئے پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً دعوٰی یہ ہے کہ قیامت بالکل حق اور یقینی ہے۔ اور قرآن حکیم دلائل سے اس کو یوں ثابت فرمایا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲۴۵ پر)

حل لغات
بِجَبَّارٍ۔ زبردستی کرنے والا۔
وَالذّٰرِيٰتِ۔ وہ ہوائیں جو غبارات اُڑاتی ہیں۔
فَالْحٰمِلٰتِ۔ وہ حالت جو بخارات کو اپنے کندھوں پر اٹھالیں۔

۲- فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝

۴- فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝

۵- اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝

۶- وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝

۷- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝

۸- اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝

۹- يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝

۱۰- قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝

۱۱- الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝

۲- پھر نرمی سے چلنے والیوں کی ۝

۴- پھر بانٹنے والیوں کی ایک چیز کو ۝

۵- بے شک جو وعدہ تمہیں ملا ہے سوسچ ہے ۝

۶- اور بیشک انصاف ہونیوالا ہے ۝

۷- آسمان جالی دار کی قسم ۝

۸- کہ تم جھگڑے کی بات میں پڑے رہے ہو ۝

۹- جو پھر گیا وہی اس سے باز رہتا ہے ۝

۱۰- اٹکل دوڑانے والے مارے گئے ۝

۱۱- وہ جو غفلت میں بھول رہے ہیں ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴۴:-

کہ تمہیں اس ضمن میں سب سے بڑی قابل اعتراض چیز یہی نظر آتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کس طرح عناصر حیات کو جمع کرے گا۔ جو کائنات میں منتشر ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جس طرح مختلف ہواؤں کو اس لائق بنا دیتا ہے۔ کہ وہ قطرات آب کو دوش پر لادے پھریں۔ اور پھر ان کو بارش کی شکل میں مختلف مقامات پر تقسیم کردیں۔ جس طرح یہ ممکن ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف منکرین کے تذبذب اور ذہنی انتشار کو واضح فرمایا ہے۔ کہ جس طرح آسمانوں میں ستاروں کے لئے مختلف گزرگاہیں موجود ہیں۔ اسی طرح تمہارے ذہن میں مختلف خیالات کے لئے مختلف راستے ہیں۔ اور کسی بات کو بھی تم تحقیق اور وثوق کے ساتھ پیش کرتے ہو۔

قرآن حکیم چونکہ قطعیات کو پیش فرماتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ اس کے نزدیک قابل ملامت ہیں۔ جو محض اٹکل اور تخمین کو اپنے معتقدات کیلئے بطور اساس کے قرار دیتے ہیں۔ اور مذہب کے باب میں ایسی باتوں کو مانتے ہیں۔ جن کی عقل تائید نہیں کرتی۔

حل لغات

فَالْجٰرِيٰتِ۔ جب آہستہ آہستہ چلنے لگیں۔ فَالْمُقَسِّمٰتِ۔ جب بارش کو حسب موقع تقسیم کرنے لگیں۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد فرشتے ہیں۔ اَلْخَرّٰصُوْنَ۔ اٹکل سے کام لینے والے۔ دروغ گو۔ غَمْرَةٍ۔ غفلت، جہالت، حمق۔

۱۲- يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝
۱۳- يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝
۱۴- ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝
۱۵- اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝
۱۶- اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝
۱۷- كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝
۱۸- وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝
۱۹- وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝

۱۲- پوچھتے ہیں کہ انصاف کا دن کب ہوگا ○
۱۳- جس دن وہ آگ پر فتنہ میں پڑیں گے ○
۱۴- اپنی شرارت کا مزہ چکھو، یہ وہ ہے جسے تم جلد مانگتے تھے ○
۱۵- بیشک متقی لوگ باغوں ف۱ اور چشموں میں ہوں گے ○
۱۶- جو کچھ انہیں ان کے رب نے دیا ہے اُسے لے رہے ہوں گے کیونکہ یہ لوگ اس سے پہلے نیکوکار تھے ○
۱۷- رات کو کم سوتے تھے ○
۱۸- اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے تھے ○
۱۹- اور ان کے مال میں مانگنے اور ... کا حق تھا ○

مساوات اور مقامِ احسان

ف۱ جو لوگ بہشتوں اور چشموں کے مستحق ہوں گے۔ اُن میں احسان کی استعداد ہوگی۔ یعنی جہانتک مخلوقِ الٰہی کا تعلق ہے۔ ان کا رویہ نہایت مشفقانہ ہوگا۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ان کو بدرجہ غایت محبت ہوگی۔ وہ اپنی زندگی کے اکثر لمحات کو دوسروں کی ہمدردی میں صرف کرینگے۔ اور اللہ کے ساتھ ان کی وابستگی کا یہ عالم ہوگا۔ کہ بہت کم راتوں کو سوئیں گے۔ بستر پر بے قرار اور بے چین رہیں گے۔ اُٹھیں گے اور اس کے دربار میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کی معافی مانگیں گے۔ ان کی روح اللہ کی حمد و ستائش میں مصروف ہوگی۔ اور ان کا جسم خلق اللہ کی فلاح و بہبود کے لئے وقف ہوگا۔ دولت و مال کو حاصل کریں گے۔ مگر اس کو صحیح طور پر خرچ کر دینے میں ان کو قطعاً تامل نہ ہوگا۔ وہ یہ سمجھیں گے۔ کہ اس مال و دولت میں ہر حاجت مند کا حصہ ہے۔ ہم کو یہ بالکل استحقاق حاصل نہیں۔ کہ ہم تو اپنے تمول سے آسائش اور آسودگی کی تمام صورتوں کا احاطہ کر لیں۔ اور جمعیت اجتماعیہ کا بڑا حصہ ادنیٰ حاجات زندگی کا محتاج ہو۔ غور فرمائیے۔ اس مقام انتقاد میں اور اس مساوات میں جو سوشلزم پیدا کرتا ہے۔ کتنا بڑا فرق ہے۔

حلِ لغت

يَهْجَعُوْنَ۔ شب بسر کرنا۔ سونا۔

۲۰- وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝

۲۰- اور یقین کرنے والوں کیلئے زمین میں نشانیاں ہیں ۝

۲۱- وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

۲۱- اور خود تمہارے اندر بھی پھر کیا تم کو سوجھ نہیں؟ ۝

۲۲- وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝

۲۲- اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا گیا ۝

۲۳- فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ
مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ۝

۲۳- سو آسمان اور زمین کے رب کی قسم کہ یہ کلام حق ہے
جیسا کہ تم بولتے ہو ۝

۲۴- هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ
الْمُكْرَمِينَ ۝

۲۴- بھلا تیرے پاس ابراہیم کے عزت دار مہمانوں کی
حکایت بھی پہنچی ہے ۝

۲۵- إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ
قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝

۲۵- جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے کہ سلام — وہ
بولا سلام یہ اجنبی لوگ ہیں ۝

۲۶- فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝

۲۶- پھر اپنے گھر کی طرف دوڑا اور ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا لے آیا ۝

آپ جس کو مساوات کہتے ہیں۔ قرآن اسی ہمدردی کے جذبہ کو احسان کے ساتھ تعبیر کرتا ہے۔ جو معنا مساوات سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ احسان کے معنے یہ ہیں۔ کہ اپنے ابنائے جنس کے ساتھ واجبات سے کچھ زیادہ سلوک روا رکھا جائے۔ اور یہ محض پیٹ کے لئے نہ ہو۔ اور اونیٰ ترین خواہشات کی بنا پر نہ ہو۔ بلکہ اس لئے ہو کہ اس آقا سے تعلقات عقیدت وابستہ ہیں۔ جو ساری کائنات کا یکساں پروردگار ہے۔ اور اس ارادت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ ہر سائل حاجت مند کی اس طرح اعانت کی جائے۔ گویا وہ پہلے سے ہمارے اموال میں استفادہ کا حق رکھتا ہے۔ اس نقطۂ نظر کی وسعتیں، اور پاکیزگی ملاحظہ ہو۔ اور اس زاویۂ نگاہ کی اہمیت اور عظمت دیکھئے۔ جس کا تعلق محض خواہشات نفس سے ہے۔

حلِّ لغات

بِعِجْلٍ۔ بچھڑا۔
سَمِينٍ۔ فربہ۔

۲۷- فَقَرَّبَهٗٓ اِلَیۡهِمۡ قَالَ اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ ۟ۙ

۲۷- پھر اُن کے پاس رکھ دیا۔ کہا، تم کیوں نہیں کھاتے؟ ○

۲۸- فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِیۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَ بَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ ○

۲۸- وہ بولے اندیشہ نہ کر اور انہوں نے اس کو ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دی ○

۲۹- فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ فِیۡ صَرَّةٍ فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا وَ قَالَتۡ عَجُوۡزٌ عَقِیۡمٌ ○

۲۹- پھر اس کی عورت چلاتی سامنے آئی۔ پھر اپنا ماتھا پیٹ لیا اور بولی دکیا، بڑھیا بانجھ دجنے گی؟) ○

۳۰- قَالُوۡا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ ○

۳۰- وہ بولے تیرے رب نے اسی طرح کہا ہے، وہ جو ہے وہی حکمت والا اور خبردار ہے ○

اپنے اندر جھانک کر دیکھو

ٹ غرض یہ ہے۔ کہ جن حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کی واقعیت اور سچائی میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ دلائل اور شواہد کا انبار موجود ہے احتیاج اس نظر کی ہے۔ جو تعمق اور غور سے کام لے۔ زمین کو دیکھو۔ اس کے فوائد۔ وسعت اور ساخت پر غور کرو۔ خود اندر جھانکو۔ اس علم منیر میں کیا نہیں ہے؟ و آسمانوں کی طرف نگاہیں اٹھاؤ۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر صرف آسمان اور زمین میں اللہ کی ربوبیتوں کی ذرا تفصیل کے ساتھ دیکھ جاؤ۔ تو تمہیں ہو جائے کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔ حقوق کی

تسکین خاطر کے لئے قصص انبیاء کا ذکر ہے۔ تاکہ بتایا جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو ہر طرح کی کامیابی اور کامرانی سے نوازا۔ اور مخالفین ہمیشہ اُن کے مقابلہ میں خائب و خاسر رہے ہیں

فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم کے پاس اس وقت جب کہ وہ قوم کی طرف سے بہت زیادہ ملول اور دل برداشتہ تھے۔ فرشتے آئے۔ اور انہوں نے آکر حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری سنائی

حل لغات:۔ فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا۔ یعنی فرط حیرت اور حیاء میں، انہوں نے عورتوں کی عادت کے موافق اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ کیا یہ بھی ممکن ہے۔

٣١- قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○
٣٢- قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○
٣٣- لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○
٣٤- مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○
٣٥- فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
٣٦- فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○
٣٧- وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○
٣٨- وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○
٣٩- فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○
٤٠- فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ

٣١- ابراہیمؑ نے کہا پھر اے رسولو تمہارا مطلب کیا ہے؟ ○
٣٢- وہ بولے ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ○
٣٣- کہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں ○
٣٤- جن پر تیرے رب کے ہاں حد سے باہر نکلنے والوں کیلئے نشان پڑے ○
٣٥- پھر وہ اس بستی میں جتنے ایماندار تھے انکو ہم نے وہاں سے نکال دیا ○
٣٦- اور ہم نے وہاں سوائے ایک گھر کے (کہ حضرت لوطؑ کا تھا) اور کوئی گھر
٣٧- اور ہم نے وہاں ان کے لیے جو دکھ دینے والے عذاب سے
ڈرتے ہیں ایک نشان چھوڑ رکھا ○
٣٨- اور موسٰی کے حال میں نشانیاں ہیں جب ہم نے اُسے کھلی
سند دے کر فرعون کی طرف بھیجا ○
٣٩- پھر اُس نے اپنے زور کے بل بوتے پر منہ موڑا اور کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے ○
٤٠- پھر ہم نے اُسے اور اُس کے لشکروں کو پکڑا، اور انہیں دریا

سدومیوں کی بداخلاقی

جب کوئی قوم خواہشات نفس سے مغلوب ہو جائے۔ لوگوں کو وہ عادت نیکی اور دینی تربیت کے ساتھ لگاؤ باقی نہ رہے۔ زندگی کا مقصد اولین ترین خیالات و جذبات کی تکمیل کا سامان قرار پائے۔ اور روح کی مقتضیات سے یکسر آنکھیں بند کرلی جائیں۔ اُس وقت دلوں سے پاکبازی اور پرہیزگاری کے خیالات دور ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا ڈر نکل جاتا ہے۔ اور نفسانیت غالب ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ حیوانیت چھا جاتی ہے۔ شرافت مسخ ہو جاتی ہے اور ایسے ایسے ناپاک اعمال کی جستجو رہتی ہے کہ تخیل سے شرافت منہ چھپالے۔ سدومیوں کی بالکل یہی کیفیت تھی۔ جب حضرت لوطؑ ان کے پاس تشریف لائے۔ تو ان لوگوں کی اخلاقی اور دینی حالت بالکل پست ہو چکی تھی۔ دن رات انکا مشغلہ یہی تھا۔ کہ غیر فطری طور پر جذبات جنسی کی تسکین کے لئے مارے مارے پھریں۔ چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک اور جاہلوں سے پڑھے لکھوں تک سب اسی دُھن میں تھے۔ ہر مجلس اور ہر جگہ انہیں باتوں کا چرچا تھا۔ انہیں خیالات کی اشاعت تھی۔ اور اس حد تک یہ برائی ان کی رگ رگ میں سرایت کر گئی تھی۔ کہ جب حضرت لوطؑ نے ان کو روکا اور متنبہ کیا۔ تو ان کو اس پاکبازی پر تعجب ہوا اور صاف کہنے لگے۔ کہ تمہیں اس قدر پرہیزگاری کا خیال ہے۔ تو اس ملک کو چھوڑ دو۔ ہم تو باز نہیں آئیں گے۔ بدبختی کی انتہا دیکھئے۔ کہ جب فرشتے انکے پاس آئے تاکہ ان کی بستیوں کو الٹ دیں۔ تو انہوں نے ان کو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں دیکھ کر اپنی ناپاک خواہشات کی تکمیل کیلئے منتخب کرنا چاہا۔ یہ فرشتے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے تھے۔ تاکہ ان کو حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی خوشخبری سنائیں۔ چنانچہ جب وہ یہ خوشخبری سنا چکے تو حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا۔ کہاں کے ارادے ہیں۔ تو انہوں نے بتلایا۔ کہ سدومیوں کی ناپاک اور مجرم قوم کے ہاں جا رہے ہیں۔ تاکہ اُن پر عذاب کے پتھر برسائیں۔ اور موت کے گھاٹ اتار دیں۔ کیونکہ انہوں نے زندگی کا نہایت ناجائز استعمال کیا ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ ان کی بداعمالی آئندہ نسلوں تک متجاوز نہ ہو جائے۔ (باقی صفحہ ۱۲۵۰ پر)

حل لغات

خَطْبُكُمْ۔ حالت۔ کیفیت۔ کار۔ حال ۔
مُسَوَّمَةً۔ نشاندار۔ معین۔ متعین ۔
بِرُكْنِهٖ۔ اپنے ارکان حکومت کے ساتھ ۔

وَهُوَ مُلِيمٌ ○

۴۱- وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ○

۴۲- مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ○

۴۳- وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ○

۴۴- فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ○

۴۵- فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ○

۴۶- وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ○ ع

۴۷- وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ○

۴۸- وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ○

میں پھینک دیا اور وہ قابلِ ملامت تھا ○

۴۱- اور عاد میں بھی نشانیاں ہیں جب بھیجی ہم نے ان پر خیر سے خالی تیز ہوا ○

۴۲- جس چیز پر وہ گذرتی تھی اس کو گلی ہوئی ہڈی کی طرح چور چور کئے بغیر نہ چھوڑتی ○

۴۳- اور ثمود میں نشانیاں ہیں جب انہیں کہا گیا کہ ایک وقت تک فائدہ اٹھا لو ○

۴۴- پھر وہ اپنے رب کے حکم سے سرکشی کرنے لگے تو انہیں کڑک نے آپکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے ○

۴۵- سو وہ نہ اٹھ سکے۔ اور نہ ہی بدلہ لے سکے ○

۴۶- اور اس نے پہلے نوح کی قوم کو ہلاک کیا بیشک وہ بدکار لوگ تھے ○

۴۷- اور آسمانوں کو ہم نے اپنے ہاتھوں کی قوت سے بنایا اور ہم مقدور والے ہیں ○

۴۸- اور زمین کو ہم نے بچھایا سو ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴۹ ۔ واضح رہے کہ یہ جرم اتنا ذلیل، اس قدر خوفناک اور گندا ہے۔ کہ اس کے انسداد کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط جیسا انسان کو [illegible] کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ وہ بلا خوف قوم کو ان بدخیالات اور فواحش سے روکیں۔ کیونکہ اس فعل شنیع سے قومیں صرف بداخلاق ہی نہیں ہو جاتی ہیں بلکہ جسمانی اور دماغی طور سے پست اور ذلیل بھی ہو جاتی ہیں۔ ان میں قوت و استعداد باقی نہیں رہتی۔ کہ وہ دنیا میں [illegible] بشاش و بشاش انسانوں کی طرح زندہ رہیں۔ اور نقل انسانی میں کیف و نشاط [illegible] کریں۔ بلکہ اس زہریلے مسلک سے جسم ماؤف ہو جاتا ہے۔ دل و دماغ کی صلاحیتیں بھی جاتی ہیں۔ اور حیات و وجود مفقود ہو جاتا ہے۔ بالآخر انجام یہ ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کی قوم حوادث کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے بالکل پٹ جاتی ہے۔ اور حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتی ہے۔ اس لئے [illegible] علماء اور قائدین کو اس بیماری کی تشخیص کیلئے کمربستہ ہو جانا چاہئے۔ اور اپنی قوم کے نوجوانوں کو اس قسم کے خیالات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے اور [illegible] کرنا چاہئے۔ کہ قوم میں [illegible] اخلاق حمیدہ کے ساتھ زندہ رہیں (حاشیہ صفحہ ہذا)

مذہب کے معنے

ط اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے۔ کہ جس وقت بھی لوگ اس حق کی مخالفت کریں انبیاء کے پیغام کو ٹھکرا دیں۔ اور فطرت کی آواز کو دبا دیں۔ تو اللہ کا غضب [illegible] ہے۔ اور ان لوگوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ سورۃ میں [illegible] کا ذکر کیا ہے ان آیتوں میں قوم ثمود اور قوم نوح کی تباہیوں کا ذکر ہے۔ کہ جب ان لوگوں نے بھی نافرمانی کی اور نہایت سرکشی سے اللہ کی باتوں کا انکار کیا۔ تو ایسا عذاب آیا کہ یہ ایک تاب نہ لا سکے۔ اللہ کا قانون ہے۔ کہ فسق و فجور کو [illegible] دیا جائے۔ اور ایسے لوگوں کو جو اس کے قانونوں کو توڑیں۔ اور اس کی شریعت کی مخالفت کریں۔ [illegible] موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ کیونکہ مذہب [illegible] زندگی کا [illegible] اور دنیا میں [illegible] اور انبیاء کی بعثت سے غرض ہوتی ہے۔ کہ وہ مردہ قوموں میں حیات اور بالیدگی کی روح پھونک دیں۔ اگر کچھ بدبخت لوگ اس زندگی کو موت سمجھیں۔ اور [illegible] تو ان کا علاج سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ [illegible] کی نعمتوں سے محروم کر دیا جائے۔ کیونکہ کفر [illegible] ناقابل برداشت ہے۔ خدا تو انہیں زندہ رکھنا چاہتا ہے [illegible] ترقی کے بام [illegible] تنزل کی جانب گریں۔ [illegible]

حل لغات: الرِّيحَ الْعَقِيمَ۔ منحوس ہوا۔ [illegible] فَعَتَوْا۔ [illegible] سرکشی۔

م الصَّاعِقَةُ۔ عذاب مہلک۔ مرگ۔ [illegible] زمین پر گرنے والی بجلی۔

۴۹۔ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُونَ ○
۵۰۔ فَفِرُّوٓا إِلَى ٱللَّهِ ۖ إِنِّى لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○
۵۱۔ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ ۖ إِنِّى لَكُم مِّنْهُ
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○
۵۲۔ كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ
إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ○
۵۳۔ أَتَوَاصَوْا بِهِۦ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ○
۵۴۔ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ أَنتَ بِمَلُومٍ ○
۵۵۔ وَذَكِّرْ فَإِنَّ ٱلذِّكْرَىٰ تَنفَعُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ○
۵۶۔ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○
۵۷۔ مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ○

۴۹۔ اور ہم نے ہر شے کے جوڑے بنائے شاید کہ تم
دھیان کرو ○
۵۰۔ پس تم اللہ کی طرف بھاگو میں تمہیں اُس کی طرف سے صریح ڈرانے والا ہوں ○
۵۱۔ اور مت کرو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں تمہیں
اسکی طرف سے کھول کر ڈرانے والا ہوں ○
۵۲۔ اسی طرح اُن سے پہلوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول
آیا، اُسی کی نسبت انہوں نے یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ○
۵۳۔ کیا یہ لوگ ایک دوسرے کو یہی وصیت کرتے چلے آئے ہیں کوئی نہیں بلکہ یہ سرکش لوگ ہیں ○
۵۴۔ سو تو اُن سے منہ موڑ لے اب تجھ پر ملامت نہیں ہے ○
۵۵۔ اور نصیحت کر بارہ کہ نصیحت کرنا مومنین کو مفید ہے ○
۵۶۔ اور میں نے جنوں اور آدمیوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں ○
۵۷۔ میں اُن سے کچھ رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں ○

مظاہر قدرت سے استدلال

ف فرمایا آسمانوں کی وسعتوں کو دیکھو۔ نجوم و کواکب کے قواعد اور ان کی مصنوعی پر غور کرو۔ پھر یہ دیکھو کہ زمین کو ہم نے کس طرح تمہارے پاؤں تلے بچھا دیا ہے۔ اور پھر غور کرو ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ سب چیزیں کسی کی توحید اور قدرت کاملہ پر صریح دلائل ہیں۔ اسلئے اگر تمہارا مطالعہ صحیح اور کامل ہے۔ تو پھر تمہارا فرض یہ ہے۔ کہ خلوص اور عقیدت کے ساتھ خدا کے حضور میں آؤ۔ اور وہ ذات جو رشتہ و پیوند سے منزہ ہو۔ کیونکہ وہ ذات ہر نوع کے ساجھے سے پاک اور بالا ہے۔

پرانا الزام

ف حضورؐ جب اللہ کا پیغام سننے والوں تک پہنچاتے۔ تو یہ لوگ از راہ کبر و غرور کہتے۔ کہ ہم تمہیں بعض ساحر اور کاہن سمجھتے ہیں۔ یا پاگل خیال ہے کہ تمہارے دماغ میں خلل ہے۔ اس سے زیادہ وقعت ہمارے دل میں تمہاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ آپ ان لوگوں کے کلمات کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیجئے۔ کیونکہ پہلے سے جب انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں۔ اُنکے مخالفین نے انکو یہی الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ یہ بہت پرانا الزام ہے۔ آپ بہر حال سمجھاتے رہئیے۔ مومنین کی ایک جماعت عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر خود بتلائے گا۔ کہ ساحر اور مجنون کون ہے۔ اور وہ کون ہے۔ جسکے ساتھ یہ تمام قلبی تعلق رکھتے ہیں۔

تخلیق انسانی کی غرض و غایت

ف یہ مسئلہ ابتدا سے بہت اہم رہا ہے۔ کہ انسانی تخلیق سے مقصد کیا ہے؟ فلسفہ سے لیکر مذاہب تک نے اس پر یکساں توجہ مبذول کی ہے۔ اور بالآخر سب نے اعتراف کیا ہے۔ کہ وہ اس کا کوئی تسلی بخش حل دریافت نہیں کر سکے۔ اور یہ جواب نہیں دے سکے۔ کہ انسان کے پیدا ہونے کا آخر مقصد کیا ہے؟ قرآن حکیم اپنی زبان میں کہتا ہے۔ کہ میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان کو خلعت وجود سے اس لئے نوازا گیا ہے تاکہ وہ اللہ کی بندگی کرے۔ مگر عبادات ایسا مفہوم ہے۔ جو اپنے اندر اتنی وسعت رکھتا ہے کہ اُسے زندگی کا نصب العین قرار دیا جا سکے۔ یہ چیز قابل غور ہے۔

حل لغات: یکذبون۔ ولی دوست۔ المتین۔ جو استوار ہو۔ کے صاحب قوت ہو۔

٥٨ - اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○

٥٨ - اللہ جو ہے جبشک وہی روزی دینے والا ہے، قوت زبردست ○

٥٩ - فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ○

٥٩ - سو ان ظالموں نے بھی ڈول بھرا ہے۔ جیسے انکے ہم مشربوں کے لئے ایک ڈول بھرا تھا پس مجھ سے جلدی نہ کریں ○

٦٠ - فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○

٦٠ - سو کافروں کیلئے انکے اس دن سے جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ خرابی ہے ○

(٥٢) سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ (٧٦) — اٰياتها ٤٩ — ركوعاتها ٢

(٥٢) سورۂ طور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١ - وَالطُّوْرِ ○

١ - قسم کوہِ طور کی ○

٢ - وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ○

٢ - اور لکھی ہوئی کتاب کی ○

٣ - فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ○

٣ - کشادہ ورق میں ○

٤ - وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ○

٤ - اور آباد گھر کی ○

٥ - وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ○

٥ - اور اونچی چھت کی ○

(پچھلے صفحہ سے آگے) چونکہ قرآنی محاورات کا تعلق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے عبادت کے لفظ کو صرف مخصوص اور بعض ارکان کی حرکات کیلئے استعمال نہیں کیا بلکہ عبادت کا لفظ ان کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ وسعت رکھتا ہے جیسا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ ہم اس معاملہ میں تمہارے ساتھ ہیں۔ کہ دین کی دولت جاتے نیک بندوں کے ساتھ رہے گی۔ وہاں فرمایا ہے۔ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ۔ اس میں ایسے واضح مطالب ہیں جن میں عبادت گزاروں کیلئے اعلان ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کی حقیقت صرف وہاں تک محدود نہیں ہے مگر عملی کو بھی وہ سمجھے اور سکھے تو اس سے۔ جن کے خواص اور اقتدار بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اور وقت کے نعمت وہی نہیں ہیں۔ جو صرف تسبیح کرنے سے وابستہ ہوں۔ بلکہ وہ ہیں۔ جنکے ذریعہ تخت سلطنت ملی ہوں۔ اور جہاں مسلمان اپنی پاکبازی سے بھرے۔ وہاں طاغوتی قوتیں وہاں سامنے رہیں جھک رہیں۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے عبادت تعبیر زندگی اور وسعت اخلاق کی تعبیر ہے اور ظاہر و باطن کی پاکیزگی ہے کیونکہ انکے وہ ہمہ گیر ہیں کہ تعلق خالق مطلق سے ہے۔ اور دوسرے کا تعلق مخلوق سے اور وہ ہے۔ جو ایک طرف تو اللہ کی مخلوق کے حق میں نہایت شفیق، مہربان اور جلد وہی ہو۔ اور دوسری طرف اللہ کے مقابلہ میں نہایت عاجز اور منکسر ہو اور پھر سب انوار میں یہ چیز اس کے پیش نظر ہو کہ اس کو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اور یہی عبادت کی غرض و غایت ہے۔ اور جب وہ اس پیکر حسن و جمال اور کثرت نعمت و کمال کو اپنا مقصود ٹھہرائے گا۔ اور کوشش کریگا کہ اپنے میں انکی تنویرات اور تجلیات کو بقدر ظرف منعکس کرے اور پھر وہ حقیقی امر مقصد کو پورا کریگا۔ جس کی وجہ سے انکو پیدا کیا گیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

ف۱ دعویٰ یہ ہے۔ کہ اللہ کے عذاب کو کوئی شخصیت ٹال نہیں سکے گی۔ وہ یقینًا اور ضرور آئیگا۔ ثبوت یہ ہے کہ طور کو دیکھو اور حضرت موسیٰ کی تعلیمات کو دیکھو کہ پھر کتاب مسطور پر نظر دوڑاؤ۔ جو کھلے اوراق میں مندرج ہے جس سے مقصد لوح محفوظ مراد ہے یا وہ صحیفے اور واضح صفت ہے کتاب کی۔ بیت اللہ کی آبادی اور معموری پر نظر و فکر سے کام لو کہ کیونکر اس نے تمام مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا ہے اور اسکو برکت عطا کی ہے اور آسمانوں کی طرف نظر کرو جو چھت کی طرح ہے ○

حلِ لغات:۔ رَقٍّ - پوست آہو - روشنی ○

مَنْشُوْرٍ - کھلی ہوئی، وضاحت و اعلان کی طرف اشارہ ہے ○

۶- وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝
۶- اور اُبلتے دریا کی ۝

۷- اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝
۷- کہ بے شک تیرے رب کا عذاب آنیوالا ہے ۝

۸- مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝
۸- اس کا ہٹانے والا کوئی نہیں ۝

۹- يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝
۹- جس دن آسمان کپکپا کر لرزے گا ۝

۱۰- وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝
۱۰- اور پہاڑ چلتے پھریں گے ۝

۱۱- فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
۱۱- سو اُس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ۝

۱۲- الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝
۱۲- جو باتیں بناتے ہوئے کھیلتے ہیں ۝

۱۳- يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝
۱۳- جسدن دوزخ کی آگ کی طرف دھکے دیکر دھکیلے جائینگے ۝

۱۴- هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝
۱۴- یہی وہ آگ ہے۔ جسے تم جھٹلاتے تھے ۝

۱۵- اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝
۱۵- کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں ۝

۱۶- اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
۱۶- اس میں گھسو۔ صبر کرو یا نہ صبر کرو۔ تم کو برابر ہے۔ تمہیں وہی بدلہ ملے گا۔ جو تم کرتے تھے ۝

اور سمندروں کو بنظر غائر دیکھو۔ جو پانی کے ذخائر سے پُر ہیں۔ کیا ان چیزوں میں آپ کے لئے عبرت و تذکیر کا سامان نہیں ہے۔ کیا موسیٰ کی تعلیمات اس عذاب پر گواہ نہیں۔ کیا قرآن میں اس کی تصریح نہیں ہے؟ کیا ابرہہ کو ہلاک نہیں کیا گیا جس نے بیت اللہ کے انہدام کا اقدام کیا تھا؟ کیا قوم ثمود سمندر اور فلک جبار شیوہ قوم نوح کی طرح ہلاکت و فنا کیلئے کافی نہیں ہے؟ فرمایا جس دن یہ عذاب آئیگا۔ اُس دن آسمان تھرتھرانے لگے گا۔ اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائینگے۔ اُس دن ان لوگوں کیلئے بڑی تکلیف کا سامنا ہوگا۔ جو منکر ہیں۔

اہل دوزخ

ف خوض کا لفظ قرآن حکیم میں عموماً بُرے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مقصود کفر و الحاد میں شغف و انہماک ہے۔ برائی اور معصیت سے لگاؤ ہے۔ اور فسق و فجور سے محبت ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کے دن بہت بُرے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ دنیا میں تو غفلت کے پردے ان کی آنکھوں پر پڑے تھے۔ اور یہ لوگ سوچنے اور غور و فکر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور سوچتے بھی تھے۔ تو یہ کہ کس طرح اس آفتاب ہدایت کی روشنی سے لوگوں کو محروم رکھا جا سکتا ہے۔ جب عذاب دوزخ آنکھیں کھلیں گی۔ بصیرت کی بھی اور بصارت کی بھی۔ یہاں یہ دیکھیں گے کہ فرشتے پکڑ پکڑ کر انکو دوزخ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ دیکھ لیجئے یہی وہ دوزخ ہے۔ جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔ اور جسکے متعلق تمہارا یہ خیال تھا۔ کہ یہ محض ڈھکوسلا ہے۔ کہاں کی آگ، اور کہاں کا عذاب۔ خوب اچھی طرح دیکھو۔ کہیں جادو کی کرشمہ سازی تو نہیں۔ کوئی شعبدہ بازی تو نہیں ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے۔ کہ خلاف توقع تمہیں جہنم میں پھینک دیا گیا ہے۔ تو چاروناچار اسکو برداشت کرو۔ یا ذکر کرو۔ چارو ناچار رہنا پڑیگا۔ کیونکہ تمہارے اعمال اسی جگہ کے مقتضی ہیں۔ یہ اللہ کا مقام غضب ہے۔ یہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے دنیا میں اسکے احکام سے روگردانی کی ہے۔ اور ادنیٰ ترین آسائشوں کی خاطر ہمیشہ کے عیش و جسم دوزخ کی بیکسی کو چھوڑا اور ترک کیا ہے۔ جنہوں نے وہاں کبر و غرور کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور صداقت کو محض اس لئے تسلیم نہیں کیا کہ اسکو پیش کرنیوالا ایک انہیں میں کا انسان ہے۔ محض اسلئے ایمان کی دولت سے محروم رہے ہیں۔ کہ اسکو ماننے والا امیری اعزازات کا حامل نہیں ہے۔ اور اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے دوسرے آستانوں پر اپنے سر کو جھکایا ہے۔ خود اپنی توہین کے مرتکب ہوئے اور باری تعالیٰ کی جناب میں بھی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔

حل لغات۔ یُدَعُّوْنَ۔ کشاں کشاں لائے جائیں گے۔

١٧- إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ○

١٧- بیشک متقی لوگ ف باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے ○

١٨- فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ
رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ○

١٨- میوے کھانے والے جو انہیں اُنکے رب نے دیئے اور
اُن کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچایا ○

١٩- كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

١٩- جو عمل تم کرتے تھے اسکے صلہ میں خوشگوار کھاؤ پیو ○

٢٠- مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُمْ
بِحُورٍ عِينٍ ○

٢٠- تختوں پر جو برابر بچھے ہوں گے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور
ہم نے گورے گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں اُنسے بیاہ دیں

٢١- وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ
بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا
أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ
امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ○

٢١- اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد ایمان میں اُن کے
پیچھے چلی اُن کی اولاد کو ہم اُن سے ملا دینگے ۔ اور اُن
کے عمل میں سے ہم انہیں کوئی شئے کم نہیں دیں گے ہر آدمی
اپنی کمائی میں پھنسا ہوا ہے ○

٢٢- وَأَمْدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا
يَشْتَهُونَ ○

٢٢- اور جس قسم کا میوہ اور گوشت وہ چاہیں گے ہم اُن کے
لئے ریل پیل لگا دیں گے ○

بہشت والے

ف ان آیتوں میں پاکبازوں اور متقیوں کے مقام کی تشریح فرمائی ہے ۔ کہ ان لوگوں نے دُنیا میں اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے اپنی آسائشوں اور آسودگیوں کو چھوڑا تھا ۔ یہاں انکو ان مسرتوں سے تمام و کمال بہرہ مند کیا جائیگا ۔ یہاں یہ اللہ کی رضا کو محسوس کریں گے ۔ اور اس پر خوش ہوں گے ۔ ان سے کہا جائے گا ۔ کہ جس چیز سے چاہو اپنے کام و دہن کی تواضع کرو ۔ اطمینان و وقار کے ساتھ مزین و آراستہ تختوں پر بیٹھو ۔ پھر ایسا ہوگا ۔ کہ تسکین روح کے لئے بڑی بڑی آنکھوں والی گوری چٹی عورتوں کو ان کی رفاقت میں دے دیا جائے گا ۔ پھر ان لوگوں کی اولاد اگر مرتبہ و مقام میں اُن سے فروتر ہوگی ۔ تو ان کو خوش کرنے کے لئے اس کو بھی ان کے پاس بھیج دیا جائے گا ۔ اور خود اُن کے اعمال میں سے کوئی چیز کم نہ ہوگی ۔ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے آسائش یا عذاب حاصل کرے گا ۔ ان پاکباز نفوس کو عمدہ عمدہ میوے کھانے کے لئے ملیں گے ۔ گوشت ان کے سامنے پیش کیا جائے گا ۔

حلِ لُغات

هَنِيئًا ۔ خوشگواری کے ساتھ ۔
مَا أَلَتْنَاهُمْ ۔ کم نہیں کریں گے ۔

۲۳- يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ○

۲۳- وہاں وہ ایک دوسرے سے پیالے جھپٹ لیتے ہیں۔ نہ اس کے سرور میں بیہودہ گوئی ہے اور نہ گناہ ○

۲۴- وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ○

۲۴- اور اُن کے آس پاس اُن کے جوان لڑکے پھرتے ہیں گویا وہ غلاف میں دھرے ہوئے موتی ہیں ○

۲۵- وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○

۲۵- اور بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے ○

۲۶- قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ○

۲۶- کہیں گے کہ ہم اپنے گھر میں ڈرتے ڈرتے رہتے تھے ○

۲۷- فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ○

۲۷- سو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں گرم لُو کے عذاب سے بچا لیا ○

۲۸- إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ○

۲۸- ہم تو پہلے ہی اُسے پکارتے تھے۔ بیشک وہی احسان کرنے والا مہربان ہے ○

۲۹- فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ○

۲۹- سو اب تو نصیحت کر کہ تو اپنے رب کے فضل سے نہ تو جنوں سے خبر لینے والا ہے اور نہ دیوانہ ○

۳۰- أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ○

۳۰- کیا وہ کہتے ہیں کہ شاعر ہے ہم اس کی نسبت گردشِ زمانہ کے منتظر ہیں ○

اور شراب کے قدحوں پر چھینا جھپٹی کریں گے۔ مگر بے ہودگی کے ساتھ نہیں۔ دُنیا میں شفقت کی وجہ سے بلکہ [illegible] کرتے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو پاکیزگی اور خوبصورتی میں موتیوں کی طرح ہوں گے ان کے کام کاج کیلئے مقرر ہونگے۔ جنگی خدمات سے انکار ان کا شعار ہوگا۔ گویا وہ ہر چیز انکو میسّر ہوگی جس کی نفسِ انسانی آرزو کرسکتا ہے۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ بشرطیکہ اطاعت اور اللہ کی فرمانبرداری ہو۔

اعمال کی اصلی حیثیت

اہلِ جنت جب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہائے گوناگوں کو دیکھیں گے اور محسوس کریں گے کہ یہاں کامل بہجت اور مسرت کا سامان موجود ہے۔ تو از راہِ شکر گزاری آپس میں اللہ کے اس احسانِ عظیم کا تذکرہ کریں گے کہ دنیا میں ہم عاقبت سے بہت ڈرتے تھے۔ اور خشیت اور خوف کے جذبات ہم پر طاری رہتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ کہ اس نے عذاب نار سے بچا لیا۔ گویا یہ بالباز فخر اس وقت بھی کبر و غرور کی آسودگی سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کریں گے۔ بلکہ یہ کہیں گے۔ کہ اس مقام بلند تک رسائی جو ہوئی ہے۔ تو محض اس کے کرم اور مہربانی کی وجہ سے ورنہ ہمارے اعمال اس لائق کہاں تھے۔ کہ اس درجہ انعام و اکرام کے مستحق ہوتے۔ ہم اللہ کو دنیا میں مخاطب تو کرتے تھے۔ دعاؤں میں پکارتے بھی ضرور تھے۔ مگر یہ محض اس کی شفقت اور رحمت ہے۔ کہ اس نے ہم گنہگاروں کو جنت کی نعمتوں سے نوازا اور ہماری سُن لی۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے اعمال انسان کو اس قابل بنا دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے۔ اعمال براہِ راست نجات کا استحقاق نہیں پیدا کرتے۔ کیونکہ خداوند کی طرف سے انسان پر احسانات کا بار اتنا بڑا ہے۔ کہ اگر ہر شخص عمر بھر اس کا شکر ادا کرتا رہے۔ جب بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اسکے اعمال عنداللہ محسوب ہوں۔ کیونکہ بڑے سے بڑا عمل بھی اس کے نزدیک حقیر ہے۔ اور کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

از دست و زبان کہ برآید ۔ کز عہدۂ شکرش بدر آید

حلِ لغات:- لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ۔ (دیکھو صفحہ ۱۴۵۰) غرض یہ ہے۔ کہ اہلِ جنت کا مذاق و وجدان اس درجہ ارفع و اصلاح پذیر ہو جائے گا۔ کہ جو چیزیں تعیشات میں نقصان دہ

۳۱ - قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ○

۳۱ - تو کہہ منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ○

۳۲ - أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ○

۳۲ - کیا ان کی عقلیں انہیں ایسا حکم دیتی ہیں یا وہ لوگ سرکش ہیں ؟ ○

۳۳ - أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ○

۳۳ - کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن بنا لیا ہے کوئی نہیں بلکہ وہ یقین نہیں لاتے ○

۳۴ - فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ○

۳۴ - سو اگر وہ سچے ہیں تو اسی طرح کی کوئی بات بھی وہ لے آئیں ○

۳۵ - أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ○

۳۵ - کیا وہ بغیر کسی بنانے والے کے بن گئے ہیں یا وہ خود ہی بنانے والے ہیں ؟ ○

۳۶ - أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ○

۳۶ - یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے ! کوئی نہیں بلکہ وہ یقین نہیں کرتے ○

۳۷ - أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ○

۳۷ - یا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں ○

۳۸ - أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ

۳۸ - یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر وہ سن آتے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵۵ - نے فرمایا۔ کہ آپ ان لوگوں کے ملامات کی پرواہ نہ کیجئے۔ اور برابر ان کو اللہ کا پیغام سناتے رہیے۔ نہ آپ کاہن ہیں۔ نہ مجنون۔ آپ کی ذہنی قابلیتوں کا اندازہ یہ لوگ نہیں کر سکتے۔ نہ یہ کہ آپ شاعر ہیں۔ اگر یہ لوگ زمانہ کے حوادث کے منتظر ہیں۔ تو بات درست ہے۔ ان سے کہئے۔ کہ میں بھی منتظر ہوں۔ (حاشیہ صفحہ ۴) اور ان سے پوچھئے۔ کہ یہ متضاد باتیں آپ کی طرف کیوں منسوب کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ کہانت جانتا ہے۔ جس کے لئے ذہانت کی ضرورت ہے۔ اور کبھی خلل دماغ کا طعنہ دیتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں متناقض ہیں۔ کیا ان کی عقلوں کا یہ فتویٰ ہے۔ یا محض شرارت۔ ان لوگوں سے کہئے۔ کہ اگر ان کو قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہے۔ تو ایسا کلام بنا کر پیش کریں۔ اور عملاً ثابت کریں۔ کہ انسان ایسے بلند پایہ پیغام کو وضع کر سکتا ہے۔ مگر یہ تاریخ اسلام کا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ کہ گو قرآن نے بار بار ان کی دینی غیرت اور حمیت کو ابھارا اور کہا۔ کہ وہ آئیں اور قرآن کا مقابلہ کریں۔ لیکن ان کو قطعاً اس کی جرأت نہیں ہو سکی۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ کہ باوجود فصاحت و بلاغت کے چرچوں کے ان لوگوں نے ایک دفعہ بھی سنجیدگی کے ساتھ اس بات کی کوشش نہیں کی۔ قرآن جیسی کوئی چیز لکھیں۔ کیونکہ یہ لوگ جانتے تھے۔ کہ اس کا انداز بیان بالکل نادر ہے۔ اور انسانی طاقت اور وسعت سے اس کا جواب ناممکن ہے ۔

ؔ غرض یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے مرتبہ و مقام کو پہچانیں۔ اور اللہ کے سامنے جھکیں۔ کیونکہ یہ خود بخود موجود نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو خلعت وجود بخشا ہے ۔

حلِ لغات

اَحْلَامُهُمْ ۔ حِلْمٌ کی جمع ہے۔ یعنے عقل ۔

تَقَوَّلَهُ ۔ تقول کے معنے وضع کرنے کے ہیں ۔

سُلَّمٌ ۔ سیڑھی ۔

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝
٣٩- اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝
٤٠- اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝
٤١- اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝
٤٢- اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ۝
٤٣- اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
٤٤- وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝
٤٥- فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ

پس اُسکے سننے والا کوئی صریح دلیل لائے ۝
٣٩- کیا خدا کے لئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے ۝
٤٠- کیا تو اُن سے کچھ مزدوری مانگتا ہے . کہ ان پر چٹی کا بوجھ ہے ۝
٤١- کیا اُن کو غیب کی خبر ہے . سو وہ لکھ رکھتے ہیں ۝
٤٢- یا وہ کچھ مکر کیا چاہتے ہیں ؟ سو وہ جو کافر ہیں وہی مکر میں پھنسے ہیں ۝
٤٣- یا اُن کا خدا کے سوا کوئی معبود ہے ؟ وہ اللہ اُن کے شریک بنانے سے پاک ہے ۝
٤٤- اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں تو کہیں کہ تہ بر تہ جما ہوا بادل ہے ۝
٤٥- سو تو انہیں چھوڑ یہاں تک کہ وہ اپنے اُس دن سے ملاقات

کیا خدا کے اولاد ہے؟

ل عرب والوں کے اس عقیدہ کی تردید ہے . کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں . فرمایا . اس حقیقت پر غور تو کرو . کہ اس کی ذات والاصفات توالد و تناسل سے بالکل منزہ ہے . پھر اگر اس کے اولاد فرض بھی کر لی جائے . اور اس کفر کو تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جائے . تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تم اپنے لئے تو لڑکے پسند کرو . اور اللہ کے لئے اولاد اناث . اگر تمہارے لئے یہ بات لائق فخر نہیں . کہ تم بیٹی کے باپ کہلاؤ . تو پھر جب تمہارا عقیدہ ہے اس عقیدہ کو اختیار کرتے ہوئے کیونکر وہ عزت اور وقار کا مستحق ہے . غرض یہ ہے . کہ تمہارا یہ عقیدہ بھی اور دوسرے مزعومات میں صراحتاً ناقص ہے .

پیغمبر تنخواہ دار نہیں ہوتا

ٹ جب یہ بدبختان ازلی رشد و ہدایت کے فیوض سے محروم رہتے . تو حضور کو بتقاضائے شفقت و ہمدردی بڑا دکھ ہوتا . اور آپ کے قلب پاک پر یہ اعراض و تمرد بہت گراں ہوتا . اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا . کہ آپ کا کام محض میرے پیغام کو ان تک پہنچا دینا ہے . اگر نہیں تسلیم کرتے تو نہ کریں . آپ اُن سے کچھ معاوضہ تو وصول کرتے ہی نہیں . جو ان کا اس پر حسد و عداوت طول ہو . مان جائیں . تو اس میں ان کا اپنا بھلا ہے . نہیں مانتے ہیں . تو اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں . آپ بالکل بے فکر اور طمانیت قلب کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے رہیں .

ٹ انکار کی ایک وجہ یہ ہو سکتی تھی . کہ علوم نبوت کے علاوہ کچھ ان کے پاس بھی اسرار و رموز ہوں . اور وہ ان پر قانع ہوں . مگر یہ بات بھی تو نہیں . میسر تھی حضور پر نبوت کی نعمت تمام ہو چکی تھی . اور غیب کی سب راہیں مسدود . یہ ناممکن تھا . کہ اس مہبط وحی و الہام کے علاوہ کہیں اور بھی فیوض کا دریا جاری ہو . اور نبوت و رسالت کو چھوڑ کر تفکیر اور بصیرت پہنچ کے کچھ دوسرے وسائل بھی ہوں . اس لئے بہتر یہی تھا . کہ یہ لوگ اپنے معتقدات وہم و خیال کو چھوڑ کر حضور کی اطاعت کرتے اور عقل سلیم لے کر اسلام کی صداقتوں کو مان لیتے .

ث فرمایا . یہ لوگ مسلمانوں اور حضور کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں . مگر ان کو معلوم نہیں . کہ آخر یہ سب تدبیریں انہیں کے کام آئیں گی . اور یہی پھنسیں گے .

حل لغات :- مغرم - تاوان . کسفا - کسی چیز کا ٹکڑا . واحد اور جمع دونوں کے آتا ہے .

يُصْعَقُونَ ○
٤٦ - يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا
وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ○
٤٧ - وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○
٤٨ - وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ○
٤٩ - وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ○ ع

کریں۔ جس میں وہ بے ہوش کئے جائیں گے ○ ف١
٤٦- جس دن اُن کا فریب اُن کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اور نہ
اُنہیں مدد پہنچے گی ○ ف٢
٤٧- اور بے شک اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا۔ اس سے
پہلے ایک اَور عذاب ہے لیکن ان میں بہت لوگ نہیں جانتے ○
٤٨- اور تو اپنے رب کے حکم کا منتظر رہ کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے
ہے اور جب تو اُٹھے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کر ○
٤٩- اور کچھ رات گئے بھی تسبیح کر اور جب تارے پیٹھ پھیریں (اُس وقت بھی) ○

آیاتھا (٦٢) (٥٣) سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ (٢٣) رکوعاتھا (٣)

(٥٣) سورۂ نجم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○
١- وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ○
٢- مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
١- تارے کی قسم جب گرے ○
٢- تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بے راہ چلا ہے ○ ف٣

حاشیہ صفحہ ١٢٥٧
ف فرمایا۔ کہ کیا اللہ کے سوا ان کے پاس دوسرا خدا بھی ہے؟ یعنی کیا یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ اس کائنات میں کوئی دوسری شخصیت بھی کارفرما ہے جس کے ہاتھ میں دنیا کا انتظام و انصرام ہے۔ اگر نہیں، تو پھر کیوں اُس کے آستانۂ جلال پر نہیں جھکتے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)
ف یعنی ان لوگوں کی دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے۔ کہ اگر عذاب الٰہی کو بڑھتا دیکھ لیں۔ جب بھی نہ مانیں فرمایا۔ آپ ان لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے۔ ایک دن آنے والا ہے۔ جب ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔ اور معلوم ہو جائے گا۔ کہ اب عذاب آگیا ہے۔ اور ہماری تمام تدبیریں ناکام ہیں۔ اور اب یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ کوئی دیوتا ہماری اس آڑے وقت میں مدد کر سکے۔

ف٢ غزوۂ بدر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اس میں صنادید قریش کو چن چن کر مار ڈالا گیا۔ اور ان کے سارے ناز اور غرور کو خاک میں ملا دیا گیا۔

سورۂ نجم
جبریل کو دیکھا

ف٣ یعنی جس طرح ستارے غروب کے وقت سمت کا پتہ دیتے ہیں۔ اور گم گشتگان راہ ان کو دیکھ کر اپنا راستہ پا لیتے ہیں۔

حلِ لغات:- يُصْعَقُونَ۔ اُن کے ہوش اُڑ جائیں گے صعق سے ہے۔ جس کے معنے بیہوش ہو جانے کے ہیں۔
بِأَعْيُنِنَا۔ یعنی آپ ہماری حفاظت میں ہے۔۔ (باقی ص ١٢٥٩ پر)

۳- وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○

۳- اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا ○

۴- اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

۴- یہ تو وحی ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے ○

۵- عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ○

۵- سخت قوتوں والے نے اسے سکھایا ہے ○

۶- ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ○

۶- جو زبردست ہے۔ پھر سیدھا بیٹھا ○

۷- وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ○

۷- اور وہ آسمان کے اونچے کنارہ پر تھا ○

۸- ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ○

۸- پھر وہ نزدیک ہوا۔ پس اتر آیا ○

۹- فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○

۹- پھر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک ○

۱۰- فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ○

۱۰- پھر اس نے اپنے بندہ کی طرف جو وحی نازل کرنی تھی کی ○

۱۱- مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○

۱۱- جو دیکھا اس میں اُسکے دل نے جھوٹ نہیں کہا ○

۱۲- اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ○

۱۲- اب کیا تم اس سے اس چیز میں جھگڑتے جو اس نے دیکھی؟ ○

۱۳- وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○

۱۳- حالانکہ اس نے اُسے اُترتے ہوئے ایک دفعہ اور بھی دیکھا ہے ○

۱۴- عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○

۱۴- پہلی حد کی بیری کے پاس ○

۳- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمانِ ہدایت کے کوکبِ تاباں ہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ اس میں گمراہی اور فکر و استدلال کی لغزش کو قطعاً دخل نہیں۔ ان کی سب باتیں وحی و الہام کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ یہ اپنی طرف سے اپنی خواہش کے مطابق نہیں کہتے۔ ان کے خیالات اور اُنکی خواہشات نفس کے تابع نہیں۔ بلکہ منشاء الٰہی کے۔ ان کے معلم جبریل ذی قوت ہیں۔ جن کی القاء کی استعداد بہت زبردست ہے۔ آپ نے ان کو اپنی پوری اصل میں دیکھا ہے۔ جب کہ یہ آسمان کے بلند ترین کنارہ پر متمکن تھے۔ پھر جب قریب ہوئے۔ کچھ جھکے۔ اور قریب۔ اور دو کمانوں کے برابر یا کم فاصلہ دونوں میں رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکی وساطت سے اپنے بندے کو مخاطب کیا۔ اور رشد و ہدایت کے منصب پر فائز کیا۔ انکا نفس میں دل نے جو کچھ دیکھا۔ اس میں جھوٹ اور فریب قطعاً نہیں تھا۔ یہ ایک حقیقت تھی۔ اور واقعہ تھا۔ تم کو اگر شبہ ہے۔ تو سنو کہ انہوں نے جبریل کو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک جس کے قریب ہی جنت ہے۔ جبکہ اس پر انوار و تجلیات چھا رہی تھیں۔ اس وقت بھی نگاہوں نے امر واقعہ کا جائزہ لینے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں کو آپ نے دیکھا اور اس کی بے انتہا قدرتوں کا اندازہ کیا۔

ما ضلّ صاحبکم کا لفظ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ جس پیغمبر نے تمہارے سامنے چالیس برس کی ایک عمر بسر کی ہے۔ اور کبھی اس کا دامن جھوٹ سے آلودہ نہیں ہوا۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ ایک دم وہ اس درجہ افترا پیشہ ہو گیا ہے۔ کہ جھوٹے واقعات کو اللہ کی جانب منسوب کرنے لگے۔

(باقی صفحہ ۱۲۶۰ پر)

حل لغات

الھویٰ۔ خواہش نفس۔

شدید القویٰ۔ نہایت طاقت ور۔ جبریل کا لقب ہے۔

مِرّۃ۔ یعنی فطری طاقت ور ہے۔ قاب۔ انداز۔

قوسین۔ کمانیں۔ عربوں میں قاعدہ تھا۔ کہ جب دو قبیلے آپس میں معاہدہ کرتے۔ تو وہ اپنی کمانوں کو ایک دوسرے کی طرف بڑھاتے اور قریب کرتے۔ یہاں تک کہ وہ باہم مل جاتیں۔ اور وہ اس کو قاب قوسین کے لفظ سے تعبیر کرتے۔ مقصد یہ ہے کہ جبریل عالم بشریت کے قریب ہوگئے اور کچھ حضور بشریت سے ملکوتیت کی طرف بڑھے۔ اور یوں دونوں

* عربی میں اتنا فاصلہ رہ گیا جتنا عام طور پر دو گفتگو کرنے اور مصافحت کرنے والوں میں رہ جاتا ہے۔

۱۵- عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝
۱۶- اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝
۱۷- مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝
۱۸- لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝
۱۹- اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝
۲۰- وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝
۲۱- اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝
۲۲- تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝
۲۳- اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ
وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ
مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

۱۵- کہ اس کے پاس رہنے کی بہشت ہے ۝
۱۶- جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ کہ چھا رہا تھا ۝
۱۷- نگاہ نہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی ۝
۱۸- بیشک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ۝
۱۹- بھلا تم دیکھو تو، لات اور عزیٰ ۝
۲۰- اور منات تیسری پچھلی (یہ کیا چیز ہیں؟) ۝
۲۱- کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ کے لئے لڑکیاں؟ ۝
۲۲- یہ تو بہت بھونڈی تقسیم ہے ۝
۲۳- یہ بت کچھ نہیں مگر صرف چند نام جو تم نے اور تمہارے
باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے بارے
میں کوئی سند نہیں اتاری۔ یہ لوگ صرف اٹکلوں اور
نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب

بت پرستی پر کوئی دلیل نہیں

ان آیتوں میں بت پرستی کی مذمت فرماتے ہوئے کہا ہے کہ
یہ بت جن کو تم نے اللہ کا نام دے رکھا ہے، حقیقتاً ان میں الوہیت کی
کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ یہ محض پتھر ہیں۔ بالکل بے جان اور بے حس
ان کی پوجا اور پرستش کے لئے کوئی دلیل ہی نہیں۔ محض بربنائے ظن و
تخمین تم لوگ ان سے عقیدت رکھتے ہو۔ اور ان کو خیر و شر کا مالک سمجھتے
ورنہ عقل و وجدان کے پاس اس کے جواز کے لئے کوئی برہان نہیں ہے
جس سے یہ ثابت ہو سکے، کہ یہ پتھر باوجود اپنی ساخت کے، اور باوجود
زبوں حالت کے اپنے اندر اتنا تقدس رکھتے ہیں، کہ ان کو خدا قرار دیا جائے
اللہ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے ۝

حل لغات

ضِيْزٰى۔ ناقص تقسیم ۝
يَغْشٰى۔ محبت۔ تعمت ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵۹:-
وَمَا يَنْطِقُ۔ میں۔ وہ تشریحات ہیں۔ یعنی جہاں تک
لوگوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کا تعلق ہے۔ آپ جو کچھ کہتے
ہیں۔ وہ مستفاد ہوتا ہے، جناب باری سے ۝
سدرۃ۔ المنتہیٰ ایک مقام ہے۔ جہاں سالک جا کر رک جاتا
ہے۔ اور جبریل بھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ جہاں صرف
حیرت ہے۔ اور عقل و خرد کا تیز رفتار جیرہ انوار و تجلیات کے ہجوم
سے گھبرا جاتا ہے اور اسی وسعت علم و قدرت میں گم ہو کر رہ جاتا
ہے یہ وہ مقام ہے جہاں کائنات کی سرحدیں ختم ہوتی ہیں۔ اور
غیب و اسرار الہیہ کا آغاز ہوتا ہے ۝
(حاشیہ صفحہ ھذا)
ف مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى سے مقصود یہ ہے۔ کہ پیغمبر کے
مشاہدات روحانی میں کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ روح اور نفس کا
کوئی دھوکہ کارفرمائی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ جو دیکھتے ہیں، وہ
سراپا حقیقت اور امر واقعہ ہی ہوتا ہے ۝

مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ○

٢٤- أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ○

٢٥- فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ○

٢٦- وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ○

٢٧- إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ ○

٢٨- وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ○

٢٩- فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا

کی طرف سے ہدایت آچکی ہے ○

٢٤- کیا انسان جس بات کی تمنا کرے پا سکتا ہے؟ ○ ف۱

٢٥- سو پچھلا (جہان) اور پہلا جہان اللہ کے ہاتھ میں ہے ○

ربع ١

٢٦- اور آسمانوں میں بہت فرشتے ہیں کہ ان کی شفاعت کچھ کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کیلئے چاہے اجازت دے اور پسند کرے ○ ف۲

٢٧- جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کے عورتوں کے سے نام رکھتے ہیں ○ ف۳

٢٨- اور ان کو اس کا علم نہیں صرف گمان پر چلتے ہیں۔ اور ٹھیک بات میں گمان کچھ کام نہیں آتا ○

٢٩- سو جو ہمارے ذکر سے منہ موڑے اور سوائے دنیا

ف۱ یہ واضح طور پر بتایا جا چکا ہے۔ کہ اس کے تخیل کے لئے کن کن مقتضیات کا ہونا ضروری ہے۔ کیا ان لوگوں کی یہ رائے ہے۔ کہ یہ جو کچھ چاہیں گے وہی ہوگا۔ اور دین کو ان کی خواہشات نفس کے تابع کر دیا جائے گا۔ سو ایسا نہیں ہو سکتا۔ دنیا اور آخرت کے تمام اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ان کو دنیا میں بھی اس ذلیل عقیدہ پر مواخذہ کریگا۔ اور عاقبت میں بتلائے گا۔ کہ تم لوگ راہ راست پر گامزن نہیں تھے۔

فرشتے بھی جرأت لب کشائی نہیں رکھتے

ف۲ فرمایا۔ کہ ان لوگوں کو جو کہ ان اصنام سے [illegible] پر اعتماد ہے۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ان کی سفارش کریں گے۔ حالانکہ وہاں بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ فرشتے بھی باوجود انتہائے تقرب اور پاکیزگی کے اس کے جلال و جبروت کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہیں رکھتے۔ انکو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ بلا اس کی اجازت کے کسی شخص کے متعلق سفارش کے کلمات کا اظہار کر سکیں۔ پھر اس صورت حال میں یہ کیونکر ممکن ہے؟ کہ ان کا یہ اعتقاد درست اور صحیح ثابت ہو۔

فرشتے مذکر ہیں کہ مؤنث

ف۳ غور فرمائیے یہ کیا جہالت تھی۔ کہ مکے والے فرشتوں کو مؤنث سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ فرشتے اپنی ذات کے اعتبار سے ایسی لطیف اور نورانی صفات کے مالک ہیں۔ کہ ان کے متعلق تذکیر و تانیث کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث۔ ان میں سرے سے ہی یہ جنسی جذبات نہیں ہوتے۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے محض اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ کائنات کے امور انکے سپرد کر کے ان کو حسن وجوہ تکمیل تک پہنچائیں۔ اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا بہترین نمونہ پیش کریں۔ ان کے متعلق یہ رائے رکھنا۔ کہ یہ خدا سے نسبی نسبت رکھتے ہیں محض ان کی خرافات ہیں جن میں حقانیت کا کوئی شائبہ نہیں۔ فرمایا۔ کہ آپ ان کے ان خرافات سے اعراض فرمائیں۔ یہ نتیجہ ہیں محض دنیا میں انہماک اور جہالت کا۔ اگر یہ لوگ اللہ سے محبت رکھتے اور عاقبت کے مسئلہ کو اہمیت دیتے۔ تو پھر یہ اس طرح کے خرافات کے قائل نہ ہوتے۔

حل لغات:- مَلَكٍ۔ فرشتہ۔
الظَّنَّ۔ غیر یقینی بات۔

وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝

۳۰- ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ
هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۙ وَهُوَ
أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ الربع

۳۱- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ
الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ
الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنٰى ۝

۳۲- الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبٰٓئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ
أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ
أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهٰتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا
أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ ع

کی زندگی کے اور کچھ نہ چاہے اُس سے تو مُنہ پھیر لے ۝

۳۰- اُن کی سمجھ کی انتہا یہیں تک ہے۔ تیرا رب ہی سے خوب جانتا
ہے۔ جو اس کی راہ سے بہکا ہوا ہے اور اُسے بھی خوب جانتا
ہے جو ہدایت پر ہے ۝

۳۱- اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کا ہے تاکہ بدکاروں
کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کرداروں کا
اچھا بدلہ دے ۝

۳۲- جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز
کرتے ہیں سوائے نزدیک ہو جانے کے اُن گناہوں سے
بیشک تیرے رب کی بخشش بڑی وسیع ہے۔ وہ تمہیں خوب
جانتا ہے جب اُس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب تم
اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے تھے۔ سو تم اپنے نفسوں کو
پاک نہ ٹھہراؤ۔ پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے ۝

خدا کا مطالبہ

ف- اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں سے سو فیصد ہی نیک ہونے کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اور یہ نہیں چاہتا۔ کہ ان سے کسی لغزش اور کوتاہی کا صدور نہ ہو۔ کیونکہ اس نے انسان کو بنایا ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اس ظلوم وجہول انسان کی طبیعت کس قسم کی ہے۔ وہ صرف یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ جہاں تک سنگین گناہوں اور کھلی برائیوں کا تعلق ہے۔ انسان ان سے بچے اور ان سے موافقت نہ کرے۔ زندگی کا نقشہ صحیح ہو۔ دماغ درست ہو اور عقیدہ ایسا نہ ہو جو اس کو گمراہ کر دے۔ تو پھر اللہ اتنا واسع مغفرت ہے۔ کہ چھوٹی چھوٹی لغزشوں پر مواخذہ نہیں کرے گا۔ وہ تو یہ بھی کر سکتا ہے۔ کہ کبائر سے بھی چشم پوشی کر لے۔ اور بڑے بڑے گناہوں سے درگزر کر دے۔ مگر ایسا کرنا خود انسان کے لئے مضر ہے۔ اس کے معنے صاف طور پر یہ ہیں۔ کہ دنیا میں بے خوف و خطر اللہ کے احکام کی مخالفت ہو۔ اور بلا روک ٹوک کے معاصی کا ارتکاب کیا جائے۔ اس طرح سے انسانی روح کے ناپاک اور تاریک ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنا دیا۔ کہ یاد رکھو۔ ان لغزشوں کو چھوڑ کر جو تقاضائے بشریت تم سے صادر ہوتی ہیں۔ باقی احکام شریعت کی مخالفت میں پوری پوری سزا دی جائے گی۔

اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور وہ ان تمام منزلوں سے آگاہ ہے۔ جن میں سے گزر کر تم نے یہ شکل و صورت اختیار کی ہے۔ اس لئے اس کے سامنے مشیخت اور تقدس کا اظہار نہ کرو۔ اس کی نگاہوں سے متقی اور پرہیزگار اوجھل نہیں ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ تم میں سے کن لوگوں نے روگردانی کی۔ اور اللہ کے عذاب کے مستحق ہوئے۔

حل لغات

اِلَّا اللَّمَمَ۔ صغائر۔ ہلکے ہلکے گناہ۔
اَجِنَّةٌ۔ جنین کی جمع ہے۔

۳۳ - اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۙ
۳۴ - وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ○
۳۵ - اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ○
۳۶ - اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۙ
۳۷ - وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ۙ
۳۸ - اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۙ
۳۹ - وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ
۴۰ - وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۙ
۴۱ - ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۙ
۴۲ - وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۙ
۴۳ - وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۙ
۴۴ - وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ○

۳۳ - بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے منہ پھیر لیا! ○
۳۴ - اور تھوڑا سا دیا اور پھر سخت دل ہوگیا ○
۳۵ - کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے سو وہ دیکھتا ہے! ○ (ف)
۳۶ - کیا اُسے اس بات کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں لکھی ہے
۳۷ - اور ابراہیم کی بھی جس نے اپنا قول پورا اُتارا ○
۳۸ - یہ کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائیگا ○
۳۹ - اور یہ کہ انسان کیلئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی ○
۴۰ - اور یہ کہ اس کی کوشش اُسے دکھائی جائے گی ○
۴۱ - پھر اُسے پورا بدلہ ملے گا ○
۴۲ - اور یہ کہ تیرے رب کی طرف پہنچنا ہے ○
۴۳ - اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے ○
۴۴ - اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے ○

ف اَلَّذِیْ تَوَلّٰی سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ ان مخالفین نے اللہ کے پیغام کو ٹھکرا دیا ہے۔ اور تسلیم و رضا سے روگردانی کی ہے۔ پہلے جب حضورؐ تشریف نہیں لائے تھے۔ اس وقت تو رفاہِ عام کے کاموں میں کچھ حصہ لیتے تھے۔ اور جود و سخا سے کام لیتے تھے۔ مگر اب ضد اور تعصب میں آکر انہوں نے وہ بھی بند کر دیا ہے۔ کیا ان لوگوں کے پاس اس طرزِ عمل کے جواز کے لئے کوئی سند غیب سے نازل ہوئی ہے۔ یا محض بغض و عناد کا مظاہرہ ہے ●

اسلام پہلا مذہب ہے۔ جس نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ گناہوں کے بوجھ کو کوئی دوسرا اپنی پیٹھ پر لادے۔ اور خود تکلیف برداشت کرکے دوسروں کے لئے کفارہ ہو جائے۔ خدا کے قانون کے سامنے سب یکساں جواب دہ ہیں۔ وہاں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ آپ اپنی طرف سے کیا پونجی لائے ہیں۔ آپ کے اعمال کیا ہیں۔ اور آپ نے دین کی راہ میں کس حد تک مصائب کو برداشت کیا ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ کمال نہیں ہے۔ کہ مسیح کو صلیب پر ٹانگ دیا جائے۔ اور خود مزے کئے جائیں۔ بلکہ گر یہ افسانہ سچا ہے۔ تو پھر خود بھی سو صلیبوں پر چڑھنا ہوگا۔ اور درسِ ایثار دینا ہوگا۔ جب جا کر کہیں نجات کی توقع ہو سکتی ہے ●

حلِ لغات

اَکْدٰی ۔ روک دیا۔ بند کر دیا ●
اَضْحَکَ ۔ ہنساتا ہے۔ یہ معرضِ مدح میں ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہنسنا اللہ کی ایک نعمت ہے ●

۴۵- وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○

۴۶- مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ○

۴۷- وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ○

۴۸- وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ○

۴۹- وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ○

۵۰- وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ○

۵۱- وَثَمُوْدَا۟ فَمَآ اَبْقٰى ○

۵۲- وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ○

۵۳- وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ○

۵۴- فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ○

۵۵- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ○

۴۵- اور اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ○

۴۶- نطفہ سے جب ٹپکایا گیا ○

۴۷- اور یہ کہ دوسری پیدائش اس کے ذمہ ہے ○

۴۸- اور یہ کہ اسی نے غنی کیا اور پونجی دی ○

۴۹- اور یہ کہ وہی شعرائے ستارہ کا رب ہے ○

۵۰- اور یہ کہ اسی نے پہلے عاد کو ہلاک کیا ○

۵۱- اور ثمود کو پھر باقی نہ چھوڑا ○

۵۲- اور اس سے پہلے قوم نوح کو کہ وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے ○

۵۳- اور الٹی ہوئی بستیوں کو دے ٹپکا ○

۵۴- پھر اس پر چھا گیا جو چھا گیا ○

۵۵- پھر تو اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس نعمت میں شبہ کریگا ○

ف۱ اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات یہ ہے۔ کہ وہ پہلے تو اتمام حجت کے لئے انبیاء بھیجتا ہے۔ خوارق اور معجزات دکھاتا ہے۔ کتابیں نازل کرتا ہے۔ اور پھر جب سرکش اور نادان انسان ان سب چیزوں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دیتا ہے۔ تو اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اور غیرت میں تحریک ہوتی ہے۔ اس وقت وہ ان لوگوں کو زندگی کے تمام حقوق سے محروم کر دیتا ہے۔ چنانچہ تمام قوم عاد نے جب اللہ کے پیغام کو ٹھکرا دیا۔ تو ہلاکت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ قوم ثمود میں سے کوئی نفس باقی نہ رہا۔ نوح کی قوم پہ چادر آب بڑھا دی گئی۔ سدومیوں کی بستیاں الٹ دی گئیں۔ اور اسی طرح تباہ کیا گیا۔ کہ اللہ کی گرفت بہت سخت ہے۔

حل لغات

اَقْنٰی۔ یعنی پونجی باقی رکھتا ہے۔ سرمایہ برقرار رکھتا ہے۔

اَلشِّعْرٰی۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔ جس کی پرستش ہوتی تھی۔

اَلْمُؤْتَفِكَةَ۔ وہ بستیاں جو الٹ دی گئیں۔

۵۶- هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ○
۵۶- یہ تو پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے ○

۵۷- اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ○
۵۷- قریب آنیوالی قریب آگئی ہے (یعنی قیامت) ○

۵۸- لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ○
۵۸- سوائے اللہ کے اس کا ظاہر کرنے والا کوئی نہیں ہے ○

۵۹- اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ○
۵۹- کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو؟ ○

۶۰- وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ○
۶۰- اور ہنستے ہو اور روتے نہیں؟ ○

۶۱- وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ○
۶۱- اور تم کھلاڑیاں کر رہے ہو ○

۶۲- فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ○ السجدۃ
۶۲- پس اللہ کو سجدہ کرو اور پوجو ○

(۵۴) سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ (۳۷) — آیاتھا (۵۵) — رکوعاتھا (۳)

(۵۴) سورۃ قمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○
۱- وہ گھڑی (قیامت) نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا ○

۲- وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○
۲- اور اگر یہ لوگ کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیر لیں اور کہیں کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے ○

فرمایا۔ قیامت بہت قریب ہے۔ کوئی غیر اللہ قوت اس کو اپنے وقت سے نہیں ہٹا سکتی۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ اس کے لئے تیاری کرو۔ اور بجائے اظہار تعجب اور مذاق کے اللہ کے سامنے جھکو۔ رونے کی صلاحیت پیدا کرو۔ دل کے غبار کو آنسوؤں سے دھوؤ۔ اور غفلت و کبر سے باز آؤ۔ اور اس کے آستانۂ جلال و عظمت پر جھکو۔ عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ تعلقات نیازمندی کو استوار کرو۔

سورۃ القمر

اس سورت کا آغاز ایک عظیم الشان خرقِ عادت کے طور پر ہوتا ہے۔ بات یہ تھی۔ کہ کفار مکہ ایک طرف تو قیامت کے تخیل کا مضحکہ اڑاتے تھے اور دوسری طرف کسی معجزہ اور معجزہ کے طالب تھے۔ جو ان کی نظروں میں خیرگی پیدا کرے۔ اور انکے حواس معطل کر کے رکھدے۔ جس کو وہ دیکھیں اور ان کی کوئی عقل توجیہ نہ کر سکیں۔ چنانچہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ ایک بھرے مجمع میں حضورؐ سے مطالبہ ہوا۔ کہ یہ چاند جو نظر آتا ہے اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ حضورؐ نے سُنا۔ انگلی سے اشارہ کیا۔ تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ لوگوں میں کھلبلی مچ گئی۔ کچھ حیرت تھی کچھ ندامت کی خفت اس لئے۔ اس عظیم الشان معجزہ کو دیکھ کر بھی وہ یہی کہہ سکے۔ کہ یہ جادو ہے۔ نظر بندی ہے۔ اور سحر ہے۔ مقصد یہ تھا۔ کہ ایک طرف تو وہ اس محسوس و حتمی کو دیکھیں اور اپنے مشاہدہ سے سامنے فلسفہ یونان کو جھٹلا دیں۔ اور دوسری طرف قیامت کے امکانات ان پر زیادہ روشن ہو جائیں۔ انھیں معلوم ہو جائے۔ کہ جس طرح یہ کرۂ نورانی آن کی آن میں دو ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا اور پھر جڑ گیا۔ اسی طرح قیامت آئے گی۔ اور یہ بزمِ عالم بکھر جانے کے بعد پھر سے سنور جائیگی۔ یہی وجہ ہے۔ وانشق القمر سے پہلے اقتربت الساعۃ کو بیان فرمایا اور اس معجزہ کو قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔ مگر جن لوگوں نے اس باریک نکتہ کو نہ سمجھا۔ اور یہ کہا۔ کہ قرب قیامت کا ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اس وقت چاند پھٹے گا۔ اور ستارے گر پڑیں گے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ کو قرآن نے آیت اور بہت بڑی نشانی قرار دیا ہے اور وہ لوگ جو اس کو نہیں مانتے ان کے متعلق کہا ہے۔ کہ یہ لوگ خواہش کی پیروی میں مبتلا ہیں۔ اگر اس کا تعلق قیامت سے ہوتا۔ تو پھر نہ اسکو نشانی قرار دینے کی ضرورت تھی نہ سحر اور جادو کہنے کی اور نہ تکذیب کا کوئی موقع تھا۔ اور نہ خواہشات کی پیروی کا۔ کیونکہ جب چاند کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور عبادِ الٰہی الٹ دیئے جائینگی اس وقت لوگوں کو زندہ رہنے اور خود مخالفت کرنے کا وقت ہی کہاں

ہو بیٹے گا۔ و (باقی صفحہ ۱۲۶۶ پر)۔ حل لغات۔ سامدون۔ سمتغرقہ ہے جس کے معنے لہو و لعب میں مشغول ہونے اور تکبر سے سر اونچا رکھنے کے ہیں

۳- وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوٓا أَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝

۴- وَلَقَدْ جَآءَهُم مِّنَ الْأَنۢبَآءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝

۵- حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝

۶- فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝

۷- خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝

۸- مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

۹- كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝

۱۰- فَدَعَا رَبَّهُۥٓ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝

۳- اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں پر چلے اور ہر کام ایک وقت پر ٹھہرا ہوا ہے ۝

۴- اور انکے پاس خبروں میں سے اسقدر پہنچ چکا ہے جسمیں کافی تنبیہ ہے ۝

۵- اور یہ قرآن پوری عقل کی بات ہے۔ پر ڈرانے والوں کا ڈرانا کچھ فائدہ نہیں دیتا ۝

۶- سو تو انسے منہ پھیر لے جسدن بلانیوالا ان کو ایک ناگوار چیز کی طرف بلائیگا

۷- نیچی نظریں کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے۔ گویا وہ پراگندہ ٹڈیاں ہیں ۝

۸- بلانے کی طرف دوڑیں گے۔ کافر کہیں گے۔ یہ مشکل دن آیا ۝

۹- انسے پہلے قوم نوح نے جھٹلایا۔ پھر ہمارے بندہ کو جھوٹا کہا ــ اور دیوانہ بنایا۔ اور اسے دھمکی دی گئی ۝

۱۰- سو اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں عاجز ہوں تو ہی انسے بدلہ لے ۝

پچھلے صفحہ سے آگے، وہ تو ایک گھڑی میں سارا کھیل ہی ختم ہو جائیگا۔ ان حالات میں آنکھیں کھلیں گی۔ اور سرکش اور متمرد انسان دیکھے گا۔ کہ جس چیز کو میں جھٹلاتا تھا۔ وہ میرے سامنے آج موجود ہے۔ آیات کے انداز بیان سے ہی معلوم اور متبادر ہے۔ کہ یہ کوئی اہم واقعہ ہے۔ جو گزر چکا ہے۔ جو اس قابل تھا۔ کہ یہ لوگ۔ اس سے عبرت حاصل کرتے۔ مگر انہوں نے اپنی روایتی بدبختی کی وجہ سے نہیں مانا۔ صحیح اور واضح تر احادیث میں بھی اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ باقی وہ اعتراضات جو عقل و حکمت کے نام سے پیش کئے جاتے ہیں۔ تو اس کا صرف ایک جملہ میں یہ جواب ہے کہ اگر خدا پر ایمان ہے۔ تو پھر کوئی چیز بھی ناممکن نہیں۔

ناگوار دعوت

ف غرض یہ ہے۔ کہ ان بدبختان ازلی کے پاس سابقہ اقوام و ملل کے حالات پہنچ چکے ہیں۔ اور انہیں معلوم ہے۔ کہ کیونکر اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آتا ہے۔ اور کیونکر وہ بڑے بڑے باغیوں کو اپنے غضب جلال و جبروت سے جھکا دیتا ہے۔ مگر یہ لوگ باوجود ان تفصیلات بیان کرنے کے باز نہیں آتے ہیں۔ اور قصص و اخبار سے ان میں کچھ بھی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ تو آپ جانے دیجئے۔ اور ان سے تعرض نہ کیجئے۔ ایک وقت آنے والا ہے۔ جب پکارنے والا ان کو ایک غیر مانوس اور ناگوار چیز کی طرف بلا رہا ہوگا۔ اس وقت یہ آنکھیں کھلیں گی۔ اور ندامت و شرم کے جھک جائیں گی۔ اور اوپر کو نہیں اٹھیں گی۔ اور سارا کبر و غرور خاک میں مل جائیگا۔ وہ قبروں سے ٹڈی دل کی طرح نکلیں گے۔ اور اس بلانے والے کی جانب دوڑیں گے۔ اس وقت ان منکرین کو اس دن کی سختی کا احساس ہوگا۔ اس دن یہ کہیں گے۔ کہ آج کی کلفتیں اور شدائد ناقابل برداشت ہیں۔ مگر اس احساس سے کیا فائدہ۔ جبکہ دنیا میں عمر عزیز کے بہترین لمحات کو انہوں نے نافرمانی اور سرکشی میں صرف کیا۔ جب کہ زندگی کی باگ ڈور انہوں نے اپنے اعمال بد کی وجہ سے سخت نقصان پہنچایا۔ جبکہ اللہ سے دوری اور بعد کو انہوں نے پسند کیا۔ محض خواہشات نفس کی پیروی کی۔ اور عقل و دانش کی باتوں کو ٹھکرا دیا۔ ضرورت تو اس بات کی تھی۔ کہ یہ لوگ اپنے معصوم بچپن کو دین کی خدمت میں صرف کرتے۔ اور جوانی میں دونوں، اور حوصلوں کے ساتھ دین کی اشاعت پر کمربستہ ہو جاتے۔ اور پھر بڑھاپے میں اپنے تجربات کی روشنی نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ہوتے۔ مگر انہوں نے بچپن کو کھیل کود میں گنوا دیا جوانی میں ہر نوع کے فسق و فجور کا ارتکاب کیا۔ (باقی صفحہ ۱۲۶۷ پر)

حل لغات: مُّسْتَمِرٌّ ۔ دائمی جادو۔ اسکے معنے ہیں۔ کہ یہ لوگ حضور کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو اپنے حیران کن سمجھتے تھے۔ مزدجر۔ دانش

۱۱- فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝
۱۲- وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى
اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝
۱۳- وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝
۱۴- تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝
۱۵- وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝
۱۶- فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ۝
۱۷- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ
مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝
۱۸- كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ۝
۱۹- اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْ يَوْمِ
نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝

۱۱- پھر ہم نے موسلا دھار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے ف۱ ۝
۱۲- اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے۔ پھر پانی ایک کام پر جو
مقدر ہو چکا تھا مل گیا ۝
۱۳- اور ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کیا ۝
وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ اس شخص کا انتقام لیا گیا
۱۴- تھا جس کا انکار کیا گیا تھا ۝
۱۵- اور ہم نے اس عقوبت کو ایک نشان بنا دیا پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ۝
۱۶- پس میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ۝
۱۷- اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ پس
کوئی نصیحت ف۲ پکڑنے والا ہے ۝
۱۸- عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ۝
۱۹- ہم نے ان پر ایک منحوس دن جس کی نحوست کسی طرح
نہ ٹلی سناٹے کی آندھی بھیجی ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶۶- اور بڑھاپے میں ان گناہوں کی یاد
تازہ کرتے رہے۔ اور زیادہ ہٹ دھرمی کے ساتھ حق و صداقت کی مخالفت
کی۔ ان حالات میں زندگی کی اس منزل میں ان کے لئے تسکین اور تسلی
کا کیا سامان مہیا ہو سکتا ہے۔

ف۳ حضرت نوح کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ کہ ان کے
ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا۔ انہوں نے جب اللہ کے پیغام کو قوم کے
سامنے پیش کیا۔ تو قوم نے کیا کہا۔ اور اللہ کے اس پاکباز بندے کے متعلق
کیسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ اور پھر آگے کیسی طرح اللہ نے آسمان کے دروازوں کو کھول
دیا۔ پانی برسا۔ زمین سے چشمے پھوٹے۔ اور دیکھتے دیکھتے سطح
زمین سے بدل گئی۔ نوح ایک مختصر جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار
ہوا۔ اور قوم جاہ و آب کا کفن پہن کر سو گئی۔ یہ کتنا بڑا عبرت کا
واقعہ ہے۔ مگر ظالم انسان نہ سمجھا۔ اور پھر سرکش ہو گیا۔

قرآن آسان ہے

ف۲ قرآن کے آسان ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسے پیغام
عمل کا حامل ہے۔ جس میں کوئی دشواری اور الجھن نہیں۔ مگر صلاحیت
شرط ہے۔ یہ زندگی کا ایسا پروگرام ہے۔ جو بالکل فطرت انسانی کے
موافق ہے۔ اس لئے قطعاً مشکل نہیں۔ اس میں تہذیب نفس کے
اصول بیان کئے گئے۔ بلکہ یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسانی روح میں کیوں کر
بہجت و مسرت کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ان یہ ضرور ہے۔ کہ اس کو سمجھنے
کے لئے محنت درکار ہے۔ پڑھنے لکھنے کی حاجت ہے۔ اور بغیر علوم
اور شروط لازمہ کے ہر شخص کو استحقاق حاصل نہیں۔ کہ وہ جس طرح چاہے
اس کی آیتوں کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال لے۔ باوجود آسان اور
سہل ہونے کے اس کو سمجھنے کے لئے چند فنون سے کامل واقفیت ضروری
ہے۔ جو اس ضمن میں ممد و معاون ہوں گے۔

حل لغات

عُيُوْنًا۔ جمع عین۔ بمعنے چشمے۔
بِاَعْيُنِنَا۔ یہ انداز تعبیر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہماری ہدایات کے مطابق
یا ہماری نگرانی میں۔ نحس۔ نامبارک۔ بدبخت۔

۲۰- تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ○

۲۰- وہ آدمیوں کو اس طرح اکھاڑتی تھی۔ کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں ○

۲۱- فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○

۲۱- تو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا؟ ○

۲۲- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

۲۲- اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے سو کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ○

۲۳- كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ○

۲۳- ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا ○

۲۴- فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ○

۲۴- پھر کہا کیا ہم ایک آدمی کے جو ہمیں سے ہے تابع ہو جائیں! اس صورت میں تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں ہوئے ○

۲۵- أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ○

۲۵- کیا ہمارے درمیان میں صرف اسی پر ذکر اترا ہے؟ کوئی نہیں بلکہ وہ جھوٹا بڑائی مارنے والا ہے ○

۲۶- سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ○

۲۶- ان کو عنقریب (مرے پر) معلوم ہو جائیگا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا ○

۲۷- إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ○

۲۷- ہم ان کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجتے ہیں۔ پس تو انہیں دیکھتا رہ اور صبر کر ○

نبوت کا تصور

ف۱ حضرت صالح کی قوم ثمود کے واقعات بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ کے پیغامبر ان میں آئے اور انہوں نے اللہ کی توحید کو بیان کیا۔ اور تزکیۂ نفس کے طریقوں سے آگاہ کیا۔ تو ان لوگوں کی رگ کبر و غرور پھڑک اٹھی۔ انہوں نے کہا۔ کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کو پیغمبر مان لیں۔ اور یہ تسلیم کر لیں۔ کہ ایک شخص جو اصل ہماری طرح کھاتا پیتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے۔ وہ نبی ہے۔ گویا ان کے نزدیک نبوت کا تصور یہ تھا۔ کہ وہ فوق البشر خصوصیات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور جو کچھ ہو۔ کم از کم انسان نہ ہو ان کو اصل میں دکھ اس بات سے ہوتا تھا۔ کہ آخر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ انتخاب حضرت صالح ہی پر کیوں پڑی۔ جبکہ قوم میں اور بھی سرداران موجود تھے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے۔ کہ ان کے نزدیک حضرت صالح سرے سے شرافت و عظمت کے ان معیاروں پر پورے نہیں اترتے تھے۔ جن کو وہ عزت و وجاہت کے لئے ضروری قرار دیتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے۔ کہ ان کے پاس مال و دولت کے خزانے ہیں۔ اور صالح ان سے محروم ہے۔ بلکہ زندگی کی تمام آسائشیں حاصل ہیں۔ اور صالح کو میسر نہیں۔ ہم اپنی قوم میں رسوم کے پابند ہیں۔ اور یہ اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ اس صورت حالات میں یہ بات ان کے لئے ناقابل فہم تھی۔ کہ ان کو نبوت کے عہدۂ جلیلہ کیلئے کیوں منتخب کر لیا گیا۔ وہ نہیں جانتے تھے۔ کہ نبوت اللہ کا وہبی اسکی بخشش و موہبت ہے۔ وہ جس کو چاہے۔ اس خدمت کے لئے چن لے اور جس سے خوش ہو۔ اس کو نواز دے۔ وہ نبوت کے لئے خدمات اور مال و دولت کی فراوانی کو نہیں دیکھتا۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے۔ کہ کون زیادہ کامیابی کے ساتھ اس بار گراں کو اپنے کندھوں پر اٹھا سکتا ہے۔ اور کس کے طبائع میں حق و صداقت کی آلائش ہے۔ اور کون دل اس امانت عزیز کو حفاظت اور دیانت کے ساتھ سنبھال سکے گا۔ اس کا معیار یہ نہیں ہے۔ کہ قوم میں کون وجیہ اور معزز ہے۔ بلکہ اس کی نظر استعداد اور صلاحیت پر ہوتی ہے۔ بہر کیف ان لوگوں نے حضرت صالح کی تکذیب کی۔ کہ معاذ اللہ یہ جھوٹا اور ہرگز نبوت کا استحقاق نہیں رکھتا۔ فرمایا۔ یہ لوگ دیکھیں گے کون جھوٹ بولتا اور اتراتا ہے۔ ہم آزمائش کیلئے ایک اونٹنی صالح کو مرحمت فرماتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳۶۹ پر)

حل لغات — اعجاز جمع عجز بمعنی تنا۔ وہی ہر چیز۔ منقعر۔ قعر سے ہے۔ یعنی وہ تنے جس کی جڑیں زمین سے اکھڑ گئی ہوں۔ سُعُر۔ عذاب یا دیوانگی۔ اَشِر۔ شریر۔ اترانے والا

۲۸ - وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ
كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ○

۲۸ - اور انہیں خبر دے کہ پانی ان میں بٹا ہوا ہے - ہر کوئی
باری پر پہنچے گا ○

۲۹ - فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ○

۲۹ - پھر انہوں نے اپنے رفیق کو پکارا - پھر اسنے ہاتھ چلایا اور کونچیں کاٹ دیں

۳۰ - فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○

۳۰ - تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ○

۳۱ - إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً
فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ○

۳۱ - ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے - جیسے
کانٹوں کی روندی ہوئی باڑ ○

۳۲ - وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○

۳۲ - اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے -
سو کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ؟ ○

۳۳ - كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ○

۳۳ - قوم لوط نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا ○

۳۴ - إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ
نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ○

۳۴ - ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا بھیجی - مگر لوط کے
گھر والے کہ ان کو سحر کے وقت نجات دی ○

۳۵ - نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

۳۵ - یہ نجات ہماری طرف سے مہربانی تھی - ہم اس کو جو شکر

(حاشیہ صفحہ ۱۲۶۸) ... مگر ان لوگوں نے حسکو تکلیف دی اور پانی سے
محروم کر دیا - تو بہتر ورنہ ان پر عذاب آ جائے پر منتظر رہیں - چنانچہ انکے
ایک شقی نے ازراہ سرکشی اسکو ذبح کر ڈالا - تو خدا نے انکو آلیا - اور انکو انکے
غرور و کبر سمیت تباہ کر ڈالا -

(حاشیہ صفحہ ہذا)

خوبصورت مہمان

حضرت لُوط نے سدومیوں کو سمجھایا - کہ تمہاری یہ بدفعلیاں تمہارے
حق میں اچھی نہیں - یہ بربادی اور تباہی کا پیش خیمہ ہیں - جب تم
فطرت کے خلاف جنگ کرو گے - تو لازماً فطرت تمہارے لئے
سامان ہلاکت پیدا کرے گی - اور تم سے سخت ترین انتقام لے گی -
تم اس فعل شنیع سے باز آ جاؤ - اور پاکبازی کی زندگی بسر کرو -
مگر سدومیوں کے دل مسخ ہو چکے تھے - ان پر شیطان پورا
قبضہ کر چکا تھا - انہوں نے نہ صرف انکار کر دیا - بلکہ نہایت
نفس کا بدترین مظاہرہ کیا -

چنانچہ انہوں نے جب سُن پایا - کہ حضرت لُوط کے
پاس نہایت خوبصورت مہمان آئے ہیں - تو آتے ہی
ان کے مکان کا محاصرہ کر لیا - اور مطالبہ کیا - کہ ان
کو ہمارے سپرد کر دیا جائے - حضرت لُوط نے بہتیرا سمجھایا -
کہ کمبختو - یہ میرے مہمان ہیں - ان کی توہین کر کے مجھے
رُسوا نہ کرو - اللہ کے عذاب سے ڈرو - اور پاکبازی
اختیار کرو - لیکن انہوں نے ایک نہ سُنی - اور برابر
خواہشات بد کا اظہار کرتے رہے -

(باقی صفحہ ۱۲۷۰ پر)

حل لغات

فَعَقَرَ - کونچیں کاٹ ڈالنا -
اَلْمُحْتَظِرِ - حظیرۃ سے ہے جس کے معنے باڑ کے ہیں یعنی
باڑ لگانے والا - حَاصِبًا - پتھروں کی بارش - وہ سخت ہوا جو کنکر
اور سنگریزے اُڑا دے - اور برف اور اولے برسانے والے ابر کو بھی
م حاصِب کہتے ہیں -

مَنْ شَكَرَ ○

۳۶ - وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○

۳۷ - وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○

۳۸ - وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○

۳۹ - فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○

۴۰ - وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

۴۱ - وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○

۴۲ - كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○

۴۳ - اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ

یوں جزا دیتے ہیں ○

۳۶- اور لوطؑ انہیں ہماری پکڑ سے ڈرا چکا تھا پس جھگڑے ساتھ ڈرانیوالوں کے ○

۳۷- اور اُسے پھسلا کر اس کے مہمان اُڑانے چاہے تو ہم نے ان کی آنکھیں میٹ دیں پس چکھو میرے عذاب کا اور میرے ڈرانے کا [illegible] ○

۳۸- اور صبح کو سویرے ہی انکو ٹھہرے ہوئے عذاب نے آ پکڑا ○

۳۹- تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا چکھو ○

۴۰- اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن ف۱ کو آسان کر دیا ہے۔ پھر کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟ ○

۴۱- اور فرعون ف۲ کے لوگوں کے پاس ڈرانے والے آئے تھے ○

۴۲- انہوں نے ہماری ساری نشانیاں جھٹلائیں۔ پھر ہم نے ان کو اس طرح پکڑا جیسے زبردست صاحب قدرت کی پکڑ ہوتی ہے ○

۴۳- اے قریش ف۳ کیا تمہارے لئے اگلی کتابوں میں کوئی فارغ خطی

وہ ہجوم کرکے آئے۔ اور آخر اُن خوبصورت مہمانوں نے جو درحقیقت اللہ کے فرشتے تھے۔ حضرت لوطؑ کو تسلی دی۔ اور سدومیوں کو بصارت سے محروم کر دیا۔ اور اس کے بعد ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس وقت اُن سے کہا گیا۔ کہ یہ میرا عذاب ہے۔ اسی سے تم کو ڈرایا جاتا تھا۔ اب اس کو چار و ناچار گوارا کرو۔

ف۱ تیسیر قرآن کا مژدہ جو ہر واقعہ کے بعد سنایا جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ قرآن یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ سمجھانے کے لئے ہم انداز بیان میں کس درجہ تنوع کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور کیونکر حقائق کو مختلف اسالیب میں ظاہر کرتے ہیں۔ یہ اصل میں بطور ٹیپ کے بند کے ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ تلاوت قرآن کے وقت مسلمان اس نکتہ کو سامنے رکھے۔ کہ یہ کتاب عزیز اپنے اندر فکر و عمل کی کوئی دشواری نہیں رکھتی۔ اسکو سمجھنا آسان ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہے۔

ف۲ فرعون کی قوت و سطوت سے کون آگاہ نہیں۔ جب اس نے بھی آیات بینات کا انکار کیا۔ اور اللہ کی تعلیمات سے روگردانی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے نہایت سختی کے ساتھ اسکو پکڑا۔ اور وہ لشکر سمیت قلزم میں غرق کر دیا۔

ف۳ فرمایا۔ مکے والو! کیا تم ان لوگوں سے بہتر ہو جن کو اللہ کے غضب نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ یا تمہارے لئے کوئی معافی نامہ سابقہ کتب میں موجود ہے۔ کہ تمہیں ہمیشہ زندہ اور باقی رکھا جائیگا۔ تمہاری سرکشی اور بغاوت کا آخر سبب کیا ہے؟

حل لغت

راودوہ - بہلانا چاہا۔ یعنی برے ارادہ سے لینا چاہا۔

فِي الزُّبُرِ ○
۴۴- اَمْ يَقُولُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ○
۴۵- سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○
۴۶- بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ○
۴۷- اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○
۴۸- يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۭ
ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○
۴۹- اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○
۵۰- وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○
۵۱- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○
۵۲- وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ○
۵۳- وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ○

لکھی ہوئی ہے ○
۴۴- کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سب اکٹھے ہیں بدلہ لینے والے ○
۴۵- عنقریب یہ جتھا شکست کھائیگا اور پیٹھ پھیر کر جائیں گے ○
۴۶- بلکہ ان کے وعدہ کا وقت وہ (قیامت کی) گھڑی ہے اور وہ بڑی بلا اور بڑی کڑوی ہے ○
۴۷- بیشک مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں ○
۴۸- جس دن آگ میں مُنہ کے بل گھسیٹے جائیں گے - دوزخ
کی آگ کے لگنے کا مزہ چکھو ○
۴۹- ہم نے ہر شئے ایک اندازہ سے پیدا کی ہے ○
۵۰- اور ہمارا حکم صرف ایک بات ہے جیسے آنکھ کی جھپک ○
۵۱- اور ہم تمہارے ساتھ والوں کو ہلاک کر چکے ہیں سو کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ○
۵۲- اور ہر شئے جو انہوں نے کی ہے کتابوں میں لکھی ہے ○
۵۳- اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھنے میں آچکا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷۰ - کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ تمہاری جماعت ہر بچے مظفر و منصور رہے گی۔ اگر اس غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ شکست و ہزیمت تمہارے لئے مقدرات میں سے ہے۔ عنقریب تم حق و صداقت کے سپاہیوں کے مقابلہ میں آؤ گے۔ اور دم دبا کر بھاگو گے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی۔ اور اس کا اظہار اس وقت کیا گیا۔ جب کہ مسلمان نہایت کمزور اور بے سرو سامانی کے عالم میں تھے۔ پھر یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ غزوہ بدر میں واقعی یہ لوگ ذلیل و رسوا ہوئے اور اللہ کا بول بالا ہوا۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

قضا و قدر کیا ہے - !

صدیوں سے یہ مسئلہ متکلمین کے نزدیک ما بہ النزاع رہا ہے۔ کہ قضا و قدر کا مفہوم کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام افعال کو خود پیدا کرتا ہے۔ یا بندے اپنے اعمال میں آزاد اور خود مختار ہیں۔ اس باب میں اول شرعی احتساب اور بازپرس کی حدود کو سمجھ لیجئے۔ اگر یہ فیصلہ ہے۔ کہ سب کچھ پہلے سے مقدر ہو چکا ہے۔ اور حرکت اور جنبش فکر پہلے سے متعین اور مقرر ہے۔ تو پھر گناہ اور معصیت کسے کہتے ہیں۔ اور اگر ہم بالکل آزاد اور خود مختار ہیں۔ تو اس قضا و قدر کے مسئلہ کی حیثیت کیا ہے۔

جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کے نقطہ نگاہ سے انسان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کو بوجہ اسکے علیم ہونیکے معلوم ہے۔ اور مقرر و متعین بھی ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ وہ تقرر و تعین جو بمرتبہ علم کے ہے۔ ہمارے اعمال و افعال پر اثر انداز بھی ہوتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں۔ چونکہ وہ خدا ہے۔ اور اس نے کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے وہ اس کی تہ سے پورے طور پر آگاہ ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی میں کن اعمال کا ارتکاب کریگا۔ اور کس طرح کے عقائد رکھے گا۔ یہ علم اس لئے ہے۔ کہ وہ خدا ہے۔ اس لئے نہیں کہ اس کا تعلق ہمارے اعمال و افعال سے ہے۔ یعنی علم مؤثر نہیں۔ بلکہ نتیجہ ہے۔ اس کی ذات معارف صفات کا۔ (باقی صفحہ ۱۲۷۲ پر)

حل لغات

اَدْهٰى - بہت سخت و دشوار ہے۔
يُسْحَبُوْنَ - گھسیٹ گھسیٹ کر لے جائے جائیں گے۔
سَقَرَ - دوزخ کا نام ہے۔ لَمْحٍ - جیسے آنکھ کا جھپکنا۔
اَشْيَاعَكُمْ - ہم مسلک۔

۵۴ - اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝

۵۴ - بیشک متقی باغوں اور نہروں میں ہوں گے ۝

۵۵ - فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

۵۵ - صاحب قدرت بادشاہ کے پاس سچی بیٹھک میں بیٹھیں گے ۝

آیاتہا (۷۸)	(۵۵) سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِیَّةٌ (۹۷)	رکوعاتہا (۳)

(۵۵) سورہ رحمٰن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱ - اَلرَّحْمٰنُ ۝

۱ - رحمٰن نے ۝

۲ - عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝

۲ - قرآن سکھلایا ۝

۳ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝

۳ - آدمی کو پیدا کیا ۝

۴ - عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝

۴ - اُسے بولنا سکھایا ۝

۵ - اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝

۵ - سورج اور چاند کو ایک حساب ہے ۝

۶ - وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ۝

۶ - اور بوٹیاں اور درخت سجدہ میں مشغول ہیں ۝

۷ - وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ۝

۷ - اور آسمان کو بلند کیا اور ترازو بھی رکھی ۝

۸ - اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ۝

۸ - تاکہ تم ترازو میں زیادتی نہ کرو ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷۱ ہ

مسئلہ کا یہ پہلو ایسا ہے۔ کہ تمام خدا پرست اس کو تسلیم کریں گے۔ کیونکہ خدا کے لئے کائنات کے متعلق بالتفصیل معلومات کا ہونا ضروری ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے۔ جس کا تعلق براہ راست اس کے تقدس کے ساتھ وابستہ ہے۔ کوئی شخص جو خدا کو مانتا ہے۔ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ہاں اس آیت میں ایک امر زائد یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ معلومات لوح محفوظ میں ثبت فرما رکھی ہیں۔ تاکہ فرشتے جو کائنات میں نظم و نسق پر مامور ہیں۔ اس کے مطالعہ سے بہرہ مند ہوں۔ اور اس میں کوئی عقلی استحالہ موجود نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ انسان مجبور ہے۔ یا مختار۔ یہ ایک جدا بحث ہے اس کا تعلق اس مسئلہ کے ساتھ نہیں ہے ✦

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

سُوْرَةُ الرَّحْمٰن

ف۱ جیسا کہ سورۃ کے نام سے ظاہر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فیوض رحمت کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور انسانی ذہن و فکر کو متوجہ کیا ہے۔ کہ وہ اللہ کے بوقلموں انعامات پر نظر رکھے۔ اور اس کی شان رحمانیت کو سارے عالم میں جلوہ و پیچے فرمایا۔ کہ اس فیوض میں سب سے بڑا فیض قرآن ہے۔ جس کی روشنی اور برکات سے کائنات عقل و خرد میں توازن قائم ہے۔ اس نے جب انسان کو پیدا کیا۔ اور اس کو قوت گویائی سے بہرہ مند کیا۔ تو مقصد یہی تھا۔ کہ یہ اللہ کے پیغام و دنیا کے کناروں تک پہنچائے۔ اس اعلیٰ فیض سے سارے عالم کو مشرف کرے۔ اور بیان و اظہار کی قوتوں کو اس کی تفصیلات کی اشاعت کیلئے وقف کرے۔

حل لغات

بِحُسْبَانٍ۔ یعنی سورج اور چاند کی حرکت کے اندازے مقرر ہیں ✦

یَسْجُدٰنِ۔ سجدہ کے معنے ذوق اور اظہار عجز کے ہوتے ہیں۔ یہاں یہ مقصود ہے۔ کہ بوٹیاں اور بڑے بڑے تناور درخت بھی اللہ کے احکام کے تابع ہیں جس طرح انسانوں کیلئے ایک شریعت ہے۔ اسی طرح ان کے لئے بھی ایک قانون طبعی مقرر و متعین ہے جس کی اطاعت ان پر فرض ہے ✦

۹- وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ○
۱۰- وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ○
۱۱- فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ○
۱۲- وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ○
۱۳- فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
۱۴- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ○
۱۵- وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ○
۱۶- فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
۱۷- رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ○
۱۸- فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
۱۹- مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ○

۹- اور انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور ترازو میں کم نہ تولو ○
۱۰- اور زمین کو خلقت کے لئے نیچے رکھا ○
۱۱- اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت جن پر غلاف ہیں ○
۱۲- اور دانہ ہے بھس والا اور خوشبودار پھول ○
۱۳- پھر تم دونوں (یعنی جن اور آدمی) اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ○
۱۴- آدمی کو ٹھیکری جیسی کھنکھناتی (یعنی بجنے والی خشک) مٹی سے پیدا کیا ○
۱۵- اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ○
۱۶- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے ○
۱۷- وہ مشرقوں کا رب ہے، اور دو مغربوں کا رب ہے ○
۱۸- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ○
۱۹- دو دریا چلائے جا ایک دوسرے سے لگ کر چلتے ہیں ○

جنوں کا وجود

ف۱ جن ایک الگ مخلوق ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ان میں لطافت زیادہ ہے۔ آج سے پچاس سال قبل تو لوگ اس مخلوق کا انکار کرتے تھے۔ مگر اب تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جنات بھی موجود ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بڑے شد و مد سے کہا تھا کہ یہ محض وہم ہے۔ اب وہی کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ ہمارے ہاں بعض ایسے جاہل بھی موجود ہیں جنہوں نے اس وقت کی آواز کو تو سنا تھا مگر موجودہ وقت کے خیالات سے آگاہ نہیں۔ وہ اب تک یہ کہے بیٹھے ہیں۔ کہ علماء مغرب کے معتقدات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اس قدر روشن خیال ہیں۔ کہ سارا مغرب بھی ان مسائل کا قائل ہو جائے وہ جب بھی یہی کہے جائیں گے۔ کہ یہ مذہبی خرافات ہیں۔

تکرار کا مقصد

ف۲ اس آیت کو اس سورۃ میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ

حقیقت ذہن انسانی میں مرتسم ہو جائے۔ کہ وہ صدہا فطرت کے مظاہر جن کو ہم دیکھتے ہیں۔ اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔ توجہ طلب ہیں۔ اور اس قابل ہیں۔ کہ ان پر نگاہ عبرت اور فکر کے ساتھ غور کیا جائے۔

ف۳ عربوں کے ہاں قاعدہ ہے۔ کہ وہ تثنیہ بول کر عام طور پر جمع مراد لیتے ہیں۔ جیسے قفانبک من ذکریٰ حبیب و منزل میں اس لئے کہ تثنیہ سے مراد سب رنگ ہیں۔

ف۴ اس تثنیہ سے مراد بھی جمع ہے۔ یعنی مشارق و مغارب غرض یہ ہے۔ کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کے مقامات جو مختلف ہیں۔ تو اس لئے کہ حرکت میں اختلاف ہے اور وہ بھی مصالح نبوی کے مطابق ہیں۔

ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائب میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ دو دریاؤں کے مقام اتصال پر یعنی جہاں پانی کے دو دھارے بہتے ہیں تو درمیان میں ایک برزخ سا حائل رہتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دو الگ الگ پانی ہیں۔

حل لغات: الآء۔ الیٰ کی جمع۔ بمعنی نعمتیں۔

۲۰ - بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝
۲۱ - فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
۲۲ - يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝
۲۳ - فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
۲۴ - وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝
۲۵ - فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
۲۶ - كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝
۲۷ - وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝
۲۸ - فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
۲۹ - يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝

۲۰ - اُنکے درمیان ایک پردہ ہے ا دروہ دونوں زیادتی نہیں کرتے (ایک دوسرے پر) ۝
۲۱ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝
۲۲ - ان دونوں میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے ۝
۲۳ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝
۲۴ - اور اسی کے اونچے جہاز ہیں جو کھڑے دریا میں اس طرح کھڑے ہیں جیسے پہاڑ ف۱ ۝
۲۵ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝
۲۶ - اور جو کوئی زمین پر ہے فانی ہے ۝
۲۷ - اور تیرے رب کی ذات باقی رہ جائیگی جو بزرگی اور عظمت والی ہے ف۲ ۝
۲۸ - پھر تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝
۲۹ - جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اسی سے مانگتے ہیں۔ ہر روز (ہر وقت) وہ ایک نئی شان میں ہے ف۳ ۝

ف۱ کشتیوں اور جہازوں کو سطح سمندر پر رواں کرنا یہ بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہی ان پہاڑوں کو پانی کے اس اتھاہ ذخیرہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور وہی ان پہاڑوں کی طرح بلند جہازوں کو سطح آب پر چلنے دیتا ہے۔

ف۲ اس حقیقت کا بیان ہے۔ کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے۔ وہ سب مٹنے کو ہے۔ سب رو بہ زوال ہے۔ سب فنا کے گھاٹ اترنے والا ہے۔ سب کی قسمت میں موت لکھی ہے۔ سب کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور سب کو اس دارالقرار سے دارالبقاء کی جانب جانا ہے۔ بجز جلال و تکریم کے مالک کے۔ کہ وہ باقی ہے۔ حی و قیوم ہے۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔

ف۳ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے غرض یہ ہے کہ خدا کائنات کے نظم و نسق، تخلیق و ترتیب احیاء و اماتت میں برابر لگا رہتا ہے۔ اور یلوہ اس کے جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ مرتبہ علم میں سب کچھ متعین ہے۔ پھر بھی جہاں تک فعل کا تعلق ہے۔ وہ براہ راست ہر چیز پر قادر ہے۔ اور بقول حکماء کے فارغ نہیں ہے۔

حلِ لغات

بَرْزَخٌ ۔ آڑ ۔ پردہ۔
اَللُّؤْلُؤُ ۔ موتی۔
اَلْمَرْجَانُ ۔ مونگا۔ اَلْجَوَارِ ۔ کشتیاں۔
شَاْنٍ ۔ کیفیت ۔ حال ۔ کام۔

۳۰- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
۳۱- سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ○
۳۲- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
۳۳- يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ
اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا
بِسُلْطٰنٍ ○
۳۴- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
۳۵- يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ
فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ○
۳۶- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
۳۷- فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً

۳۰- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟
۳۱- اے آدمیوں اور جنّوں ہم تمہارے لئے جلد فارغ ہونگے ○ ف۱
۳۲- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ○
۳۳- اے جنّوں اور آدمیوں کی قوم اگر تم سے ہو سکے تو آسمانوں
اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو۔ تو نکل کر بھاگ دیکھو،
تم بن غلبے کے بھاگ نہیں سکتے۔ اور وہ غلبہ تم میں
ہے نہیں ، ○
۳۴- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟
۳۵- تم دونوں پر آگ کے صاف شعلے اور دھواں بھیجا جائیگا
اور تم دونوں کچھ بدلہ نہیں لے سکو گے ○
۳۶- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟
۳۷- پھر جب آسمان پھٹ جائے گا۔ تو گلابی رنگ کا ہو جائیگا۔

ف۱ یعنی اس عالم فنا کے کاروبار ختم ہونے
والے ہیں۔ اور اس کے بعد ہم تمہاری
جانب متوجہ ہوں گے۔ اور تم سے پوچھیں
گے۔ کہ تم نے اس زندگی میں کیا کیا ہے
تم باوجود اپنی طاقت و قوت کے ہنوز
قبضہ اقتدار میں ہو۔ اور اگر تم چاہو بھی۔
کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر
نکل جاؤ۔ تو کیا یہ ممکن ہے ! پھر کیوں
نہیں سوچتے !

سُرخ تلچھٹ کی طرح

ف فرمایا۔ کہ یہ زرنگار سقف، الازرق
رو دو ایک وقت آئے گا۔ کہ آگ کے
شعلے اس کو رنگوں کی سُرخ تلچھٹ
کی طرح تباہ دیں گے۔ یہ دنیا نجوم و کواکب
تیرگیٔ فنا میں گم ہو جائے گی۔ اور یہ سارا
عالم رنگ و بو بٹ جائے گا۔ پھر ایک وقت
آئے گا۔ جب دوبارہ بساط کون بچھا دی جائے
گی۔ اور جن و انس کو کشاں کشاں ہی و قیوم
خدا کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اور ان سب لوگوں
کو سزا دی جائیگی۔ جو اسکو نہیں مانتے تھے۔
جو خواہشات نفس کی تکمیل میں سرگرداں رہتے
تھے۔ جنکی زندگی نصب العین محض یہ تھا۔ کہ دولت
اکٹھی کریں۔ دنیا کی آسائشوں اور آسودگیوں کو
سمیٹ لیں۔ اور سرور کی لذت سے کام و دہن
کی تواضع کریں۔ جو مادیت میں غرق تھے۔ اور جنہوں
نے بھول کر بھی کبھی اللہ کی طرف جھانکا۔ اور نہیں دیکھا
کہ ان کی روحانی ضروریات کیا ہیں ؟
حلِ لغات :- شُوَاظٌ۔ شعلۂ آتش۔

كَالدِّهَانِ ۝

۳۸ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۳۹ - فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝

۴۰ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۴۱ - يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝

۴۲ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۴۳ - هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝

۴۴ - يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝

۴۵ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

جیسے سُرخ نری ○

۳۸ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○

۳۹ - پھر اس ف دن آدمی اور جن سے اس کے گناہ کی بات سوال نہ ہوگا ○

۴۰ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○

۴۱ - گنہگار اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے۔ پھر پاؤں اور پیشانی کے بالوں سے پکڑے جائیں گے ○

۴۲ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۴۳ - یہ وہ دوزخ ہے۔ جسے مجرم جھٹلاتے تھے ○

۴۴ - اس کے اور گرم کھولتے ف پانی کے بیچ پھریں گے ○

۴۵ - پھر تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ○

ف لا یسئل سے مراد یہ ہے۔ کہ بنظر عفو و کرم ان سے سوال نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ زجر و توبیخ کے انداز میں ڈانٹ ڈپٹ کر پوچھا جائیگا کہ دنیا میں تم نے کیوں ہماری نافرمانی کی اور کیوں ہماری ناراضی کو خریدا۔ کیا تمہیں ڈر نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اور گناہوں کے ارتکاب کے وقت کانپ نہیں جاتے تھے

گناہگار پہچانے جائینگے

ف غرض یہ ہے۔ کہ یہ مجرمین کا گروہ اپنی بد اعمالیوں میں ممتاز اور منفرد حیثیت رکھے گا۔ اور اپنی بے نور شکل و صورت اور سیاہ چہروں کی وجہ سے صاف پہچانا جائے گا۔ ان کو دیکھتے ہی خوف زدہ ہو کر ہر شخص کہہ اٹھیگا۔ کہ ان لوگوں نے دنیا میں کسب ثواب کی سعی نہیں کی۔ انہوں نے دنیوی عزت و وجاہت کے لئے اللہ کا پیغام ٹھکرایا ہے۔ اس لئے آج زشت رو ہیں۔ اور نحوست کا پیکر ہیں۔ ان کو سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جائیگا۔ اور پاؤں باندھ لئے جائینگے اور پھر جہنم میں پھینک کر کہا جائیگا۔ کہ یہ وہ مقام غضب و سخط ہے۔ جس کا تم انکار کرتے تھے۔ یہاں ہر نوع کی تکلیف کا سامنا ہے۔ اور ہر قسم کے دکھ برداشت کرنا ہے۔ یہاں کھانے کو زقوم ملے گا۔ اور پینے کو کھولتا ہوا پانی ○ [illegible]

حل لغات: الدھان۔ نری یا سرخ چمڑے کو کہتے ہیں۔ اور روغن زیتون کی تلچھٹ کو بھی ○ ۴

ع دھان دنی۔ مجرم بالسیمہ۔ پہچانے جائے پیشانیوں والی۔ حمیم آن۔ نہایت گرم ○

۴۶ - وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝

۴۶ - اور اُس شخص کیلئے جو اپنے رب کے سامنے ہونے سے ڈرا دو باغ ہیں ۝

۴۷ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۴۷ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۴۸ - ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ۝

۴۸ - ان دونوں میں بہت سی شاخیں ہیں ۝

۴۹ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۴۹ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۵۰ - فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۝

۵۰ - ان دونوں باغوں میں دو نہریں جاری ہیں ۝

۵۱ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۵۱ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۵۲ - فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۝

۵۲ - ان دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہیں ۝

۵۳ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۵۳ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۵۴ - مُتَّكِـٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ۝

۵۴ - اپنے بچھونوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے جن کے استر تافتے کے ہونگے اور دونوں باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا ۝

۵۵ - فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۵۵ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۵۶ - فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ

۵۶ - اُن باغوں میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں۔ ان بہشتیوں سے

خوف کے معنے

ف۱ خوف کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ بندہ اپنے مقام و موقف کو پہچانے۔ اور اللہ کے جلال و جبروت کے مقابلہ میں اپنے کو نہایت ذلیل اور حقیر جانے۔ اور خشیت و اتقا کے جذبات سے دل کو معمور رکھے ایسے شخص کے لئے دنیا اور آخرت میں دو نوع کے آرام میسّر ہوں گے۔ رُوح کا آرام اور جسم کا آرام اور اس تناسب سے اس کو جنتیں بھی دو ہی ملیں گی۔ ایک میں جسم کی تسکین و طمانیت کا سامان ہوگا۔ اور دوسری میں روحانیت کی تکمیل کا۔ اور یا پھر اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ایک جنت تو اس کو اعمال کے بدلہ میں ملے گی۔ اور دیگر بطور احسان کے۔

دورِ عیش کا آغاز

ف۲ جنت نام ہے۔ پوری آسودگی اور کامل عیش کا۔ اور ایسی جگہ کا جہاں ہر آن اللہ کے فضل کی بارش ہوتی ہے۔ اور انسان کو ہر نوع کے انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ یہ مقام ہے۔ اللہ کی رحمت اور عفو کا۔ یہ ٹھکانا ہے۔ ایسے لوگوں کا جنہوں نے اللہ کی رضا کے لئے ہر جذبہ کو ٹھکرایا ہے۔ اور تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کیا ہے۔ جنہوں نے مال و دولت کی پرواہ نہیں کی۔ اور فقر میں استغنا کا ثبوت دیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۲۷۸ پر)

حلِ لغات:۔ اَفْنَانٍ۔ فَنَنٍ کی جمع ہے۔ بمعنی شاخیں۔ اِسْتَبْرَقٍ۔ موٹا ریشم۔ یَطْمِثْهُنَّ۔ چھوا ہے۔

إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝

۵۷ - فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۵۸ - كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝

۵۹ - فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۰ - هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝

۶۱ - فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۲ - وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۝

۶۳ - فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۴ - مُدْهَامَّتَانِ ۝

۶۵ - فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۶ - فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ۝

۶۷ - فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

پہلے کوئی آدمی اور جن ہم بستر نہیں ہوا ۝

۵۷ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۵۸ - اور وہ ایسی ہیں جیسے یاقوت اور مونگا ۝

۵۹ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۶۰ - نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں ۝

۶۱ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۶۲ - اور ان دو باغوں کے سوا اور دو باغ ہیں ۝

۶۳ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۶۴ - دونوں باغ نہایت گہرے سبز سیاہی مائل ہیں ۝

۶۵ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

۶۶ - ان باغوں میں دو چشمے اُبل رہے ہیں ۝

۶۷ - پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷۷، جنہوں نے روح کی تسکین کیلئے جسم کی تذلیل کی ہے۔ اور مظاہر عبودیت میں اپنا سب کچھ اس کی راہ میں صرف کیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے اب دودِ عیش وطرب ہے۔ ان لوگوں سے کہا جائے گا۔ کہ وہ آلام ومصائب کا وقت گزر چکا۔ اب اللہ کے فضل وکرم کا دور دورہ ہے۔ آؤ اور اس کی رحمتوں سے فیضیاب ہو۔

فرمایا۔ جنت میں جو میوے ہوں گے۔ وہ جھکے ہوں گے۔ اور اہل جنت کے قریب تر ہوں گے۔ اس طرح کہ جہاں انہوں نے کسی پھل کے لئے خواہش کی۔ درخت کی شاخیں پھلوں اور میووں سے لدی پھندی ان کی جھولی میں آ رہیں گی۔ نہ جنبہ جہد کی ضرورت ہے۔ اور نہ انتظار کی تکلیف۔ یہ عجیب لطیفہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں بے نیاز ہیں۔ عقبیٰ میں بھی اللہ ان کی شان بے نیازی کو قائم رکھے گا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

جنت کی عورتیں

لے یعنی وہاں جن عورتوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔ وہ اتنی باحیا اور باعصمت ہوں گی۔ کہ ان کی نگاہیں صرف اپنے خاوند تک محدود رہیں گی۔ وہ دوسروں کو پیار ومحبت کی نظروں سے نہ دیکھیں گے۔ اور نہ دوسروں کو چاہیں گی۔ یہ ان حوران جنت کی تعریف بھی ہے۔ اور نسوانی سیرت کا صحیح معیار بھی یعنی ایک عورت کی سچی تعریف یہ نہیں ہے۔ کہ اس کا حسن دلفریب ہو۔

(باقی صفحہ ۱۲۷۹ پر)

حلِ لغت

مُدْهَامَّتَانِ۔ گہرے سبز۔

نَضَّاخَتَانِ۔ اُبلتے ہوئے۔

۶۸- فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۞
۶۸- ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں ۞

۶۹- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞
۶۹- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟

۷۰- فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ۞
۷۰- ان باغوں میں خوبصورت نیک عورتیں ہیں ۞

۷۱- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞
۷۱- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۞

۷۲- حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۞
۷۲- گورے رنگ کی ہیں جو خیموں میں رُکی بیٹھی ہیں ۞

۷۳- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞
۷۳- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۞

۷۴- لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۞
۷۴- ان سے پہلے کوئی آدمی اور جن ان سے ہمبستر نہیں ہوا ۞

۷۵- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞
۷۵- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۞

۷۶- مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۞
۷۶- سبز قالینوں اور قیمتی نفیس چاندنیوں کے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ۞

۷۷- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞
۷۷- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۞

۷۸- تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۞
۷۸- تیرے رب کا نام بزرگی اور تعظیم اور بڑی برکت والا ہے ۞

حاشیہ صفحہ ۱۲۷۸۔

ﻁ اس کی محبت صرف خاوند کے دل تک محدود ہو۔ اور وہ اپنی اداؤں کے ساتھ صرف اپنے آقا کی نظروں میں محبوب ہو۔ یاقوت و مرجان کے ساتھ تشبیہ دینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ تندرست اور خوبصورت ہونگی۔ اور سُرخی و سفید رنگ والی ہوں گی۔

ﻑ جنت نتیجہ ہے۔ احسان کا۔ یعنی خلوص کا۔ فدویت کا۔ اور ایثار کا۔ جب بندے اس کی منشا کے مطابق تمام آسودگیوں کو چھوڑ دیں گے۔ اور آرام اور راحت کو ترک کر دیں گے۔ تو آقا بھی ان کے لئے ہر نوع کے سامان عیش کو مہیا کریگا۔ اور انکو خوش رکھے گا۔ اور بتائے گا۔ کہ اس پر بھروسہ کرنا بالکل جائز اور درست ہے۔

ﻕ برکت کے معنے عربی میں تین ہیں۔ دوام و ثبوت۔ فیوض۔ اور علوم و ارتفاع۔ اور اللہ کی نسبت جب کہا جائے گا۔ کہ وہ بابرکت ذات ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ خود دائمی ہے۔ اس کے فیوض روحانیت دائمی ہیں۔ اور وہ کائنات سے بالاتر اور بلند ہے۔

حل لغات

خَیْرَاتٌ۔ یعنی وہ عورتیں صورت اور سیرت کے لحاظ سے دنیا کی عورتوں سے کہیں بہتر و اعلیٰ ہوں گی۔ انکے ہر کام میں حسن نمایاں ہوگا۔ ہر عادت میں نیکی اور خیر سگالی کا اظہار ہوگا۔ مَقْصُورَاتٌ فِی الْخِیَامِ۔ کے معنے ہیں۔ کہ وہ ناز و نعمت کی زندگی بسر کریں گی۔ اور عزت و وقار کے ساتھ خیموں میں رہیں گی۔ رَفْرَف۔ بہترین بچھونے۔ سبز فرش۔ بیش بہا فرش۔

عَبْقَرِیّ۔ نادر عجیب۔

آیاتها (۹۶) (۵۶) سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ (۴۶) رکوعاتها (۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱۔ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝

۲۔ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝

۳۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝

۴۔ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝

۵۔ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝

۶۔ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ۝

۷۔ وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝

۸۔ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝

۹۔ وَأَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝

(۵۶) سورۂ واقعہ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ جب ہونے والی ہو پڑے گی ۝

۲۔ اس کے ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں ۝

۳۔ وہ پست اور بلند کر دینے والی ہے ۝

۴۔ جب زمین کپکپا کر لرزنے لگے ۝

۵۔ اور پہاڑ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ۝

۶۔ پھر اڑتا ہوا غبار ہو جائیں ۝

۷۔ اور تم آدمی تین قسم کے ہو جاؤ ۝

۸۔ پھر دہنی طرف والے۔ کیا ہیں داہنی طرف والے ! ۝

۹۔ اور بائیں طرف والے کیا ہیں بائیں طرف والے ! ۝

سُورۃ الواقعۃ

۱ے قرآن حکیم میں قیامت کے مختلف نام آئے ہیں۔ کہیں اس کو الساعۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہیں القارعۃ کہا گیا ہے۔ کبھی الحاقۃ سے موسوم ہے۔ اور کبھی الواقعۃ کی صفت سے متصف۔ کیونکہ اصل غرض یہ ہے کہ اس کے مختلف پہلوؤں کو روشن کیا جائے۔ اس لحاظ سے کہ اس کے آنے کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ الساعۃ ہے۔ یعنی متعین گھڑی۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ عالم میں ہلچل مچانے والی ہے۔ القارعۃ ہے۔ اس نسبت سے کہ اس کا تحقق مقدرات میں سے ہے۔ الحاقۃ کہا جاتا ہے۔ الواقعۃ کے معنے یہ ہونگے۔ کہ یہ قطعی خارج میں ضرور واقع ہوگا۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ فرمایا۔ جب یہ گھڑی آموجود ہوگی۔ تو اس وقت کتنی اکڑی ہوئی گردنیں جھک جائیں گی۔ اور کتنی جھکے ہوئے سر بلند ہو جائیں گے۔ جو لوگ دنیا کے مال و منال میں مست تھے۔ جو آنکھ اٹھا کر بھی حق و صداقت کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ کبر و غرور میں ہر چیز کو بھول چکے تھے۔ چلتے تھے۔ تو یوں کہ گویا حشر بپا ہو۔ اور بیٹھتے تو اس طرح کہ مسند عزت و غرور ان کے قدم چومتی۔ وہ آج ذلت اور ذلت کی حالت میں سر نگوں اللہ کے حضور میں کھڑے ہونگے۔ ان کا سارا غرور اور ناز خاک میں مل جائے گا۔ اور ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اللہ کے ہاں سرفرازی ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو دل کے عاجز ہیں۔ جن کی طبیعت میں سچائی کی تربیت کی استعداد ہے۔ اور جنکو دنیا میں نہایت ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ جنکو ہدف مذاق بنایا جاتا تھا۔ جن کی مخالفت کی جاتی تھی جن کو زندگی کی تمام آسودگیوں سے محروم سمجھا جاتا تھا۔ جن کے حق میں کہا جاتا تھی۔ کہ ان میں ارتقاء اور ترقی کی اصلا کوئی صلاحیت موجود نہیں۔ اور جنکو جنون اور خلل دماغ کے عارضے سے متہم کیا جاتا تھا۔ آج ان کا مقام بلند ہوگا۔ یہ کامیاب ہونگے۔ اور ان کو زندگی رضا کا مقام میسر ہوگا۔ آج یہ ان لوگوں میں سے ہونگے۔ جن میں ترشد اور پاکیزہ ترین روح ہوتی ہے آج ان کا شمار ان حضرات میں ہے۔ جن کی نگاہیں وہ درس تھیں جنہوں نے دنیا میں رہ کر عقبیٰ کی حیثیت کے متعلق صحیح رائے قائم کی۔

حل لغات

رَجًّا۔ تزلزل پیدا کرنا۔

بَسًّا۔ ریزہ ریزہ کرنا۔

هَبَآءً۔ غبار۔

۱۰- وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝
۱۱- اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝
۱۲- فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝
۱۳- ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝
۱۴- وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝
۱۵- عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝
۱۶- مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝
۱۷- يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝
۱۸- بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝
۱۹- لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝
۲۰- وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝
۲۱- وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝

۱۰- اور جو آگے بڑھنے والے ہیں، تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں ۝
۱۱- وہی لوگ مقرب ہیں ۝
۱۲- نعمت کے باغوں میں ۝
۱۳- پہلوں میں سے ایک انبوہ ہے ۝
۱۴- اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ۝
۱۵- جڑاؤ تختوں کے اوپر ۝
۱۶- اُن کے آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ۝
۱۷- سدا رہنے والے لڑکے اُنکے پاس لئے پھرتے ہیں ۝
۱۸- آبخورے اور کوزے اور ستھری شراب کے پیالے ۝
۱۹- اُس سے دردِ سر نہ ہوگا اور نہ بکواس لگے گی ۝
۲۰- اور میوے جیسے وہ پسند کریں ۝
۲۱- اور پرندوں کا گوشت، جس قسم کا چاہیں ۝

...فرمایا۔ اعمال کے لحاظ سے آخرت میں انسانوں کے تین درجے ہونگے ایک تو وہ جو صاحبِ یمن و سعادت ہوں گے۔ ان کو داہنی طرف رکھا جائیگا۔ دوسرے وہ جن کے حصّہ میں نحوست و بدبختی آئے گی۔ ان کو بائیں طرف جگہ دی جائے گی۔ تیسرے گروہ والے سابقین میں سے ہوں گے یعنی ہر خیر و برکت کی بات میں آگے۔ ہر نیکی کی طرف سبقت کرنے والے۔ اور ہر اصلاح و تقویٰ کے معاملہ میں پیش رو۔ یہ لوگ اللہ کے مقرب ہوں گے وہاں کے درجے بلند ہونگے۔

اہلِ جنّت کی زندگی

دنیا میں جو لوگ اپنی خواہشات نفس پر ضبط و اقتدار رکھتے ہیں اور اپنے تمام رجحانات، اتقاء اللہ کے تابع کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے وہاں کامل سلطانی تعیش فراہم ہوگا۔ گویا یہ بتایا جائیگا۔ کہ اگر دنیا میں تم لوگ ان لذات کو چھوڑ دو۔ اور صرف ان قدروں کے درپے رہو۔ جن کا حصول جسم اور روح کی مسرتوں میں اضافہ کر دینے کا باعث ہو سکتا ہے۔ تو یہ سب چیزیں تمہیں فراوانی اور کمال کے ساتھ یہاں ملیں گی۔ چنانچہ یہ دیکھو۔ کہ دنیا میں شراب ممنوع اور حرام ہے۔ کیونکہ یہاں یہ ناقص ہے۔ تمہارے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے تمہیں بدحواس بنا دیتی ہے۔ تمہارے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرتی ہے۔ اور معاصی پر آمادہ کرتی ہے۔ اور مضر بھی ہے۔ اس کے استعمال سے اعضا میں ڈھیل اور ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ دل، جگر اور امعاء میں قوت حیات باقی نہیں رہتی۔ وہ ضعیف اور نکمّی پیدا ہوتی ہے۔ مگر وہاں جو شراب ملے گی۔ وہ ان تمام نقوص اور تکدرات سے پاک ہوگی۔ اس کو تم آبخوروں اور آفتابوں میں بھرو گے۔ قدحوں کے قدحے چڑھا جاؤ گے مگر ذرا تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ نہ یہ ہوگا۔ کہ عقل درست نہ رہے۔ شراب کے ساتھ عمدہ گوشت حسبِ ذوق ملے گا۔

حلِ لغات

اَزْوَاجًا۔ اقسام۔
ثُلَّۃٌ۔ جماعت۔ گروہ۔
مَوْضُوْنَۃٍ۔ بُنے ہوئے۔ اَکْوَاب۔ کوزے کی جمع ہے۔
آبخورہ۔ اَبَارِیْق۔ اس کا واحد ابریق۔ آفتابہ۔
کَاْس۔ شراب سے معمور قدح۔

٢٢- وَحُورٌ عِينٌ ○

٢٣- كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ○

٢٤- جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

٢٥- لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ○

٢٦- إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ○

٢٧- وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ○

٢٨- فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ ○

٢٩- وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ ○

٣٠- وَظِلٍّ مَمْدُودٍ ○

٣١- وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ ○

٣٢- وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ○

٣٣- لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ○

٢٢- اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ○ ف۱

٢٣- جیسے چھپے ہوئے موتی ○

٢٤- یہ اُن کے اعمال کا بدلہ ہے ○

٢٥- وہاں بے ہودہ گفتگو اور گناہ کی بات نہ سنیں گے ○

٢٦- مگر ایک بولنا سلام سلام ○

٢٧- اور داہنی طرف والے۔ کیا ہیں داہنی طرف والے ○

٢٨- بیریوں میں رہیں گے۔ جن میں کانٹے نہ ہوں گے ○

٢٩- اور تہ بر تہ کیلوں میں ○

٣٠- اور لمبے سایہ میں ○

٣١- اور اوپر سے گرتے ہوئے پانی میں ○

٣٢- اور بہت میووں میں ○

٣٣- جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ روکے جائیں گے ○

ف۱
اور گوری چٹی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ محفوظ موتیوں کی مانند روشن اور تابندہ انکی رفاقت میں تم تسکین و طمانیت کی پوری لذتوں کو محسوس کرو گے۔ وہاں اس خمار رنگ و بو میں بھی کوئی بیہودہ بات نہیں ہوگی۔ اور نہ گناہ کا ارتکاب کیا جائے گا۔ نفوس انسانی اس درجہ ترقی کر جائیں گے اور درجہ مہذب و شائستہ ہو جائیں گے۔ کہ باوجود ان جنتوں کی فراوانی کے۔ باوجود شراب و کباب اور شغل ناؤ نوش کے کوئی ایسی حرکت ان مجلسوں سے سرزد نہ ہوگی۔ جو آداب و نفاد کے منافی ہو غرض یہ ہے۔ کہ انہیں چیزوں کی وجہ سے تم لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہو۔ اور انہیں چیزوں کی ہوس تمہیں اس کی خوشنودی سے محروم رکھتی ہے۔ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے۔ اور اس کے حکموں پر چلو گے۔ تو یہ سب چیزیں وہاں زیادہ مقدار میں زیادہ کیفیات کے ساتھ ملیں گی۔

حوریں جنت کے متعلق فرمایا۔ کہ ہم نے انہیں خاص پاکبازوں کی تسکین خاطر کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ معصوم حسن کی مالک ہوں گی۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم سن اور ہم ذوق ہوں گی گویا اس دنیا میں بھی ازدواجی زندگی کا معیار یہ ہے۔ کہ رفیقۂ حیات بھی و نصرانی اخلاق سے آگاہ ہو۔ اور سن و سال اور ذوق و وجدان کے لحاظ سے تفاوت نہ ہو۔

حل لغات

سِدْرٍ - بیری۔

مَخْضُودٍ - وہ درخت جس کے کانٹے چھانٹ دیئے گئے ہوں۔

طَلْحٍ - کیلا۔

۳۴- وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ○
۳۵- إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ○
۳۶- فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ○
۳۷- عُرُبًا أَتْرَابًا ○
۳۸- لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ○
۳۹- ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ○
۴۰- وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ○
۴۱- وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ○
۴۲- فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ○
۴۳- وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ○
۴۴- لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ○
۴۵- إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ○

۳۴- اور اونچے بچھونوں میں ○
۳۵- عورتوں کو ہم نے ایک اٹھان پر اٹھایا ہے ○
۳۶- پھر ہم نے انہیں کنواریاں بنایا ○
۳۷- شوہروں کی پیاری ہم عمر بنایا ○
۳۸- داہنی طرف والوں کے لئے ○
۳۹- انبوہ ہے پہلوں میں سے ○
۴۰- اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے ○
۴۱- اور بائیں طرف والے کیا ہیں بائیں طرف والے؟ ○
۴۲- گرم ہوا اور کھولتے پانی میں ○
۴۳- اور کالے سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ○
۴۴- جو نہ ٹھنڈا ہے اور نہ عزت والا ○
۴۵- یہ لوگ اس سے پہلے آسودہ تھے ○

ان آیات کے بعد اہل جہنم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یہ دنیا میں صرف کام و دہن کی لذتوں میں کھوئے رہے۔ انہوں نے زندگی کا نصب العین صرف یہ قرار دے دیا۔ کہ ان عارضی مسرتوں کے لئے دوڑ دھوپ اختیار کی جائے۔ یہ عاقبت کو بھول گئے۔ انہوں نے روح کی ضرورتوں کو فراموش کر دیا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج یہ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہیں۔

اہل جہنم کے اوصاف

ان جہنم والوں کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ ان لوگوں نے مال و دولت کے نشہ میں حق و صداقت کے پیغام کو ٹھکرایا ہے اور اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تنعمات زندگی سے نوازا ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو جب دیکھتے ہیں، تو وہ استہزاء کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا اللہ کو تم ایسے مفلس ہی نعمتوں کے لئے منتخب کرتے تھے۔ کیا ہمارے سوا اس کو اور لوگ نہیں ملتے تھے۔ جن کو وہ ایمان کی سعادتوں سے بہرہ مند کرتا۔ ان لوگوں کے نزدیک مالدار ہونے کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ حق و روح کی تمام فضیلتیں بھی ان کو حاصل ہوں۔ حالانکہ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس طرح کے آسودہ لوگ یک قلم حق کی پذیرائی سے محروم رہتے ہیں۔ اور ان میں غور و فکر کی بہت کم صلاحیت باقی رہتی ہے۔

حل لغات

أَبْكَارًا۔ کنواریاں۔
عُرُبًا۔ محبوبہ۔
أَتْرَابًا۔ ہم سن۔ ہم ذوق۔
يَحْمُومٍ۔ سیاہ دھواں۔
وَلَا كَرِيمٍ۔ اور نہ مفید اور نہ فرحت بخش۔

۴۶- وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝
۴۶- اور اس بڑے گناہ (شرک) پر اڑے رہتے تھے ۝

۴۷- وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝
۴۷- اور کہتے تھے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے ؟ ۝

۴۸- اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝
۴۸- کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی اٹھائے جائیں گے ۝

۴۹- قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۝
۴۹- تو کہہ اگلے اور پچھلے سب ۝

۵۰- لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝
۵۰- روز مقررہ وقت پر ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ۝

۵۱- ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝
۵۱- پھر بیشک تم اے جھٹلانے والے گمراہو ۝

۵۲- لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝
۵۲- سینڈھ کے درخت سے کھاؤ گے ۝

۵۳- فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝
۵۳- پھر تم اس سے پیٹ بھرو گے ۝

۵۴- فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝
۵۴- پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے ۝

۵۵- فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝
۵۵- پھر ایسے پیو گے جیسے تونسے ہوئے اونٹ پانی پیتے ہیں ۝

۵۶- هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝
۵۶- انصاف کے دن یہ ان کی مہمانی ہے ۝

[1] جہنمی لوگوں کے متعلق دوسرا الزام یہ ہے کہ یہ توحید کے اور سے منکر تھے۔ ایک خدا کے سامنے نہیں جھکتے تھے۔ بلکہ اپنے اس مسلک پر مصر تھے۔ ان کو ہر چند دلائل سے قائل کیا جاتا۔ کہ شرک و کفر کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔ اور منطقی طور پر اس عقیدہ کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن یہ برابر اس تاریکی میں بڑھتے چلے جاتے۔ اور مسلمانوں کو چڑاتے کے لئے بتوں کو پوجا کرتے۔ پھر ان کا یہ عقیدہ بھی تھا۔ کہ جو کچھ ہے یہی زندگی ہے۔ مرنے کے بعد حشر و نشر کا عقیدہ دور از عقل ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ جب ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں۔ سڑ گل جائیں اور ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو چکیں تو اس وقت ہم کو اور ہمارے آباؤ اجداد کو قبروں میں سے اٹھ کھڑا کیا جائے۔ فرمایا۔ اس میں قطعاً استحالہ کی کوئی بات نہیں۔ تم سب پہلے اور پچھلے جمع کئے جاؤ گے۔ اور ایک وقت مقررہ پر خدا کے حضور میں پیش کئے جاؤ گے جہنم کے متعلق تصریح فرمائی۔ کہ دنیا میں تو علم و دانش کی توضیح کیلئے انہوں نے سچائی کو چھوڑ دیا تھا اور یہاں ان کو جو کچھ ملے گا۔ وہ قطعی ان کے ناگوار ہوگا۔ یہاں یہ زقوم کھائیں گے۔ اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر پیاسے اونٹوں کی طرح پانی کے ساتھ کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔ اس وقت کہا جائیگا۔ کہ آج یہی تمہاری مہمانی ہے۔ کھاؤ۔ اور برداشت کرو۔

حلِ لغات: یُصِرُّوْنَ۔ اصرار کیا کرتے تھے۔ اَلْحِنْثِ الْعَظِیْمِ۔ بڑا گناہ۔ زَقُّوْمٍ۔ ایک خاص قسم کا درخت کا نام ہے۔ جس کو جنت میں تھوہڑ کہتے ہیں وہ دوزخ میں ایک درخت ہے جو دوزخیوں کی خوراک ہوگا۔ اَلْھِیْمِ۔ پیاسے اونٹ۔ نُزُلُھُمْ۔ مہمانی۔ دعوت۔ یوم الدین۔ روز حشر و روز جزا ہے۔

۵۷ - نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝

۵۷ - ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تم سچ کیوں نہیں مانتے؟ ○

۵۸ - اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝

۵۸ - بھلا دیکھو۔ تو تم جو منی ٹپکاتے ہو ○

۵۹ - ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝

۵۹ - تم اسکو پیدا کرتے ہو یا ہم اسکے پیدا کرنیوالے ہیں؟ ○

۶۰ - نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ
بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝

۶۰ - ہم نے تم میں موت کا مقدور (مقرر) کیا ف۱ اور ہم اس بات
سے عاجز نہیں ○

۶۱ - عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ
فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

۶۱ - کہ تمہاری مانند اور قوم بدل لائیں اور ف۲ تمہیں اس جہان میں
اٹھا کھڑا کریں جسے تم نہیں جانتے ○

۶۲ - وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا
تَذَكَّرُوْنَ ۝

۶۲ - اور تم پہلی پیدائش جان چکے ہو۔ پھر کیوں نصیحت پذیر
نہیں ہوتے ○

۶۳ - اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝

۶۳ - بھلا دیکھو جو تم بوتے ہو ○

۶۴ - ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝

۶۴ - اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ ○

۶۵ - لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝

۶۵ - اور اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں۔ پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ ○

ف۱ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ سے غرض یہ ہے۔ کہ موت کو تقاضائے مصلحت و حکمت کے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ صرف عدم استعداد حیات کا نام نہیں ہے۔ اور یہ محض بخت و اتفاق ہے۔ اور نہ یہ درست ہے۔ کہ یہ اس کی ربوبیت کا نقص ہے۔ بلکہ اس کی تکمیل کائنات کے لئے ضروری ہے۔ اس کو پیدا کرنے سے مقصود یہ ہے۔ کہ خدا کسی بات سے عاجز نہیں ہے۔ وہ چاہے تو بڑے بڑے متکبروں کو آن واحد میں موت کی آغوش میں سلا دے۔ پھر جس خدا نے زندگی کی پُرلطف گھڑیوں کو سکوت موت میں تبدیل کر دیا ہے۔ وہ اس موت کو دوبارہ زندگی کے ساتھ بدل سکتا ہے۔

سطحی واقعات اور زیر اثر نتیجہ

ف۲ قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے۔ کہ اس میں ہر نوع کے ذہن کے لئے دلائل ہیں۔ اور ہر مذاق کے افراد کے لئے سامان تسکین ہے۔ یہ عقلاء اور دانشوروں کو بھی مخاطب کرتا ہے۔ اور عوام کو بھی۔ اس میں گہری اور دقیق فکر و غور باتیں بھی ہیں۔ اور سطحی واقعات سے استدلال بھی۔ غرض یہ ہے۔ کہ ان کا کوئی طبقہ بھی اس سے محروم نہ رہے۔ اور یہ کوئی نہ سمجھے۔ کہ یہ کتاب ہمارے لئے نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ضمن میں ان لوگوں کے لئے جو زیادہ دانائی سے بہرہ ور نہیں ہیں۔ اور جن کی نظر صرف معمولی واقعات معمولی واقعات و حقائق تک محدود رہتی ہے جنھ فطرت کے مظاہر بیان کئے ہیں۔ جو اس کی مہربانی اور شفقت پر دلالت کناں ہیں۔ اور جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کائنات کے پس پردہ کوئی نہایت رحیم اور شفیق ذات کارفرما ہے۔ فرمایا۔ یہ بتلاؤ۔ کہ تم جو زمین میں بوتے ہو۔ اسکو ہم اگاتے ہیں یا تم اگاتے ہو۔ ہم اگر پیداوار کو چورا چورا کر دیں۔ تو تم تعجب اور حیرت کا اظہار نہیں کرتے۔ (باقی صفحہ ۱۲۸۶ پر)

۶۶ - إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ○

۶۶ - کہ ہم تو قرضدار رہ گئے ○

۶۷ - بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ○

۶۷ - بلکہ ہم بے نصیب ہو گئے ○

۶۸ - أَفَرَءَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ○

۶۸ - بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو ○

۶۹ - ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ○

۶۹ - کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے ۔ یا ہم اتارنے والے ہیں ؟ ○

۷۰ - لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ○

۷۰ - اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا کر دیں ۔ پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے ○

۷۱ - أَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ○

۷۱ - بھلا دیکھو تو آگ جو سلگاتے ہو ○

۷۲ - ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ ○

۷۲ - کیا اس کا درخت تم نے پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ؟ ○

۷۳ - نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ ○

۷۳ - ہم نے وہ درخت نصیحت بنایا ہے ۔ اور مسافروں کے فائدہ کیلئے بنایا ○

۷۴ - فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ○

۷۴ - سو تو اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے ۔ پاکی بیان کر ○

۷۵ - فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ○

۷۵ - پھر میں تاروں ف۱ کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں ○

۷۶ - وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ

۷۶ - اور اگر تم جانو تو یہ بڑی قسم ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۲۸۵ ۔

اور یہ نہیں کہتے ۔ کہ ہم پر تاوان پڑ گیا ۔ اور ہم یکسر محروم رہ گئے ۔ اور یہ پانی جو تم پیتے ہو ۔ اس کو ہم نازل کرتے ہیں ۔ یا تم نازل کرتے ہو ۔ اگر ہم اس کو کھاری یا کڑوا کر دیں ۔ تو تم کو کس درجہ تکلیف ہو ۔ تم کیوں خدائے رحمان کا شکر ادا نہیں کرتے ۔ آگ کے فوائد ملاحظہ کرو ۔ تم اس کو سلگاتے ہو ۔ اور جو کھانے اس سے تیار کرتے ہو ۔ کیا اس کے لئے ایندھن کو تم نے پیدا کیا ہے ۔ یا ہم نے دیا ؟ اور کیوں ہم نے جنگلوں میں اس کے لئے لکڑیاں پیدا کی ہیں ۔ تاکہ تم ہماری نعمتوں کے سلسلے میں شکر گذاری کرو ۔ اور مسافرت کے عالم میں ان سے استفادہ کرو ۔ کیا ان حالات میں یہ زیبا ہے ۔ کہ ایسے خدا کو چھوڑ کر جو تمہاری روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرتا ہے ۔ تم ایسے معبودوں کی پرستش کرو ۔ جن کا تمہاری عملی زندگی میں کوئی ساجھا نہیں ۔ یہ کتنے سادہ واضحات ہیں ۔ اور کتنا پیارا ترتیبہ

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ نجوم سے مراد یہاں حصص قرآن ہیں ۔ اور مواقع تعبیر ہے ۔ تلاوت سے ۔ اور اس چیز کو بطور استشہاد اور استدلال کے پیش فرمایا ہے ۔ اور کہا ہے کہ یہ بہت بڑی گواہی ہے ۔

یعنی تم لوگ اگر اس حقیقت پر غور کرو ۔ کہ کیونکر قرآن نے آہستہ آہستہ دلوں میں اپنی جگہ بنالی ہے ۔ اور کیونکر اس کو قبول عام کی نعمت میسر ہوئی ہے ۔ حالانکہ اس کی شدید مخالفت کی گئی ۔ اور سخت ترین عداوت اور بغض کا اظہار کیا گیا ۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ محض اس لئے کہ یہ قرآن وصف کرم سے متصف ہے ۔ بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے ۔ اور باعث برکت و سعادت ہے ۔

حل لغات

مُغْرَمُونَ ۔ غرامًا سے ہے ۔ بمعنی تاوان ۔

تُورُونَ ۔ الورْی سے ہے ۔ جس کے معنے آگ پیدا کرنے کے ہیں ۔

۷۷- اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌۙ ○
۷۷- بے شک یہ قرآن ہے عزت والا ○

۷۸- فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍۙ ○
۷۸- چھپی ہوئی کتاب میں لکھا ہوا ہے ○

۷۹- لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَؕ ○
۷۹- اُسے وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں ○

۸۰- تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۸۰- جہان کے رب کی طرف سے اُتارا گیا ہے ○

۸۱- اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَۙ ○
۸۱- اب کیا تم اس بات میں سستی کرتے ہو ○

۸۲- وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ○
۸۲- اور تم اپنا یہ حصہ ٹھہراتے ہو کہ اُسے جھٹلاتے ہو ○

۸۳- فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَۙ ○
۸۳- پھر کیوں نہیں جب جان گلے میں پہنچتی ہے ○

۸۴- وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَۙ ○
۸۴- اور تم اس وقت دیکھتے ہو ○

۸۵- وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○
۸۵- اور ہم اسکی طرف تم سے زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں ○

۸۶- فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَۙ ○
۸۶- پھر اگر تم کسی کے حکم میں نہیں ہو تو کیوں نہیں ○

۸۷- تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
۸۷- اس رُوح کو پھیر لیتے۔ اگر سچے ہو ○

۸۸- فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَۙ ○
۸۸- پھر اگر وہ مقربوں میں سے ہے ○

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔ سے غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح لوح محفوظ میں فرشتے اس کی حفاظت اور نگرانی پر مقرر ہیں۔ اسی طرح اس دنیا میں اسی جماعت کے حصے میں اس کے علوم و معارف کی روشنی سے متنور ہوتے ہیں۔ جو پاکباز ہوتے ہیں۔ تاریک اور فسق و فجور سے معمور دلوں میں اس کی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ فرمایا۔ تمہاری یہ کتنی بدبختی اور محرومی ہے۔ کہ تم اس پاک کلام کو تسلیم کرنے میں تامل کرتے ہو۔ اور تم نے یہ ٹھان لی ہے۔ کہ بہر حال اس کی مخالفت کرو گے۔

جب ظاہر کی آنکھیں بند ہونگی

فلولا یعنی گو یہ اس وقت حقائق کو بلا تکلف جھٹلا دیتے ہیں۔ اور نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی سے واقعات کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ مگر جب یہ زندگی کے لمحات ختم ہونے کو ہوتے ہیں جب روح اس کسمپرسی میں گھبرا جاتی ہے۔ اور تجربہ ہوا کرتا ہے۔ جب حیات کی آمد و رفت منقطع ہوتی ہیں۔ اور جب سکرات موت طاری ہوتا ہے۔ اس وقت یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کے نزدیک ہیں۔ اور وہ سب باتیں درست ثابت ہیں۔ جن کا اظہار غریب کی زبان سے ہوا کرتا تھا۔ تو اس وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک معین طور پر مستحکم عقیدہ رکھیں گے۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ ہوگی۔ مگر یہ ایمان جو دیکھ کر اور محسوس کر کے پیدا ہو معتبر نہیں۔ معتبر وہ ایمان ہے۔ جو بن دیکھے ہو اور زندگی کے خوشگوار لمحوں میں ہو۔ تاکہ اس کے بعد اعمال صالحہ کی تکمیل کا موقع مل سکے۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ جب ظاہر کی آنکھیں بند ہوتی ہیں تو عین اس وقت باطن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور وہ حقائق جو زندگی بھر اوجھل رہے تھے۔ اب ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ اگر تمہارے اعمال کی جانچ نہیں ہوگی۔ اور حشر و نشر محض ڈھکوسلہ ہے۔ تو پھر یہ کیوں نہیں ہوتا۔ کہ تم موت کے چنگل سے بچ جاؤ۔ اور جب روح پرواز کرنے لگے۔ تو تم اس کو روک لو۔ اگر موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ تو پھر منطقی طور پر موت ہی کی ضرورت کیا ہے۔ اور اگر یہ سب کچھ تمہارے ارادوں اور حوصلوں کے ماتحت نہیں ہے۔ اور نہ تمہاری منطق کے موافق ہے۔ تو تم کیا ہو۔ یا خدا جانے اس کارزار کا باہر آئینہ تعطل و بیقینی ہے۔ کسی صورت میں بھی اس کے قابو سے خلاصی حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو پھر کیوں نہیں اس تنبیہ کے بعد تم اب زندگی کے وہ مکر و دقائق اٹھنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حل لغات: ۔ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۔ غیر منصوب مَدِیْن کی جمع ہے اصل دین ہے بمعنے حساب اور بدلہ کے دینے کے ہیں۔ فَرَوْحٌ ۔ مُسْتَرِیْحٌ آسائش ہمیشگی

۸۹ - فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○
۸۹ - تو راحت اور روزی ہے اور نعمت کا باغ ○

۹۰ - وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○
۹۰ - اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے ○

۹۱ - فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○
۹۱ - تو داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے خاطر جمع رکھ ○

۹۲ - وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○
۹۲ - اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے ○

۹۳ - فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○
۹۳ - تو کھولتے ہوئے پانی سے مہمانی ہے ○

۹۴ - وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○
۹۴ - اور دوزخ میں داخل ہونا ہے ○

۹۵ - اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○
۹۵ - بیشک یہ بات جو ہے یہی لائق یقین کے ہے ف۱ ○

۹۶ - فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○
۹۶ - سو تو اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا ہے پاکی بیان کر ○

آیاتہا (۲۹)	(۵۷) سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ (۹۴)	رکوعاتہا (۴)

(۵۷) سورۂ حدید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱ - سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○
۱ - جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۔ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ○

ف۱ ان آیات میں موت کے بعد زندگی کی تشریح فرمائی ہے ۔ کہ اگر مرنے والا اللہ کے مقربین میں سے ہے ۔ تو پھر اس کو بالکل بے خوف وخطر رہنا چاہیئے ۔ اس کے لئے وہاں کامل مسرت اور بہترین زندگی ہے ۔ اور جنت ہے ۔ جو بجائے خود ضامن ہے ۔ ہر فلاح و سعادت اور آسودگی و نعمت کی ۔ اور اگر اس سے ذرا کم درجے میں ہے ۔ تو بھی ۔ چونکہ فرمانبرداروں اور اطاعت شعاروں میں ہے ۔ اس لئے بھی ہر خوف و ہراس سے سلامتی ہے ۔ اور اگر ان لوگوں میں سے ہے ۔ جنہوں نے دنیا میں حق و صداقت کے پیغام کو ٹھکرایا ۔ اور اپنے لئے گمراہی اور ضلالت کی راہوں کو تجویز کیا ہے ۔ تو پھر خیر نہیں ہے ۔ ان لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا ۔ کھولتے ہوئے پانی اور جہنم سے ان کی تواضع کی جائے گی ۔ اس لئے ابھی سے ان واقعات پر کامل یقین ہونا چاہیئے ۔ اور اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کرنی چاہیئے ۔ ورنہ نتیجہ سامنے ہے ۔

سُورۂ حدید

ف۱ سورۂ واقعہ کا اختتام اس آیت پر ہوا ہے ۔ کہ پروردگار کی عظمت اور پاکی کا اظہار کرو ۔ اور سورۂ حدید کی ابتداء یہ ہے ۔ کہ کائنات کی ہر چیز عقلاً اپنی دائمی اطاعت شعاری سے اس کی حمد و ثنا اور تسبیح میں مصروف ہے ۔ اور تمام اشیاء پر حقیقتاً اسی کا قبضہ و اقتدار ہے ۔ وہی زندگی بخشتا ہے ۔ اور وہی موت طاری کرتا ہے ۔ اور اس کے احاطۂ قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ۔ اس لئے اگر تم لوگ زبان سے اس حقیقت کا اظہار نہیں کرتے ۔ تو نہ سہی ۔ واقعہ تو یہی ہے ۔ کہ تم عملاً اس کے بنائے ہوئے قانونوں کے سامنے جھکتے ہو ۔

حلِّ لغات

حَقُّ الْيَقِيْنِ ۔ اعتقاد کا وہ مقام جہاں شکوک نہ پیدا ہو سکیں ۔

۲- لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

۲- آسمانوں اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے اور وہ زندہ کرتا ہے
اور مارتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○

۳- هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

۳- وہ سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر ہے اور وہ
ہر شے کو جانتا ہے ○ ف۱

۴- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

۴- اُسی نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر تخت پر
قرار پکڑا۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا اور جو اس سے نکلتا ہے
اور جو آسمانوں سے نازل ہوتا اور جو آسمان میں چڑھتا ہے۔
وہ سب جانتا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ
ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے ○

۵- لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ○

۵- آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے۔ اور اللہ کی
طرف سب کام پھیرے جاتے ہیں ○

۶- يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

۶- رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا

خدا اوّل کیوں کر ہے؟

ف۱ خدا کی ایک صفت یہ بھی ہے۔ کہ وہ اوّل ہے۔ اور اس کو کائنات کی ہر چیز پر تقدم حاصل ہے۔ مگر قدیم حکماء کے لئے بڑی مشکل کا سامنا تھا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے۔ کہ اس تقدم کی نوعیت کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے عام طور پر تقدم کی پانچ قسمیں تجویز کی ہیں۔

(۱) تقدم بالتاثیر۔ (۲) تقدم بالاحتیاج (۳) تقدم بالشرف

(۴) تقدم بالمرتبہ۔ (۵) اور تقدم بالزمان۔

اور پانچوں قسم کے تقدم کو تسلیم کر لینے میں انہیں عقلی مشکلوں کا ایک انبار نظر آتا تھا۔ اگر ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ وہ ذات بعد زمانہ ہر شے سے مقدم ہے۔ تو خود اس جملے کا مفہوم کیا ہے۔ کیونکہ اس کو اوّل کہنا۔ یہ خود زمانے کو مستلزم ہے۔ اور اس بات کا اقرار کرنا ہے۔ کہ اس وقت بھی زمانہ کا کوئی حصہ ایسا تھا جس کو آپ اوّل فرض کر رہے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے آپ خدا کو سب سے پہلے قرار دے رہے ہیں۔ ورنہ اوّل کا کچھ اور مفہوم ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سرگروہ عقلاء اسلام یعنے امام رازی نے بھی یہاں کامل تحیر کا اظہار کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ

ہم یہ اجمال کی شکل میں تو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر تفصیلات کو سمجھنا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ خدا بھلا کرے۔ نظریہ اضافیت کے مصنف "آئن سٹائن" کا کہ اس نے اس اُلجھن کو دور کیا۔ اور اس حقیقت کو پالیا۔ اس نے کہا۔ کہ زمانہ کوئی ازلی اور ابدی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ تم سمجھتے ہو۔ بلکہ یہ تو محض ایک اضافی چیز ہے۔ اگر آج اشیاء موجود نہ ہوں۔ یا ان میں حرکت مفقود ہو جائے۔ تو زمانہ کا مفہوم ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا ازلی اور ابدی موجود ہونا نہ صرف غیر ضروری ہے۔ بلکہ عقلاً باطل ہے۔ اس نظریہ نے زمان و مکان کے تصور کو اس درجہ بدل دیا ہے۔ کہ اب وہ پہلے کی طرح تضاد وار نہیں ہوتے۔ (باقی صفحہ ۱۲۹۰ پر)

حلِ لغات:۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ پھر وہ عرش تدبیر و حکومت پر قرار پذیر ہوا۔ استویٰ کی تفصیلی بحث کئی مقامات پر گزر چکی ہے۔ مختصراً یوں سمجھ لیجئے۔ کہ یہ ایک شان احدیت ہے۔ صفت واقعہ نہیں ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد پھر اس نے اپنے مرکز تدبیر شئون کی جانب توجہ مبذول فرمائی۔ اور عرش سے کہ مقام تجلیات تخلیق ہے۔ اور مرکز کا انتظام فرمایا۔ يَلِجُ۔ ولوج سے ہے۔ جو

۳ یلج سے داخل ہونا۔

اللَّيْلِ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

ہے۔ اور وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے ۝

۷۔ آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

۷۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے جس میں اللہ نے تمہیں نائب کیا ہے۔ خرچ کرو۔ پھر جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا اُن کیلئے بڑا اجر ہے ۝

۸۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

۸۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور رسولؐ تمہیں پکار رہا ہے۔ کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ وہ تم سے عہد لے چکا ہے۔ اگر تم ماننے والے ہو ۝

۹۔ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

۹۔ وہی ہے جو اپنے بندہ پر کھلی آیتیں نازل کرتا ہے۔ تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اُجالے میں لائے[1] اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر شفیق مہربان ہے ۝

۱۰۔ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ

۱۰۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔ تم میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸۹: اب یہ عقیدہ کہ خدا اوّل ہے۔ بالکل واضح ہے کہ اس نے زمانے اور مقام و مکان کو بھی پیدا کیا ہے۔ کان و لم یکن شیٔ اور وہ تمام مخلوق سے ان معنوں میں پہلے ہے۔ کہ اس کی شان [illegible] کے ساتھ وقت اور مقام کے لئے بھی کوئی جگہ نہ تھی۔ اور وہ اس وقت تھا جبکہ خود عدم بھی معدوم تھا۔ اور مکان بھی [illegible] آخر کے معنی جیسا کہ حدیث میں آتے ہیں۔ کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں ظاہر ہے کہ اس کا ثبوت بالکل بدیہی اور واضح ہے۔ وجدان و ذوق اسکو تسلیم کرتا ہے۔ اور قلب و دماغ کے تمام گوشوں پر وہ مسلط ہے۔ اگر انسان چاہے بھی کہ اس کا انکار کر دے جب بھی اُسکی وضاحت اور اعتراف کی زنجیریں لاکر پہنا دیتی ہے۔ باطن کہنے سے غرض یہ ہے کہ باوجود اس تبیین اور اس تحقق کے اگر منطق اور خود و فکر کی چھلنیوں میں اسکو چھاننا چاہو۔ تو ناممکن ہے۔ اگر حکمت اور فلسفہ کی آنکھوں سے دیکھنا چاہو۔ تو اس کا وجود سراپردہ خفا میں ہے۔ یعنی وہ مستور بھی ہے۔ اور ظاہر بھی ہے۔ وہ واضح بھی ہے اور مخفی بھی ہے ۝

فیضانِ نبوت [1] یعنی یہ کہ اس کی بخشش اور رحمت ہے۔ کہ اس نے اپنے بندے پر نہایت ہی [illegible]

قرآن کی آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ تاکہ انکی وساطت سے لوگوں کو اندھیروں اور تاریکیوں میں سے نکال کر روشنی اور نور کی وادیوں میں لے جائے۔ شکوک و اوہام اور خرافات کی ظلمتوں سے [illegible]۔ اور حقائق و معارف کی جانب رہنمائی کرے۔ یہ اسکا فضل و کرم ہے۔ کہ اس نے حضورؐ کو بھیجا۔ تاکہ بنی نوع انسان کو گمراہیوں میں پھنسنے سے باز رکھیں۔ حالات یہ تھے۔ کہ ہر طرح کی گمراہیاں اور جرم ان پر مسلط تھے۔ چاروں طرف گناہوں کا تسلط تھا تعلیم الٰہی سے لوگ ناآشنا تھے۔ اور طبائع متنفر بُت پرستی اور تقلید آبا کا زور تھا۔ رسوم نے ان کی زندگی کو اجیرن کر رکھا تھا فواحش عام تھے۔ [illegible] کا نشان تھا۔ اس حالت میں حضورؐ تشریف لائے اور آپ کے فیض سے تاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ روشنی [illegible] ذہن میں تابندگی اور روشنی پیدا ہو گئی۔ اخلاق [illegible] اور طبائع [illegible] کی شائستگی۔ یہ حضورؐ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ [illegible] خلفا اس کے [illegible] قرار پائے۔ غلام اور [illegible] لوگوں نے خدمت و شفقت کا بہترین ثبوت دیا۔ اور جو اکھڑ اور تند مزاج تھے حلیم ہو گئے۔ یہ ساری [illegible] کا [illegible] ہے۔ کہ آج دنیا میں روشنی اور محبت موجود ہے [illegible] کے ایک [illegible] سے وابستہ ہیں۔ [illegible]

حل لغات: [illegible]

اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ
دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ۧ

۱۱- مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۚ

۱۲- يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى
نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ۚ

۱۳- يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ

جس نے فتح (مکہ) سے پہلے مال خرچ کیا اور راہ خدا میں لڑا
(اوروں کی) برابر نہیں ہے۔ ان لوگوں کا درجہ ان سے بڑا ہے
جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور لڑے اور سب سے اللہ نے اچھا وعدہ
کیا ہے۔ اور جو تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے واقف ہے ○

۱۱- کون ایسا ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔ پھر وہ اس قرض کو اس
کیلئے دونا کرے۔ اور اس کے لئے عزت کا اجر ہے ○

۱۲- جس دن تو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھے گا۔ کہ
اُن کا نُور ان کے سامنے اور ان کے داہنے دوڑتا ہوگا۔ آج کے
دن تمہیں خوشخبری ہے۔ باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں
بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہو گے۔ یہی بڑی مراد
ملنی ہے ○

۱۳- جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے

پچھلے صفحہ سے آگے۔۔ دین کا یہ تخیل کہ صداقت سب کی مشترکہ میراث
ہے۔ کس کا تخیل ہے؟ وہ عقیدہ کہ ہر پیغمبر بلا کسی تعلیم کا سزاوار ہے
کس نے پیش کیا۔ یہ خیال کہ دنیا کے ہر کونے میں انبیاء آئے اور خدا کی
زمین کا کوئی گوشہ ابر رسالت کے فیض بخشیوں سے محروم نہیں رہا۔
کس کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اور لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کا
دلآویز ترانہ کس نے گایا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ف ان آیات میں انفاق فی سبیل اللہ کے لئے مسلمانوں کو آمادہ کیا ہے۔
اور کہا ہے۔ کہ جب جہاد کے لئے اور اسلام کی اعانت کیلئے روپیہ کی ضرورت
ہے۔ تو تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم تامل و توقف میں ہو۔ یاد رکھو۔ یہ سلسلہ
دولت اللہ کی دی ہوئی ہے۔ اور اسی کی بخشش ہے۔ پھر جب وہ تم سے
تمہارے بھلے کے لئے طلب کر رہا ہے۔ تو تمہیں بے دریغ دے دینا
چاہئے۔ اس کے بعد یہ جتلایا ہے۔ کہ قتال و انفاق کے بارہ میں موقع
کی اہمیت کے لحاظ سے اجر میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ جن لوگوں نے
بیکسی کے عالم میں۔ یعنی فتح مکہ سے قبل اسلام کی مالی و جانی مدد کی ہے
وہ لوگ بعد کے لوگوں سے قیمتاً یا درجۃً افضل ہیں۔ کیونکہ یہ وہ پاک نفوس
تھے۔ جنہوں نے اس وقت اس تجارت میں اپنا سرمایہ لگایا۔ جبکہ کامیابی
کی بہت کم توقع تھی۔ اور فتح مکہ کے بعد مستقبل بالکل روشن تھا۔ اور سب
کو معلوم تھا کہ اب اسلام سارے عالم پر چھا جائیگا۔

ف اللہ کو قرض دینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ بھی ایک نوع کی تجارت ہے
فرق یہ ہے۔ اس میں راس المال نقد ہے۔ اور جو کچھ ملنے والا ہے۔ وہ
سراسر متوقع یعنی موت کے بعد آنے والا ہے۔ اس سودے میں وہی لوگ
شریک ہوتے ہیں۔ جن میں جرأت ایمانی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ
اگر سب کچھ دے کر بھی اس کا قرب حاصل ہو جائے۔ تو یہ تجارت کسی
عنوان بُری نہیں۔

حل لغات

نُوْرُهُمْ۔ روشنی۔ یعنی وہ لوگ جو یہاں معارف ایمانی سے بہرہ ور
تھے۔ وہ اس دنیا میں نور کے سائے میں چلیں گے۔ اور تقدم و خضوع کی
کی ہر راہ ان کے لئے روشن ہوگی۔ وہ عقبیٰ کی تمام مشکلات پر آسانی
آسانی کے ساتھ قابو حاصل کر لیں گے۔ اور وہاں کے حقائق بھی پوری
طرح روشن ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص نوع کی چمک
عطا ہو جائے گی۔ جو ان کے جلال کو ظاہر کرے گی اور ان کے مرتبہ عظمت کو واضح کرے گی

آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ
ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ
بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ
وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

کہیں گے کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور میں روشنی حاصل کریں۔ کہا جائیگا کہ اپنے پیچھے مڑ جاؤ اور نور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائیگی جس کا ایک دروازہ ہوگا۔ اس کے اندر رحمت ہوگی۔ اور باہر کی طرف عذاب ہوگا ۝

۱۴- يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ
فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ
غَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَ
غَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝

۱۴- منافق ایمانداروں کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے ہاں تھے مگر تم نے اپنی جانوں کو فتنہ میں ڈالا اور راہ دیکھتے رہے اور شک میں پڑے رہے اور تم کو آرزوؤں نے فریب دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور تمہیں اس دھوکے باز شیطان نے اللہ کے بارہ میں فریب دیا ۝

۱۵- فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

۱۵- پس آج تم سے نہ فدیہ قبول کیا جائیگا اور نہ کافروں ہی سے قبول ہوگا تمہارا ٹھکانا آگ ہے۔ وہی آگ تمہاری رفیق ہے اور برا ٹھکانا ہے ۝

۱۶- أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ
لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا

۱۶- کیا ایمانداروں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ اور اس کے دین کی یاد کرنے کے وقت جو نازل ہوا ہے گڑ گڑائیں اور ان کی مانند نہ ہوں

سزا کی صحیح ترین شکل

۱ے منافقین کا گروہ دنیا میں چونکہ ایمان سے یکسر محروم رہا۔ اور ہمیشہ ظاہری سرسبزیوں کو دائمی آسودگیوں پر ترجیح دیتا رہا۔ اور کوشش کرتا رہا۔ کہ مسلمان کبھی حقیقت حال سے آگاہ نہ ہوں۔ ظاہر کے پردے میں باطن کو چھپا رہا۔ اور چند صحیح کی باتوں سے اس خبث کو جو اس کی عزیز ترین دولت تھی، دل کی گہرائیوں میں پنہاں کئے رہا۔ اللہ نے دنیا میں ان سے پورا پورا کامل انتقام لیا۔ کہ ان کے تمام اسرار ایک ایک کر کے واشگاف طور پر بیان کر دیئے۔ اور واضح کر دیا کہ تمہارا اقدام ہماری نظروں میں ہے۔ اور تم ظاہر داریوں کے باوجود بھی ہمیں دھوکا نہیں دے سکتے۔ اور آخرت میں اذیت نفسی کی ایسی صورت پیدا کر دی۔ کہ ان کو اپنے اعمال کی برائی ٹھیک شکل میں معلوم ہو جائے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب یہ لوگ شاداں و فرحاں جنت کی جانب بڑھ رہے ہونگے۔ اور اپنے اعمال کے بھروسے پہ آگ کی طرف جھکے ہوئے چلے جا رہے ہونگے۔ تو ان کے دلوں میں منزل تک پہنچ کر جو قلبی غرور کی بیرونی جنت کی نہایت مرجھائی ہونگے۔ ان میں اور جنت میں چند قدم کا فاصلہ ہوگا۔ کہ درمیان میں ایک دیوار کھینچ دی جائیگی۔ اور ان کا اتفاق جہنم ہو کر رہ جائیگا اور حسرت ہائے ابدی کے درمیان حائل ہو جائیگا۔ اس وقت انہیں پہلی آرزی ... محسوس ہوگا۔ کہ نفاق کتنا بڑا عیب ہے۔ اور نفاق کی وجہ سے اللہ کے بندوں کو کیسی دردناک تکلیف پہنچتی ہے۔

۲ے جب یہ لوگ مسلمانوں کو دیکھیں گے کہ جنت میں مزے لوٹ رہے ہیں۔ تو کہیں گے۔ کیا ہم بھی تو دنیا میں تمہارے ساتھ تھے۔ پھر درجات میں یہ تفاوت کیوں ہے؟ مسلمان جواب دینگے۔ کہ جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے بلاشبہ تم لوگ ہمارے ساتھ تھے مگر تمہارے دلوں میں ایمان کی حلاوت کہاں تھی؟ تم کفر و نفاق پر ریجھے ہوئے تھے۔ تم نے ایمان داخل کئے جذبات و مصائب کا انتظار کھینچا۔ تم نے تعلیمات اسلامی کو شک و ارتیاب کی نظر سے دیکھا۔ اور خواہشات نفس نے تمہارے قلب اور دماغ پہ پورا پورا قبضہ جمالیا۔ تم کو شیطان نے بہکایا۔ اور تم بہک گئے۔ حتی کہ موت کا پیغام آ پہنچا۔ اور تمہیں جہاں سے بلا لیا گیا۔ اب تمہیں بتاؤ۔ کہ کیا تمہیں ان جنتوں میں داخل ہونے کا کوئی استحقاق ہے؟ جنکو اللہ نے اپنے مخلص بندوں کے لئے مختص کر رکھے ہیں۔

حل لغات:- بِسُورٍ۔ دیوار۔ فَتَنْتُمْ۔ یعنی کفر و نفاق کی آزمائش میں ڈالا۔

كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ
الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ
فَاسِقُونَ ○
۱۷- اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○
۱۸- إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا
اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ
أَجْرٌ كَرِيمٌ ○
۱۹- وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ
أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○
۲۰- اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ

جنہیں پہلے کتاب ملی۔ پھر ان پر مدت دراز گزر گئی۔
پھر ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور وہ بہت
اُن میں بدکار ہیں ○
۱۷- جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرے پیچھے جلاتا ہے
ہم نے تمہارے لئے پتے بیان کر دیئے شاید تم سمجھو ○
۱۸- بیشک خیرات دینے والے اور خیرات دینے والی عورتیں
اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسن دیا انہیں دو چند دیا جائے
گا۔ اور انہیں عزت کا اجر ملے گا ○
۱۹- اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ وہی
اپنے رب کے پاس سچے ایمان والے اور شہید ہیں۔ انہیں
اُن کا اجر اور ان کا نور ملے گا۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری
آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں ○
۲۰- جان رکھو کہ دنیا کی زندگی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ کھیل اور

ف ہجرت کے بعد مسلمانوں کو مدینہ میں آرام ملا۔ تو وہ گرم جوشی عمل کی باقی نہیں رہی۔ جو مصائب کے وقت تھی۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عتاب نازل فرمایا۔ کہ یہی وقت تو اظہار شکر و خشیت و انفعال کا ہے۔ کیونکہ سرور اور تنعم میں خدا کو یاد رکھنا گویا اسے دین کو دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ تمہیں اہل کتاب کی طرح نہ ہونا چاہئے۔ کہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ان میں قساوت پیدا ہوتی چلی گئی۔ اور گناہ زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ ہو جائے۔ بلکہ یہ لازم چاہئے۔ کہ مرور زمانہ کے ساتھ۔ تمہارے دلوں میں نیکی کا جذبہ زیادہ مضبوط ہوتا چلا جائے۔ اور زمانے کا بُعد تمہارے جذبوں کی تازگی میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کر سکے۔

نبوت اور مقام صدیقیت و شہادت

ف نبوت کے سوا صدیقیت اور صالحیت کے جس قدر مراتب ہیں۔ وہ سب سعی و عمل اور ایمان و تقویٰ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ گو اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے۔ کہ تکمیل دین اور اتمام نعمت کے بعد اب کوئی شخص براہ راست استفادہ الوہیت اور نبوت کا مستحق ہو۔ مگر یہ ممکن ہے۔ کہ ان نبیوں کے تتبع اور اطاعت سے کہ جن کو فیضان نبوت سے وہ تمام رتبے حاصل ہو جائیں۔ جو غیر انبیاء کیلئے مقدر ہیں۔ لہٰذا ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر شکر اور بے ریا، ایمان رکھتا ہے۔ اور جس کے قلب میں تمام انبیاء کے لئے عزت و احترام کے جذبات موجزن ہیں۔ وہ اللہ کے نزدیک صدیق ہے۔ اس کا رتبہ اور مقام عام مومنین سے بلند ہے۔ اسی طرح ایک مقام فنافی اللہ کا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ حقیقتاً اللہ کی راہ میں انسان اپنے کو ذبح کروا لے۔ کٹ مرے اور قلب و دماغ کی تمام صلاحیتوں کو اللہ کے لئے استعمال کرے۔ وہ شہید ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲۹۴ پر)

حل لغات

الامد۔ مدت۔ فرق یہ ہے۔ کہ زمانہ جس طرح قوائے جسمانی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی طرح مذہبی جذبات بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ مگر مومن کی شان یہ ہے۔ کہ وہ پوری طرح اس ضعف و اضمحلال کا مقابلہ کرے۔ اور اپنی روح کو ہمیشہ تر و تازہ رکھے۔ الصدیقون۔ صدیق کی جمع ہے۔ نہایت راست گو۔ وہ شخص جس میں حق کو قبول کرنے کی استعداد بدرجہ اتم موجود ہو۔

لعب۔ بازی۔ کھیل۔ لہو۔ کھیل۔ نیک عمل سے باز رکھنے والی چیز۔

وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ
كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ
فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ
وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○
۲۱- سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو
الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○
۲۲- مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي
أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا ۚ إِنَّ
ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ○
۲۳- لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا

تماشہ اور ظاہری آرائش اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر
کرنا اور اموال و اولاد میں زیادتی طلب کرنا ہے۔ جیسے وہ
بارش جس کی روئیدگی کسانوں کو اچھی لگتی ہے۔ پھر خشک ہو
جاتی ہے تو تو اُسے زرد ہوگئی دیکھتا ہے۔ پھر چورا چورا ہو جاتی
ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ سے معافی بھی ہے اور
رضامندی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے ○
۲۱- اپنے رب کی معافی اور جنت کی طرف دوڑو۔ اس جنت کا
عرض آسمان اور زمین کے عرض کی برابر ہے۔ اُن کے لئے تیار
کی گئی ہے جو اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ یہ اللہ
کا فضل ہے۔ جسے چاہے دے۔ اور اللہ کا فضل بڑا ہے ○
۲۲- ملک اور تمہاری جانوں پر کوئی ایسی مصیبت نہیں پڑتی جو
کہ ہم نے کتاب میں اسکے پیدا کرنے سے پہلے نہ لکھ لیا ہو۔
بے شک یہ اللہ پر آسان ہے ○
۲۳- تاکہ تم اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے افسوس نہ کرو۔ اور جو

حاشیہ صفحہ ۱۲۹۳ ۔ ۔۔ اُنکے رہنے کا ٹھکانا اللہ کے قرب میں ہے۔ اس کو دُنیا میں بھی ایمان و بصیرت کی روشنی عطا کی جاتی ہے اور آخرت میں بھی۔ یہ بلند مرتبہ بھی ہر اس شخص کو مل سکتا ہے۔ جو ایسا ہو۔ اُمت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس میں کا ہر فرد تقویٰ و ورع کے ذریعہ اعلیٰ ... تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

یہ یاد رہے کہ "والشہداء" کو یہاں بالکل منفصل اور علیحدہ ہے۔ اس کا تعلق "والذین" سے نہیں ہے۔ کیونکہ شہادت صرف ایمان سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایمان کیلئے مر جانے سے حاصل ہوتی ہے۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا۔ قرآن حکیم کی ان آیات میں دنیا کی صحیح قدر و قیمت واضح کی گئی ہے۔ اور ان لوگوں کو جو مادیات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جو زندگی کا مقصد بس یہی سمجھتے ہیں۔ کہ ان عارضی اور فانی مسرتوں کو ابدی اور دائمی حقیقتوں پر ترجیح دی جائے تنبیہ کی گئی ہے۔ ارشاد ہے۔ تم بہت سے حیات انسانی کو صرف ایک رُخ سے دیکھتے ہو۔ اور وہ پہلو جو اس کے سارے حسن کو ضائع کر دیتا ہے اور جس کے تصور سے بھی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہے۔ تم صرف یہ جانتے ہو۔ کہ یہاں دلچسپی ہے۔ دل بہلانے کے وافر سامان ہے۔ زینت و تفاخر کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ مال و دولت میں افزونی کی خواہش ہے۔ جنہیں یہ نہیں جانتے۔ کہ پردہ موت ان سب مسرتوں اور خوشیوں کو ایک دم ڈھانپ لیتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں اس وقت پھیکی لگنے لگتی ہیں جب ملک الموت فرشتہ سامنے آ جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ان ناداروں کی مثال ایسے زمیندار کی سی ہے۔ جو اپنے کھیت کو مینہ برس جانے کی وجہ سے سرسبز و شاداب دیکھتا ہے اور پھولے نہیں سماتا۔ پھر چند دنوں میں وہ کھیت کٹ جاتا ہے۔ اور اس کی تازگی زردی اور پژمردگی سے بدل جاتی ہے۔ اس وقت یہ چورا چورا ہو جاتا ہے۔ اور پاؤں میں روندا جاتا ہے۔ گویا یہ حسن و جمال جس کی وجہ سے زمیندار اکڑ کے چلتا تھا۔ خزاں کے گرم جھونکوں کی تاب نہ لا کر خاک میں مل جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح دنیا کے عشاق اس کو زینت و آرائش میں دلہن کی طرح بنا اور سنوار دیکھتے ہیں۔ اور اس پر ... ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے۔ کہ یہ قیامت اور مرگ کے وقت یہ کس وجہ خس و خاشاک ہو جائیگی۔ (باقی صفحہ ۱۲۹۵ پر)

حل لغات ۔ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۔ آسمان و زمین کی ...

اٰتٰکُمْ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۙ

۲۴ - اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ
وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ○

۲۵ - لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ
اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ
بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○

۲۶ - وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا
فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ فَمِنْهُمْ
مُّهْتَدٍ ۚ وَکَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

۲۷ - ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا
بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ وَ

اسے تمہیں دیا۔ اس پر شیخی نہ کرو۔ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو

۲۴۔ جو خود بخل کریں اور آدمیوں کو بخل کا حکم دیں۔ اور جس نے منہ موڑا۔ تو اللہ وہ ہے جو بے پروا قابلِ تعریف ہے ○

۲۵۔ ہم نے اپنے رسول کھلی نشانیاں دے کر بھیجے اور اُن کے ساتھ بھیجے کتاب اور ترازو نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے لوہا نازل کیا۔ کہ اس میں سخت لڑائی ہے۔ اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔ اور تاکہ اللہ معلوم کرے۔ کہ کون بن دیکھے اس کی اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ زور آور اور زبردست ہے ○

۲۶۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب رکھی۔ پھر کوئی ان میں راہ پر ہے۔ اور اکثر ان میں بدکار ہیں ○

۲۷۔ پھر ان کے پیچھے اُنکے نقش قدم پر اپنے رسول بھیجے اور پیچھے لائے۔ جیسے عیسیٰ ابن مریم کو انجیل دی اور جو لوگ اسکے

استحقاق اور تفضل کی بحث

[illegible]

مسئلہ تقدیر کی بالکل آسان صورت

[illegible]

تفصیل علم ہے۔ وہ لازم طور پر اس بات کا قائل ہے۔ کہ کوئی چیز بھی اس کی گرفت سے باہر نہیں۔ [illegible]

[illegible]

وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَّ
رَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا
عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ
رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ
وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝
۲۸- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ
يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا
تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
۲۹- لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ
عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ
بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

تابع ہوئے اُنکے دلوں میں شفقت اور رحمت ڈال دی اور لیکن
دنیا چھوڑنا جسے انہوں نے خود نکالا لیا تھا ہمنے اسکو ان
پر اُنکے مگر واسطے ڈھونڈنے رضامندی خدا کے سو جیسا اسکو
نباہنا چاہیے تھا۔ ویسا نہ نباہ سکے۔ پھر جو ان میں ایمان لائے
تھے ہمنے اُنکا اجر انہیں دیا۔ اور ان میں بہت بدکار ہیں ○
۲۸- مومنو خدا سے ڈرو اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت
سے دو حصے دیگا اور تمہارے لئے ایک نور مقرر کریگا جسکی روشنی میں
تم چلوگے اور تمہیں بخشے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○
۲۹- تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کا فضل
کچھ نہیں پا سکتے۔ اور جانیں کہ فضل خدا
کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے دے۔ اور
اللہ کا فضل بڑا ہے ○

یہ انجیلیں اصلی نہیں ہیں

ف: یہ واضح ہے کہ موجودہ انجیلیں [illegible] اصل [illegible] حضرت مسیح کے [illegible] حالات ہیں جنہیں بعد کے لوگوں نے تصنیف کیا۔ [illegible] انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی ایک مستقل صحیفہ تھا جس میں [illegible] سے مخفی [illegible] گیا تھا۔ ان انجیلوں کے لکھنے والے لوگ حضرت مسیح کے حواری نہیں۔ اور یہی تفصیل کے ساتھ معلوم نہیں کہ یہ لوگ کون تھے۔ [illegible] اور اس وقت کی [illegible] ان کا [illegible] ظاہر کیا تھا۔ پھر بڑی مصیبت یہ ہے کہ صرف [illegible] لوگوں نے انجیلیں لکھی ہیں۔ بلکہ [illegible] ہے۔ جیسا کہ خود ان انجیلوں کے [illegible] سے معلوم ہوتا ہے۔ اور [illegible] کو [illegible] سمجھا گیا۔ قرآن حکیم نے جہاں ان انجیلوں کی تصدیق [illegible] ہے [illegible] کو درست اور صحیح تسلیم کرتا ہے۔ [illegible] اور ان میں جو صداقت باوجود تحریف اور [illegible] موجود ہے۔ اس کو تسلیم کرتا ہے۔ اور [illegible] کی [illegible] سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

دین فطرت رہبانیت نہیں ہے

ف: اللہ تعالیٰ کا دین جو [illegible] مسیح کے ماننے والوں کو دیا گیا۔ وہ نہایت [illegible] سہل تھا۔ [illegible] طبیعت [illegible] بے نفس [illegible] مقرر [illegible] کیونکہ خدا اپنے بندوں پر نہایت درجہ مہربان اور کرم فرما ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ زہد و ورع کے نام پر نفس کو [illegible] تعذیب میں مبتلا کریں۔ [illegible] ہرگز یہ خواہش نہیں ہے۔ کہ [illegible] کو اختیار کریں۔ اور دنیا سے [illegible] جذبات کو کچل ڈالیں۔ [illegible] خالص کر رہبانیت کی بھینٹ چڑھا دیں۔ وہ تو یہ چاہتا ہے۔ کہ لوگ [illegible] دنیا کی تمام [illegible] سے بہرہ ور ہوں۔ آسائش و آرام کو [illegible] خواہشات کو [illegible] کہ [illegible] کے بندے [illegible] سے مستفید ہوں۔ اور [illegible] نیابت کا حق ادا کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس [illegible] کو اصل دین میں داخل کر دیا۔ اور پھر [illegible] ہے۔ [illegible] فطرت سے جنگ محال ہے۔ [illegible] خواہشات کو دبا [illegible] زندگی کے صحیح مفہوم [illegible] متمتع ہو سکے۔

۱ عیسائیوں نے مدتوں [illegible] تبتل اور رہبانیت کا [illegible] اور بالآخر [illegible] اور [illegible] زندگی [illegible] ریاکاری [illegible] شرع کو کوئی [illegible] تقاضا [illegible] پیدا کیا اور اس [illegible] حاصل کی۔ [illegible] زندہ اور [illegible] رہبانیت [illegible] حل کہا [illegible]

(۵۸) سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ (۳)	(۵۸) سورہ مجادلہ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ○	۱- اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارہ میں جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ کی طرف شکایت کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی باتیں سنتا تھا بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے ○
۲- اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○	۲- جو لوگ تم میں اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں تو نہیں ہیں جنھوں نے ان کو جنا اور وہ ایک نامعقول بات اور جھوٹ بول دیتے ہیں۔ اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ○
۳- وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ	۳- جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر جو کہا تھا اس سے پھرنا چاہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ

عورت کا درجہ قانون میں

ف اسلام سے پہلے طلاق کی ایک صورت یہ تھی۔ کہ خاوند بیوی سے کہتا۔ کہ انتِ علیّ کظہر امّی یعنی اب تو میرے لئے میری ماں کی حیثیت میں ہے اور پرانے رواج پھر وہ عورت دائمی طور پر علیحدگی اختیار کر لیتی۔ اس کو اصطلاح میں ظہار کہتے تھے۔ خولہ بنت ثعلبہ حضورؐ کے پاس فریاد لے کر آئی۔ کہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میرے اولاد بھی ہے۔ اگر ان الفاظ سے علیحدگی واقع ہو جاتی ہے۔ تو بڑی مشکل کا سامنا ہے۔ اولاد کو اگر خاوند کے سپرد کرتی ہوں۔ تو مجھے خطرہ ہے۔ کہ وہ شفقت سے ان کی تربیت نہیں کریگا۔ اور اگر اپنے پاس رکھتی ہوں۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ بھوکوں نہ مر جائیں۔ میں ان کو کیسے کر پالوں گی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ وہ جب یہ الفاظ کہہ چکا ہے۔ تو اب تو اس پر حرام ہو چکی ہے۔ اور میاں بیوی کے سے تعلقات منقطع ہو چکے ہیں۔ وہ روئی۔ اور کہتی یا رسول اللہ اس نے طلاق کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں۔ اور حضورؐ عام مسئلہ کی بنا پر یہی فرماتے۔ کہ اب تو کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اتنے میں حضورؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور ظہار متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں بتایا گیا۔ کہ یہ جاہلیت کا دستور قطعاً غلط ہے۔ کہ مطلقاً عورت کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں بن جائے۔ ماں تو وہی ہے جس نے اس کو جنا ہے۔ اور جو اس کو وجود میں لانے کا باعث ہوئی۔ یہ قول اور یہ انداز بیان غلط اور جھوٹ ہے۔

حل لغات:۔ تجادلک: تجھ سے جھگڑتی تھی۔ جدال کا لفظ عربی میں اچھے اور برے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں اس کا اطلاق اچھے معنوں میں ہے۔ تحاورکما۔ باہمی گفتگو۔ [illegible] اس حقیقت کی طرف کہ اسلام کے احکام [illegible] پر مشتمل ہیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

أَن يَتَمَآسَّا ۚ ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○
۴- فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ
مِن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ۖ فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ
فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۚ ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۗ وَلِلْكَافِرِينَ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ○
۵- إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا
كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَا
آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○
۶- يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم

لگائیں۔ ایک گردن آزاد کرنا ہے۔ یہ تمہیں نصیحت دیجاتی ہے
اور اللہ تمہارے کاموں سے واقف ہے ○
۴- پھر جو کوئی نہ پائے تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے
دو مہینے روزہ رکھے۔ پھر جو کوئی یہ نہ کر سکے تو ساٹھ فقیروں
کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر
ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دکھ
دینے والا عذاب ہے ○
۵- جو لوگ اللہ اور اسکے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ خوار ہوئے
تھے جیسے ان سے پہلے خوار ہوئے تھے اور ہم نے صاف آیتیں نازل کیں اور کافروں کے
لئے ذلت کا عذاب ہے ○
۶- جب اللہ ان سب کو اٹھائے گا۔ پھر ان کے کاموں کی

اور اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ ابھی اختلاط سے پہلے غلام آزاد کیا جائے۔ یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھے جائیں۔ یا اگر اتنی بھی استطاعت نہ ہو۔ تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ یہ اس لئے کہ ہر مسلمان کو معلوم ہو۔ کہ یہ رشتہ کس درجہ قابل احترام سلوک کا مستحق ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب کسی شخص کی تمام امیدیں دنیا والوں کی طرف سے منقطع ہو جائیں۔ اور وہ توجہ و تضرع کے ساتھ جناب باری میں اپنی گزارش کو پیش کرے۔ تو وہاں ضرور شنوائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بدرجہ غایت مہربان اور شفیق ہیں۔ وہ انکی معروضات کو پوری شان کرم کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور بپاس قبولیت سے مشرف فرماتے ہیں۔ دیکھئے یہاں ایک طرف رواج ہے۔ کہ اسکی پابندیاں، دوسری طرف، ایک ضعیف اور بیکس عورت ہے۔ جس میں اتنی قوت نہیں ہے کہ رواج کی کڑی زنجیروں کو توڑ سکے۔ مگر جب وہ روتی ہے۔ اور الحاح و زاری اختیار کرتی ہے۔ تو دریائے رحمت جوش میں آ جاتا ہے۔ اور محض اس ایک عورت کی وجہ سے ایک بات با قاعدہ قانون میں داخل ہو جاتی ہے۔

قانونِ الٰہی کا احترام ضروری ہے

یحادون سے مراد شدید مخالفت اور سخت ترین مخاصمہ و خاصمانہ بغض

کو اور جماعت جو مکہ والے قرآن کی تعلیمات کو حضورؐ کے منہ سے سنتے اور ازراہ بدبختی انکی مخالفت کرتے۔ اور ان کو ہدف استہزاء بناتے۔ اس لئے فرمایا۔ کہ یہ لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے۔ جس کا احترام تمام نوع انسان کے لئے ضروری ہے۔ اگر ان لوگوں نے اس کی تذلیل کی۔ اور انکار کیا۔ تو پھر یاد رکھیں۔ کہ جس طرح گزشتہ قوموں کو ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اور جس طرح پہلے گروہوں کو ان کے مقاصد میں ناکام اور خائب و خاسر رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کی ناپاک غرضوں میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ جہاں تک حق و صداقت کا تعلق ہے۔ وہ پوری آب و تاب سے ان میں موجود ہے۔ دلائل و براہین کے اعتبار سے ان پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے۔ اور ان کو ذلت اور بے چارگی کے گڑھے میں پھینک دے۔ (باقی صفحہ ۱۳۹۹ پر)

حل لغات:

حُدُودُ اللہِ۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ قانون جو اور اس قبیل کے تمام احکام اللہ کی طرف سے حقیقی اور مقرر ہوئے ہیں اور اللہ ہی صحیح معنوں میں انسان کے لئے موزوں اور مناسب قانون تجویز کر سکتا ہے۔ کُبِتُوا کے معنے ذلیل اور رسوا کے ہو گئے

بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
۷۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ
رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ
وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ
اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝
۸۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ
يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا

انہیں خبر دے گا۔ اللہ نے ان کو شمار کر رکھا ہے۔ اور یہ
انہیں بھول گئے ہیں۔ اللہ ہر چیز پر شاہد ہے ۝
۷۔ کیا تو نے یہ نہیں دیکھا۔ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو
کچھ زمین میں ہے۔ اللہ سب جانتا ہے۔ جب تین کا مشورہ
ہوتا ہے تو وہ (ضرور) اُن کا چوتھا ہوتا ہے اور اس سے کم
ہوں یا زیادہ جہاں کہیں بھی ہوں وہ (ضرور) اُن کے
ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے دن اُنہیں اُن کے اعمال
کی خبر دیگا۔ بیشک اللہ کو ہر شے معلوم ہے ۝
۸۔ کیا تو نے انکی طرف نہیں دیکھا۔ جنکو کانا پھوسی کرنے کی
ممانعت کی گئی تھی۔ پھر وہی کرتے ہیں جنکی انکو ممانعت
ہوچکی ہے اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کرتے ہیں

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۲۹۸۔ فرمایا۔ آج یہ جتنا چاہیں۔ خوش ہولیں۔ اور رسالت کا انکار کرلیں۔ کل وہ دن آنے والا ہے۔ جب اُن کو قبروں میں سے نکالا جائیگا۔ اور محاسبہ کے لئے زندہ کیا جائے گا۔ جب ان سے ایک ایک حرکت کے متعلق پوچھا جائیگا۔ کفر و عناد کے فرشتے اُن کے انکار و تمرد کی نسبت مفصل سوال کرینگے۔ اس وقت وہ سب کچھ بھول بھلا چکے ہوں گے۔ ایسے نہیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کا ہمہ گیر علم ان سے باز پرس کئے بغیر نہ رہنے دیگا۔ اس وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ اور انکی پوزیشن کیا ہوگی۔ اس حالت بیچارگی میں جب کہ کوئی کسی کی مدد بھی نہیں کریگا۔ یہ لوگ بتائیں۔ کہ انہوں نے اس وقت کے لئے کیا سوچ رکھا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف منافقین اور مشرکین خفیہ طور پر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے۔ اور سرگوشیاں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہم سے کوئی بات پوشیدہ اور مستتر نہیں۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ زمین کی وسعتیں اور آسمان کی تجلیاں سب ہمارے سامنے ہیں۔ جب یہ لوگ تین ہوتے ہیں۔ تو چوتھا ان میں ہمارا وجود ہوتا ہے۔ اور جب یہ پانچ ہوتے ہیں۔ تو چھٹے ہم ہوتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی راز کی بات کریں۔ اور ہم اس کو نہ جانیں۔ کیونکہ ہمارا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

واضح رہے کہ یہ معیت جس کا ذکر یہاں ہوا ہے محض علم اور شہادت کی رو سے ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ حیز و مکان کی احتیاج سے بے نیاز ہے۔ وہ اگرچہ مخلوق سے جُدا ہے۔ مگر اس کا علم اس درجہ وسیع ہے۔ کہ وہ ہر واقعہ کو براہ راست جانتا ہے۔

حلِ لغات

نجویٰ۔ اصل میں نجوۃ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی بلند اور اونچی زمین کے ہیں۔ سرگوشی کرنے والے چونکہ اپنے آپ کو ایسی بلندی پر سمجھتے ہیں۔ کہ دوسرے کی وہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اس حرکت کو نجویٰ کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ۔ پیغمبر کی نافرمانی۔

جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ
وَيَقُولُونَ فِيٓ أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا
اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ
فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○
۹- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا
تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ
الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○
۱۰- إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا
بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

کانا پھوسی کرتے ہیں اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے
وہ دعا دیتے ہیں جو خدا نے تجھے نہیں دی اور اپنے دل میں
کہتے ہیں کہ جو ہم کہتے ہیں اس پر ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں دیتا۔
انہیں جہنم کافی ہے۔ جس میں داخل ہوں گے سو بری جگہ ہے پھر جانے کی ○
۹- دیکھو جب تم کانا پھوسی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی
نافرمانی کی کانا پھوسی نہ کرو اور بھلائی اور پرہیزگاری کے
بارہ میں کانا پھوسی کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ جس کے
پاس تم جمع ہو گے ○
۱۰- یہ جو کانا پھوسی ہے سو شیطان کا کام ہے۔ کہ مومنین
کو غمگین کرے اور ان کو بغیر خدا کے حکم کے کچھ ضرر نہیں پہنچا
سکتا اور ایمانداروں کو چاہیئے کہ خدا پر بھروسہ رکھیں ○

ذلیل ترین حرکات

ف منافقین نہایت ذلیل قسم کے لوگ تھے۔ یہ ہمیشہ کوشاں رہتے۔ کہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچائے۔ اور ستانے کے لئے نئی نئی راہیں اختیار کی جائیں اور زندگی کچھ اس ڈھب کی بنائی جائے۔ کہ خواہ مخواہ ہر شریف دل سے اذیت پہنچے۔ چنانچہ یہ لوگ موقع کی تلاش میں رہتے اور حتی المقدور دلآزاری سے نہ چوکتے۔ مسلمانوں کے ساتھ انہیں کسی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا۔ تو باہم سرگوشیاں کرتے۔ اور کچھ اس انداز سے مجلس میں کہ مسلمانوں کو اس بدتمیزی سے دکھ محسوس ہوتا۔ وہ یہ خیال کرتے کہ ہمارے متعلق کچھ باتیں ہو رہی ہیں۔ اور ہماری مذمت میں لب ہلائے جا رہے ہیں۔ انہیں اس حرکت سے روکا گیا۔ مگر یہ رکنے والے کہاں تھے۔ مگر تو انہوں نے علانیہ اختیار کیا تھا۔ اور اس کا مقصد بھی یہ تھا۔ کہ جب حضور کے پاس آتے۔ تو ازراہ شرارت السلام علیک کی بجائے السام علیک کہتے جس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ خدا کرے تو مر جائے۔ اور اپنی اس حرکت پر خوش ہوتے اور کہتے۔ اگر یہ اللہ کا رسول ہوتا۔ تو اب تک گستاخی کی سزا ہم کو مل گئی ہوتی۔ اور اب تک عذاب نے ہم کو آ گھیرا ہوتا۔ اور چونکہ ہم اللہ کی گرفت سے آزاد ہیں۔ اس لئے ہم حق بجانب ہیں۔ فرمایا تم اپنی بیہودگی پر ناز نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ان تمام شرارتوں کیلئے سزا کا ایک دن تجویز کر رکھا ہے۔ اور وہ تمہارے لئے خوش آئند نہیں ہے۔ اس دن تمہیں جہنم میں پھینکا جائیگا جو بدترین جگہ ہے اور بہت برا ٹھکانا ہے۔ دنیا میں وہ تمہیں ڈھیل اور مہلت دیتا ہے۔ تاکہ تم اپنے گناہوں کا محاسبہ کی فکر کرو۔ اور پاکبازی کی زندگی بسر کرو۔ وہ مکانات مہیا کرتا ہے۔ کہ تمہاری روایتی بدبختی سعادت اور فلاح سے بدل جائے۔ اور تم سے حضور کے حضور میں جو قرب لئے جاؤ۔ معلوم ہو کہ کسی مہربانی اور کرم کی وجہ سے گستاخی اور معصیت پر دلیر ہو گئے ہو۔ اور وہ چیز جسکو تمہاری ہدایت کا سبب ہونا چاہیئے تھا تمہاری گمراہی کا باعث بن رہی ہے۔ یہ کیوں؟ اس لئے۔ اور محض اس لئے کہ تمہاری بداخلاقی انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ تم ان ذلیل کاموں پر فخر کرنے لگے ہو جن سے تمکو شرمانا چاہیئے۔ اور تمہارے نزدیک سب سے بڑی بات یہی ہے۔ کہ گناہ اور سرکشی کی باتوں کو پھیلاؤ۔ اور پیغمبر کی دشمنی میں دیوانے ہو جاؤ۔ عقل و ہوش اور اخلاق و دین کو یک قلم فراموش کر دو۔ تم ہی کہو، کہ جب اخلاقی حس اس درجہ مردہ ہو جائے۔ اس وقت اصلاح کی کیا امید باقی رہ سکتی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۴۰۱)

حل لغات: یحیک اللہ تحیۃ سے ہے۔ یعنی سلام دعا۔

۱۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ
تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ
اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا
يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ○

۱۱۔ مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ تم مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو تم جگہ کشادہ کر دیا کرو۔ کہ اللہ تمہیں کشادگی دے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ اللہ تم میں سے ایمانداروں کے اور ان کے جنہیں علم عطا ہے درجے بلند کریگا۔ اور جو تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے خبردار ہے ○

۱۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ
فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ
ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۲۔ مومنو جب تم رسولؐ کے کان میں بات کہنا چاہو تو کان میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات آگے رکھ دیا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر اور زیادہ صفائی کا موجب ہے۔ پھر اگر تم نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۳۔ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

۱۳۔ کیا تم اس سے ڈر گئے۔ کہ کان میں بات کہنے سے پہلے

بقیہ صفحہ ۱۳۰۰۔۔۔ ف عام مجلس میں دو تین آدمیوں کا الگ ہو کر سرگوشی کرنے سے مستحب کرنا اخلاق کی لحاظ سے مذموم اور آداب مجلس کے خلاف ہے کیونکہ اس ترکیب سے دوسروں کے دلوں میں بدظنی پیدا ہونیکا احتمال ہوتا ہے۔ لیکن اگر ضرورت پیش آ جائے۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ تمہاری باہمی نیکی اور تقویٰ کی باتیں ہونا چاہئیں۔ کسی شخص کے متعلق اس لئے سرگوشی کرنا۔ کہ اسکو تکلیف پہنچے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے بہت برا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ یعنی ان باتوں کو حقیر اور معمولی نہ جانو۔ یہ زہد و اتقاء کا صحیح مفہوم ہے۔ کہ مسلمان زیبا اخلاق سے آراستہ ہو۔ اور یہ جانتا ہو۔ کہ کون باتیں آداب مجلس کے منافی ہیں۔ اور کن باتوں سے دوسروں کو دکھ پہنچنے کا احتمال ہے•

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ سرگوشی کی یہ حرکت تو بلاشبہ مذموم ہے۔ مگر مسلمانوں کو اتنا نازک احساسات کا نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ذرا ذرا سی معمولی چیزوں سے اس قدر متاثر ہوں۔ انہیں زیبا ہے۔ کہ بہر حال اللہ پر توکل رکھیں۔ اور یقین جانیں۔ کہ الٰہی نصرتیں ان کے شامل حال رہیں گی•

آدابِ مجلس

ف۱ صحابہ کو حضورؐ سے بدرجۂ غایت محبت تھی۔ اس لئے مجالس نبوی میں خوب بھیڑ رہتی۔ اور ہر شخص یہ کوشش کرتا۔ کہ اس کو زیادہ قریب جگہ ملے۔ تاکہ جمال نبوت سے دل و دیدہ کی تسکین کا سامان بہم پہنچائے اس میں مسابقت ہوتی۔ اور بڑھ بڑھ کر لوگ آگے بیٹھنے کی کوشش کرتے۔ اور جب آدمی آ کر یہ کہتے۔ کہ بھائی ہمیں بھی جگہ دو۔ تو انہیں ناگوار ہوتا۔ اور وہ پیچھے رہتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جب مجالس کا اہتمام کرو۔ تو نشستیں کشادہ رکھو۔ تاکہ بعد میں آنے والے لوگ بھی سماعت اور دیدار کی لذتوں سے استفادہ کر سکیں۔ اور اگر تمہیں یہ کہا جائے۔ کہ نشست بدل لو۔ یا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو۔ تو تمہیں اس میں تکلف نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ چیزیں آداب مجلس میں داخل ہیں۔ اور مہذب قوموں کا فرض ہے۔ کہ وہ ان چیزوں کا خیال رکھیں۔ اس حقیقت کے اظہار سے دو باتیں بصراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ صحابہ کو حضورؐ کے ساتھ کس درجہ عشق تھا کتنی محبت تھی اور کس درجہ تعلق خاطر تھا۔ کہ حضورؐ جہاں تشریف فرما ہوتے۔ لوگ پروانہ وار گرتے اور کسب انوار کرتے۔ دوسرے یہ کہ اسلام کتنا کامل اور صاحب تہذیب مذہب ہے۔ کہ اس میں صرف عبادات اور معاشرت کی تفصیلوں کو ہی نہیں سمجھایا گیا۔ بلکہ روزمرہ کے اخلاق و عوائد پر بھی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے•

حلِ لغات:۔ تَفَسَّحُوْا۔ کھلے کھلے ہو کر بیٹھو• اُنْشُزُوْا۔ نشز کے معنے اٹھ کھڑے ہونے کے ہیں•

تَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ
اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

خیرات لاکر آگے رکھو۔ پھر جب تم نے یہ نہ کیا۔ اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو اب نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ○

۱۴- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَ
يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

۱۴- کیا ان کی طرف نہیں دیکھا۔ جنہوں نے ان لوگوں سے دوستی کی ہے۔ جن پر اللہ کا غضب ہے یہ لوگ نہ تم میں ہیں نہ ان میں ہیں اور جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں

۱۵- اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ
سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

۱۵- ان کے لئے اللہ نے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ بے شک جو کام وہ کرتے ہیں بُرے ہیں ○

۱۶- اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

۱۶- انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہے۔ پھر اللہ کی راہ سے رکتے ہیں تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے ○

پہلے خیرات دو پھر سرگوشی کرو

ف باوجود اس کے کہ حضورؐ کائنات میں سب سے بڑے انسان تھے۔ سادگی، رحمت اور عفو کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ تک پہنچنے کے لئے کسی توسل کی حاجت نہ تھی۔ کوئی حاجب اور دربان نہ تھا۔ جہاں بیٹھتے لوگوں کا ایک ہجوم آپ کے ساتھ ہوتا۔ ہر شخص کو ہر وقت آزادی حاصل نہ تھی۔ کہ وہ آپ کے ساتھ ہوتا۔ ہر شخص کو ہر وقت آزادی حاصل تھی۔ کہ وہ آپ سے مسائل پوچھے۔ آپ کو مخاطب کرے۔ آپ کا سارا وقت خلق اللہ کی خدمت کے لئے وقف تھا۔ اس سے جہاں یہ فائدہ ہوا۔ کہ فیضانِ نبوت عام ہوا۔ اور برکات کا دریا اُمڈا۔ تو ہر گھر سیراب ہو گئی۔ وہاں اہل غرض اور ارباب تملق نے چاہا۔ کہ آپ کی سادگی سے ناجائز استفادہ کیا جائے۔ اور آپ کو اس طرح گفتگو میں سرگوشیوں میں اور مشوروں میں مشغول رکھا جائے۔ کہ آپ غرباء مساکین کی طرف توجہ نہ دے سکیں۔ چنانچہ یہ لوگ آتے اور حضورؐ کو اپنے لئے کچھ اس طرح مخصوص کر لیتے۔ کہ دوسروں کو موقع ہی نہ ملتا۔ کہ وہ کچھ پوچھ سکیں۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ کہ دیکھو حضورؐ کو مخاطب کرنے سے پہلے عقیدت کے ثبوت میں کچھ نذرانہ پیش کرو۔ جو فقراء کیلئے بطور خیرات کے ہو۔ اور جس سے تمہاری پاکیزگی قلب اور خلوص کا امتحان ہو سکے۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ ہجوم چھٹ گیا۔ جو حضورؐ کا وقت ضائع کرتا تھا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ ہماری شرارت کا پتہ چل گیا ہے۔ لہٰذا یہ حکم بھی موقوف ہوا۔ فرمایا۔ اگر مخلصین کے لئے یہ خیرات دینا دشوار ہو۔ تو وہ نہ دیں۔ نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو برقرار رکھیں۔ اور اللہ اور کے رسول کی اطاعت کرتے رہیں۔ بس یہی کافی ہے ●

حل لغات

صَدَقَةً ۔ خیرات ●
ءَاَشْفَقْتُمْ ۔ کیا تم ڈر گئے ●

١٧- لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ
مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۚ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ
هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○

١٧- اللہ کے ہاں نہ اُنکے مال اُن کے کام آئیں گے اور نہ
اُن کی اولاد اُن کے کام آئے گی، وہ دوزخی ہیں
اس میں ہمیشہ رہیں گے ○

١٨- يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهٗ
كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلٰى
شَيْءٍ ۚ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُونَ ○

١٨- جس دن ان سب کو اللہ اُٹھائیگا۔ پھر وہ اللہ کے سامنے
بھی قسمیں کھائیں گے۔ جیسے تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور
گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھی راہ پر ہیں، سنتا ہے۔ وہی جھوٹے ہیں ○

١٩- اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَأَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ
أُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ
الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ○

١٩- ان پر شیطان غالب آیا جو اُس نے اللہ کی یاد بھلا دی
وہ شیطان کی جماعت ہیں سنتا ہے جو شیطان کی جماعت
ہیں وہی زیاںکار ہیں ○

٢٠- إِنَّ الَّذِينَ يُحَآدُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗٓ أُولٰٓئِكَ
فِي الْأَذَلِّينَ ○

٢٠- بیشک جو اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں
وہی ذلیلوں میں ہیں ○

منافق جھوٹے ہیں

ان یہودیوں کو اسلام کے ساتھ قلبی بغض تھا۔ جو منافقین انکے ساتھ ساز باز رکھتے۔ انکے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے، اور ان کی شریک محفلوں میں شریک ہوتے۔ اس ارتباط اور دوستی کا مقصد محض یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کی مذمت کریں۔ انکے اسرار ان تک پہنچائیں۔ اور اس طرح دونوں مل کر دل بھر کے پھپھولے توڑیں۔ اور پھر جب حضورؐ کو بذریعہ وحی معلوم ہو جاتا۔ اور آپ ان لوگوں سے باز پرس کرتے۔ تو وہ صاف انکار کر دیتے۔ اور کہتے۔ بھلا ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم ان تک کبھی باتیں تھوڑی ہی پہنچاتے؟ اور اس طرح وہ یقین دلانے کی کوشش کرتے۔ کہ ہم آپکے دشمن اور بدخواہ نہیں ہے۔ فرمایا آج ان یہودیوں اور منافقین کو اپنے مال پر ناز ہے۔ اور اولاد کی کثرت پر غرّہ ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے۔ کہ ایک ایسا آنیوالا ہے۔ کہ مال و دولت کی فراوانی بالکل کام نہیں آسکے گی۔ اور اموال و انصار کی کثرت عذاب الٰہی سے بے نیاز نہیں کرے گی۔ اس وقت بھی یہ لوگ جھوٹ بولیں گے۔ کہ دنیا میں ہم نے ان اعمال کا ارتکاب قطعاً نہیں کیا ہے۔ جنکو اس کو کہا جائے۔ کہ وہاں جھوٹ کو بالکل فروغ نہ ہوگا۔ خدا جو علام الغیوب ہے، بھلا اسکو دھوکا دیا جا سکتا ہے؟ اور قریب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اعمال کی فرد سامنے ہوگی۔ اور معلوم ہوگا۔ کہ زندگی کو کن کن مشاغل میں صرف کیا گیا؟ آج یہ لوگ اس بات پر خوش ہو لیں۔ کہ مسلمان بے سروسامان ہیں۔ اور انکی دل کھول کر مذمت کریں۔ اس وقت جب یہ دیکھیں گے۔ کہ انہیں کن کن اور طریقے سے سروں پر اقرار اور اعتراف کا تاج رکھا ہے۔ جنکو یہ بنظر احتقار دیکھتے تھے۔ تو انکی دلی کیفیات کیا ہونگی؟ فرمایا۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اسلام کو جھوٹا خیال نہیں کرتے۔ خواہشات نفس نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اور شیطان انکی رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ یہ دنیا میں اس طرح محو ہیں۔ کہ اللہ کو بھول گئے ہیں۔ ان لوگوں نے اس نقد کو اس نسیہ پر ترجیح دے رکھی ہے۔ انکی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے۔ جو منزل تک نہ پہنچے۔ اور درمیان کی دلچسپیوں کو زیادہ اہمیت دے۔ بلانے ہی میں اٹک رہے اور بھول جائے۔ کہ اسکو آگے جانا ہے۔ فرمایا۔ یہ لوگ اپنے اعمال اور کرتوت کی وجہ سے شیطان کے گروہ میں۔ اور آخر کار اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ مقدرات میں سے ہے۔ کہ جو لوگ حق و صداقت کی مخالفت کریں۔ نصرت سے، اور حقائق سے دست و گریباں ہوں۔ وہ ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ازل سے طے کر رکھی ہے۔ کہ سچائی کا بول بالا ہو جس کو غلبہ و تفوق حاصل ہو۔ بلندی اور اعلاء میسر ہو۔ اُسکے رسول جب آئیں تو کامیاب رہیں غالب ہیں اور باطل کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ جھوٹ کیلئے قطعی کامیابی نہیں ہے۔ باطل بالکل چھپ سکتا کیونکہ روشنی کے مقابلہ میں تاریکی رخصت ہو جاتی ہے۔ اور جوئے رواں کے سامنے خس و خاشاک کا وجود نہیں ٹھہرنے پاتا

۲۱- كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ
عَزِیْزٌ ○

۲۲- لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا
اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ
عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ
الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَیُدْخِلُهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ
اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

۲۱- اللہ لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں
گے۔ بیشک اللہ زورآور زبردست ہے ○

۲۲- تو کوئی ایسی قوم نہ پائیگا جو اللہ اور آخری دن پر ایمان
رکھے۔ پھر ایسوں سے دوستی کرے جو اللہ اور اسکے رسول
کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ انکے باپ یا انکے بیٹے یا
انکے بھائی یا انکے کنبے کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ ان کے
دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح سے
انکی مدد کی ہے۔ اور وہ انہیں باغوں میں داخل کریگا۔
جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے
خوش اور وہ اللہ سے خوش۔ وہ اللہ کے لوگ ہیں۔ سنتا
ہے۔ اللہ ہی کے لوگ مراد کو پہنچیں گے ○

اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ کے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات محبت استوار ہوں۔ اگر اسکے نیاز مند ہیں۔ اور اس کے حکموں کو دل و جان تسلیم کریں۔ تو پھر وہ قوت و عزت کی توفیق بخش دیتا ہے ٭

اصل دین محبت و عشق ہے

ف اسلام دنیا میں پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے انسان کی فطرت کو عمل دیا ہے اور [illegible] تک تبدیل کر دی ہیں۔ [illegible] جس نے محبت انگیز طور پر [illegible] کی بنیادیں اسلامی [illegible] کی حیثیت سے [illegible] ہیں [illegible]۔ یہی وہ قوت ہے جس نے عرب میں تمام دشمنوں کی [illegible] عشق کے مقابلہ میں [illegible] ہے جو ایک ایک مسلمان کو [illegible] اللہ اور رسول کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اسلام نے اسی محبت اور اسی شغفت اور اسی عشق کو معیار ایمان قرار دیا ہے ٭ جس نے دل میں اسلام کی محبت ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے۔ چنانچہ منافقین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم نے یہ بھی سوچا ہے۔ کہ ایک دل میں بیک وقت خدا کے دشمنوں اور اسکے دوستوں کی محبت کیسے سما سکتی ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ تم اسے چاہو بھی۔ اسلام کے لئے درد اور تڑپ بھی ہو۔ اور تم یہود سے ساز باز بھی رکھو۔ مومن تو وہ ہے۔ جو صرف اللہ سے محبت رکھتا ہے اور رسول کو اپنا محبوب سمجھتا ہے۔ پھر اگر اسکے عزیز اور اسکے رشتہ دار بھی اس دولت عشق سے مالامال ہیں۔ تو وہ ان کا عزیز ہے اور دوست ہے۔ اور اگر یہ لوگ معاند ہیں۔ اور ان کے دل میں بجائے محبت کے

کی، دیہان کے متعلق کا لازم نہیں ہے تو وہ انکا دشمن ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ خدا کے متعلق کفریہ کلمات سنے اور خاموش رہے۔ رسول کی ذات کے بارہ میں وہ نے گستاخی کو بھی گوارا کرے۔ مگر کوئی شخص اللہ اور اسکے رسول کے دشمنوں کے ساتھ موالات قائم رکھتا ہے۔ تو تعلقات میں نہیں ہے۔ اس کو اپنے متعلق فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ کافر ہے اور شائع ایمان سے یک قلم محروم۔ یہاں ایک بلیک بات پیدا ہوتی ہے۔ اس کو کھلے لینا چاہیئے۔ تاکہ غلط فہمی کا احتمال ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کیا مسلمان کفار کے ساتھ عام معاشرتی اور مدنی تعلقات قائم نہیں رکھ سکتا۔ اور کیا وہ اتنا تنگ نظر ہے۔ کہ سوائے مسلمانوں کے اور کسی جماعت کے ساتھ اسکی نہیں نبھ سکتی اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان آیتوں میں ان مشرکین کا ذکر ہے۔ جو معاند ہیں اور بغض اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور پھر عام مدنی تعلقات نہیں ہو گیا ہے۔ بلکہ تو تو اور مخلصانہ ساز باز سے روکا گیا ہے مسلمان کیلئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے دل میں خدا اور اس کے دشمنوں کی محبت کو بیک وقت جگہ دے سکے۔ وہ یہ نہیں کر سکتا۔ کہ خدا کے اتنے ادنیٰ حقوق کو بھی تسلیم کرے۔ وہ حقیر کے حقوق کو بھی۔ وہ دنیا میں اس لئے زندہ ہے کہ احیائے دین ہو اور اس لئے مرتا ہے۔ کہ اعلاء کلمۃ اللہ ہو ٭

حل لغات:- جَنّٰتٍ - بہر زاہل و دشکوفہ۔ تھیا۔ تسقار یا۔ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ شیطان کی جماعت جسکے دل میں برائی کیلئے محبت ہو ٭

آیاتها (٢٤) (٥٩) سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ (١٠١) رکوعاتها (٣)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
١- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○
٢- هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ
الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ
اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ
يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي
الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ○

(٥٩) سورہ حشر

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
١- جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے: اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ○
٢- وہی اللہ ہے جس نے ان کو جو منکر ہیں، کتاب والوں میں لشکر کے پہلے ہی اجتماع پر ان کے گھروں سے نکال باہر کیا تمہیں گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلیں گے ط اور وہ گمان کرتے تھے کہ انکے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے۔ سو اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا جہاں سے انکو خیال بھی نہ تھا اور انکے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑنے لگے۔ سو اے آنکھ والو عبرت پکڑو ○

سورۃ الحشر

ف۱ اس سورت میں اولاً یہ بتایا ہے۔ کہ بنی نضیر جن کے پاس مضبوط قلعے تھے۔ اور جو ہر طرح سامان جنگ سے مسلح تھے۔ جب انہوں نے اسلام کی دشمنی میں ابوسفیان سے معاہدہ کیا۔ اور پہلے عہد کو توڑا۔ تو کیونکر اللہ نے انکو ذلیل کیا۔ اور کس طرح ان سب کو ذلیل کیا۔ اور کس طرح ان سب کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا۔ اسکے بعد دوسرے مباحث کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کیلئے غلبہ و اقتدار (قبیل متعدد ہے)

مقام عبرت

ف۲ یہودی مال دار بھی تھے۔ اور محفوظ قلعوں میں پناہ گزین بھی۔ جب لشکر اسلامی نے محاصرہ کیا، وہ لڑائی کے لئے نکلا۔ تو ان کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا رعب ڈالا۔ کہ تاب مقاومت نہ لا سکے۔ اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے۔ اور جب دیکھا۔ کہ خلاصی ممکن نہیں۔ تو اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے برباد اور ویران کرنے لگے۔ کہ مسلمان ان پر قبضہ کر کے ان سے استفادہ نہ کر سکیں۔ غور فرمایئے۔ یہ مال و دولت کی فراوانی انکے کچھ بھی کام نہ آئی۔ کیا اسی لئے وہ تمام خیالات سے زیادہ حریص تھے۔ کہ وقت پر ان کے اموال اور خزائن دوسروں کے کام آئیں۔ کیونکہ والوں نے انکی مدد کی۔ جن کے ساتھ انہوں نے ساز باز کر کے معاہدہ شکنی کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ کتنی عبرتناک بات تھی۔ کہ ایک قوم اپنے گھروں سے نہایت ذلت اور احتقار کے ساتھ نکالی جا رہی تھی۔ اور اپنے اموال سے محروم کی جا رہی تھی۔ اس لئے نہیں۔ کہ انہوں نے اپنی ساری عمر دولت کے حصول میں خرچ کی۔ اور حق کو تسلیم نہ کیا۔ مذہبی حقائق کو جھٹلایا۔ اور دنیا کے عاجل کو ترجیح دی۔ یہ قوم جس کو دولت سے محبت تھی۔ جس کے سامنے کوئی اخلاقی اور روحانی نصب العین نہ تھا۔ ضروری تھا۔ کہ اس عذاب میں گرفتار ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام نے انکو جو انکے قلعوں سے اور محلات سے نکالا۔ تو پھر ان کو یہیں کے ساتھ رہنے کا کہیں موقع نہیں ملا۔ قرآن نے فرمایا تھا۔ کہ یہ اول حشر ہے۔ جیسے معنے یہ تھے۔ کہ اس طرح کے اور اس قبیل کے کئی حشر ان پر آنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ پیشگوئی ثابت ہوئی۔ اور کس قوم مضطرب کو دنیا میں ذلت و احتقار کی زندگی بسر کرنا پڑی۔ اور باوجود دولت کی کثرت کے اور سیم و زر کے انباروں کے سر چھپانے کیلئے انہیں کہیں ٹھکانا نہ ملا۔ (باقی صفحہ ١٣٠٦ پر)

حل لغات:- سَبَّحَ۔ پاکی بیان کرتا ہے۔ بشکلے ذاتی کا نام ہے۔ اور دینی اطاعت کا ہر طرح اظہار کرتا ہے۔ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ یعنی

ف۲ اس طرف اشارہ ہے۔ کہ یہودیوں کو جلاوطنی کا یہ صدمہ پہلی دفعہ پہنچا ہے۔ ورنہ وہ اس سے قبل عرب میں نہیں ... اور وہ تمکنت کے ساتھ رہتے تھے۔ و اذ غب

۳- وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ
لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
عَذَابُ النَّارِ ○

۳۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ اُن کے لئے جلاوطنی لکھ چکا
تھا۔ تو انہیں دنیا میں عذاب دیتا۔ اور اُن کے لئے آخرت
میں آگ کا عذاب ہے ○

۴- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ
يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

۴۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی تھی ○
اور جو کوئی اللہ کی مخالفت کریگا تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ○

۵- مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا
قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ
لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ○

۵۔ کھجور کا جو پیڑ تم نے کاٹا یا اُسے اپنی جڑ پر کھڑا رہنے دیا۔
سو اللہ کے حکم سے تھا۔ اور اس لئے تھا کہ خدا فاسق لوگوں
کو رسوا کرے ○

۶- وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ
عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ
رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

۶۔ اور جو کچھ اللہ نے ان کے مالوں میں سے رسول کے ہاتھ
لگوا دیا ہے تو تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے
لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۰۵:- فرمایا۔ کہ اگر اس بدعہدی کی پاداش میں ان کو جلاوطن نہ کیا جاتا۔ تو انکی سزا یہ تھی۔ کہ ان کو مار ڈالا جاتا۔ کیونکہ ان کی فہرست جرائم نہایت سنگین تھی۔ اور اس بات کی متقاضی تھی۔ کہ ان سے زندگی کو چھین لیا جائے۔ اور پھر آخرت میں جو عذاب ان پر نازل ہوتا۔ وہ اس پر مستزاد ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے سخت قسم کے عناد کا مظاہرہ کیا۔ اور اللہ اور اسکے رسول سے کھلم کھلا تمرد کیا۔ اس لئے اللہ کا غضب بھڑکا۔ اگر یہ اور ضروری تھا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف یہودیوں کے پاس بہت سے باغات تھے۔ جو ان کی دولت اور تمول کا سبب تھے۔ اس محاصرے کے دوران میں مسلمانوں نے ان کو غیرت دلانے کے لئے یا اس لئے کہ وہ ان درختوں کو بطور کمین گاہوں کے استعمال نہ کر سکیں۔ ان کو کاٹ ڈالا۔ اور پھر دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ کہیں ہم نے معصیت کا ارتکاب تو نہیں کیا۔ کیونکہ اسلامی قانون جنگ میں صرف محارب قوتوں کو ہدف ہلاکت بنایا جاتا ہے۔ اور بلا ضرورت تخریب اور تباہی ممنوع ہے۔ اس آیت میں بتایا۔ کہ جنگ کی مصلحت کا تقاضا یہی تھا۔ کہ تم لوگ درمیان میں ان درختوں کو کاٹ ڈالو۔ تاکہ میدان صاف ہو جائے۔ اور دشمن دھوکہ نہ دے سکے۔ اور چھپ کر حملہ نہ کر سکے۔ یا قلعوں میں محصور نہ رہے۔ بلکہ اپنے اموال کی تباہی اور بربادی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غصہ سے بے تاب ہو جائے۔ اور میدان جنگ میں نکل آئے۔ اور تمہیں موقع دے کہ تم اس سے لڑ سکو۔

حل لغات

لِيْنَةٍ۔ تنہ۔ ایک قسم کی کھجور، جو عمدہ قسم کی نہیں ہوتی۔

اَوْجَفْتُمْ۔ دوڑایا۔

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۷۔ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

۸۔ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝

ہر شے پر قادر ہے ۝

۷۔ بستیوں والوں کے اموال میں سے جو کچھ اللہ اپنے رسولؐ کے ہاتھ لگوا دے وہ اللہ اور رسولؐ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ مال صرف، تمہارے دولت مندوں کے لینے دینے میں رہی ا نہ آ دے۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو۔ اور جس سے منع کرے، باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۝

۸۔ وہ ان محتاج وطن چھوڑنے والوں کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کو مدد دیتے ہیں۔ وہ سچے لوگ ہیں ۝

سنت ذخیرہ خیر و برکت ہے

ف۱ یہ آیت سیاق و سباق کے لحاظ سے گو اموالِ غنیمت کی تقسیم سے متعلق ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ حضورؐ جس شخص کو جس قدر ازراہِ انصاف و عدل دے دیتے ہیں۔ اس کو بلا تکلف اور بغیر اعتراض کے قبول کر لینا چاہیئے۔ اور جس کو محروم رکھتے ہیں۔ اسے اپنی محرومی پر قانع رہنا چاہیئے۔ اور حرفِ شکایت لبوں تک نہیں لانا چاہیئے۔ کیونکہ پیغمبرؐ کے عدل و انصاف پر اعتماد نہ کرنا تقویٰ کے منافی ہے۔ نور ایمان کا نقصان و ضیاع ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ اس خصوصی معنی کی وجہ سے آیت میں تعمیم باقی نہ رہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ آیت میں اسلوب عموم کا ہے۔ اور خصوص محض ضمناً خود بخود اس میں آ جاتا ہے۔ آیت کے معنے یہ ہیں۔ کہ رسولؐ کی شخصیت تمہیں جو احکام و نواہی سناتی ہے۔ اس کو قبول کرو۔ اور اس کے سامنے کسی نوع کے کبر نفس کا اظہار نہ کرو۔ کہ یہ پاکیزگی قلب کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے۔ گویا حضورؐ اس منصب پر ہیں۔ کہ وہ مطاع ہیں۔ ان کی اطاعت اللہ نے لازم قرار دی ہے۔ وہ جو کچھ سیرت و کردار کا ذخیرہ چھوڑ جائیں۔ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ اُسے خیر و برکت سمجھ کر قبول کر لیں۔ ورنہ شدید ترین عذاب کے لئے تیار رہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ جن لوگوں نے سنت کی حجیت سے انکار کیا ہے۔ اور اپنے زعم میں اختلافات سے بچنے کے لئے صرف قرآن سے تمسک کیا ہے۔ اور وہ بھی قرآن کے اس حصے سے جس میں اسی کی کفایت و تفصیل کا ذکر ہے۔ وہ اطاعتِ رسولؐ کی محرومی کی وجہ سے اس دنیا میں عظیم ترین اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ اور وہ عذاب اختلاف و تفرقہ کا عذاب ہے۔ ان میں کا ہر سمجھدار آدمی بجائے خود ایک مذہب کا امام اور مجتہد بن گیا اور چاہنے لگا۔ کہ لوگ اس کے متبع ہو جائیں۔ [illegible] لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔ کی کتنی عمدہ مثال ہے۔ یہ لوگ اتنی واضح اور نمایاں حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ کہ قرآن کو اس کے وحیی حامل کی سنت کے بغیر سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے۔ جس قدر نعوذ بغیر عقل و فہم کے زندگی حاصل کرنا۔

٩- وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ
قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ
فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
١٠- وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
١١- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ

٩- اور وہ مال ان کا بھی حق ہے۔ جنہوں نے مہاجرین سے
پہلے اس گھر (مدینہ) اور ایمان میں جگہ پکڑ رکھی ہے۔ جو شخص
انکی طرف ہجرت کرکے آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور جو
مال مہاجرین کو ملتا ہے اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہیں پاتے اور انکو
اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ وہ آپ (بھوک کی) تنگی میں ہوں
اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ مراد پانیوالے ہیں ۝
١٠- اور وہ مال ان کا بھی حق ہے جو ان مہاجرین و انصار کے بعد
آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے بھائیوں
کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں بخش دے۔ اور ہمارے
دلوں میں ایمان والوں کی عداوت نہ رکھ۔ اے ہمارے
رب تو بڑی شفقت کرنیوالا مہربان ہے ۝
١١- کیا تو نے انکی طرف نہیں دیکھا جو منافق (دغاباز) ہیں!
کہ اپنے کافر بھائیوں سے جو اہل کتاب میں سے ہیں کہتے

ف۱ ان آیات میں اُن لوگوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ جو اموال
غنیمت کا استحقاق رکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اس مال میں اُن غریب
مہاجرین کا حصہ ہے۔ جو اپنے گھر اور اپنے مال و سامان
سے ہجرت جُدا کر دیے گئے۔ جو محض اللہ کی رضامندی
کے طالب ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً جب ضرورت پڑے
میدان جہاد میں بطور سپاہی کے لڑتے ہیں۔ اور اپنی
صداقت ایمانی کا ثبوت دیتے ہیں۔ پھر وہ انصار بھی
اس کا استحقاق رکھتے ہیں۔ جو مدینہ میں پہلے سے
قیام پذیر ہیں۔ اور ایمان کو انہوں نے اپنا اوڑھنا
بچھونا بنا رکھا ہے۔ جو مہاجرین کو وقعت کی
نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ان کی آسودگی سے
نہ صرف خوش ہوتے۔ بلکہ بسا اوقات ان
کو اپنے اوپر ترجیح دیتے۔ چاہے خود تکلیف
ہی میں کیوں نہ مبتلا ہوں۔ اسی طرح وہ لوگ
بھی مستحق ہیں۔ جو ان کے بعد آئے۔ اور اُن کے
لئے از راہِ اخلاص مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔

حلِ لغات

تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ۔ جنہوں نے مدینہ کو اور عقیدہ
اسلام کو اپنا مسکن قرار دیا۔ غرض یہ ہے۔ کہ مسلمان
مقامی قید کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اُس کے نزدیک
اصل چیز عقیدہ کی حفاظت و صیانت ہے۔ اور وہ
زمین کے جس گوشے میں میسّر ہو۔ اُس کا وطن ہے۔
خَصَاصَةٌ۔ فاقہ اور عسرت۔ یعنی مسلمان ہمیشہ ہر حالت میں
اپنے دوسرے بھائی کی ضروریات کو زیادہ قابل توجہ خیال کرتا ہے۔
غِلًّا۔ کینہ۔ حسد۔

أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ
أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ
وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ○
١٢- لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِن
قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ
لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ○
١٣- لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ
اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ○
١٤- لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ
مِن وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ
تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

ہیں کہ اگر تم (مدینہ سے) نکالے گئے تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ
نکلیں گے اور تمہارے حق میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے
لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں○
١٢- اگر وہ نکالے جائیں گے تو یہ اُن کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر
اُن سے لڑائی ہوگی تو یہ انہیں مدد بھی نہ دیں گے، اور جو مدد
دیں گے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ تو پھر کہیں مدد نہ پائیں گے○
١٣- کچھ شک نہیں کہ تمہارا خوف (اے مسلمانو!) ان کے دلوں
میں اللہ سے زیادہ ہے یہ اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے○
١٤- وہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑ سکیں گے مگر بستیوں کے کوٹ
میں یا دیواروں کی اوٹ میں ان کی لڑائی آپس میں سخت
ہے۔ تو جانے کہ وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل جدا جدا

یہ بُزدل ہیں

دل اصل میں بنی النضیر کو منافقین نے بدعہدی اور غدر پر اکسایا تھا انہوں نے ان کو یقین دلایا تھا۔ کہ ہم ہر طرح آپکے ساتھ ہیں۔ آپ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں صف آرا ہونے کیلئے کسی طرح کا تامل نہیں کرنا چاہئے۔ ہم آپ لوگوں کی ہر حال اعانت کریں گے۔ اگر آپ کو مدینہ سے نکل جانے پر مجبور کیا گیا۔ تو ہم بھی نکل کھڑے ہونگے۔ اور اس معاملہ میں ہم کسی کی بات نہیں سنیں گے۔ اور اگر جنگ ہو جائے۔ تو پھر ہم کو آپ بزدل نہیں پائیں گے ہم آپکے ساتھ ہو کر لڑیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ ہم کیسے آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ محض زبانی ہمدردی ہے۔ اور محض خبث اور شرارت ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ خود یہاں بھی شرمندۂ عمل نہیں ہونے کے۔ ان میں جب تک اخلاقی جرأت نہیں ہے۔ کہ کھلم کھلا کفر کا اظہار کریں۔ تو یہ کیونکر گوارا کریں گے۔ کہ یہودیوں کی جلاوطنی میں ان کا ساتھ دیں۔ اور بیٹھے بٹھائے اپنے مال اور اپنی زمینوں سے جدا کر دیئے جائیں۔ ان میں اس ایثار کی بالکل صلاحیت موجود نہیں ہے۔ یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ جنگ کے وقت یہ لوگ میدان میں مسلح ہو کر آجائیں۔ اور آ کے سامنے جم کر لڑیں۔ یہ سخت بزدل ہیں۔ اگر مقابلہ کے لئے کبھی جمع ہو جائیں۔ تو یکدم دُم دبا کر بھاگ کھڑے ہونگے۔ اور پھر ان کے لئے بھاگنا بھی مشکل ہو جائے۔

اس کے بعد ایک اصول کی بات بتلائی۔ کہ ان لوگوں کا چونکہ اللہ پر ایمان نہیں ہے۔ اور یہ عقیدہ کی برکت سے محروم ہیں۔ اس لئے تمہارا وجود ان کے لئے بہت زیادہ مرعوب کن ہے یہاں تک کہ جس قدر تم سے خائف ہیں۔ اللہ سے بھی اس قدر خائف نہیں ہیں۔ جب ان منافقوں اور یہودیوں میں وہ اصل چیزیں موجود نہیں جن کی بناء پر دلوں میں استحکام اور ایثار کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اس نعمت سے یہ لوگ محروم ہیں۔ جنکی عزت و حرمت کیلئے سپاہی کٹ مرتے ہیں۔ تو ان سے بہادری اور شجاعت کی توقع رکھنا عبث ہے۔ جیسے شعلہ افسردہ سے تابش اور حرارت کی۔ فرمایا۔ چونکہ ان میں وہ باتیں نہیں ہیں۔ جو جمعیت پیدا کرتی ہیں۔ اور لوگوں کو کسی اخلاقی نقطہ پر مرکوز کر دیتی ہیں۔ اس لئے گو بظاہر یہ متحد نظر آتے ہیں۔ مگر باطن آپس میں سخت اختلاف اور دشمنی رکھتے ہیں۔

(باقی صفحہ ١٣١٠ پر)

حلِ لغات

لَا نُطِيعُ فِيكُمْ۔ [illegible] ہو جاتا ہے۔ رَهْبَةً۔ خوف اور ڈر۔ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ۔ قلعہ دار گاؤں محفوظ بستیاں۔

بَأْسُهُمْ۔ ان کی لڑائی۔

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ○

۱۵- كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا
وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

۱۶- كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ
فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي
أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ○

۱۷- فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ
فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ○

۱۸- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ
مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ
خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

ہو رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے ○

۱۵۔ ان کی مثال ان ہی جیسی ہے جو ان سے تھوڑے ہی دنوں پہلے (جنگ بدر میں)
اپنے کام کی سزا چکھ چکے ہیں اور ان کیلئے دکھ دینے والا عذاب ہے ○

۱۶۔ ان کا حال شیطان کا سا حال ہے کہ جب اس نے انسان سے کہا
کہ کافر ہو۔ پھر جب وہ کافر ہوگیا تو بولا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں
میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے ○

۱۷۔ پھر انجام ان دونوں (شیطان اور انسان) کا یہ ہوا کہ وہ دونوں
آگ میں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے ○

۱۸۔ مومنو! اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ ہر نفس فکر کرے کہ کل کے
لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ
تمہارے اعمال سے خبردار ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۰۹ :- یہ ناممکن ہے۔ کہ یہ اپنی مختلف اغراض کے باوجود صرف عداوت حق جو ایک متفقہ جذبہ ہے۔ کس بنا پر اس طرح متفق ہو جائیں۔ جس طرح کہ مسلمان حقائق دینی میں ایک دوسرے سے وابستہ اور متحد ہیں۔ مسلمانوں کا اتحاد صرف سلبی جذبہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ ایسی بلند پایہ اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر اس کی عمارت استوار ہے کہ اس میں کبھی تزلزل پیدا نہیں ہو سکتا۔ مسلمان توحید، قرآن، عشق رسول پر متحد ہے۔ جو مشرق و مغرب میں یکساں اس کیلئے باعث فخر و مباہات ہیں۔ مگر آہ یہ اسی وقت کی باتیں ہیں۔ جب مسلمانوں میں دین کی محبت اور تڑپ تھی جب مسلمان صحیح معنوں میں احیاء ملت اور اعلاء کلمۃ اللہ کی قدر و قیمت کو سمجھتا تھا۔ آج ساری قوتیں اسلام اور مسلمانوں کو کچلنے کے درپے ہیں۔ اور مسلمانوں میں اختلاف آراء کا ایک طوفان بپا ہے۔ آج یہ بات کہ بظاہر وہ متحد ہیں۔ اور حقیقت میں شدید ترین اختلافات میں مبتلا ہیں۔ کفر کی علامت نہیں ہے بلکہ اسلام کی علامت ہے۔ تعجب ہے۔ کہ وہ قوم جس میں عناصر اتحاد و تعاون کی اہمیت تمام قوموں سے زیادہ ہو۔ وہ آپس میں لڑیں اور ان کے پاس کوئی ضابطہ نہیں۔ وہ مرکز پر جمع ہو جائیں۔ آخر اس کو سوائے شومئی قسمت اور بدبختی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے

حاشیہ صفحہ ۱۳۱۰ :-

ف۱ منافقین نے یہودیوں کو بہکا کر ذلیل و رسوا کیا۔ اور آخر میں جب کہ وہ اپنی بستیاں چھوڑ رہے تھے۔ اور ان کے اموال و متاع چھوڑے جا رہے تھے۔ ان سے کچھ بھی کام نہ آئے۔ حالانکہ نصرت و اعانت کا پورا پورا معاہدہ تھا۔ فرمایا۔ ان لوگوں کی مثال شیطان کی طرح ہے۔ کہ دنیا میں انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ کفر پر آمادہ کرتا ہے۔ اور عاقبت کے باب میں طرح طرح کے فریبوں سے کام لیتا ہے۔ مگر جب وہ مقررہ وقت آ پہنچے گا۔ یہ بالکل الگ جا کھڑا ہوگا۔ اور کامل بیزاری کا اعلان کرے گا۔ اس وقت ان فریب خوردگان کو اپنی حقیقت کو معلوم ہوگا۔ کہ ہم دنیا میں محض بیوقوف بنے رہے۔ اور ہم نے اس زندگی کے متعلق جو کچھ سوچ رکھا تھا۔ وہ نقش غلط ثابت ہو رہا ہے۔

حل لغات :- لغد۔ آج کے بعد جو دور آنے والا ہے۔ وہ کامل طور پر غد کے مفہوم میں داخل ہے۔ موت کے بعد اور پورا [illegible] ہیں۔ غرض یہ ہے کہ مسلمان مذہبی نقطہ نگاہ سے عجیب ہے۔ کہ اپنے ہر امر کیلئے سوچتا ہے۔ جو آگے والا ہے۔ اور یہ غور و فکر صرف قریب تک ہی محدود نہیں ہے۔ اور نہ اس کا تعلق محض تفریح اور پاکیزگی کے قرار دینے جانے سے ہے۔ بلکہ اس کی حدود بعد الحشر تک وسیع ہے۔ [illegible] تقدم غور و فکر حاوی ہے۔ زندہ قومیں اپنی سیاسیات اور عمرانیات کے متعلق ہمیشہ

ہم سوچتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے مسلمان کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے افعال کا جائزہ لیتا رہے اور زندگی کے ہر شعبے کے متعلق [illegible]

۱۹- وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ○

۱۹- اور اُن کی مانند نہ ہو جو اللہ کو بھول گئے۔ پھر اللہ نے اُن کے نفس انہیں بھلا دیئے وہی فاسق ہیں ○

۲۰- لَا يَسْتَوِىٓ أَصْحٰبُ النَّارِ وَأَصْحٰبُ الْجَنَّةِ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُونَ ○

۲۰- دوزخی اور بہشتی برابر نہیں۔ بہشتی مُراد پانے والے ہیں ○

۲۱- لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○

۲۱- اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر اُتارتے تو تو دیکھ لیتا کہ دب جاتا۔ اللہ کے ڈر سے اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لئے سناتے ہیں۔ شاید وہ دھیان کریں ○

۲۲- هُوَ اللَّهُ الَّذِى لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهٰدَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ○

۲۲- اللہ وہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے۔ وہی بڑا مہربان رحم والا ہے ○

۲۳- هُوَ اللَّهُ الَّذِى لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ

۲۳- وہ اللہ وہ ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے

دُنیا کی جمال آرائیاں

غرض یہ ہے۔ کہ اصل زندگی دنیا کے دنوں کی یہ عارضی اور ظاہری زندگی نہیں ہے۔ بلکہ باوجود اس کی جاذبیتوں اور جمال آرائیوں کے یہ تمہید ہے۔ ایک دوسرے دور حیات کی۔ اور یہ مقدمہ ہے۔ جس آیندہ کتاب زندگی کا اسلئے تقویٰ اور دینداری کا اقتضاء ہے۔ کہ سالک اس کو منزل نہ قرار دے۔ اور اسکو اپنا نصب العین نہ قرار دے لے۔ بلکہ اپنے طرزِ عمل سے ثابت کرے۔ کہ یہ کوچ کا مقام ہے۔ اور جہاں جانا ہے۔ وہ جگہ آگے ہے۔ یہاں وہ گر کوئی یہ سوچے۔ کہ اس مستقبل کے لئے۔ اس عالم فانی کے لئے بھیجنے کیا گیا ہے۔ کس قدر تیاری اور اہتمام سے کام لیا ہے اور زادِ راہ بھی موجود ہے۔ یا نہیں۔ پھر اس محبوب ازلی کے لئے کوئی چیز از قبیل زاد بھی ساتھ ہے یا نہیں۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جب یہاں غور کرنا لازم ہے۔ جن کے متعلق یہاں سوچنا ضروری ہے کیونکہ موت کے بعد ہم اس منزل میں قدم رکھتے ہیں۔ جہاں سے چھٹکارا ممکن نہیں ہو جاتی ہے۔ اور اسی کے بعد صرف وہ اعمال کام آتے ہیں۔ جو ہم نے موت سے پہلے کئے ہوں۔ اسی لئے قرآن فرماتا ہے۔ کہ مسلمانو اپنے دلوں میں تقویٰ اور خشیت الٰہی کے جذبات ابھی سے پیدا کرو۔ اور اس کی صورت یہ ہے۔ کہ نفس احتساب ہمیشہ آیندہ پر رہے۔ ہر دم اور ہر نفس یہ سوچتے رہو۔ کہ کل کے لئے کتنی پونجی ہے۔ خود فراموشی میں اُن لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کو بھلا دیا۔ اور اس کی تعلیمات کو کمال غفلت سے پس پشت ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بھی اُن پر سے اپنی رحمتوں اور عنایتوں کے دست فیض کو اٹھا لیا۔ یاد رکھو۔ یہ لوگ فاسق تھے۔ ان کا تتبع نہ کرنا۔ اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری میں اس درجہ غفلت شعاری اختیار نہ کرنا۔

فطرتاً پہاڑ کی صلابت اور سختی مسلم ہے۔ مگر قرآن کی اثر اندازی کا یہ عالم ہے۔ کہ اگر کہیں یہ سُن پاتے۔ تو نالہ و شیون سے کلیجہ پھٹ جاتے یہ تو انسانوں کی محرومی ہے۔ کہ وہ ایسی عبرت آفرین کلام کو پڑھتے ہیں مگر پتھر کی طرح بے حس رہتے ہیں۔ ورنہ اس کے اثر و نفوذ میں بالکل شبہ نہیں ہے۔

حل لغات

لَوْ اَنْزَلْنَا یعنی نزول کے لئے جن شرائط کا ہونا لازم ہے۔ اگر وہ پہاڑ ایسی سخت اور بے حس چیز کے لئے بھی مہیا کر دی جائیں۔ تو تم دیکھے کہ وہ قرآن کی ذمہ داری کو کیونکر خشوع اور خضوع کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔

اَلسَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○
۲۴- هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ
الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

پاک ذات ہے تمام عیبوں سے سالم ہے امن دینے والا ہے نگہبان
ہے غالب ہے زبردست ہے بڑائی والا ہے۔ اللہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک
۲۴- وہ اللہ پیدا کرنیوالا۔ نکال کھڑا کرنیوالا۔ صورت بنانیوالا ہے۔
سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔ جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز
زمین میں ہے اسکی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ○

آیاتہا ۱۳	(۶۰) سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃِ مَدَنِيَّۃٌ (۹۱)	رکوعاتہا ۲

(۶۰) سورۂ ممتحنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
۱- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ
وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ
وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ
الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انکی طرف
محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ جو دین حق
تمہارے پاس آیا وہ اسکے منکر ہیں۔ رسول کو اور تمہیں اتنی بات
پر جلاوطن کر رہے ہیں۔ کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم میری

خدا کا اسلامی تصور

اسلام سے پہلے اللہ کے تخیل کو بہ نہایت سے مجرد کرکے سمجھنا انسانی سمجھ کے قریب قریب ناممکن تھا۔ اس وقت تک آپ پہنچے ہیں اس کی ذات کو مجسم بھی سمجھتے تھے۔ عزیر میں اس کی جلوہ گری تھی۔ اصنام میں اس کا پرتو تھا۔ نجوم و کواکب میں انعکاس تھا۔ اشخاص و افراد کے تقدس میں وہ جلوہ گر تھا۔ اس وقت اس ذات صمدیت کا تصور یہ تھا۔ کہ اس کو کسی نہ کسی رنگ میں مخلوقات کے ساتھ آلودہ ہونا ضروری ہے۔ کوئی مذہب ایسا نہ تھا جس نے تجرید اور تنزیہ کے مسئلہ کو واضح کرکے بیان کیا ہو اور اس حسن مطلق کو تعینات سے الگ کرکے دکھایا ہو۔ قرآن حکیم پہلی اور آخری کتاب ہے۔ جس نے اس نکتہ کو سمجھایا۔ اور بتایا کہ وہ خدا ایسا نہیں ہے جس کو کائنات میں چاہو تو وہ محسوس دیکھ سکیں۔ وہ ان سب چیزوں سے علیحدہ باطنی اور منزہ ہے۔ قرآن نے بتایا کہ وہ منبع علم و اظہر کون ہے۔ کوئی ذات اس کے اقتدارات میں مخالفت نہیں کر سکتی۔ وہ نقص و عیب سے سراسر پاک ہے۔ باوجود عظمت و جلالت قدر کے وہ سراسر سلامتی اور امن ہے اس پر ایمان لانے سے دلوں کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ تمام [illegible] ہے۔ وہ امن و امانیت بخشنے والا ہے۔ سب کی حفاظت کرتا ہے۔ سب کی جبار اور دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔ غالب اور صاحب عزت و اقتدار ہے۔ اللہ وہ کارساز ہے۔ کوئی قوت اس کے فیصلے کو منسوخ کرنے پر قادر نہیں۔ دل اور جسم کے عوارض کو دور کرنے والا ہے عظمت و رفعت کا مالک ہے۔ شرک کی ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک ہے مخلوقات کو عدم سے نکالنے والا ہے۔ جس قدر بھی اچھی صفات حسن و کمال کی ہیں کوئی ایسی نہیں۔ جو اس میں نہ پائی جاتی ہو۔ زمین و آسمان کی تمام اوصاف حسن و جمال اور تمام [illegible] جو کسی شخصیت کو مسجود بنا سکتی ہیں۔ وہ اس میں موجود ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اسکے حکم کو مانتی ہے۔ اور اس کی قدرت اور حکمت بہرحال ہے یہ ہے وہ تصور الٰہی خدا کا جس کو مسلمان مانتے ہیں۔ اب تمام مذہبی ذخیرہ کتب پڑھ جائیے۔ آپ کو اس وضاحت اور تفصیل کے ساتھ الٰہیات اور صفات کے باب میں کہیں اس نوع کے حقائق نہیں ملیں گے۔

سورۃ الممتحنہ

ف اس سورۃ کی شان نزول یہ ہے۔ کہ جب حضور نے یہ طے کیا۔ کہ مکہ میں اس جرأت و سہولت کے ساتھ داخل ہوں۔ تو حاطب بن ابی بلتعہ جو ایک صحابی تھے انہوں نے از راہ بشریت ایک مکتوب مکے والوں کو لکھا۔ اور مسلمانوں کے عزائم سے ان کو قبل از وقت آگاہ کر دینے کی نیت سے ایک عورت کے ہاتھ بھیج دیا۔ انکی غرض محض یہ تھی۔ کہ اس طرح مکے والے میرے متعلقین کی حفاظت اور نگرانی کریں گے۔ [illegible] بہرحال حاطب [illegible] کی دوستی [illegible] شبہ نہیں [illegible] خیال تھا۔ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ان کے شکست کی کوئی وجہ نہیں۔ البتہ میری اس حرکت سے اتنا ہو گا کہ میرے بچے محفوظ رہیں گے۔ اور مکہ کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ حضور کو وحی کے ذریعہ اس بات کا علم ہو گیا۔ اور یہ سازش ناکام رہی۔ اس کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور بتایا گیا کہ منکرین کے ساتھ اس قسم کے دوستانہ تعلقات کس وجہ سے مضر ہیں۔

[illegible]

حل لغات

* * * *

* * * * الجبار۔ بگڑی باتوں کو بنانے والا۔ [illegible] المتکبر [illegible] صاحب عظمت و رفعت۔ بڑی عظمت والا۔
[illegible]

إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ○

اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری مرضی کے تلاش میں (اپنے وطنوں سے) نکلے ہو تو انہیں دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں دوستی کے چھپے پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے وہ راہ راست سے بہک گیا ○

۲- إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ○

۲- اگر وہ تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں اور تمہیں ستانے کے لئے تم پر اپنے ہاتھ اور زبانیں چلائیں اور چاہیں کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ ○

۳- لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ

۳- قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد۔ وہ تم میں فیصلہ کریگا۔

دشمنوں سے تعلقات نہ رکھو

ف اس صورت میں مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ تمہارے [illegible] [illegible] تمہارے [illegible] [illegible] طرف محبت کا [illegible] [illegible] کہ انہوں نے [illegible] ان کے بتوں کے سامنے نہیں جھکتے ہو۔ اور اللہ کو مانتے ہو۔ یہ تمہارا جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ کس قدر ناموزوں بات ہے۔ کہ جو لوگ کی عداوت اور دشمنی نے تمہیں ہجرت پر مجبور کیا۔ جن کے خلاف تم جہاد کے لئے تیاری کر رہے ہو۔ انہیں سے ساز باز کیا جائے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ ہم ان معاملات کو نہیں جانتے۔ اور ہماری آنکھوں سے یہ واقعات چھپے رہیں گے؟

واضح رہے۔ کہ یہ محض غلط فہمی ہے۔ ہم کو تمہاری ایک ایک حرکت معلوم ہے۔ چاہے وہ پوشیدہ ہو یا علانیہ یہ اتنا بڑا جرم ہے۔ کہ اس کو کھلم کھلا گمراہی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ تم لوگ تو انہیں اپنے اسرار سے مطلع کرتے ہو۔ محض اس لئے کہ تم کو تقرب حاصل ہو۔ مگر وہ تمہارے اس وجہ دشمن اور مخالف ہیں۔ کہ اگر تم ایمان کی نعمت سے یک قلم محروم ہو جاؤ۔ اور پھر کفر کی طرف پلٹ جاؤ۔ اہل و عیال کی محبت میں [illegible] کہ وہ دنیا مسلمانوں کے مفاد کی کس درجہ پامالی ہے۔ جانتے ہو۔ قیامت کے دن تمہاری اولاد اور رشتہ دار تمہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکیں گے۔ اس وقت جس رشتہ کی حاجت ہوگی اور جو محبت کام آئے گی۔ وہ رشتہ وہ ہوگا۔ جو مسلمان کو مسلمان کے ساتھ ہے۔ اور وہ محبت وہ ہوگی۔ جو مسلمان کی مسلمان کے ساتھ ہے۔ یہ مادی رشتے اور یہ تعلق کے علائق۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکیں گے۔

حل لغات

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۔ سیدھا راستہ ۔
يَثْقَفُوكُمْ ۔ ثقف سے ہے۔ یعنی قابو پانا ۔
يَفْصِلُ ۔ جدائی ڈال دے گا ۔ فیصلہ کرے گا ۔

بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○
۴۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا
لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ
مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا
بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ
وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ
اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ
اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○

اور جو تم کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے ○
۴۔ ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں تمہارے لئے ایک اچھا نمونہ ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ ہم تم سے اور اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو اُن سے الگ ہیں ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کو عداوت اور بغض ظاہر ہوا۔ یہاں تک کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔ مگر ابراہیم کا قول اپنے باپ کے لئے یہ تھا کہ میں تیرے لئے مغفرت مانگوں گا۔ اور میں اللہ سے تیرے لئے کسی شئے پر اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر توکل کیا۔ اور ہم تیری طرف رجوع لائے اور تیری طرف پھر آنا ہے ○

۴ فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم اور ان کے فرمانبرداروں میں تمہارے لئے لائق اقتداء اسوہ ہے۔ غور کرو۔ کہ جب وہ مبعوث ہوئے ہیں۔ ان کے گردوپیش کی فضا کیسی تھی؟ کیسی وجہ شرک کا زور ذور تھا۔ پوری قوم بت پرست تھی اور حکومت انکی پشت پر۔ مگر انہوں نے بڑی جرأت کے ساتھ کہہ دیا۔ کہ میں تمہارے ان عقائد سے قطعاً بیزار ہوں۔ اور اعلان توحید کے بعد اب میں تمہارا کھلا دشمن ہوں۔ مجھ سے کسی رعایت کی توقع نہ رکھنا۔
چنانچہ حضرت ابراہیم کی زندگی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انہوں نے کبھی باطل کے سامنے اور قوت کے مقابلہ میں اپنا سر نہیں جھکایا۔ اور کبھی مخالفت اور عناد کی پرواہ نہیں کی۔
اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ سے غرض یہ ہے۔ کہ تم اپنی کمزوری کے لئے اس مغفرت کی سفارش کو اپنے لئے سند نہ قرار دو۔ کیونکہ یہ محض وعدہ کی تکمیل تھی۔ اور اس جذبہ کا اظہار تھا۔ کہ حضرت ابراہیم اپنی طرح اپنے باپ کو بھی مسلمان دیکھنا چاہتے تھے۔

حلِ لغات

بُرَءٰٓؤُا۔ بے زار۔

۵- رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

۵- اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش کا ذریعہ نہ بنا اور ہمیں بخش دے۔ کچھ شک نہیں کہ تو ہی غالب حکمت والا ہے ○

۶- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ○

۶- تمہارے لئے یعنی اس کے لئے جو اللہ ف۱ (کی ملاقات) اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے۔ ان لوگوں میں نیک نمونہ ہے اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ بے پرواہ قابلِ تعریف ہے ○

۷- عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

۷- عجب نہیں کہ اللہ تم میں اور کافروں میں جو تمہارے دشمن ہیں ف۲ دوستی کرادے۔ اور اللہ قادر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

اللہ کی محبت میں غلو

ف۱ حضرت ابراہیم میں اور انکے عقیدتمندوں میں جو بات تتبع اور اقتداء کے لائق تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ یہ لوگ صرف اللہ سے محبت رکھتے تھے۔ اور اس محبت کے باب میں اتنا غلو تھا۔ کہ وہ عقل وخرد کے ظاہری تقاضوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ جب ضرورت محسوس کرتے تھے۔ کہ اب محبوب حقیقی کو خوش کرنے کے لئے اپنے لخت جگر کے حلقوم پر چھری پھیر دینا ضروری ہے۔ تو ان کو قطعاً تامل نہ ہوتا۔ نہ دل میں جذبات پدری اس وجہ ہیجان میں آتے۔ کہ عشق الٰہی پر غالب آسکیں۔ اور نہ ارادہ و عزم میں کوئی تزلزل پیدا ہوتا۔ آگے بڑھتے۔ اور اپنے بیٹے اور عصائے پیری کے گلے پر خنجر چلا دیتے۔ یہ وہ جذبۂ اطاعت ہے جو خدا مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کہ جب یہ معلوم ہو جائے۔ کہ رضائے الٰہی کیا ہے۔ تو پھر سوچنا گناہ ہے۔ اس وقت ضروری ہوتا ہے۔ کہ رضائے الٰہی کی تکمیل کے سلسلہ میں اگر عزیز ترین تعلقات کو بھی چھوڑنا پڑے۔ تو چھوڑ دیئے جائیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم میں یہ جذبہ نہیں پیدا ہوتا ہے۔ تو یاد رکھو۔ اللہ کو اس بات کی اصلاً ضرورت نہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ اور وہ لائق صد ہزار حمد وستائش ہے۔ یہ ایثار و قربانی خود تمہاری بہتری کے لئے ازبس لازمی و لابدی ہے۔ اگر اس کو اختیار کرتے ہو۔ تو تمہاری زندگی جاوید سراسر کامیاب ہے۔ اور اگر نہیں اختیار کرتے ہو۔ تو پھر اللہ کا تم کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ف۲ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ تو مسلمانوں کی گردنیں اطاعت اور فرمانبرداری میں جھک گئیں۔ اور انہوں نے اللہ کے سوا تمام علائقِ دُنیا کو جو اس کی راہ میں حائل ہو سکتے تھے۔ چھوڑ دیا۔ اور اس سختی کے ساتھ اپنے غیر مسلم عزیزوں سے قطع تعلق کیا۔ کہ اس میں کچھ قساوت کی آمیزش ہوگئی۔ اور خطرہ پیدا ہو گیا۔ کہ کہیں یہ بغض و عناد ان عزیزوں کو اسلام سے دُور نہ کر دے۔ اس لئے سمجھا دیا۔ کہ قطع تعلق کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ تم ان کو ہمیشہ کے لئے کفر کی آغوش میں رہنے دو بلکہ تعلقات کی نوعیت ایسی ہو۔ کہ وہ تمہارے جذبۂ دینی کی قدر کریں۔ مگر اسکے ساتھ وہ تم سے متنفر نہ ہو جائیں۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو عنقریب اسلام کو قبول کرنے والے ہیں۔ اور تمہارے موجودہ خیالات ان کے متعلق بدلنے والے ہیں۔ اس لئے کفر سے تنفر میں بھی لچک برقرار رکھو۔ کہ پھر ان کو گرم جوشی کے ساتھ دینی برادری میں داخل کر سکو۔

حلِ لغات

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ اچھا اور لائق عمل نمونہ ۔

مَوَدَّةٌ ۔ دوستی ۔

۸۔ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

۸۔ جو لوگ تم سے دین پر نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ اُن سے (میل ملاپ رکھنے سے) خدا تمہیں منع نہیں کرتا (یعنی ان سے منع نہیں کرتا) کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُن سے منصفانہ برتاؤ کرو۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۝

۹۔ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

۹۔ اللہ تو تمہیں اُنکی دوستی سے منع کرتا ہے۔ جو دین پر تم سے لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے پر دوسروں کی مدد کی اور جو ایسوں سے دوستی رکھے وہی ظالم ہیں ۝

بے ضرر غیر مسلموں سے تعلقات مودت

ف اس آیت میں بہت بڑی غلط فہمی کو دور کر دیا ہے۔ جو ان گزشتہ آیات کو سن کر اس شخص کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔ جو نظام اسلامی کی باریکیوں کو سمجھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ وہ یہ کہہ سکتا تھا۔ کہ اسلام مسلمانوں کو عام معاشری تعلقات قائم رکھنے سے روکتا ہے۔ اور اس انسانی ہمدردی کو جو فطری طور پر انسانوں میں اپنے بنی نوع کے لئے موجود ہے۔ کچل دینا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ اس مذہب میں دنیا کے ملی مذہب ہونے کی صلاحیت نہیں۔ کیونکہ یہ غیر مسلموں سے ہمدردانہ اور آئینی تعلقات کو برقرار رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

فرمایا۔ یہ غلط ہے۔ وہ لوگ جو تم سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ جن سے تمہارا عہد ہے۔ جو نہ تم سے لڑتے ہیں۔ اور نہ تم کو ان کے ساتھ انصاف اور احسان سے پیش آؤ۔ دوستی اُن لوگوں کے ساتھ ممنوع ہے جو دشمن ہیں۔ اور کسی طرح بھی تمہارا زندہ رہنا انہیں گوارا نہیں ۔

حل لغات

تَبَرُّوْهُمْ ۔ عمدہ سلوک کرو ۔
ظٰهَرُوْا ۔ مدد کی ۔ اعانت کی ۔

۱۰- یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا جَآءَکُمُ
الۡمُؤۡمِنٰتُ مُہٰجِرٰتٍ فَامۡتَحِنُوۡہُنَّ ؕ
اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاِیۡمَانِہِنَّ ۚ فَاِنۡ عَلِمۡتُمُوۡہُنَّ
مُؤۡمِنٰتٍ فَلَا تَرۡجِعُوۡہُنَّ اِلَی الۡکُفَّارِ ؕ
لَا ہُنَّ حِلٌّ لَّہُمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحِلُّوۡنَ
لَہُنَّ ؕ وَ اٰتُوۡہُمۡ مَّاۤ اَنۡفَقُوۡا ؕ وَ لَا جُنَاحَ
عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تَنۡکِحُوۡہُنَّ اِذَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ
اُجُوۡرَہُنَّ ؕ وَ لَا تُمۡسِکُوۡا بِعِصَمِ الۡکَوَافِرِ
وَ سۡـَٔلُوۡا مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ وَ لۡیَسۡـَٔلُوۡا مَاۤ اَنۡفَقُوۡا ؕ
ذٰلِکُمۡ حُکۡمُ اللّٰہِ ؕ یَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ

۱۰- مومنو! جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں ہجرت کر کے
آئیں تو اُن کا امتحان لو۔ خدا ان کے ایمان کو خوب
جانتا ہے۔ پھر اگر وہ تمہیں ایماندار معلوم ہوں۔ تو
اُنہیں کافروں کی طرف واپس نہ لوٹاؤ نہ وہ کافروں
کو حلال ہیں اور نہ کافر انہیں حلال ہیں اور جو اُن
کافروں نے خرچ کیا ہے ان کو دیدو اور تم پر گناہ نہیں
کہ اُن عورتوں سے نکاح کرو۔ جبکہ تم اُن کو اُنکے مہر حوالے
کر دو اور تم کافر عورتوں کے ناموس اپنے قبضہ میں نہ رکھو
اور جو تم نے خرچ کیا ہے وہ ان سے مانگ لو اور چاہیے
کہ وہ کافر بھی اپنا خرچ جو کیا ہے مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے

عورتوں کے متعلق چند ضروری احکام

ایک شقیق عورت ساتھ کی وجہ سے جو کہ صاحب ابن ابی جعفہ والی معاہدہ میں مکہ سے کا
آئی تھی۔ اس خطرہ تھا۔ کہ اسی طرح دوسری عورتیں دار الاسلام میں آگئیں تو سوال کے
قریش اہتمام نہ دیں۔ اسلئے یہ آیات نازل ہوئیں۔ کہ جب بظاہر مومن عورتیں
مدینہ ہجرت کر کے آئیں۔ تو انہیں خوب اچھی طرح جانچ لینا چاہیے۔ کہ انکی آمد کا
مقصد کیا ہے۔ کیا وہ اپنے خاوند سے روٹھ کر آئی ہیں یا مدینہ کی زیارت کا شوق
انکو کھینچ لایا ہے یا کوئی اور وجہ ہے۔ جس سے انکو یہاں آنے پر مجبور کر دیا گیا
ہے۔ جب تک یہ صاف طور پر حقیقت نہ کھل جائے۔ کہ محض اللہ اور اسکے رسول
کی محبت میں یہاں آئی ہیں۔ اور انکا مقصد ہجرت سے محض دین کی حفاظت
ہے۔ اس وقت تک انکو یہاں قیام کی اجازت نہ دیجائے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ
انکے ایمان کی حقیقت سے خوب آگاہ ہے۔ اس لئے یہ اسکو دھوکہ دینے کی
کوشش نہ کریں۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ اگر ثابت ہو جائے۔ کہ یہ عورتیں مسلمان ہیں۔
تو پھر صلح حدیبیہ کے عہد کی وجہ سے انکو واپس دار الکفر میں نہ بھیجو۔ کیونکہ
اس معاہدہ سے عورتیں مستثنیٰ ہیں۔ وہ معاہدہ صرف مردوں کے لئے ہے۔ جو
اپنے عقیدہ کی پوری طرح حفاظت کر سکتے ہیں۔ اور جن میں مصائب کے وقت ثابت
قدم رہنے کی صلاحیت ہے۔ یہ طبقہ جو ارادہ و عزم کے لحاظ سے بالکل کمزور
ہے۔ اس قابل نہیں ہے کہ بالکل کفر میں گھر جائے۔ اور پھر اپنے ایمان کو بچا لے
جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اسلئے قانون یہ ہے کہ عورتوں کو دار الکفر میں نہ بھیجا جائے

اور جن عورتوں کو مہر نہ دیا جائے کہ وہ انکو آزمائش میں مبتلا کر دیں۔ یہ عورتوں کا
کافروں کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ اور نہ کافر انکے جائز ہیں۔ یعنی مسلمان عورتوں کی شادی
کفار سے جائز نہیں۔ کفار سے معاہدہ کی صورت میں وہ عورتیں جو دار الکفر سے ہجرت کر کے
دار الاسلام میں آ جائیں۔ اور مسلمان مرد ان سے نکاح کرنا چاہیں۔ ضروری ہے کہ
انکے مہر کفار کو ادا کر دیئے جائیں۔ تاکہ تعلقات عہد کا احترام باقی رہے۔ اور یہ
بہر حال ضروری ہے۔ کہ مسلمان مردوں کا مشرک عورتوں کے ساتھ کوئی
جنسی رشتہ باقی نہ رہے۔ کیونکہ نکاح کا تعلق صرف جذبات جنس کے تحت
نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک بہت پاک معاہدہ ہے۔ کہ ساری زندگی کا اس پر حصہ
ہے۔ نکاح کے معنے یہ ہیں۔ کہ میاں بیوی میں خیال و فکر سے لیکر عمل تک
مکمل ہم آہنگی ہو۔ اور اس صورت میں جب کہ ان میں ایک مشرک ہو
یہ ہم آہنگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کا اثر نہ صرف ازدواجی زندگی پر ہوتا ہے
بلکہ اولاد بھی مبتلا ہوتی ہے۔ انکا عقیدہ اور ایمان مستحکم نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ
ناممکن ہے۔ کہ میاں بیوی اس منافقت کو کسی نہ کسی صورت میں نباہ
لے جائیں۔ بلکہ ایسے میاں بیوی مضبوط کیرکٹر کی اولاد پیدا نہیں کر سکتے
یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ انکی آغوش میں پلی ہوئی اولاد ایمان کی نعمت سے بہرہ ور
ہو۔ اسلئے یہ رشتہ اسلامی نقطہ نگاہ سے ناجائز ہے۔ اب جبکہ تم انکو
چھوڑ دو گے۔ تو حسب دستور مشرکین سے جنکے نکاح میں وہ عورتیں تھیں جانے
لگیں تم اپنا خرچ مانگ لو۔

حل لغات: فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۔ امتحان کرو۔ سو تم انکا امتحان کر لیا کرو۔

ﻩ تُمْسِکُوْا ۔ پھرے بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ ۔ یعنی عقد عصمت کو برقرار نہ رکھو۔

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○
۱۱- وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى
الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ
اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○
۱۲- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا
وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ
اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ
بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ
فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○
۱۱- اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل
کر کافروں میں جا ملے اور تمہارا خرچ جو وہ کافر نہ دیں تو جب
تم کافروں کو (گویا) مارو یعنی ان کافروں کے ہاتھ سے نکل کر آئی
کوئی عورت تم میں آ ملے، تو جن کی عورتیں جاتی رہیں انکو اتنا مال دیدو جتنا
انہوں نے خرچ کیا تھا اور اللہ سے ڈرو جس پر ایمان رکھتے ہو ○
۱۲- اے نبی جب تیرے پاس ایماندار عورتیں تجھ سے اس پر بیعت
کرنے (یعنی اقرار کرنے) کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک
نہ ٹھہرائیں گی۔ اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی
اولاد کو قتل کریں گی اور نہ طوفان لائیں گی کہ اپنے ہاتھوں اور
پاؤں کے درمیان باندھ لیں اور کسی نیک کام میں تیری نافرمانی
نہ کریں گی تو ان سے بیعت (اقرار) قبول کر اور اللہ سے ان کے لئے

ف: یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی مسلمان کی بیوی مرتد ہو کر دار الکفر میں چلی
جائے۔ یا کافرہ ہو جائے اور وہ کافر اسکو اپنے قبضہ میں لے۔ مسلمان کو اس کا خرچ
نہ دے ایسی حالت میں جو کافر عورت دار الاسلام میں آئیگی۔ اور مسلمان اس سے نکاح
کریگا۔ اس کا خرچ اس کافر کو نہیں دیا جائیگا۔ جو اس کا دار الکفر میں خاوند
تھا۔ بلکہ اس مسلمان کو دیا جائیگا۔ جو اپنا خرچ کفار سے نہیں وصول کر سکا۔

بیعت سے متعلق غلط فہمیاں!

ف: بیعت کا اشتقاق بیع سے ہے۔ جسکے معنے ہیں۔ کہ مرید پیر کے ہاتھ
بِک جاتا ہے اور اسکو چارہ اختیار حاصل نہیں رہتا۔ کہ وہ اسکے احکام کی تعمیل
اور تنفیذ کا انکار کرے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ پیر اطاعت و انقیاد کی مجسمہ
[illegible] بن کر رشد کیلئے آمادہ ہو جائے۔ مگر یہاں چند غلط فہمیاں
ہیں جنکا دور ہونا ضروری ہے۔ یہ خیال کہ شیخ معصوم ہے۔ اور غیر مشروط طور پر
ہے۔ دلگیں کی گرت بیر مغال گوید
غیر مشروط اطاعت کا مستحق ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے ایسی بیعت ناجائز
ہے۔ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق حدیث ہے جس کے معنے
یہ ہیں۔ کہ کوئی شخص اس قابل نہیں ہے۔ کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے
پیغمبر کے بعد ہر آدمی باوجود ولایت اور زہد کے بہرحال لغزش و سہو کا شکار
ہو سکتا ہے۔ اس لئے بیعت کے معنی یہ قرار پاتے۔ کہ وہ اطاعت ہے۔

جو شریعت کے مطابق ہو۔ اور اس صورت میں جبکہ مخالفت محض ہوائے
نفس کے تقاضے سے درست نہیں ہے۔ دوسرا فرق ہے۔ کہ جب اسکو
یقین ہو جائے۔ کہ شیخ کا حکم منشاء الٰہی کے عین مطابق ہے۔ تو پھر اطاعت میں
سرگرمی کے ساتھ مصروف ہو جائے۔ اور اسکے تمام احکام و اسباب پر خود
نہ کرے۔ دوسری غلط فہمی یہ ہے۔ کہ بیعت کے لئے ایک پیشہ ور گروہ کو متعین
کر لیا ہے اور سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ علم و عمل سے یہ عاری طبقہ محض اس لئے
عقیدت و نیاز مندی کا استحقاق رکھتا ہے۔ کہ آباء و اجداد سے ان کا پیشہ ہوا
کرتا ہے۔ حالانکہ شیخ کے انتخاب کیلئے یہ قطعاً ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کوئی
پیشہ یا فن نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ مسلمان جو علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہے۔
اس قابل ہے کہ آپ اس سے محبت رکھیں۔ اور اسکے سامنے اپنی روحانی
کمزوریاں بیان کریں۔ اور پھر اس سے دعا چاہیں۔ تیسرا مغالطہ یہ ہے۔
کہ شیخ کو روحانی تاوند سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور ایک شیخ کا مرید دوسرے مسلمان کے
ساتھ اپنے دل میں بغض و عناد رکھتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ اب بیعت
کا سلسلہ منقطع نہیں ہو سکتا۔ اور ایک کے بعد عقیدت کو گویا [illegible]
کے سمجھتے ہیں۔ کہ اب کسی دوسرے کی روحانیت سے مستفید نہیں کیا جا سکتا
چاہیے وہ درحقیقت ان سے فائق کیوں نہ ہو۔ روحانی منفی [illegible]
حلِ لغات: فتاکفتد خفگی سے ہے۔ یعنی بچھم کا ہم [illegible]

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مغفرت مانگ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے) ۝

۱۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا
غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ
الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ
الْقُبُوْرِ ۝

۱۳- مومنو! ان لوگوں سے دوستی مت رکھو۔ جن پر اللہ کا غضب ہوا ہے۔ یہ لوگ آخرت سے ناامید ہیں۔ جیسے کہ (اب) کافر اہلِ قبور کی طرف سے ناامید ہیں ۝

آیاتہا ۱۴	(۶۱) سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹	رکوعاتہا ۲	(۶۱) سورۂ صف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

۱- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ۝

۲- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ
مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

۲- مومنو! وہ بات کیوں کہتے ہو۔ جو تم نہیں کرتے ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۱۸ — ... اسلامی بیعت نہیں ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے متعدد شیوخ سے فیوض عمل کا استفادہ ہو سکتا ہے۔ اور ایک مرید بیک وقت مختلف صلحاء سے عقیدت رکھ سکتا ہے۔ جو تقاضا منافی ہے۔ کہ بیعت کی غرض و غایت یہ نہیں سمجھی جاتی۔ کہ تزکیۂ قلب ہو۔ اور اعمالِ صالحہ سے محبت اور ذوق پیدا ہو۔ بلکہ بیعت اس لئے کی جاتی ہے۔ تاکہ شیخ سے کشائش رزق کے کچھ وظیفے معلوم ہو جائیں۔ یا بسبب غیب پر اقتدار حاصل ہو جائے۔ اور یا حُبّ و بغض کے تعویذ حاصل کرنے میں سہولت رہے۔ حالانکہ بیعت کے معنی یہ تھے۔ کہ ایک صالح آدمی ایک صالح تر آدمی کے سامنے عہد کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی نیک باتوں کی اقتدا کرے گا۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا۔ کہ کیونکر زندگی کو خوش گوار اور کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ آج بیعت کا نام ہے جہالت کا، جمود و تعطل کا۔ اندھی تقلید اور اقتداء کا۔ اور غیر مشروع طریقوں کو رواج دینے کا۔ وہاں صحابہؓ نے جو بیعت لی تھی۔ وہ زندگی کی بیعت تھی۔ جہاد و ایثارِ نفس کی بیعت تھی۔ اسی طرح ان آیتوں میں جس بیعت کا ذکر ہے۔ وہ قطعاً ایک واضح معاہدہ ہے۔ مکارم و فضائل کا اکتساب ہے۔ اور پاکبازی اور پاک خیالی کا اقرار ہے۔ اس بیعت میں ان باتوں کا کہیں ذکر نہیں۔ جن کو ہم اپنی جہالت کی وجہ سے لوازم بیعت سمجھتے ہیں۔ اور جن کا ترک ہم کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

حلِ لغات

مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔ میں مِنْ بیانیہ ہے۔ جس طرح کفار قبروں میں اپنے اعمال کی وجہ سے آخرت کے ثواب و اجر سے مایوس ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ جن پر اللہ کا غضب ہے۔ آخرت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اس کی طرف سے مایوسی کا اظہار کرتے ہیں۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ۔ قول سے یہاں مراد ادعا ہے۔ مطلق تلقین خیر یا وعظ و نصیحت نہیں جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں۔

۳۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ○

۳۔ اللہ کے نزدیک یہ بات نہایت ناپسند ہے۔ کہ تم وہ بات کہو جو نہ کرو ○

۴۔ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ ○

۴۔ بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ○

۵۔ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَدْ تَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○

۵۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اے قوم مجھے کیوں ستاتے ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ پھر جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔ اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○

۶۔ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

۶۔ اور جب مریم کے بیٹے عیسےٰ نے کہا۔ اے بنی اسرائیل

بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰؑ

ان آیات میں انبیاء کے حالات کو بیان کیا ہے۔ تاکہ حضورؐ کو معلوم ہو۔ کہ امم سابقہ نے کیونکر حق و انصاف کی مخالفت کی۔ اور کس طرح اپنے انبیاء کو بوقلموں اذیتوں سے شکستہ خاطر کیا ہے۔ فرمایا۔ کہ جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے پاس تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ اور تمہاری اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ تو انہوں نے کیا کہا؟ کیا فوراً تسلیم کر لیا؟ نہیں بلکہ مطالبہ کیا۔ کہ أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً پہلے جس خدا کی توحید کی طرف تم ہمکو دعوت دیتے ہو۔ اس کو کھلم کھلا دکھاؤ۔ جب مانیں گے۔ پھر گوسالہ کی پرستش شروع کر دی۔ اور خدا کی توحید کا عملاً انکار کیا۔ جہاد کے لئے حضرت موسیٰ نے اُبھارا۔ تو کہنے لگے۔ کہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ کہ آپ اور آپ کا رب اس مہم کو سر کرنے کے لئے جائیں۔ ہم میں تو سکت نہیں ہے۔ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس کے علاوہ اور کئی الزام اور تہمتیں تراشیں جس سے اللہ کے پیغمبر کو پہنچا۔ اس پر انہوں نے ازراہ تاسف فرمایا۔ کہ تم مجھکو اچھا جانتے بوجھتے ہو۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ مگر پھر ایذا دہی سے باز نہیں آتے ہو۔ فرمایا۔ یہ بدکرداروں کی قوم تھی۔ اس لئے ان کو اللہ کی طرف سے توفیق ہدایت عطا نہیں ہوئی۔

حلِ لغات

مَرْصُوْصٌ۔ سیسہ پلائی ہوئی۔ رصاص سے مشتق ہے۔ جس کے معنے سیسہ کے ہیں۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا
لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا
بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا
سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○
۷- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ
وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○
۸- یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ
وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○
۹- هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ مجھ سے آگے
جو توراۃ ہے۔ میں اسکی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک
رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔
اس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ کھلی نشانیاں لیکر ان کے
پاس آیا تو بولے کہ یہ تو کھلا جادو ہے ○
۷- اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ
باندھا، حالانکہ اسکو اسلام کی طرف بُلایا جاتا ہے اور
اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا ○
۸- چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مُنہ سے بجھا دیں اور اللہ
اپنے نور کو پورا کرنیوالا ہے۔ اگرچہ کافر ناپسند کریں ○
۹- وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور

میرے بعد اللہ کا رسول آئے گا

ف۱ حضرت مسیح نے یہودیوں کو ہر چند یقین دلایا۔ کہ میں توراۃ کی تصدیق کے لئے آیا ہوں۔ نئی شریعت کا موجد نہیں ہوں۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور جیسے ہی کہا۔ کہ ہم تم کو پیغمبر ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے اس صداقت کبریٰ کا بھی اعلان کیا۔ کہ میرے سید زمانے کے بعد تمہارے پاس اللہ کا رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ جو اللہ کی حمد کے ترانے دنیا کے کانوں تک پہنچائے گا۔ مگر یہود اس کے ماننے والوں نے جب کہ وہ احمد نامی ذات مبعوث ہوئی۔ تو باوصف وضوح بیّن کے جانتے ماننے سے انکار کیا۔ اور صاف صاف کہہ دیا۔ کہ ہم بنی اسمٰعیل میں اس شرف و بزرگی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

یہ واضح رہے۔ کہ توراۃ و انجیل میں حسد و حقائق حضور کی آمد کی پیشگوئی موجود ہے۔ یہاں جس خبر کا ذکر ہے۔ وہ بالفاظ یوحنا متی کی انجیل میں مذکور ہے اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ میرے بعد اللہ کا رسول آئیگا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔ مروجہ اناجیل میں بھی فارقلیط کا لفظ آیا ہے۔ جسکے معنے تسلی دینے والے کے ہیں۔ حضرت یوحنا نے واضح لفظوں میں فرمایا ہے کہ میں تم میں سے سب باتیں اس وقت نہیں کہہ سکتا کیونکہ تم میں ان کیلئے قوت برداشت نہیں ہے۔ البتہ میرے بعد ایک شخص آنیوالا ہے۔ جو تم کو وہ اسرار بتائیگا۔ ف۲ فرمایا۔ کہ یہ لوگ جو اللہ کی طرف غلط عقائد منسوب کرتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوسکتا ہے۔ یہ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ ہدایت سے بہرہ مند ہوسکیں۔ ف۳ فرمایا۔ کہ اسلام تو اللہ کی طرف سے نور اور روشنی ہے۔ جس سے نوع انسانی ہمیشہ کسب ضیا کرتی رہے گی۔ مگر منکرین یہ چاہتے ہیں۔ کہ اس چراغ ہدایت اور فانوس صداقت کو پھونکوں سے بجھا دیں۔ اور اپنی حقیر و ناپاک مساعی سے اس انقلاب کو روک دیں۔ (دیکھو [illegible] ص۴۳۲)

حلِ لغات:- اِسْمُهٗ۔ یہ نام بھی ہوتا ہے اور صفت بھی۔ لِيُطْفِئُوا۔ اطفاء سے ہے یعنی بجھا دینا۔

وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝

سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اسے اپنے دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں ۝

۱۰- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

۱۰۔ مومنو! میں تمہیں ایک سوداگری بتاؤں! کہ تمہیں دکھ کی مار سے بچائے ۝

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

۱۱۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ۝

۱۲- یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ

۱۲۔ وہ تمہارے گناہ بخش دیگا اور تمہیں باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمدہ گھروں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے۔

بقیہ صفحہ ۱۳۲۱ ۔۔ ملکہ حقودت الیسی ہے کہ اس جال کو بدل کل جایا جائے اور اس روشنی کو چاروں طرف عالم میں پھیلایا جائے۔ یہ پیغمبر جن کو آفتاب اور دین حق دے کر بھیجا ہے انکے سے یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ ان کا دین تمام ادیان پر غالب آئیگا۔ اور دنیا کی تمام اس کو قبول کریگی۔ چاہے مشرک کتنے بھی برا مانیں۔ اور اس حقیقت کو قبول کرنے کیلئے آمادہ نہ ہوں۔

بہترین تجارت

۱۰۔ اس آیت میں ایک ایسی تجارت کی جانب راہ نمائی فرمائی ہے جس کی وجہ سے انسان عذاب الیم سے بچ جاتا ہے۔ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جنات نعیم کی نعمتیں میسر ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا میں سرخروئی، نصرت، فتح اور کامرانی حاصل ہوتی ہے۔ یعنی دنیا و عقبیٰ کے لحاظ سے کہیں گھاٹے اور خسارے کا احتمال ہی نہیں۔ دنیا میں اس تجارت کی وجہ سے رفعت و ارتقاء اور عزت و غلبہ عنایت ہوتا ہے۔ اور آخرت میں فوز و فلاح اور رضا و خوشنودی۔ اور پھر اس احتمال ایسا نہیں۔ کہ اپنے پاس سے دینا پڑے بلکہ سرمایہ بھی اسی کا ہے۔ جس سے سودا ہو رہا ہے۔ یہ محض اس کا فضل اور کرم گستری ہے۔ کہ وہ اس سرمایہ کو قبول فرما لیتا ہے۔ جو ہاتھ میں اسی کا بخشا ہوا ہے۔ اور پھر اس کے معاوضہ میں بہترین نفع بھی دیتا ہے۔ سو جہاد و غور کرو۔ اس سے بہتر کیا کاروبار ہو سکتا ہے۔ کہ جس میں کوئی کے فوائد مضمر ہوں۔ اور اپنے پاس سے ایک پھوٹی کوڑی بھی خرچ نہ کرنا پڑے۔ یہ تجارت نہایت آسان ہے۔ اس میں شرط یہ ہے کہ تم ایمان و اخلاص ہو۔ اور اسکے بعد جان اور مال کی قربانی۔ اور یہ جان اور مال کس کا ہے۔ کیا اس نے تمہیں دولت نہیں بخشی ہے وجو تنگ رہا ہے اور یہ زندگی کسی کی مہربانی کا نتیجہ نہیں۔ جو طلب کر رہا ہے ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی • حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر تم اس تجارت کے فوائد کو سمجھ جاؤ۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ یہ تمہارے حق میں کس درجہ بہتر اور مفید ہے۔ اور اسی وجہ سے تم کو کتنا روحانی اور مادی فائدہ پہنچتا ہے۔ قرون اولیٰ میں جب تک مسلمان یہ تجارت کرتے رہے اور انہوں نے اپنی جان اور مال کو مال نہیں سمجھا۔ ان کا ہر قدم آگے بڑھتا رہا۔ اور جان اور مال کی تمام آسائشیں انکو میسر رہیں۔ مگر جب یہ لوگ بزدل ہو گئے۔ جان انکو بہت زیادہ عزیز اور پیاری معلوم ہونے لگی۔ مال کو یہ اپنی زندگی کا نصب العین قرار دینے لگے۔ اور اسکی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی۔ اس وقت سے ہر دو قسم کی آسودگیوں کو ان سے چھین لیا گیا۔ اب کیفیت یہ ہے۔ کہ نہ جان انکے قبضہ میں ہے۔ اور نہ مال۔ دونوں پر غیروں کا قبضہ ہے۔ وہ جب چاہیں ان سے یہ دونوں چیزیں چھین لیں۔ اور یہ احتیاج کرنے کے بھی قابل نہ ہوں۔

حل لغات۔ جنّٰتِ عدنٍ۔ دائمی باغ ہمیشہ رہنے کے باغ۔ اَلْحَوَارِیُّوْنَ۔ حواری کی جمع۔ مددگار۔ دراصل سفید پوست دھوبی حواری کہے گئے ہیں۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
١٣- وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
١٤- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا
قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ
مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ
مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ
طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي
عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝

یہ ہے بڑی مُراد ملنی ○
١٣- اور ایک اور چیز بھی دیگا جسے تم چاہتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف
سے مدد اور فتح قریب اور مومنوں کو خوشخبری سناؤ ○
١٤- مومنو! تم اللہ کے انصار (مددگار) ہو جاؤ جیسے مریم کے بیٹے
عیسیٰ نے حواریوں (اپنے یاروں) سے کہا تھا کہ کون ہے۔
جو اللہ کی راہ میں ف میری مدد کرے۔ حواری (یار) بولے
کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل میں ایک جماعت
ایمان لائی اور ایک جماعت کافر رہی۔ سو ہم نے
ان لوگوں کو جو ایمان دار تھے۔ ان کے دشمنوں
پر مدد دی۔ پھر وہ غالب رہے ○

ف: اس آیت میں مسلمانوں کو اسلام کی نصرت کے لئے اُبھارا اور آمادہ کیا۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے اور اس کے اعزاز و تفوق کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ اور اسی گرم جوشی اور استقلال کے ساتھ اسلام کی پکار کا استقبال کرو۔ جس طرح حضرت مسیح کے حواریوں نے کہا تھا۔ کہ "نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ" حالانکہ مخالفین کی تعداد زیادہ تھی۔ اور ہر طرح طاقت ور تھے۔ مگر تم نے دیکھا کہ یہ مومنوں کا گروہ بالآخر غالب آیا۔ اور منکرین عیسائی ہوگئے یا مسیحی اقتدار کے سامنے ان کی گردنیں جھک گئیں۔

اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اناجیل میں حضرت مسیح کی بے قدری اور تذلیل کا جو افسانہ مذکور ہے۔ وہ محض جھوٹ ہے۔ اور بعد میں وضع کیا گیا ہے۔ تاکہ ان کی مظلومیت کو ظاہر کرکے تبلیغ و اشاعت کے لئے دلوں میں ہمدردی کے جذبات پیدا کئے جائیں۔

حلِ لغات

ظٰهِرِيْنَ۔ غالب یا با اقتدار۔

آیاتہا ١١ | (٦٢) سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (١١٠) | رکوعاتہا ٢

(٦٢) سورۂ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

١- يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝
١- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ وہ بادشاہ پاک ذات غالب حکمت والا ہے ۝

٢- هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
٢- وہی ہے جس نے اَن پڑھوں (عربوں) میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو انکو اسکی آیتیں پڑھ کر سناتا۔ اور انہیں پاک کرتا۔ اور انہیں کتاب اور عقل مندی سکھلاتا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے ۝ ف۱

٣- وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ
٣- اور اٹھایا اس رسول کو اور لوگوں کے واسطے

نبوت کے متعلق چند نکات

ف۱ اس آیت میں منصب نبوت کے متعلق چند نہایت ہی بیش قیمت نکات کی توضیح فرمائی ہے۔ اور بیان کیا ہے۔ کہ رسالت کے مفہوم و تخیل کو کن کن چیزوں سے لازم ہے۔ اسلام سے قبل مذاہب میں عام غلطی یہ تھی۔ کہ وہ نبوت اور رسالت کے صحیح صحیح مفہوم سے آگاہ نہیں تھے۔ یہودی اور عیسائی تجسیم کے قائل تھے۔ انکا عقیدہ تھا۔ کہ خدا متجسد ہو کر نزول فرماتا ہے۔ تاکہ انسان کیلئے رشد و ہدایت کا پیکر ہو سکے۔ اور تقریباً غیر سامی دنیا بھی الہام و بعثت کے مفہوم سے نا آشنا تھی۔ اور ان کے ہاں بھی حلول اور تجسیم ہی ایک ذریعہ تھا جسکی وساطت سے خدا اپنے بندوں سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے اس تخیل کی تردید فرمائی۔ اور بتایا کہ نبوت کے معنے الوہیت کے نہیں ہیں۔ بلکہ نبی نام ہے ایک ایسے انسان کا جس کو اللہ تعالیٰ اپنی ہمکلامی سے مشرف فرماتے ہیں۔ اور انسانوں کی راہنمائی کے لئے منتخب کرکے بھیجتے ہیں۔ اس مفہوم کو خوش قسمتی بعثت کے الفاظ سے واضح کیا ہے۔ کہ خدا زمین پر نہیں آیا ہے۔ بلکہ خدا نے زمین پر ایک نیک انسان کو مبعوث فرمایا ہے۔ [illegible] کی نفسیات [illegible] سے باہر کہیں آتا نہیں ہے۔ بلکہ [illegible] بھیجا گیا ہے

پہنچا جاتی ہیں۔ تو اس کو اپنی نبوت اور رسالت کا یقین ہونے لگتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ سچ مچ مجھ کو اللہ نے بھیج اور ہادی بنا کر بھیجا ہے۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ منصب اللہ کے علم میں تھا۔ اس لئے پیغمبر کے لئے بعثت اور ارسال ایسے الفاظ کو عمداً تجویز فرمایا ہے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ یہ اس کی طرف سے مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ اس نے ان کو بھیجا ہے۔ اور الہام و وحی دماغی کد و کاوش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ محض آسمانی فیض اور موہبت ہے۔

(باقی صفحہ ١٣٢٥ پر)

حل لغات

اَلْمَلِكُ۔ شہنشاہ و تعلیم و کل۔
اَلْقُدُّوْسُ۔ نہایت پاک اور مبارک۔
اَلْعَزِيْزُ۔ صاحب قوت و غلبہ۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

بھی ان ہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ہیں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ○

۴ - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○

۴ - یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ کا بڑا فضل ہے ○

۵ - مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○

۵ - ان کی مثال جن پر توریت لادی گئی۔ پھر انہوں نے اُسے نہ اُٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے۔ ان لوگوں کی مثال، جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا بری مثال ہے۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○

۶ - قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○

۶ - تو کہہ اے یہود اگر تمہارا یہ دعوے ہے کہ سب آدمیوں کے سوا صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو۔ اگر تم سچے ہو تو تم موت کی تمنا کرو ○

بقیہ صفحہ ۱۳۲۴۔

وَمِنْهُمْ کے لفظ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ کہ پیغمبر جب آتے ہیں۔ قوم کے رجحانات اور میلان و عواطف کے حامل ہوتے ہیں۔ وَيُزَكِّيهِمْ سے یہ بات ثابت کرنا مطلوب ہے۔ کہ پیغمبر کا کام محض وعظ وارشاد نہیں، بحث اور مناظرہ نہیں۔ کتابیں لکھنا اور مباحثہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ان سب چیزوں کے ساتھ تزکیہ کرنا بھی ہے۔ یعنی دلوں میں پاکیزگی اور تقویٰ کے جذبات پیدا کرنا نبوت کے فرائض میں داخل ہے۔ اس لفظ سے اس غلط فہمی کا بھی کامل طور پر ازالہ ہو جاتا ہے۔ کہ کیا اسلامی نقطہ نگاہ سے حضورؐ معصوم ہیں۔ یا نہیں۔ در اصل یہ شبہ عیسائی مشنریوں نے پھیلایا ہے۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضورؐ کے لئے صرف معصوم ہونا تو کوئی خاص بات ہی نہیں۔ بلکہ آپ کا منصب اس سے کہیں بلند ہے۔ آپ تو انسانوں کو معصوم بناتے ہیں۔ اور تزکیہ وتطہیر سے دلوں کی دنیا کو پاک بناتے ہیں۔ گویا کہ آپ معصوم گر ہیں۔ اس لئے آپ کے متعلق ایسا سوال ہی سرے سے جہل اور بے معنی ہے۔ جو شخص اطبائے روحانی کا سب سے بڑا معلم ہو۔ اس کے متعلق یہ پوچھنا۔ کہ وہ خود بھی طبیب ہے یا نہیں۔ نادانی نہیں تو کیا ہے!

حلِ لغات:۔ الْأُمِّيِّينَ۔ بے پڑھے لوگ۔ حُمِّلُوا۔ ان پر ذمہ داری ڈالی۔ أَسْفَارًا۔ سفر کی جمع ہے۔ یعنی کتابیں۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ۔ سو تم موت کی تمنا کرو یعنی بصورت مباہلہ۔

۷- وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

۸- قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

۹- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

۱۰- فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

۷- اور وہ کبھی اسکی تمنا اور آرزو نہ کریں گے بسبب ان اعمال کے جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے ۝

۸- تو کہہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے ملنے والی ہے پھر تم چھپے اور کھلے کے جاننے والی کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تم کو جتائے گا۔ جو تم کرتے تھے ۝

۹- مومنو! جب جمعہ کے دن[ك] نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو ۝

۱۰- پھر جب نماز تمام ہو چکے تو زمین میں پھیل پڑو[ك] اور فضل (روزی) تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔

نمازِ جمعہ

ك اسلام میں اجتماعیت کو ہمیشہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس کی عبادات میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ موجود ہے۔ کہ وہ نوعِ انسانی کے لئے کیونکر زیادہ سے زیادہ تعاون اور تناصر کے جذبات کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔ نماز ہی کو دیکھئے۔ کہ علاوہ روحانی فوائد کے اس کا تمدنی فائدہ یہ ہے۔ کہ مسلمان پانچ وقت باقاعدہ اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ گویا صرف محلے کے لوگوں کے لئے دن اور رات میں پانچ وقت ضروری ہے۔ کہ ایک جگہ جمع ہوں۔ اور اپنی فلاح و بہبود کے متعلق سوچیں۔ اور غور کریں۔ جمعہ نمازِ پنجگانہ کی زیادہ کامل صورت ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہفتہ میں ایک دن یہ چھوٹے چھوٹے اجتماعات ایک بڑے اجتماع کی شکل اختیار کر لیں۔ اور مسلمان اپنا کاروبار ترک کر کے خدا کے حضور میں جمع ہو جائیں۔ اور دنیا والوں پر ثابت کر دیں۔ کہ مسلمانوں کے دل میں کس درجہ خدا پرستی ہے۔ اور وہ کس درجہ متحد اور منظم ہیں ؀

جمعہ کی نماز میں بالخصوص جو روحانیت اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو کچھ وہی لوگ محسوس کرتے ہیں۔ جو اس بابرکت اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضورؐ نے اس کی اہمیت کو بہت زور کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص تین جمعوں میں عمداً شریک نہیں ہوتا ہے۔ اس کا دل حلاوتِ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرضیت جمعہ کے سلسلے میں ہمارے ہاں ایک عام جھگڑا اور بحث یہ ہے۔ کہ دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ حالانکہ جہاں تک قرآن کا تعلق ہے۔ وہ واضح ہے۔ وہ اسکو ایک نماز قرار دیتا ہے۔ اور اسکے لئے اتنا کافی ہے کہ اذان کی ضرورت محسوس ہو اور جمعہ و ذکر کو لوگ سن سکیں۔ اور کاروبار کو آسانی کے ساتھ چھوڑ سکیں۔ یعنی اتنا اجتماع کرانے کے لئے ذکر اور خطبہ کا اہتمام مقدور ہو! اور اپنی اصلاح کیلئے چھوٹے اجتماعات منعقد ثابت ہو سکیں۔ محض اس بناء پر کہ وہ دیہات میں ہیں۔ جمعہ کی برکات سے محروم ہیں۔ یہ کوئی معقول بات نہیں ؀

ك غرض یہ ہے کہ عبادت سے مراد ترک سعی نہیں ہے۔ بلکہ اصل مقصود یہ ہے۔ کہ وہ اصلاً وہ اکتسابِ فضل و دولت کیلئے تیار و مستعد رہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم لوگ عبادت سے فارغ ہو جاؤ۔ تو پھر حسب معمول اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ! اور اپنے کاروبار میں اس عہد کو [illegible] جو تم نے نماز میں اللہ سے کیا ہے ؀

حل لغات: ذِكْرِ اللّٰهِ۔ خطبہ کی طرف اشارہ ہے۔ اِنْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا۔ اس کی طرف کھسک گئے ؀

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

شاید تم چھوٹ جاؤ ○

۱۱- وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَ
تَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ
اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

۱۱- اور جب وہ کوئی تجارت (سودا بکتا) یا تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی
طرف دوڑ پڑتے ہیں اور تجھے (منبر پر) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ تو کہہ
جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے اچھا ہے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے ○

آیاتها ۱۱ | (۶۳) سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ | رکوعاتها ۲

(۶۳) سورۃ منافقون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- إِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ
لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۗ
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

۱- جب منافق تیرے پاس آ جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے
ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول
ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق جھوٹے ہیں ○

۲- اِتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

۲- انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا پس لوگوں کو اللہ کی راہ سے

کی واقعہ یہ تھا۔ کہ وحید بن خلیفہ کلبی اسلام سے قبل ایک قافلہ کی صورت میں غلہ سے لدا پھندا آ رہا تھا۔ مدینہ والوں نے اس کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور یہ بھول گئے۔ کہ ہم حضورؐ کے سامنے خطبہ کی سماعت کر رہے ہیں۔ ... اس آیت میں ان کے اس طرز عمل کی مذمت کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ تم لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا۔ کہ اللہ کے پاس اس سے کہیں زیادہ مال ہے۔ جس قدر کہ وحید کے پاس ہے۔ پھر کیا اس کا تقاضا یہ نہیں ہے۔ کہ تم لوگ زیادہ توجہ کے ساتھ حضور میں بیٹھو۔ اور اس سے طلب رزق کرو۔

منافقین بزدل ہیں

بے شک قرآن حکیم نے منافقین کے اسرار و اعمال کئی مقامات پر واشگاف طور پر بیان کئے ہیں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی واقعہ اور کوئی سازش پوشیدہ نہیں۔ وہ ہر حرکت کو جانتا ہے۔ اور ہر شرارت سے آگاہ ہے۔ اس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس صحبت میں بالخصوص ان کے افعال کی مذمت کی۔ اور بتایا۔ کہ ان کو دیکھو۔ تو بظاہر بھلے چنگے معلوم ہوتے ہیں۔ شکل و شباہت سے وجاہت ٹپکتی ہے۔ معقول آدمی دکھائی دیتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۳۲۸ پر)

اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

روکا برے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں ○

٣- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

٣- یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر ان کے دلوں پر مہر لگ گئی۔ سو اب وہ نہیں سمجھتے ○

٤- وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

٤- اور جب تو انہیں دیکھے۔ تو ان کے ڈیل (جسم) تجھے خوش لگیں اور اگر بات کہیں تو تو ان کی بات کی طرف کان لگائے گویا وہ لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگی ہوئی ہیں۔ ہر آواز کو اپنے اوپر (ہلاکت)، وہی دشمن ہیں سو تو ان سے بچتا رہ۔ اللہ غارت کرے کہاں پھیرے جاتے ہیں ○

٥- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○

٥- اور جب انہیں کہا گیا کہ آؤ تمہارے رسولِ خدا معافی چاہیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو نے انہیں دیکھا کہ رکتے اور تکبر کرتے ہیں ○

٦- سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ

٦- ان کیلئے تو مغفرت مانگے یا نہ مانگے۔ ان کے حق

تفسیر صفحہ ۱۳۲۷ سے۔ مگر قلب و دماغ کی یہ کیفیت ہے۔ کہ بالکل بیکار ہیں۔ جس طرح غیر ضروری لکڑیاں دیوار کے سہارے کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ بالکل بیکار ہیں۔ ان سے فائدہ کی توقع فضول ہے یعنی دنیا کے کاروبار میں بوجہ غیر مفید ہونے کے ان کو لکڑیوں سے تشبیہ دی گئی باوجود اس ڈیل ڈول اور اور جماعت کے بزدل اس درجہ ہیں۔ کہ ہر آواز کو جو بلند ہو۔ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان ہی کی مخالفت میں بلند ہوئی ہے۔ دلوں میں تسکین و طمانیت موجود نہیں۔ ہر آن سہمے ہوئے رہتے ہیں۔ ان کو انہیں خطرہ رہتا ہے۔ کہ کہیں ہماری بد معاشیوں کی وجہ سے ہم کو گزند نہ پہنچایا جائے۔ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کفر کی ظاہری چمک دمک اور رکھ رکھاؤ سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ مشرکوں کی دولت اور ثروت کو دیکھ کر یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ ان سے خوش ہے۔ اور اللہ کا ان پر بڑا کرم ہے۔ کیونکہ جہاں ان کے باطن کا تعلق ہے۔ اس میں جرأت موجود نہیں ہے۔ پاکیزگی اور تقوٰی کا نام و نشان تک نہیں۔ اور وہ فضائل جو ایک انسان میں موجود ہونے ضروری ہیں سب سے یہ لوگ یک قلم محروم ہیں ○

منافقین کے حق میں طلب بخشش فضول ہے

ف منافقین کی بدبختی اور شقاوت کی حد یہ ہے۔ کہ جب ان سے کہا جاتا کہ کمبخت حضورؐ طبیعت کے بہت نرم ہیں۔ اور دل سے چاہتے ہیں۔ کہ تم لوگ تائب ہو جاؤ۔ اور زمرۂ منافقین سے نکل آؤ۔ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں گے تم آؤ۔ اور وہ بار بدی سے نجات کا پروانہ حاصل کرو تو یہ لوگ بکمال تمرد اور نخوت منہ پھیر کر اعراض کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جب تک منافق رہیں گے ان کی بخشش نہیں ہو سکتی۔ آپ کا بخشش کا مانگنا یا نہ مانگنا برابر ہے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں فسق و فجور کی خباثت موجود ہونے کی وجہ سے انکو ملاءِ اعلیٰ خدائے حضورؐ رحمۃ للعالمین کو ان کے ایمان لانے سے ناامید کیا ہے۔

حلِ لغات:۔ فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے پر ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔ اور اس صلاحیت کو چھین لیا گیا جو وجہ امتیاز ہوتی ہے۔ اَجْسَامُهُمْ ان کے ظاہری جسم انکے قد و قامت صَيْحَةٍ چیخ۔ آواز ○

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○
٧- هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ
خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ
الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○
٨- يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ
الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ع
٩- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ

میں برابر ہے. اللہ تو انہیں نہ بخشے گا. بیشک اللہ
فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○
٧- وہی ہیں (جو انصار کو) کہتے ہیں کہ (اپنا مال) ان لوگوں پر
جو رسولِ خدا کے پاس ہیں خرچ نہ کرو. یہاں تک کہ وہ
بھاگ جائیں اور آسمان اور زمین کے خزانے اللہ کے
ہیں. لیکن منافق نہیں سمجھتے ○
٨- کہتے ہیں کہ اگر ہم (غزوہ بنی مصطلق سے) لوٹ کر مدینہ میں گئے
تو عزت دار لوگ بے قدر لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے
اور حالانکہ عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین
کی ہے. لیکن منافق نہیں جانتے ○
٩- مومنو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کی یاد سے

ف یہ لوگ جب یہ محسوس کرتے. کہ مسلمان ہر جہت کو اپنے اقتدار میں شامل کر رہے ہیں. اور ہر شام کو ہمارے اقبال کا آفتاب غروب ہوتا ہے. تو دل میں بہت زیادہ کڑھتے اور جتا کر کہتے. کہ اصل میں یہ سب ہمارا اپنا کیا دھرا ہے. اگر ہم ان کو جگہ نہ دیتے. اور ان کی مالی امداد نہ کرتے. تو یہ لوگ اتنی قوت نہ حاصل کر سکتے. وہ کہتے. کہ دیکھو آئندہ مسلمانوں کی مالی مدد نہ کرو. پھر ایک ایک کرکے یہ لوگ خود بخود اسلام کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے.
فرمایا. یہ لوگ نہیں جانتے. کہ اس قوم کا تعلق اُس خدا سے ہے جو آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا تنہا مالک ہے. وہ تمہاری مدد اور اعانت کا پرِ کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتا ہے. منافق کہتے کہ اب کے سفر سے ہم لوٹ کر مدینہ پہنچیں گے. تو ہم میں سے باعزت لوگ ان ذلیل مسلمانوں کو نکال کر رہیں گے. یہ گفتگو ایک سفر کی ہے. [illegible] نے ایک مہاجر اور انصاری میں ان کی توقعات کے خلاف صلح کرا دی تھی، اس کے جواب میں کہا. کہ تمہیں معلوم ہی نہیں. آئندہ عزت کا معیار بدل دیا گیا ہے. اب عزت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے. اور ان لوگوں کے لئے ہے. جو مومن ہیں. تم باوجود مال و دولت کے ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے.

حلِ لغات:- يَنْفَضُّوْا. بھاگ کھڑے ہوں گے. منتشر ہو جائیں گے.

وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

غافل کریں اور جس نے یہ کیا۔ تو وہی لوگ زیاں کار
ہیں ○

۱۰۔ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ
اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ
اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

۱۰۔ اور جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرو۔
اس سے پہلے کہ تم میں کسی کو موت آئے۔ پھر کہے۔ کہ اے رب
ایک وقت قریب تک تو نے مجھے مہلت کیوں نہ دی کہ
میں خیرات دیتا۔ اور نیکوں میں ہو جاتا ○

۱۱۔ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ
وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

۱۱۔ اور اللہ کسی جان کو جب اس کا وقت آ جاتا ہے۔ ہرگز
مہلت نہیں دیتا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ○

آیاتہا ۱۸	(۶۴) سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۸)	رکوعاتہا ۲

(۶۴) سورۃ تغابن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ

۱۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتا ہے

مردِ مسلمان کا اللہ سے تعلق

ف مردِ مسلمان کی وابستگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نوع کی ہے۔ کہ وہ ہر لحظہ مجبور ہے۔ کہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ ہر آن اس کی ذات میں غور و فکر اور اس کے احکام کے ساتھ شغف ضروری ٹھہرے۔ جو تعلق بھی اس کے لئے اس تعلق و ارادت کے مقابلہ میں بیگانہ ہے۔ جو اس کو اس حسن مطلق کے ساتھ ہے۔ وہ زندگی کے تمام فیصلوں میں ہر لحظہ اور ہر آن یہ خیال رکھتا ہے۔ کہ اس کی حرکات اور اعمال و جوارح تک اللہ کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اسکو حکم دیا گیا ہے۔ کہ دیکھو دنیا میں رہو۔ اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہرہ وافر حاصل کرو۔ مگر ایسا نہ ہو کہ مال و دولت کی محبت تم کو الجھا دے۔ اور تمہارے دامن کو شرک آلودہ کر دے۔ مال کے اکتساب میں سعی بلیغ ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ مال و دولت جمع کرو۔ سیم و زر کے ڈھیر اپنے سامنے لگاؤ۔ اسی طرح اولاد پیدا کرو۔ اعوان و انصار بڑھاؤ۔ مگر یہ چیزیں اللہ کی محبت کے اندر یاد کا باعث ہوں۔ ذکر الٰہی ہر قسم کو مائل کر دیں۔ جب اسکو ضرورت ہو۔ تو بغیر ادنیٰ جھجک اسکی راہ میں لٹا دو۔ اور تمام دولت نچھاور کر دو۔ اور اولاد کی ضرورت ہو۔ تو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ اسلامی فوج میں بھیج دو۔ اگر یہ کیفیت ال میں موجود ہو۔ اور یہ عزائم ہوں۔ تو پھر غفلت اور تساہل کے پرستار کیونکر اثر انداز ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھا ہے۔ اسکو اللہ کی راہ میں صرف کرو۔ اس سے قبل کہ موت کے چنگل میں گرفتار ہو جاؤ۔ اور فنا کا فرشتہ آ موجود ہو۔ کیونکہ اس وقت دل میں حسرتیں پیدا ہوں گی جو پوری نہ ہو سکیں گی۔ اس وقت یہ خواہش ہوگی۔ کہ کاش موت کے لمحات میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ اور چند سے خیرات اور صدقات کی مہلت مل جاتی۔ اور صلاح و تقویٰ کے مواقع میسر آ جاتے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ موت کا وقت مقرر ہے۔ اس میں ایک ثانیہ اور ایک لمحہ کی تاخیر نہیں ہوتی۔ بہت سے بڑا آدمی باوجود اپنی جلالت قدر کے اسکے سامنے اپنے کو جھکا دیتا ہے اور یہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ موت کی قوتیں اسکی عقل و بصیرت سے زیادہ زبردست ہیں۔ پھر جب یہ حقیقت ہے۔ کہ ہر نفس کو مرنا ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ موت ایک لمحہ کے لئے بھی ٹل نہیں سکتی۔ تو کیا حالات کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ مسلمان میدان جہاد میں آ جائیں اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مقدور بھر سعی کریں ٭ (باقی صفحہ ۱۳۳۲)

حل لغات

اَلْخٰسِرُوْنَ ۔ خسارہ پانے والے ٭

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اسی کی سلطنت ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے ○

۲- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

۲- وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی تم میں مومن اور جو تم کرتے ہو۔ اللہ دیکھتا ہے ○

۳- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

۳- آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا اور تمہاری صورتیں کھینچیں سو اچھی صورتیں بنائیں۔ اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ○

۴- يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

۴- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اسے معلوم ہے اور اللہ دل کی باتوں کو جانتا ہے ○

بقیہ صفحہ ١٣٣٠-

سورۃ التغابن

تسبیح سے اس کا آغاز فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ دراصل بادشاہی اور اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ انسان تو محض اس کے امین ہیں۔ پھر ان اختیارات کو اس نے جس طرح استعمال فرمایا ہے۔ اس کے لئے وہ سزاوار حمد و ستائش ہے۔ کوئی چیز اور کوئی شے اس کے تعلقہ سے باہر نہیں۔ پھر اس کے بعد اس حقیقت کی وضاحت فرمائی کہ سب انسانوں کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ کیا کافر اور کیا مومن اور وہ ان سب کے اعمال سے آگاہ ہے۔ آسمانوں کو بھی اسی نے بلندی بخشی ہے اور زمین کو بھی اسی کے دست قدرت نے ہمارے پاؤں تلے بچھایا ہے۔ اور وہ ہماری مخفی اور ظاہر بات سے آگاہ ہے۔

معیار نبوت کی بلندی اور معیار الوہیت کی پستی!

ف۱ یہ عجیب بات ہے۔ کہ کفار کے نزدیک معیار نبوت تو ہمیشہ ضرورت سے زیادہ بلند رہا۔ اور معیار الوہیت ہمیشہ پست۔ یعنی انبیاء کا انکار انہوں نے اسی بنا پر کیا۔ کہ وہ فوق البشر قوتوں اور استعدادوں کے مالک نہیں ہیں۔ وہ کیوں بشری تقاضوں کے سامنے جھکتے ہیں۔ مگر خدا کے متعلق انکی عقل نے یہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ انہوں نے بتوں پر قناعت کر لی۔ درختوں اور پودوں کو مقدس مان لیا۔ بیلوں اور پہاڑوں کو معبود قرار دے لیا۔ سانپوں اور اژدہوں کو خدا سمجھا۔ اور زمین کے ہر بلند اور رفیع حصہ کو خلعت الوہیت سے نوازا یعنی یہ بات کتنی حیرت انگیز ہے۔ کہ انسان کو اس عہدہ پر فائز نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس منصب کا استحقاق وہ لوگ رکھتے ہیں۔ جن میں الوہیت مجسم ہو جنہیں چھو کر محسوس ہوتی ہو۔ اور دیدہ ہوں۔ جو اس عالم کے قوانین فطرت سے یک قلم آزاد ہوں۔ خدا کے متعلق ان کا نقطہ نگاہ یہ ہے۔ ہر خوفناک چیز اور ہر مرعوب کن شخصیت بلکہ ہر وہ چیز جس میں کچھ عجیب و ندرت ہے۔ بلا ریب خدا ہے۔ غور فرمائیے ان دونوں باتوں میں کتنا تضاد ہے۔ بہر حال کہنا یہ ہے۔ کہ سابقہ کفار نے بھی اللہ کے فرستادوں کا انکار محض اس بنا پر کر دیا تھا۔ کہ وہ بھی الوہیت کا دعوے نہیں کرتے تھے۔ اور کبھی دھوکہ نہیں دیتے تھے۔ وہ صاف کہتے تھے ہم بشر ہیں۔ ہم انسان ہیں۔ (باقی صفحہ ١٣٣٢ پر)

حل لغات :- لَهُ الْمُلْكُ۔ بادشاہت۔ اسی کی سلطنت ہے۔ تُعْلِنُوْنَ۔ اعلان سے ہے۔ وَصَوَّرَكُمْ۔ اور صورتیں بنائیں۔

۵- أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ
فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○
۶- ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم
بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا
فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ وَاللَّهُ
غَنِيٌّ حَمِيدٌ ○
۷- زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا قُلْ
بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا
عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ○
۸- فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○

۵- کیا تمہیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو پہلے کافر تھے پھر انہوں نے اپنے کام کا وبال (سزا) چکھا اور انکے لئے دُکھ کا عذاب ہے ○

۶- یہ اسلئے کہ اُنکے رسُول اُنکے پاس کھلی دلیلیں لے کر آتے تھے سو وہ کہتے تھے کہ کیا آدمی ہمیں راہ دکھائیں گے۔ سو کافر ہو گئے۔ اور مُنہ موڑا اور اللہ نے بے پروائی کی۔ اور اللہ بے پرواہ تعریف کیا گیا ہے ○

۷- کافروں نے گمان کیا۔ کہ وہ ہرگز نہ اُٹھائے جائینگے۔ تو کہہ کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ پھر تمہیں جتایا جائے گا جو تم کرتے تھے۔ اور یہ اللہ پر آسان ہے ○

۸- سو تم اللہ اور اس کے رسُول اور اس کے نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۳۱- ہم میں فضیلت یہ ہے۔ کہ اللہ نے ہم کو اس خدمت کیلئے منتخب فرمالیا ہے۔ اور ہم اسکی طرف سے مامور ہیں۔ کہ تمہاری اصلاح کریں۔ اور تمہیں منکرات کے ارتکاب سے روک دیں۔ وہ کہتے۔ کہ ہم ایک اپنے ایسے انسان کو اپنے سے بہتر نہیں سمجھ سکتے۔ اور پیغمبر نہیں قرار دے سکتے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو ٹھکرانے کی وجہ سے عذاب آیا۔ اور ان کے کبر و نخوت کو ایک دم فنا کر کے رکھ دیا گیا۔ ان نادانوں نے اتنا نہ سمجھا۔ کہ وہ شخصیت جو کسوت انسانی میں نہیں ہے۔ جس کی ضروریات اور تقاضے ہماری فطرت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ وہ ہماری راہ نما کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمیں تو ایسے قائد کی ضرورت ہے۔ جو فطرتاً ہماری مشکلات کا سامنا کرے۔ انکو محسوس کرے۔ اور ہم اپنے جیسی عقل سے جانے ہوئے احساسات کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ جیسے کی طرح [illegible] ہیں۔ [illegible] وا تعذر کی سمجھ میں یہ بات ذرا کم تھی۔ کہ ہم کیونکر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ عقل و فہم ہے۔ اور اس میں حقیقت کا کوئی شائبہ نہیں۔ اس آیت میں اس خیال کی تردید فرمائی ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ بعثت کا عقیدہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ کہ وہ زندگی کو ختم نہ ہونے دے

بلکہ آگے بڑھ جائے۔ اور مکافات عمل کا یہ رسُول یہ بتلاتا ہے۔ کہ ایک عالم ایسا تسلیم کیا جائے۔ جہاں ظالم کو سزا ملے۔ اور مظلوم کی دادرسی کی جائے گی ٭

ف۳ قرآن حکیم کو نور سے تعبیر کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ کتاب اپنے مطالب کی وضاحت میں بمنزلہ روشنی کے ہے۔ اس میں کوئی الجھن نہیں۔ اور نہ کسی عقیدہ کو آشفتہ و مشکل دکھایا گیا ہے۔ اس کی ہر بات بجائے خود اچھی کی اور مدلل ہے۔ اس لئے اُن تمام لوگوں کو جو ضیاء بصیرت اور یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دعوت ہے ایمان کی۔ کہ وہ اس کتاب کو اپنا دستورالعمل بنائیں۔ اور پھر دیکھیں۔ کہ کیونکر قلب و دماغ کو تسکین حاصل ہوتی ہے ٭

حل لغات

نَبَؤُا۔ خبر ٭

غَنِيٌّ حَمِيدٌ۔ یعنی اس کی بے نیازی ایسی نہیں۔ جو بے پروائی اور تغافل کے مترادف ہو۔ بلکہ وہ ان معنوں میں بے نیاز ہے۔ کہ کائنات میں کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتا ہے۔ اور یہ بے نیازی قابل ستائش ہے ٭

۹- يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ
التَّغَابُنِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ
صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
۱۰- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝
۱۱- مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ
وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

۹- جس دن وہ تمہیں اکٹھا کرنے کے دن اکٹھا کریگا۔ یہی ہار
جیت کا دن ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور اچھے
کام کرے گا۔ اُسکے گناہ خدا اس سے دُور کریگا۔ اور اُسے
باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں
ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی مُراد ملنی ہے ۝
۱۰- اور جو کافر ہوئے انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا -
وہی دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے - اور
وہ بُری جگہ ہے ۝
۱۱- بغیر خدا کے حکم کے کوئی مصیبت نہیں آتی - اور جو اللہ
پر ایمان لائے گا۔ اللہ اُس کے دل کو راہ دکھائیگا۔ اور
اللہ کو ہر شے معلوم ہے ۝

مردِ مسلمان کا شیوہ

دینِ اسلام دلوں میں اس عقیدہ کی نشوونما چاہتا ہے۔ کہ مردِ مسلمان مصائب اور مشکلات میں ہاتھ پاؤں توڑ کر نہ بیٹھے۔ پوری جمعیت کے ساتھ اپنے نصب العین کی تکمیل میں مصروف رہے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ جس قدر تکلیفیں پہنچ رہی ہیں۔ وہ سب اللہ کے فیصلہ اور علم کے مطابق ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے عزائم میں استحکام اور ارادوں میں مضبوطی پیدا ہو جائے۔ نیز طمانیت قلب کا وہ درجہ حاصل ہو جائے۔ جہاں دلوں میں تزلزل پیدا نہیں ہوتا۔ یَهْدِ قَلْبَهٗ سے غالباً یہی مقامِ تسکین مراد ہے۔

مسئلہ تقدیر کا یہ وہ حسین آفرین پہلو ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان زندگی کی دشوار گذار منزلوں میں بھی مایوس نہیں ہوتا۔ اور چاروناچار تگ و دو اور سعی میں مصروف رہتا ہے۔ ایک پہلو وہ ہے۔ جس کو ہمارے جبن اور ہماری بزدلی نے پیدا کیا ہے۔ اور جو درحقیقت دورِ تنزل کا طبعی اقتضا ہے۔ اور وہ یہ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ خدا کے علم اور فیصلہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے سرے سے عزم اور محنت کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ فلسفہ تقدیر وہ ہے۔ جس کو ہماری فرارانہ ذہنیت نے ایجاد کیا ہے۔ ورنہ یہ مکمل حقیقت ہے۔ کہ جب زندگی میں مصائب اور مشکلات کا ہجوم ہوتا ہے۔ تو پھر گھبرانے اور مجبور و لاچار ہو جانے کیا معنے۔ اسلام کہتا ہے۔ تم بہر حال اپنے فرائض ادا کرو۔ اور ادھر سے قطعاً سروکار نہ رکھو کہ قوانینِ فطرت کا کیا تقاضا ہے۔

(اوراق، صفحہ ۲۳۲ ج ۱)

حلِ لغت

یَوْمُ التَّغَابُنِ۔ خسارے کا دن یعنی روزِ قیامت۔

۱۲- وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ
تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ
الْمُبِیْنُ ○

۱۲- اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○

۱۳- اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ○

۱۳- اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور چاہیئے کہ مومن اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں ○

۱۴- یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ
وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ ۚ
وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ
اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

۱۴- مومنو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں سو تم ان سے بچتے رہو۔ اور جو معاف کرو۔ اور درگذر کرو اور بخش دو۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۵- اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ؕ
وَاللّٰہُ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

۱۵- تمہارا مال اور اولاد صرف فتنہ (یعنی آزمائش) ہیں) اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۳۳

ایک وہ شخص جس نے طے کر لیا ہے کہ وہ بہرنہج اللہ کی فرمانبرداری کرے گا۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا راہ نما قرار دے گا۔ اور جب سمجھے گا۔ ایک خدا کے سامنے آپ جاتے ہیں۔ اس اقرار اور اس عقیدے کے ساتھ، یہ شخص کفر و انکار کے سمندر میں کتنی طغیانی پیدا کر دیتا ہے۔ اور اپنی مخالف قوتوں کو کتنا متحرک بنا دیتا ہے۔ اس کے صاف اور واضح معنے یہ ہیں۔ کہ وہ ساری طاغوتی قوتوں سے لڑنے کے لئے آمادہ ہے۔ اس صورت حالات سے ظاہر ہے۔ کہ سوائے توکل اور صبر کے کوئی چیز گزند اور نقصان سے نہیں بچا سکتی۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۱ے اسلام کے نزدیک اصل شئے اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ اور اس کے بعد جتنے رشتے اور علائق ہیں۔ ان کی حیثیت محض ثانوی ہے۔ اس لئے وہ یہ نہیں چاہتا۔ کہ جنسی جذبات یا پدرانہ تعلق خاطر۔ خدمت اسلام کے سلسلہ میں حائل ہو۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے بیوی کے حقوق اور بچوں کے خیالات کی رعایت اسی وقت ضروری ہے۔ جبکہ ان کے مقصود اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کرنا ہو۔ اور جب یہ پاؤں کی زنجیریں اور گردن کا طوق بن جائیں۔ تو اس وقت ان کی حیثیت دشمنوں کی سی ہے۔ جن سے تمہیں ہوشیار اور محتاط رہنا چاہیئے۔

حل لغات

فَلْیَتَوَکَّلِ۔ توکل سے ہے۔ جس کے معنے اللہ کو اپنا وکیل اور چارہ ساز سمجھنے کے ہیں۔

مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ۔ مِنْ یہاں تبعیضیہ ہے یعنی خاوند کیلئے اپنی نیک بیوی اور نیک اولاد موجب خوشی اور ثبات قدمی کا باعث ہوتی ہے۔

فِتْنَۃٌ۔ عذاب، برائی۔ مراد وجہ ابتلاء۔ آزمائش

۱۶- فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا
وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○
۱۷- اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ
لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ○
۱۸- عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

۱۶- سو جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور
مانو اور خرچ کرو تمہارے لئے اچھا ہے اور جو کوئی
اپنے جی کی رذالت اور ممنوع الالچ سے بچا دیا گیا سو ایسے
ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں ○
۱۷- اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو تو وہ اسکو تمہارے لئے دو چند کر دیگا
اور تمہیں بخش دیگا۔ اور اللہ قدر دان تحمل والا ہے ○
۱۸- چھپے اور کھلے کا جاننے والا غالب حکمت والا ہے ○

آیاتہا ۱۲	۶۵ سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ (۹۹)	رکوعاتہا ۲

(۶۵) سورۂ طلاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ
فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

۱- اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے
وقت طلاق دو۔ اور عدت گنتے رہو۔

واحضور نے جب مدینہ کا رخ کیا۔ اور مسلمانوں کو دعوت دی۔ کہ وہ بھی مکہ کو چھوڑ کر مدینے چلے آئیں۔ اس وقت بعض دین سمت لوگوں کے لئے بیوی بچے اور مال و دولت کی محبت فتنہ ثابت ہوئی۔ اور وہ محض ان علائق کی وجہ سے فرمان رسول کی اطاعت نہ کر سکے۔ بار بار قرآن کی آیات میں ان کو متنبہ کیا گیا۔ کہ اسلام تم سے جس چیز کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ تم استطعتم اطیعوا وہ یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے لیا کیا عذر اور بہانے ہیں۔

اسلامی نظام ازدواج

ق: اسلام پہلا اور آخری مذہب ہے۔ جس نے معاشرتی گتھیوں کو کو صحیح معنی میں سلجھایا ہے۔ اور نظام ازدواج کو کامل ترین اور معقول ترین صورت میں پیش کیا ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے نکاح ہیں اگر تائید تحفظ نہ ہو۔ اور عرفی حاجتی قوت ہمدردی ہو۔ تو وہ زناہے۔ اور قانوناً بالکل جائز نہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم اور شریعت اسلامیہ کی توقعات ایک شادی انسان سے یہ ہیں۔ کہ وہ حتی الامکان اس رشتہ کو آخر تک نبھائے گا۔ مگر تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہر شخص ہر حالت میں فطرت کی طرف سے مجبور ہے کہ کبھی اس میں اور اس کی بیوی میں اختلاف پیدا نہ ہو

جو لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اور جن کے مسلک میں طلاق حرام ہے۔ وہ بھی جہاں تک عادت کا تعلق ہے۔ جدائی اور علیحدگی کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ باوجود کمال محبت کے بعض وقت دو میاں بیوی میں اختلاف اور وہ حالی نقطہ نگاہ سے ضرور دو گھٹے ہیں۔ کہ ان کا ایک دوسرے سے جدا ہونا ہی زیادہ مناسب اور موزوں ہے۔ لہٰذا اسلام نے طلاق کی اجازت دے کر انسانیت پر ظلم نہیں کیا ہے۔ بلکہ انسانی فطرت کی ترجمانی کر کے اس کو بہت سے مظالم سے بچایا ہے جس۔ قدر تو طلاق کے لئے ایک۔ جذباتی و دل بیش کی جاتی ہے۔ کہ وہ رشتہ جس کو خدا نے جوڑا ہے۔ تمہیں کیا استحقاق ہے۔ کہ اس کو توڑ دو۔ مگر یہ نہیں سوچا جاتا۔ کہ اس دلیل میں معقولیت کتنی ہے۔ اول تو یہ غلط ہے۔ کہ یہ رشتہ فطری رشتہ ہے۔ کیونکہ ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ بیوی کے مر جانے کے بعد دوسری شادی کا مرد کو اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح مرد کے انتقال کے بعد عورت دوسرے مرد کو حاصل کر سکتی ہے۔ حالانکہ فطری رشتہ کا تقاضا یہ ہے۔ کہ یہ کبھی کوئی بدل نہ ہو سکتا ہوتا۔ (باقی صفحہ ۱۳۳۶ پر)

حل لغات :-

شُحَّ ۔ بخل اور حرص ○
لِعِدَّتِهِنَّ ۔ ان کے طہر میں

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ
مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ
اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ
اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ○
٢- فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا
الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ

اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے ۔ اُنہیں اُن کے گھروں
سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں ۔ مگر جب
وہ صریح بے حیائی کا کام کریں ۔ اور یہ اللہ کی
حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے بڑھا ۔ اُس نے
اپنے آپ پر ظلم کیا ۔ اس کو خبر نہیں کہ شاید اللہ طلاق
کے بعد کوئی نئی بات نکالے ○
٢- پھر جب وہ اپنے وقت کو پہنچیں ۔ تو انہیں دستور سے
رکھ لو یا دستور سے جُدا کر دو اور دو معتبر اپنے میں
سے گواہ کر لو ۔ اور اللہ کے لئے سیدھی گواہی دو ۔
یہ وہ حکم ہے جس کے ساتھ اس کو جو اللہ اور پچھلے
دن پر ایمان رکھتا ہے ۔ نصیحت کی جاتی

بقیہ صفحہ ١٣٣٥ :- جس طرح کہ ماں ، باپ اور بھائی
بہنیں ، کہ آپ لاکھ کوشش کریں ، ماں کی جگہ دوسری ماں اور باپ کی
جگہ دوسرا باپ نہیں بن سکتے ۔ اسی طرح بھائی اور بہنوں کا کوئی بدل نہیں
ہو سکتا ۔ پھر ان رشتوں میں تعلق اور استحکام اتنا ہے ۔ کہ اگر آپ بلاوجہ
بھی برہم ہو جائیں ۔ جب بھی ماں کے ماں ہونے سے اور باپ کے باپ ہونے
سے انکار نہیں کر سکتے ۔ آپ مجبور ہیں ۔ کہ ہر حالت میں ان رشتوں کو تسلیم
کریں ۔ بخلاف میاں بیوی کے تعلق کے ۔ یہاں معنوں میں فطری رشتہ
نہیں ہے ۔ کیونکہ اس رشتہ کا محرک جذبہ جنس و انس ہے ۔ قانون اور فقہ
اس کو باقاعدہ شکل دے دیتا ہے ۔ اور پھر جب یہ معلوم ہو کہ اس جذبہ
جنس و انس کی تکمیل میں یہ رشتہ حائل ہے ۔ تو قانون و فقہ کو اتنا اختیار
ہے ۔ کہ اسکو منقطع کر دے ۔ شیخا اس دلیل میں یہ مغالطہ ہے ۔ کہ جس
کو خدا نے جوڑا ہے ۔ اس کو گویا ہم توڑ دیتے ہیں ۔ حالانکہ خدا کے قانون
کے ماتحت اس کا انتظام کیا جاتا ہے ۔ اور اسی کی ہدایت کے مطابق اس
کو ختم کیا جاتا ہے ۔ بہر حال یہ حقیقت ہے ۔ کہ قرآن حکیم نے فلسفہ ازدواج
کو جس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ۔ وہ اسی کا حصہ ہے ۔
ان آیات کا خلاصہ کے ساتھ یہ مطلب ہے ۔ کہ جب طلاق دو ۔
بہتر حالت میں دو ۔ جب کہ ظاہری تنفر کے اسباب موجود نہ ہوں ۔

یعنی طہر اور پاکیزگی کی حالت میں ۔ اور عدت کو باقاعدہ گنتے رہو ۔
یہ بھی ضروری ہے ۔ کہ عورتیں اس اثناء میں اپنے گھروں سے نہ نکل
جائیں ۔ کیونکہ ممکن ہے ۔ کہ طلاق کے بعد پھر وہ اپنے طرز عمل سے
دوبارہ خاوند کو رجوع پر آمادہ کر سکیں ۔ ہاں اگر کھلی بے حیائی کا ارتکاب
ہو ۔ تو اس وقت مرد کو عورت کے گھر سے نکال دینے کا حق حاصل
ہے ۔ پھر جب طلاق دیکھی ہیں عدت ختم ہونے کو ہو ۔ تو مرد کو یہ اختیار
حاصل ہیں ۔ یا تو شرافت اور حُسن سلوک کے ساتھ اس کو اپنے نکاح
میں رہنے دے ۔ یا قاعدہ کے موافق اس کو جُدا کر دے ۔ وہ عورتیں جو
عمر کی زیادتی سے حیض سے مایوس ہوں ۔ اور وہ جو صغر سنی کی وجہ
سے ابھی اس قابل نہ ہوں ۔ وہ تین مہینے تک عدت گزاریں ۔ اور
اس کے بعد دوسرا نکاح کریں ۔

حلِ لغات

بِفَاحِشَةٍ - بے حیائی ۔ مراد زنا ۔

اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ○
۳- وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ
يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ
بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○
۴- وَالّٰٓـِٔي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمْ
إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ أَشْهُرٍ ۙ
وَّالّٰٓـِٔي لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ
أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَن
يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ○
۵- ذٰلِكَ أَمْرُ اللّٰهِ أَنزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَن يَتَّقِ
اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ

ہے اور جو اللہ سے ڈر گیا وہ اس کیلئے (گزارہ) نکلنے کی راہ بنا دیگا
۳- اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے اسکو گمان بھی نہ
ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کریگا تو وہ اُسے کافی ہے
کچھ شک نہیں کہ اللہ اپنا کام پورا کرلیتا ہے اللہ نے ہر شے کا اندازہ کر رکھا ہے ○
۴- اور تمہاری عورتوں میں سے وہ عورتیں جو حیض سے ناامید
ہو گئی ہیں اگر تم کو شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔
ایسے ہی اُن کی جنہیں ابھی حیض نہیں آتا۔ اور جن کے پیٹ
میں بچہ ہے اُنکی عدت یہ ہے کہ پیٹ کا بچہ جنیں اور جو کوئی
اللہ سے ڈرتا رہے گا وہ اسکے کام میں آسانی کر دیگا ○
۵- یہ اللہ کا حکم ہے ف۱ جو اس نے تمہاری طرف اتارا ہے اور
جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیاں اس سے

مبغوض ترین جواز

ف۱ طلاق کو اسلام بالکل اضطراری حالات میں جائز تصور فرماتا ہے۔ وہ یہ قطعاً پسند نہیں کرتا۔ کہ جانور کی طرح ایک آدمی جب چاہے۔ بلا کسی عذر کے عورت کو چھوڑ دے۔ یہی وجہ ہے حضور نے فرمایا ہے۔ ابغض المباحات عند اللہ الطلاق۔ کہ اللہ کے نزدیک وہ بات جو جائز تو ہے مگر مبغوض ترین صورت میں وہ طلاق ہے۔ یعنی اپنی رفیقہ حیات کو اپنے سے جدا کرنا۔ بعض غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام میں طلاق پر کوئی پابندی عائد نہیں۔ یا اسلام نے طلاق کے ایجاد کرنے میں اولیت اختیار کی ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ اسلام نے طلاق پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ اور ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ ایک پرہیزگار انسان کیلئے عام حالات میں عورت کو چھوڑ دینا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ صلاح و تقویٰ کے خلاف ہے۔ اور

اس جذبہ کے خلاف ہے جس کو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پھر اگر حالات اسکو بالکل مجبور ہی کر دیں۔ تو بھی رجوع کے مواقع باقی رکھے ہیں۔ تاکہ وہ خوب سوچ سمجھ لے اور اگر جدا ہو تو پھر وہ اس مقام تک پہنچ جائے۔ جہاں پہنچ کر علیحدگی ضروری ہو جاتی ہے۔ تو پھر اسلام اس کے اس جائز حق کو پامال نہیں کرتا۔ بلکہ اسکو جائز قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہ طلاق عورت کو چھوڑ دے اور روحانی تکلیف سے آزاد ہو جائے آپ غور فرمایئے۔ کہ وہ ان حالات میں بھی جبکہ میاں بیوی ایک دوسرے سے تنگ ہو رہے ہیں تقویٰ اور نیکی کی تلقین کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ ان تعلقات کو یوں منقطع کرو جس طرح ایک پاکباز انسان بعد مجبوری منقطع کرتا ہے۔ خود غرض اور ظالم آدمی کی طرح نہیں۔ گویا اسلام چاہتا ہے۔ کہ مسلمان عالم غیظ و غضب میں بھی اخلاق جذبی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے اور یہ ثابت کرے کہ وہ یہ علیحدگی گوارا کر رہا ہے۔ تو بالکل مجبور ہو کر ورنہ وہ چاہتا نہیں ہے ... ۳۲ ... حمل لفافے ... اولات الاحمال ...

أَجْرًا ۝

۶- أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن
وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا
عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ
فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ
فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ
وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن
تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ۝
۷- لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ
عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ
لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ

دُور کر دے گا۔ اور اسے بڑا اجر دے گا ۝

۶- جہاں تم سکونت رکھتے ہو وہاں ان مطلقہ عورتوں کو
اپنے مقدور کے مطابق مکان دو اور انہیں تنگ نے
ضرر دینچاؤ اور اگر حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو۔ یہاں
کہ وہ پیٹ کا بچہ جن لیں پھر اگر وہ تمہاری خاطر دُودھ
پلائیں تو اُن کو اُن کی مزدوری اور موافقت رکھو آپس
میں ساتھ اچھی طرح آپس میں ضد کرنے لگو۔ تو دوسری عورت
مرد کے کہنے سے دُودھ پلائے گی ۝
۷- چاہیئے کہ صاحبِ وسعت کے موافق خرچ کرے اور جس کو
اسکی روزی بھی کم ملتی ہے۔ تو جتنا اللہ نے اس کو دیا
ہے اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ کسی کو اس سے زیادہ تکلیف

بقیہ صفحہ ۱۳۳۲-

اسلام سے پہلے بھی طلاق کا رواج تھا۔ اور اس پر کوئی پابندی عاید نہ تھی۔ ایک مرد جب چاہتا عورت کو طلاق دے دیتا۔ اور پھر جب چاہتا رجوع کر لیتا۔ اسلام نے اس صورت حالات کو بالکل ختم کر دیا۔ اور اس کو باقاعدہ نظام کی شکل میں ڈھال دیا ۔

ان آیات میں اجمال کے ساتھ ان مسائل کا ذکر ہے ۔

۱- حاملہ عورت کی عدت تا وضع حمل ہے ۔
۲- مطلقہ عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق مکان دو ۔
۳- ان کو تنگ کرنے کیلئے تکلیف نہ دو ۔
۴- اگر مطلقہ عورت حاملہ ہو۔ تو اس کے نفقہ کا بھی بندوبست کرو ۔
۵- اگر بچہ ہو۔ تو دودھ کے لئے اسکی ماں کو اُجرت دو ۔

اس کے بعد یہ بتایا ہے۔ کہ جن قوموں نے اپنے رب کی مخالفت کی ہے۔ وہ دنیا سے مٹ گئی ہیں۔ اور غالباً اس میں اس طرف لطیف اشارہ ہے۔ کہ جب قومیں بنتی ہیں۔ تو ان کی تباہی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ کہ ان کی خانگی زندگی کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے گھر کے اندر ہر سعادت اور ہر مسرت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد ان کی یہ محرومی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۔

حلِ لغات: مِنْ وُجْدِكُمْ۔ اپنی وسعت کے موافق۔ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ۔ تعاون باہمی سے کام لو۔ باہم مشورہ کیا کرو۔

اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝

نہیں دیتا۔ جتنا کہ اس نے اسے دیا ہے۔ عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا ۝

۸- وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا
وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ
عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝

۸- اور بہت بستیاں ہیں کہ اپنے رب اور رسولوں کے حکم سے سرکش ہوئیں۔ پھر ہم نے انکو سخت عذاب میں پکڑا اور ان دیکھے عذاب سے ہم نے انہیں دکھ پہنچایا ۝

۹- فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ
اَمْرِهَا خُسْرًا ۝

۹- پھر انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام خسارہ ہوا ۝

۱۰- اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ
قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝

۱۰- اللہ نے انکے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ سو اپنے عقل مندو اللہ سے ڈرو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے ۝

۱۱- رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ
لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ

۱۱- وہ (خدا) کا بھیجا ہوا ہے۔ جو تمہیں اللہ کی کھلی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے

زندہ قرآن

ف قرآن حکیم نے متعدد مقامات میں منصب نبوت کی تصریح کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر کی اطاعت عقیدت مندوں کے لئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے۔ اور ان کی اطاعت اور ان کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی نجات ہے۔ مگر ایک بہت غلط گروہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن کے سوا اور کوئی شخصیت مطاع نہیں ہے۔ اور رسول کی حیثیت محض یہ ہے۔ کہ وہ پیغام کو ہم تک پہنچا دیتا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے۔ کہ ہم اس کو لغت اور ادب کی روشنی میں سمجھیں۔ رسول یا تو کچھ تفصیلات بیان ہی نہیں کرتا۔ اور یا اس کی بیان کردہ تفصیلات ہمارے لئے مستند نہیں ہیں۔ اس آیت نے اس مغالطہ کو دور کر دیا ہے۔ اور واضح کر دیا ہے۔ کہ وہ ذکر جس کی پیروی کی تم کو تلقین کی گئی ہے۔ اس کو صرف قرآن کے اوراق میں نہ ڈھونڈو۔ کہ اس طرح تم حق و صداقت کو تلاش کرنے میں قطعاً ناکام رہو گے۔ اس کو رسول کی زندگی کے صفحات میں ڈھونڈو۔ کہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ کہ آیات بینات کو تفصیل کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ اور اس طرح انسانیت کو فہم و استدلال کے تاریک جنگلوں سے نکال کر ایمان اور تقویٰ کی روشن وادیوں میں پہنچا دے

ترکیب نحوی کے لحاظ سے یہاں رسولاً ذکراً کا بدل ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ اطاعت اور وہ طاعت اور فرمانبرداری جو قرآن میں مذکور ہے۔ اس کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اس کو رسالت کی روشنی میں نہ دیکھا جائے۔ کیونکہ رسول ہی قرآن کا مخاطب اول ہے۔ اس کا دل مہبط وحی ہے۔ اس کے اعمال پر اس کو خدا کی جانب سے متنبہ ہوتا ہے۔ اس کی شان میں آیا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنے وہ جو کچھ نہیں کہتا۔ اس حالت میں یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ قرآن کی تفصیلات حجت اور سند نہ ہوں۔ اور وہ فاسق و فاجر انسان۔ جو چند کتابیں پڑھ لیتا ہے۔ قرآن کا معتبر شارح بن جائے۔ وہ جس کا استاد جبریل ہو عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ وہ جس کا سینہ حقائق کے فہم کیلئے کشادہ اور وسیع ہو۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وہ تو قرآن کو صحیح نہ سمجھے۔ اور آج کل کے روشنی والے مدعی اور صحیح سمجھیں۔ جو دولت علم سے بہرہ ور نہیں۔ اور نہ صلاح و تقویٰ سے آشنا۔ ع۔ برین عقل و دانش بباید گریست (باقی صفحہ ۱۳۴۳ پر)

حل لغات:- عَذَابًا نُّكْرًا۔ وہ عذاب جس کو انہوں نے پہلے نہ دیکھا۔ اور نہ سنا ہو۔ نہایت سخت اور نہایت عجیب و غریب ۔
الظُّلُمٰتِ۔ تاریکیاں۔ یعنی جہل و نادانی کی تاریکی یا تعصب و عناد کی تاریکی یا

ف کبر و غرور کی تاریکی۔ اور حب مال و جاہ کی تاریکی ہے

اِلَى النُّوْرِؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًاؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ
رِزْقًا ۝
۱۲- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ
مِثْلَهُنَّؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ
اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

نیک کام کئے۔ تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اور جو
کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے وہ اُسے باغوں
میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ وہاں ہمیشہ
رہیں گے بیشک اللہ نے اُسے اچھی روزی دی ۝
۱۲- اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو۔ زمین سے
ان کو مانند۔ اس کا حکم انکے درمیان نازل ہوتا ہے۔ تاکہ تم
جانو کہ اللہ ہر شئے پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ کے علم میں
ہر شئے کی سمائی ہے ۝

ایاتها		رکوعاتها
۱۲	(۶۶) سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۷)	۲

(۶۶) سُورۂ تحریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ

۱- اے نبی جو چیز اللہ نے تجھے حلال کر دی ہے۔ تو اسے

بقیہ صفحہ ۱۳۲۹ :- سمجھنے اور غور کرنے کی بات ہے۔ کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ سوائے اس قرآن کے جس کو ہم سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بات حجت نہیں۔ وہ کیوں درجہ گستاخی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کیا ان کے نزدیک منصب نبوت کے معنے محض یہ ہیں۔ کہ وہ ایک نوع کی سفارت ہے۔ جس کو سیرت، اخلاق اور اعمال کے ساتھ کوئی وابستگی نہیں۔ کیا رسول کی یہی حیثیت ہے کہ وہ قرآن کو بلا کم و کاست پہنچا دے۔ چاہے معاذ اللہ خود سمجھے نہ اس پر عمل نہ کرے۔ اور دوسروں کو نہ سمجھائے۔ اگر واقعہ اسکے برعکس ہے۔ تو منکرین سنت بتائیں۔ کہ رسول کا فہم۔ اس کا عمل اور اس کی سیرت کہاں منضبط ہے؟ کن کتابوں میں موجود ہے؟ آخر قرآن فہمی کی ضرورت تو ان کو ان حاملین قرآن سے کہیں زیادہ ان کو محسوس ہوتی ہوگی۔ وہ قرآن فہمی ہے کہاں؟

سورہ تحریم کی شانِ نزول

ف ان آیات میں دو اور مشہور واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ حضورؐ عام طور پر ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے ہاں توقف فرماتے۔ اور شہد کھاتے۔ یہ بات حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کو سوکن ہونے کی وجہ سے ناگوار محسوس ہوتی۔

اس لئے طے یہ پایا۔ کہ جب حضورؐ شہد نوش فرما کر تشریف لائیں۔ تو اس وقت ان سے کہا جائے۔ کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے (مغافیر ایک قسم کی بدبودار گوند ہے) اور چونکہ بو سے آپ کو طبعی نفرت ہے۔ اس لئے اس طریقے سے آپ حضرت زینب کے ہاں شہد کھانے اور چندے قیام فرمانا چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ باری باری حضرت حفصہ نے حضورؐ سے یہی کہا۔ تو آپ نے عہد کر لیا۔ کہ میں آیندہ شہد استعمال نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے متنبہ ہوا۔ کہ محض امہات المومنین کو خوش کرنے کے لئے آپ کو استحقاق نہیں ہے۔ کہ اللہ کی حلال و طیب نعمتوں کو اپنے اوپر عملاً حرام ٹھہرالیں۔ اور یہ عہد کریں۔ کہ آیندہ ان چیزوں سے استفادہ نہیں کیا جائے گا۔ (باقی صفحہ ۱۳۳۱ پر)

حلِ لغات

النُّور۔ روشنی اور وضاحت۔

تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

۲- قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ○

۳- وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ○

۴- اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ

کیوں حرام کرتا ہے؟ تو اپنی عورتوں کی خوشنودی چاہتا ہے؟ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۲- مسلمانو! خدا نے تمہارے لئے تمہاری ایسی قسموں کا کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے۔ اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

۳- اور جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے ایک سے کوئی بات چھپا کر کہی۔ پھر جب اس نے اس بات کی خبر دی اور اللہ نے نبی کو یہ خبر کر دی، جتلا دیا تو نبی نے کچھ تو جتا دی اور کچھ ٹلا دی۔ پھر جب اس عورت کو جتلا دی تو بولی کہ تجھے یہ کس نے بتایا؟ نبی نے کہا کہ مجھے جاننے والے واقف نے بتایا ہے ○

۴- اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کر لیتی ہو تو بہتر ہے کہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم دونوں نبی پر

بقیہ صفحہ ۱۳۴۰ سے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت حفصہ کو حضورؐ نے بعض اسرار کی اطلاع دی۔ اور کہہ دیا۔ کہ یہ باتیں ظاہر نہ ہونے پائیں۔ انہوں نے بہ بنائے بے تکلفی ان اسرار کو حضرت عائشہ تک پہنچا دیا۔ اور یہ سمجھا۔ کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر جب حضورؐ کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ بات جو میں نے کہی تھی۔ اور جس کے اخفا کی تاکید کی تھی۔ ظاہر ہو گئی ہے۔ تو آپ نے حضرت حفصہ کو باتوں باتوں میں جتا دیا۔ کہ دیکھو۔ آخر تم راز کو اپنے سینے میں پنہاں نہ رکھ سکیں۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ سے کس نے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ اس لئے اس کی تفصیل فضول اور بےکار ہے۔ انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بات بہت اہم تھی۔ اور اس قابل تھی کہ اس کو وقت مقررہ سے پہلے افشا نہ کیا جائے۔ وہ لوگ جن کو مسئلہ خلافت سے دلچسپی ہے۔ ان کی رائے ہے۔ کہ یہ راز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت سے متعلق تھا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(باقی صفحہ ۱۳۴۲ پر)

حل لغات

عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ۔ یعنی انتہائی عالم غضب میں بھی حضورؐ نے اُمّت کے لئے یہ مبارک اسوہ چھوڑا ہے۔ کہ جس شخص سے ناراضی ہو۔ اور یہ جتانا مقصود ہو۔ کہ ہم ناراض ہیں۔ اس کے لئے صرف یہ کافی ہے۔ کہ نفس واقعہ کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔ کیونکہ زیادہ تصریح سے بعض دفعہ ملال بڑھتا ہے۔ اور ندامت کا احساس نہیں ہوتا۔ ۴

غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ سننے والا اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔ تب تو دونوں میں کجی پیدا ہو گئی ہے۔ مَوْلٰىهُ۔ دوست، رفیق اور مددگار۔

وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ○

چڑھائی بھی کروگی۔ تو اللہ اس کا رفیق ہی اور جبریل بھی اور سب نیک مومن بھی اور اسکے بعد فرشتے مددگار ہیں ○

۵- عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ○

۵- اگر نبی تمہیں طلاق دے تو قریب ہے کہ اس کا رب اسے تم سے بہتر بیویاں بدل دے۔ جو مسلمان، ایمان دار، نماز پڑھنے والی، توبہ کرنے والی، عبادت گذار، روزہ دار، شوہر دار (بیاہیاں) اور کنواریاں ہوں ○

۶- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ○

۶- مومنو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس آگ پر تند خو، زور آور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ انہیں حکم کرتا ہے اس میں نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم پاتے ہیں وہی کرتے ہیں ○

۷- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ

۷- اے کافرو آج کے دن کچھ عذر نہ کرو۔

بقیہ صفحہ ۱۳۴۱۔

ف حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ کا یہ طرز عمل چونکہ حضورؐ کے لئے تکلیف دہ تھا۔ اس لئے یہ عتاب نازل ہوا۔ اور انکو بتا دیا گیا۔ کہ ہر فعل جس سے پیغمبر آزردہ خاطر ہو۔ وہ خدا کی نظروں میں بہت بڑا جرم ہے۔ غرض یہ تھی۔ کہ آئندہ کے لئے ازواج مطہرات محتاط ہو جائیں۔ اور ہر وقت آپکی طبع نازک کا خیال رکھیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو دین کی اہمیت سے اس درجہ آگاہ رکھنا ضروری ہے۔ کہ جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔ اور اس سلسلہ میں تعلیم و تربیت سے لے کر تادیب و سرزنش تک سب باتیں روا ہیں۔

حل لغات۔ سَائِحَاتٍ۔ روزہ رکھنے والیاں۔
ثَيِّبَاتٍ۔ بیوہ۔
وَالْحِجَارَةُ۔ یعنی وہ پتھر جن کو پوجتے ہیں۔
أَبْكَارًا۔ کنواریاں۔

إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○
٨- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا
عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ
يُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا
إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○
٩- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَ
اغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○
١٠- ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَ

وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے ○
٨- مومنو! اللہ کی طرف خالص دل کی توبہ کرو۔ شاید
تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کرے اور تمہیں
باغوں میں داخل کرے۔ جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جس
دن اللہ نبی کو رسوا نہ کریگا اور نہ ان کو جو اس کے
ساتھ ایمان لائے ہیں۔ اُن کی روشنی اُن کے آگے اور
داہنی طرف دوڑ رہی ہوگی۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے
لئے روشنی پوری کرے اور ہمیں بخش دے۔ تو ہر شے پر قادر ہے ○
٩- اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر
اور انکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے ○
١٠- اللہ نے کافروں کیلئے ایک مثال بیان کی ہے وہ نوح کی عورت

ف۱ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ سے مقصود یہ ہے۔ کہ پیغمبر نے دنیا میں فلاح وسعادت کا جو وعدہ اپنے متبعوں سے کر رکھا تھا۔ آج یہ دیکھیں گے۔ کہ اس کی تکمیل ہو رہی ہے۔ وہی جنت اُن کے اعمال کے صلے میں ان کے سامنے موجود ہے۔ اور وہی نور اور روشنی ہے۔ کہ دائیں بائیں رواں دواں ہے +

اسلام کی زندگی کفر کی موت ہے

ف۲ کفر ایمان کے مابین ایک ازلی آویزش ہے۔ اور جنگ ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ منکرین کے ہاتھ میں قوت واقتدار ہو۔ اور وہ اسلام کو بھی گوارا کرلیں۔ اور اس چیز کو برداشت کرلیں۔ کہ اللہ کے بندے علی الاعلان اس کا نام بلند کرسکیں۔ اس کے دین کو پھیلائیں اور نظام کے انسداد کے لئے منظم ہوسکیں۔ کیونکہ اسلام کے بقاء و اشاعت کالابد نتیجہ اوہام اور خرافات کی موت ہے۔ جہل اور تعصب کی موت ہے۔ ظلم اور سفاکی کی موت ہے۔ باطل اور جھوٹ کی موت ہے۔ پھر جس طرح زندگی اور موت کبھی یکجا نہیں ہوسکتے۔ تاریکی اور روشنی میں تعاون محال ہے۔ اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ مسلم اور کافر بطیب خاطر متحد ہو جائیں۔ تمدنی تعلقات کا ہونا دوسری بات ہے مگر جہاں تک کفر و اسلام کی فطرت کا تعلق ہے۔ ان کا اجتماع آگ پانی اور روغن کا اجتماع ہے۔ اور جب کیفیت یہ ہو۔ کہ کفر حق و صداقت کی راہ میں کانٹے بچھائے۔ اور مشکلات پیدا کرے۔ تو اس وقت فرض ہو جاتا ہے۔ کہ کفر کی قوت اور شوکت کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا جائے۔ تاکہ دنیا اسلام کی برکات سے بہرہ مندی کے لئے تیار ہو جائے۔ اس ضمن میں کسی رعایت اور مروت کا خیال نہیں رکھنا چاہئے۔ اس لئے اس آیت میں فرمایا ہے کہ ان کفار اور منافقین کی شرارتیں حد اعتدال سے تجاوز کر گئی ہیں۔ اس لئے آپ ان سے جہاد کیجئے۔ اور ان پر سختی کیجئے۔ مدعا یہ ہے کہ کفار کو تلوار سے روکیے۔ اور منافقین کو دلیلوں اور حدود قائم کرنے سے +

حلِ لغات

تَوْبَةً نَّصُوحًا۔ خالص و سچی توبہ۔ جس میں ریا کا کوئی شائبہ نہ ہو + أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا۔ یعنی اس روشنی کو باقی رکھ + جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ۔ اس میں لفظ جہاد کے دو معنے ہیں۔ کفار کے مقابلہ میں بالسیف اور منافقین کے مقابلہ میں باللسان +

امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○

اور لوطؑ کی عورتوں کی مثال ہے کہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں سو ان عورتوں نے ان سے چوری کی پس وہ دونوں نبی ان عورتوں سے خدا کا کچھ عذاب نہ ہٹا سکے اور کہا گیا کہ اور جانیوالوں کے ساتھ آگ میں چلی جاؤ ○

۱۱- وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

۱۱- اور اللہ نے ایمانداروں کیلئے ایک مثال سنائی ہے وہ فرعون کی بیوی کی مثال ہے جب اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس بہشت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بچا نکال ○

۱۲- وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ع

۱۲- اور مریم بیٹی عمران کی جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں روح پھونک دی اور مریم نے اپنے رب کی باتوں اور کتابوں کو سچ جانا اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی ○

بقیہ صفحہ ۱۳۴۳-

ف۱ اس آیت میں کفار مکہ کو متنبہ فرمایا ہے۔ کہ تمہیں یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ چونکہ تمہارا تعلق حضرت ابراہیم سے ہے۔ اس لئے تم اس تعلق کی بزرگی اور قرابت کی وجہ سے نجات پا جاؤ گے۔ چاہے حق و صداقت کا کھلے بندوں انکار کرو۔ کیا تمہارا تعلق حضرت نوح کی بیوی یا حضرت لوط کی بیوی سے بھی زیادہ ہے۔ جتنا کہ ان کو اپنے خاوندوں سے تھا۔ لیکن ان دونوں کو ان کے خاوندوں کا جلیل القدر پیغمبر ہونا قطعاً عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکا۔ پھر کیا تم توقع رکھتے ہو۔ کہ باوجود معصیت اور انکار کے محض قرابت کی وجہ سے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاؤ گے۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

ف۲ اس مثال سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کی اور صلاحیت زہد و تقویٰ جہاں تربیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہاں فضل اللہ کا دین اور بخشش بھی ہے۔ فرعون کو دیکھو کتنا چالاک اور منکر تھا کہ حضرت موسیٰ کی ساری کوششیں اس کی اصلاح کے لئے رائیگاں گئیں۔ مگر اس کے گھر میں اس کی عورت دولت ایمان سے بہرہ ور ہو گئی۔ اسی طرح حضرت مریم جس قوم میں پیدا ہوئیں۔ وہ قوم بے دین اور بدعمل تھی۔ مگر ان کو وہ مرتبہ ملا۔ جس پر بڑی بڑی ہستیاں رشک کریں۔ ع

حل لغات

فَخَانَتٰهُمَا۔ سو انہوں نے ان کی نافرمانی کی۔ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا یعنی اپنی ناموس کو محفوظ رکھا تحصین کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی۔ کہ مخالفین حضرت مریم کو متہم کرتے تھے۔ مِنْ رُّوْحِنَا بفضل و کرم کیلئے

آیاتہا ۳۰ | (۶۷) سُوْرَۃُ الْمُلْکِ مَکِّیَّۃٌ (۷۷) | رکوعاتہا ۲

(۶۷) سورۂ ملک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ ۝

۱- بڑی برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے ۝

۲- الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝

۲- جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور وہ زبردست بخشنے والا ۝

۳- الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝

۳- جس نے اوپر تلے سات آسمان پیدا کئے تو رحمٰن کی پیدائش میں کچھ فرق (یعنی بے ضابطگی) نہیں دیکھتا۔ پھر دوبارہ نظر پھرا کہیں کچھ دراڑ دیکھتا ہے؟ ۝

۴- ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝

۴- پھر بار بار نظر پھرا تیری طرف آنکھیں خوار ہوکے تھکی ہوئی لوٹیں گی ۝

۵- وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

۵- اور ہم نے سب سے نیچے آسمان کو چراغوں سے زینت دی۔

اسلامی سوشلزم

اول جہاں تک ذات خداوندی کا تعلق ہے۔ وہ ذات خود ارتقاء اور ارتقاء کے مراتب سے یکسر منزہ اور پاک ہے۔ اسلئے تبارک کے یہ معنے تو ہرگز نہیں ہیں۔ کہ اس کی صفات جلال اور شئون جمال میں کہیں اضافہ یا کمی کا امکان ہے۔ اس کی شان ازل سے ابد تک یکساں ہے۔ وہ الآن کما کان کا مصداق ہے۔ وہ قدرت و حکمت اور حسن و کمال کا وہ آخری مفہوم ہے۔ جس تک عقل انسانی نہیں پہنچ سکتی ہے۔ بجز اس کا اظہار نہیں کر سکتی۔ البتہ اسکے معنے یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ اس کے فیوض رحمت میں ابتدا اور دوام باعتبار کائنات کے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اسکی ربوبیت زیادہ اتم زیادہ جمیل اور زیادہ مفید شکل میں جلوہ گر ہو رہی ہے۔

بیدہ کا لفظ جسمانیت پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مفہوم تملیک کو زیادہ مستحکم کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ کائنات ارضی و سماوی کا حقیقی مالک صرف خدا ہے۔ اور یہ لوگ جو جبر و ظلم اور استبداد و غصب کی بنا پر دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ قطعاً اس بات کا استحقاق نہیں رکھتے کہ دنیا کے تنہا مالک قرار دئیے جائیں۔ اور غربا اور مساکین کو زندگی کے تمام فرائض سے محروم کر دیں۔ مالک خدا ہے۔ اور یہ لوگ محض امین ہیں۔ ان کا کام یہ نہیں ہے۔ کہ اپنی مرضی سے دنیا کے منافع کو تصرف میں لائیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ خدا کے قوانین کے مطابق دولت و ثروت کی تقسیم کریں۔ اشتراکیت اور اسلام کے تخیل میں یہی بنیادی اختلاف ہے۔ کہ اول الذکر تحریک کے موید تمام زمین اور آلات صنعت کو سٹیٹ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ انصاف کے ساتھ ان میں ان چیزوں کو تقسیم کرے گی۔ اور اسلام انسانوں کی کسی جماعت کو یہ حق نہیں دیتا۔ کہ عدل و انصاف کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اور لوگوں کی قسمتوں کی مالک بن جائے۔ (باقی صفحہ ۱۳۴۶ پر)

حلِ لغات

الملک۔ ہر نوع کا قبضہ و اقتدار۔

سبع سمٰوٰت۔ کئی اجرام و نیلے۔ یاد رہے۔ سبعۃ کا لفظ جس طرح ایک متعین عدد کیلئے آتا ہے۔ اسی طرح کثرت کیلئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ تفاوت۔ چوک۔ نقص و عیب۔

حسیر۔ تھکی ماندی۔ درماندہ۔

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ۝

اور ان چراغوں کو شیاطین کیلئے پھینک مار بنایا اور ان کیلئے دوزخ کا عذاب تیار کیا ہے ۝

۶۔ وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝

۶۔ اور اُنکے لیے جو اپنے رب کے منکر ہوئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بُری ہے جگہ پھر جانے کی ۝

۷۔ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ ۝

۷۔ جب اُس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا دہاڑنا سُنیں گے اور وہ جوش مارتی ہو گی ۝

۸۔ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۝

۸۔ قریب ہے کہ غصہ سے پھٹ جائے۔ جب اس میں کُچھ فوج ڈالی جائیگی تو اسکے نگہبان اس سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ ۝

۹۔ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۖۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝

۹۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پاس ڈرانے والا تو آیا تھا۔ پر ہم نے اُسے جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کوئی شئے نازل نہیں کی تم تو بڑی گمراہی میں ہو ۝ ط

۱۰۔ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا

۱۰۔ اور کہیں گے۔ کہ اگر ہم سنتے ۔ سمجھتے ۔ تو ہم

بقیہ صفحہ ۱۳۴۵۔ وہ صرف خدا پر اعتماد رکھتا ہے۔ اور صرف اسکے منصفانہ فیصلوں کو بنی نوع انسان کے لئے مفید سمجھتا ہے۔ اسکے نزدیک انسانوں کی کوئی جماعت اس قابل نہیں ہے۔ کہ بغیر آسمانی ہدایات کے وہ مستقل بخش تکمیل کی اساسیں کر سکے۔

ک جس طرح زندگی ایک ایجابی حقیقت کا نام ہے۔ اسی طرح موت بھی صرف عناصر کو پریشان ہونا نہیں۔ بلکہ ایک مثبت شئے ہے جو خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور ان دونوں حقیقتوں پر عالم کون و فساد کی بنیادیں استوار ہیں۔ فرمایا کہ اس نظام حیات و ممات کی غرض اور غایت یہ ہے۔ کہ زندگی کو موت پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور انسان اپنے حسن عمل سے یہ ثابت کر دے۔ کہ یہ اللہ کا نائب ہے۔ اور شجر و حجر کی طرح زندگی پسند نہیں کرتا۔

ک یعنی اس کو اچھوت کی طرف انسانی ذہن کو منعطف کیا ہے کہ اس میں تمام قسم کی ضروریات کو مہیا کر دیا گیا ہے۔ تو وہ کتنا ہی باریک بین انسان ہو جب اس پر غور کریگا۔ تو اس میں کوئی نقص نہیں پائے گا۔ نگاہ تھک جائے گی۔ اور اس میں عیب نہیں نکال سکے گی۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

پردہ زنگاری میں

ک سابقہ آیات میں یہ بتایا تھا۔ کہ یہ نظام کائنات ہر نوع کامل ہے۔ اس میں کوئی نقص و عیب نہیں ہے۔ اس کو دیکھ کر بادنیٰ تامل ہر شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ اسکو بنانے والا اور کتم عدم سے وجود میں لانے والا کوئی صاحب علم و قدرت خدا ہے۔ اس پردہ زنگاری کو دیکھ کر شبہ نہیں۔ بلکہ یقین ہوتا ہے۔ کہ اس میں کوئی معشوق ضرور پنہاں ہے۔ اس زندگی و موت کے تسلسل کو مشاہدہ کرنے کے بعد کون ہے۔ جو اپنی ذات کا انکار کر سکے۔ اور اس مستقف زرنگار کی آرائش و تجلی کو دیکھ کر کس میں جرأت ہے کہ اس نورانی جہان کو تسلیم نہ کرے۔ پھر وہ لوگ جو ان سب چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ اور ذات خداوندی کا اقرار نہیں کرتے۔ پھر ان کی قدرتوں اور حکمتوں کا مشاہدہ کرنے اور ایمان کی نعمت سے بہرہ ور نہیں ہوتے انکے لئے سوائے جہنم کے اور کہاں ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۴۷ پر)

حل لغات:- رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ۔ اسکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب ارواح خبیثہ آسمان کی طرف پرواز کرتی ہیں اور اسرار معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تو ان شعلوں میں سے ایک چمکتی ہوئی شعاع نکلتی ہے۔ جو ذات تعلق کو آگ لگا دیتی ہے اور وہ شہاب ثاقب بھی کہا جاتا ہے۔

فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝
١١- فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ
السَّعِيْرِ ۝
١٢- اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝
١٣- وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
١٤- اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝
١٥- هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا
فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَ
اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝
١٦- ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ

دوزخیوں میں نہ ہوتے ۝
١١- سو انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ اب لعنت
ہو دوزخیوں پر ۝
١٢- وہ لوگ جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ ان
کے لئے معافی اور بڑا اجر ہے ۝
١٣- اور تم اپنی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ بیشک وہ دلوں
کی بات جانتا ہے ۝
١٤- کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے حالانکہ وہ بھید جاننے والا خبردار ہے ۝
١٥- وہی ہے جس نے تمہاری زمین کو نرم کیا۔ سو اس کے
اطراف میں چلو پھرو۔ اور اس کے رزق میں سے کھاؤ
اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے ۝
١٦- کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے۔ کہ تمہیں

بقیہ صفحہ ١٣٤٦ ... یہ لوگ اس وقت تو اس ہولناک منظر کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کہ کیسے شعلوں کی تپش اور حرارت کو برداشت کر سکیں گے۔ جو مارے غصے کے پیچ و تاب کھاتی اور بے قرار رہتی ہوگی۔ جب ایک گروہ کی شکل میں ان کو دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اور فرشتے ان سے پوچھیں گے۔ کہ کیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نذیر نہیں آئے تھے؟ جو تمہیں برائیوں سے روکتے۔ اور انکار و تمرد سے منع کرتے۔ کیا انہوں نے اس مقام کی سختیوں اور تکلیفوں کے متعلق تم سے کچھ نہیں کہا تھا۔ تو اس وقت یہ لوگ اپنی کوتاہی فکر اور عمل کا کھلے لفظوں میں اعتراف کریں گے۔ اور کہیں گے کہ بلاشبہ اللہ کے پیغمبر ہمارے پاس آئے تھے۔ مگر ہم نے انکو اس وقت تسلیم نہیں کیا۔ اور الٹا انکو مورد الزام ٹھہرایا۔ اگر اس وقت فہم و بصیرت سے کام لیتے۔ حق بات کو سنتے۔ اور دل میں اثر لیتے۔ تو آج یہ ہولناک دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مختصر یہ کہ یہ اعتراف اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ اس وقت کا اقرار سوائے اسکے کہ حسرت اور کلفت میں اضافہ کردے۔ کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

(حاشیہ صفحہ ١٣٤٨)

نظر اور استدلال کی فضیلت

اس غرض یہ ہے۔ کہ مغفرت اللہ بخشش اور اجر کبیر ان لوگوں کا حصہ ہے جو ان معارف پر غائبانہ ایمان رکھتے ہیں۔ جو پس پردہ ہیں۔ جو استدلال و وجدان کی روشنی میں ان حقائق کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو نظروں سے اوجھل ہیں۔ اور جو اس دنیا میں کوشش کرتے ہیں۔ کہ سچائی کو پالیں اور صداقت کا جرأت کے ساتھ اعتراف کریں۔ اور جو لوگ اس وقت جب دنیا کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ عاقبت کی ہولناکیوں کے ساتھ مشاہدہ و تجربہ کے بعد خدا کو اور جنت و دوزخ کو تسلیم کریں گے ان کا یہ تسلیم کرنا ان کے لئے یکسر بے سود ہوگا۔ کیونکہ خصوصیت تو اس بات کی ہے۔ کہ یہاں اس دنیا میں۔ ان مشکلات و موانع میں ایمان محجوب استتار کے باوجود، اس کو پہچانا جائے۔ اور اس کے علم کو کفر و انکار کے غلاف میں چھپایا جائے۔ وہاں اس وقت تسلیم کیا۔ تو کیا۔ جب کہ وہ خود ایمان پر مجبور کرے گی۔ اور جبکہ اعمال کیلئے کوئی وقت ہی باقی نہ ہے۔

حل لغات

سعیر۔ آتش وزاں۔
سحقًا۔ لعنت ہے۔ یعنی بعد اور دوری ہے۔ مرضات الٰہی سے محرومی ہے۔
ذلولا۔ مسخر۔

الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝
زمین میں دھنسا دے۔ پھر ناگاہ لرزنے لگے ۝

۱۷- أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ
حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝
۱۷- یا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو گئے۔ کہ تم پر پتھروں کا مینہ برسا دے
سو اب تم جان لوگے کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے ۝

۱۸- وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيرِ ۝
۱۸- اور ان سے پہلوں نے بھی جھٹلایا۔ سو میرا انکار
کیسا ہوا! ۝

۱۹- أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَ
يَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ بَصِيرٌ ۝
۱۹- کیا وہ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو پر کھولے ہوئے
ہیں۔ اور سکیڑ لیتے ہیں۔ انہیں رحمٰن کے سوا کوئی نہیں تھام رہا
وہ ہر شے کو دیکھتا ہے ۝

۲۰- أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن
دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ۝
۲۰- بھلا رحمٰن کے سوا وہ کون ہے جو تمہیں مدد دینے کو تمہاری فوج
ہے؟ کافر محض دھوکے میں ہیں ۝

۲۱- أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ
بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ۝
۲۱- بھلا وہ کون ہے کہ اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو تمہیں رزق
دے؟ کوئی نہیں پر وہ سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں ۝

فریب نفس کی بدترین مثال

ف اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ کہ وہ مجرموں کو سنبھلنے کی کافی مہلت دیتا ہے تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔ اور ان کے پاس کوئی معقول عذر باقی نہ رہے۔ وہ ڈھیل دیتا ہے۔ اور عفو و درگزر سے کام لیتا ہے۔ تاکہ یہ اپنے طرز عمل پر غور کریں لیکن ان کے مزاج اس قدر بگڑ جاتے ہیں۔ اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ خدا ہم سے خوش ہے۔ اور ہم اس کے عذاب سے ہمیشہ مامون اور محفوظ رہیں گے۔ اس کا استدلال یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر اسکو ہمارے افعال گوارا نہ ہوتے۔ اور اسکے نزدیک ہم گنہگار ہوتے۔ تو کبھی کے ختم کئے ہوتے۔ اور اسکے غضب نے بدلا انتقام کر لیا ہوتا۔ اب جو باوجود انکار اور کفر کے چین سے بسر ہو رہی ہے۔ تو اسکے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ ہمارے خلاف اسکو ناگوار نہیں۔ اور وہ ہم کو حق بجانب سمجھتا ہے۔ اس مغالطہ اور فریب نفس کو دور کرنے کیلئے فرمایا۔ کہ تم ڈھیل سے اس درجہ گستاخ نہ بن جاؤ۔ اور اس درجہ نڈر نہ ہو جاؤ۔ کہ اسکی مشیت کی پکڑ سے تمہارے دلوں پر لرزہ طاری نہ ہو۔ یاد رکھو تم دن اور رات کی ہر ساعت میں اللہ کی گرفت میں ہو۔ وہ جب چاہے زمین کو الٹ دے۔ اور تم کو وہیں کر رکھے۔ اور جب چاہے آسمان سے پتھروں کا مینہ برسا دے۔ اور تمہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ پھر اس وقت تمہیں معلوم ہو کہ اس کا تنبیہ کرنا کتنا صحیح اور درست ہے تم سے پہلے بھی قوموں نے اللہ کے دین کو جھٹلایا۔ اور تمہاری طرح غرور نفس میں مبتلا ہو گئے۔ کہ ہمیں کون پوچھتا ہے۔ اور کون سزا دیتا ہے۔ کہ یکایک اللہ کا غضب بھڑکا۔ اور ان کی بستیوں کو تلپٹ کر کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس وقت دنیا کی کوئی قوت ان کو نہ بچا سکی۔ اموال و دولت اور اعزہ و اقربا کی سفارش نہ کر سکے ان حالات میں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان سے اچھے ہو جو تمہیں فسق و فجور کے باوجود وہ ضرور باقی رکھے گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ کے نزدیک کوئی قوم چہیتی نہیں۔ وہ سب سے یکساں سلوک روا رکھتا ہے۔ اور اسکے ہاں صرف ایک ہی قانون ہے۔ مکافات کا۔ جو سب کے لئے جاری ہے۔

تمہاری حفاظت کا کون ذمہ دار ہے

ف خدا کی قدرت اور حکمت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ کیونکر پرندوں کو پرواز کی طاقت بخشتا ہے۔ اور کس طرح ان کو زمین سے تھامتا ہے۔ کہ وہ زمین کی تجاذب کشش ثقل کو باطل کر دیں۔ اور فضا میں اڑتے پھریں۔ اسکے بعد منکرین اور مشرکین سے مخاطب فرمایا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۴۹ پر)

حل لغات: ۱- تمور۔ تھرتھرانے لگے۔ حاصبا۔ پتھر برسانا یا تنبیہ کرنا۔ جند۔ لشکر۔ غرور۔ دھوکہ۔ لجوا۔ کسی چیز پر عقیدہ عمل کے ساتھ اڑ جانا۔ عتو۔ سرکشی

۲۲ - اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

۲۲۔ بھلا وہ جو اپنے منہ پر اوندھا چلتا ہے زیادہ وہ ہدایت پر ہے یا وہ جو برابر سیدھا ہو کر راہ راست پر چلتا ہے ! ○

۲۳ - قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○

۲۳۔ تو کہہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم تھوڑا شکر کرتے ہو ○

۲۴ - قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

۲۴۔ تو کہہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے ○

۲۵ - وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

۲۵۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا ○

۲۶ - قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○

۲۶۔ تو کہہ خدا ہی کو علم ہے اور میں تو فقط کھول کر ڈر سنانے والا ہوں ○

۲۷ - فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ○

۲۷۔ پھر جب دیکھیں گے کہ وہ نزدیک آ گیا ہے تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں اور کہا جائیگا یہی وہ ہے جسے تم مانگتے تھے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۴۸ ۔ کہ جب تم ایسے قادر اور مہربان خدا کو چھوڑ دیتے ہو، اور دوسروں کی پوجا کرنے لگتے ہو۔ تو بتاؤ۔ تمہاری حفاظت کا کون ذمہ دار ہے۔ آج اگر خدا تمہاری روزی بند کر دے۔ اور تمہارے لئے معیشت کے تمام دروازے مسدود ہو جائیں۔ تو کون ہے۔ جو ان دروازوں کو کھولے۔ اور تم کو رزق سے بہرہ مند کرے ۔ پھر یہ دریافت ہے۔ کہ رشد و ہدایت کی صراط مستقیم پر گامزن ہونا بہتر اور زیادہ قرین عقل و دانش ہے۔ یا ان پگڈنڈیوں پر چلنا جو نشیب و فراز کی وجہ سے تمہیں گرا دیں۔ یاد رکھو۔ اسلام ہی عقل و استدلال کی راہ ہے۔ روشنی اور بصیرت کا رستہ ہے۔ اور وہ میانہ روی اور کامرانی کا ذریعہ ہے۔ اسکے سوا جتنے راستے ہیں۔ وہ خود رو ہیں اور غلط ہیں اور گمراہ ہیں ۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵۰)

ف قریش کو حضور کے نفس بہ برکات کے خلاف رہتے۔ اور دعا کرتے کہ کہیں ان پر جلد سے دیوتاؤں کا غضب بھی نازل ہو۔ اس کا جواب مرحمت فرمایا ہے۔ کہ آپ ان سے کہہ دیجئے۔ کہ میں آپ سے خائف نہیں ہوں میں اور میری جماعت بند۔ یقیناً موت کا خیر مقدم کریگی۔ ہم کو تو شرح پورا پورا اعتماد ہے۔ ہمیں وہ ہلاکت و فنا کا ہدف بنائے۔ خواہ رحمت کرے سے نواز دے اور ایک عرصہ تک مزے مزے زندہ رکھے۔ تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ سوال یہ ہے۔ کہ تم لوگوں کو اس عذاب جو مقدرات میں سے ہے۔ کون بچا سکے گا۔ جب موت تمہارے سامنے آغوش کھولے آ کھڑی ہوگی۔ اور جہنم کے شعلے تمہاری جانب لپک رہے ہوں گے۔ اس وقت تم کو کون اپنی پناہ میں لے گا۔ ہمارا ایمان اس فضلہ رحمان پر ہے۔ جس نے اس دنیا میں بھی دستگیری فرمائی ہے اور عاقبت میں بھی وہ اپنے نیک فضل سے نوازتا رہیگا۔ ہمارا اسی پر بھروسہ ہے۔ اور اسی کو ہم ہر حالت میں لائق اعتماد سمجھتے ہیں۔ عنقریب جب دنیا کروٹ لیگی۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون گمراہ ہے۔ اور کون راہ راست پر۔ تم اللہ کی ہر قسم کی نعمتوں سے صبح و شام استفادہ کرتے ہو۔ وہ اگر تم سے یہ استعداد استفادہ کی چھین لے۔ تو بتاؤ تم کیا کرو۔ کیا اس زندگی کے لوازم کے لئے تم سارا اسکے محتاج نہیں ہو ○

حل لغات

ذَرَأَكُمْ ۔ پھیلا دیا ۔
زُلْفَةً ۔ قریب ۔

۲۸- قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ
أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ
عَذَابٍ أَلِيْمٍ ○

۲۸- تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ ہلاک کرے یا ہم پر رحم کرے تو وہ کون ہے کہ جو دکھ دینے والے عذاب سے کافروں کو بچائے گا! ○

۲۹- قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

۲۹- تو کہہ وہی رحمٰن ہے اس پر ہم ایمان لائے اور ہم نے اس پر توکل کیا تو اب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ کون صریح گمراہی میں ہے ○

۳۰- قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا
فَمَنْ يَّأْتِيْكُمْ بِمَاءٍ مَّعِيْنٍ ○ ع

۳۰- تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی خشک ہو جائے۔ تو تمہیں جاری نتھرا پانی کون لا دے گا ○ ط

آیاتها ۵۲	(۶۸) سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ (۲)	رکوعاتها ۲	(۶۸) سُورۂ قلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○

۱- نٓ قلم کی قسم اور جو کچھ لکھتے ہیں اس کی قسم ○

۲- مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○

۲- کہ تو اپنے رب کی نعمت فضل سے دیوانہ نہیں ہے ○

۳- وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○

۳- اور تیرے لئے بے انتہا اجر ہے ○

ط یہ پانی ایک کتنا بڑا انعام ہے۔ کہ زندگی کے لوازم میں سے تو یہیں اس کا شمار ہے۔ اگر تم کو ملے۔ سوتے خشک ہو جائیں کنوئیں اتنے عمیق ہو جائیں۔ کہ پانی کی بوند بھی حاصل کرنا دشوار ہو۔ تو بتاؤ۔ پھر کیا تمہارے معبودان باطل تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے۔ اور یقیناً نفی میں ہے۔ تو اٹھو۔ اور اعتبار تشکر میں اس کے سامنے جھک جاؤ۔

سورۃ القلم اور جنون و خرد

(ن) حضورؐ کے متعلق کفار کی رائے تھی۔ کہ ان کو خلل دماغ ہے۔ یورپ کے بعض متعصب مستشرقین نے بھی یہ کہا ہے۔ کہ نبوت محض مرض صرع کا دوسرا نام تھا معاذ اللہ مگر قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ قلم اور تحریر کا جتنا ذخیرہ اس وقت فطرت نے محفوظ رکھا ہے۔ اور جس قدر کہ اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس سارے ذخیرۂ ادب و حکمت کو میزان کے پلڑے میں رکھو۔ اور اسکے بعد اس پیغام کو دوسرے پلڑے میں رکھو۔ جس کو معاذاللہ اس عظیم ہستی نے پیش فرمایا ہے جس کے متعلق جنون کا الزام کرو۔ اور دیکھو کہ کون شخص اعلیٰ عقل و دانش کا مالک ہے۔ کہ انسانی تصنیف میں اس کی مثال ہے۔ قیامت تک انسان جیسے

اسکے پیش کردہ پیغام کی برکات سے استفادہ کرتی رہے گی۔ اور جس سرچشمۂ معارف میں کبھی کمی پیدا نہ ہوگی۔ یہ کتنی بڑی فریب خوردگی ہے کہ ایک ایسی شخصیت جو انسانوں کی فطرت کو بدل کر رکھ دے۔ جو ایک مضبوط اور قابل قدر معاشرتی نظام پیش کرے۔ جو ایک مستقل اور پائدار تہذیب کی تاسیس کرے۔ اور ہزاروں حکماء اور فلسفیوں کو اپنا غلام بنائے۔ اسکے متعلق یہ فیصلہ ہو کہ اس کا دماغ صحیح نہیں ہے۔ اگر باوجود ان بلند عالی اور اس رفعت و عظمت کے ایک شخص کا دماغ صحیح نہیں ہے۔ تو پھر صحت دماغی کا معیار کیا ہے؟ اور اگر یہ جنون ہے۔ تو کیا دنیا بھر کی عقل و دانش کو اس پر قربان نہیں کیا جا سکتا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس نوشتے کے انکار کا اظہار انتہائی تعصب اور بے حسی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ جس شخص کو ادنیٰ ترین قوت تمیزی بھی عطا ہوئی ہے۔ وہ بھی یہی فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیائے عقل و خرد کے سب سے بڑے انسان ہیں۔

حل لغات

یُجِیْرُ۔ پناہ دیتا ۔
غَوْرًا۔ گہرا۔ عمیق ۔ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ۔ غیر منقطع۔ جو ختم ہونیوالا نہیں ۔ مَّعِیْنٍ۔ آپ رواں ۔

۴- وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ○
۴- اور بیشک تو بہت بڑا خلیق ہے ○

۵- فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ○
۵- سو اب تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لیں گے ○

۶- بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ ○
۶- کہ تم میں کون دیوانہ ہے ○

۷- إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○
۷- بیشک تیرا رب اُسے خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بہکا ہوا ہے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں ○

۸- فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ○
۸- سو تو جھٹلانے والوں کا کہا نہ مان ○

۹- وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ○
۹- وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں

۱۰- وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ ○
۱۰- اور کسی قسمیں کھانے والے ذلیل کا کہا نہ مان ○

۱۱- هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ○
۱۱- جو طعنے دیتا چغلی کرتا پھرتا ہے ○

۱۲- مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ○
۱۲- بھلے کام سے روکتا پھرتا ہے حد سے باہر نکلا ہوا ہے گنہگار ہے ○

۱۳- عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ○
۱۳- بدخو اس کے بعد بدنام ○

۱۴- أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ○
۱۴- اس لئے کہ مال اور بیٹوں والا ہے ○

زنیم کے معنے

ان آیات سے غرض یہ ہے کہ جب یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ذہنی اور فکری کرامت کے ساتھ حسن اخلاق سے بھی بدرجہ اتم نوازا ہے اور وجہ اس کے منکر والے نہیں مانتے۔ اور سفلی و خباثت سے آلودہ ہیں۔ آپ انکے خیالات کا قطعاً احترام نہ کریں۔ اور وہ انکے جذبات کی رعایت ملحوظ رکھیں۔ انکی خواہش ہے۔ کہ کسی طرح آپکو مداہنت پر آمادہ کریں۔ اور اس چیز کا اعلیٰ کریں۔ کہ آپ انکے عقائد و افکار کی مذمت نہ کریں۔ اور اس قسم میں کامل رواداری سے کام لیں۔ بجز یہ دو ایسا ہے۔ کہ یہ ان کے ایک ایک عیب کو کھلے بندوں بیان کریں۔ اور ان کو بتائیں کہ ان اخلاق کے ساتھ یہ توقعات حقیقت میں محض فریب ہے۔ انکے بعد ان لوگوں کی اخلاقی برائیاں گنائی ہیں۔ فرمایا۔ حق و صداقت کی انکے نزدیک کوئی قیمت ہی نہیں۔ نہایت بیباکی سے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ اور ذلیل اتنے ہیں۔ کہ جھوٹ کو پہنچنے باعث فخر خیال کرتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کی عزت کے دشمن سمجھے ہیں۔ چغل خور اور عادی ہیں۔ نیکی اور تقویٰ کی کوئی بات انکو پسند نہیں۔ ہر بھلے کام سے روکتے ہیں۔ سرکش حد سے بڑھے ہیں۔ نہایت بُرے اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ واضح رہے۔ کہ زنیم کے لغوی معنے اس شخص کے ہیں۔ جو اپنے کو ایک معزز قوم کی طرف منسوب کرے۔ حالانکہ وہ اس میں سے نہ ہو۔ اور یہ بھی ہیں۔ کہ وہ شر و فساد میں شانی امتیاز رکھتا ہو جیسا کہ شعبی کا قول ہے هو الرجل يعرف بالشر واللؤم كما تعرف الشاة بزنمتها۔ پہلے معنوں کی تائید میں حضرت حسان کے اس شعر کو پیش کیا جا سکتا ہے ۔

وانت زنيم نيط في آل هاشم كما نيط خلف الراكب القدح الفرد

(بقایا صفحہ ۱۳۵۲ پر)

حل لغات

خُلُقٍ عَظِيمٍ ۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مرتبے بڑاں آپ کی رہنمائی اور خلق عالیہ فضائل کے فراز اعلیٰ پر فائز ہے ۔

هَمَّازٍ ۔ طعنہ دینے والا ۔

عُتُلٍّ ۔ سخت آواز ۔ سخت مزاج ۔

۱۵- اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○

۱۶- سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ○

۱۷- اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِیْنَ ○

۱۸- وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ ○

۱۹- فَطَافَ عَلَیْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ○

۲۰- فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ ○

۲۱- فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ ○

۲۲- اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ○

۲۳- فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ○

۲۴- اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ○

۱۵- جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ○

۱۶- اب ہم اس کی سونڈ (ناک) پر داغ دیں گے ○

۱۷- ہم نے انہیں آزمایا۔ جیسے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی۔ کہ صبح ہوتے ہی ہم اس کا میوہ توڑ لیں گے ○

۱۸- اور انشاء اللہ بھی نہ کہا ○

۱۹- پھر تیرے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا اس باغ پر پھر گیا۔ اور وہ سو رہے تھے ○

۲۰- پھر وہ باغ کٹی کھیتی کی مانند ہو گیا ○

۲۱- پھر صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو پکارنے لگے ○

۲۲- کہ اپنے کھیت میں صبح ہی چلو اگر تم کاٹنے والے ہو ○

۲۳- سو وہ گئے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے تھے ○

۲۴- کہ آج باغ میں تمہارے پاس کوئی فقیر نہ آنے پائے ○

ــــ بہرحال ان آیات میں کفار مکہ کی یہی اخلاقی تصویر کھینچی ہے۔ اور ولید کی ان عادات کے متصف لوگ متکبر و مغرور اس وجہ ہیں، کہ جب ہماری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو محض مال و دولت و افرادی تعداد کے بھروسہ پر کہہ دیتے ہیں، کہ یہ تو محض پہلوں کے افسانے اور قصے کہانیاں ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم ان کے کبر و غرور کو خاک میں ملا دیں گے اور اس نخوت و انکار کی وجہ سے یہ حق کو قبول نہیں کرتے تحقیر و ذلیل سے دوچار کریں گے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۳۵۱)

باغ والوں کی مثال

ف ان آیات میں اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ اللہ کے مال و دولت کی بنا پر احکام الٰہی کا انکار کرتے ہیں۔ انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ فراوانی اور آسودگی ہمیشہ نہیں رہے گی۔ فرمایا کہ مکے والوں کو ہم نے عیش و تنعمات سے بہرہ مند کر کے اسی طرح آزمایا ہے جس طرح کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو ہم نے مال و دولت سے نوازا۔ ان کو ایک نہایت عمدہ باغ مرحمت فرمایا۔ مگر انہوں نے از راہ بخل یہ طے کر لیا۔ کہ ہم اس کا پھل صرف آپس میں بانٹ لیں گے۔ اس میں کسی غریب کا حصہ نہیں ہوگا۔ پھر یہ کہ

باغ کی آمدنی سے ملیگا۔ اس کو صرف اپنی تن آسانی کے لئے استعمال کریں گے۔ اور مستحقین کو کچھ نہیں دیں گے۔

حل لغات

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔ یعنی اس کی شہرت کو خراب کر دیں گے۔ اس کی ذلت و تحقیر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ کے اوراق میں منضبط کر دیں گے۔ جریر کا شعر ہے ؎

لما وضعت علی الفرزدق میسمی

وعلی البعیث جدعت انف الاخطل

وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ۔ انشاء اللہ نہ کہنا۔

طَآئِفٌ۔ گردش۔ عذاب۔

صَرِیْم۔ کٹا ہوا کھیت۔

۲۵- وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ○
۲۵- اور سویرے چلے لپکتے ہوئے زور کے ساتھ ○

۲۶- فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ○
۲۶- پھر جب اُسے دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے ○

۲۷- بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○
۲۷- نہیں بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی ○

۲۸- قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ○
۲۸- ان کا بھلا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے ○

۲۹- قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○
۲۹- بولے ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم ہی تقصیر وار ہیں ○

۳۰- فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ○
۳۰- پھر بعض بعض کو ملامت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے ○

۳۱- قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ○
۳۱- بولے ہم پر افسوس ہم ہی سرکش تھے ○

۳۲- عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ○
۳۲- شاید ہمارا رب اس باغ سے بہتر باغ ہمیں بدل دے۔ ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں ○

۳۳- كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○
۳۳- یوں عذاب آتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ اگر وہ جانیں ○

۳۴- اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○
۳۴- بیشک متقیوں کے لئے اُن کے رب کے پاس نعمت کے باغ ہیں ○

. . . . نتیجہ یہ ہوا، کہ ایک دن صبح کو جب یہ لوگ نہایت بھرپور باغ میں پہنچے، تو دیکھا، کہ بالکل ویران ہے۔ اس وقت ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور یہ کہنے لگے۔ کہ اب ہم خدا کی طرف پلٹتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ ہم کو اس سے زیادہ بہتر باغ عنایت فرمائے گا۔

کیا مسلمان اور جرائم پیشہ لوگ برابر ہیں

ف۱ جس طرح حق و باطل میں تقابل ہے۔ فسق و فجور، تقویٰ اور پرہیزگاری برابر نہیں۔ اور جس طرح سرکشی اور تمرد میں بین تفاوت ہے۔ اسی طرح نتائج اعمال میں درجات کا فرق درحق ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی سیاہ کاریوں کے باعث اللہ کے غضب و سخط کے مستحق ہیں اور کچھ وہ ہیں جو صحت العقیدہ اور حسن عمل کی بدولت مقام تقریب حضوری پر فائز ہیں۔ جن کے لئے روح، اور جسم کی پوری آسودگی کا انتظام ہے یہ لوگ جنات نعیم میں ہوں گے۔ اور جن کی لذتوں سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ ان کے لئے روح کی بالیدگی کا سلسلہ مہیا ہو گا۔ ان کے لئے دیدہ و تفکر کے لئے رب السموات کی جلوہ فرمائیاں باعث تسکین ہوں گی۔ اعاذنا اللہ

اس طرح وہاں رہیں گے۔ جس طرح ایک عزیز اور محترم مہمان رہتا ہے۔ محض اس پاداش میں کہ انہوں نے دنیا میں اپنے سکھ اور آرام کی پرواہ نہ کی۔ اور دولت حسین پر مقدم نہ سمجھا۔ انہوں نے ہمیشہ زندگی کا نصب العین خدا کی خوشنودی کو قرار دیا۔ کیا یہ مخلصین اور وہ لوگ جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کی راہ میں مشکلات حائل کیں، برابر ہیں۔ کیا یہ لوگ جنہوں نے اپنی جرائم پیشگی سے مسلمانوں کو صدمے پہنچائے۔ جنہوں نے قلب و روح کی بربادیوں کو دعوت دی۔ جن کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے زمین کانپ اٹھی۔ ان لوگوں کی ہمسری کے دعویدار ہیں۔ جنہوں نے پاکیزگی اور تقویٰ کو چاردانگ عالم میں پھیلا دیا۔ فرمایا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم اس طرح کے نامنصفانہ فیصلے کر رہے ہو۔ کیا کسی الہامی کتاب میں یوں لکھا ہے یا ہم نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ باوجود فسق و فجور اور انکار و الحاد کے ہو گا وہی۔ جو یہ چاہیں گے کیا ان کے شرکاء نے انہیں یہ پٹی پڑھائی ہے؟ وہ کہاں ہیں۔ کیوں میدان میں نکل کر اپنے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتے۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مراتب اپنے بندوں کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں۔ وہ ان لوگوں کو قطعاً نہیں مل سکتے۔ جو اپنے

ذکر قرآن میں ہے۔ حل لغات :- حَرْدٍ ۔ بخل و امساک ۔

۳۵ - أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝
۳۶ - مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝
۳۷ - أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝
۳۸ - إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝
۳۹ - أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ۝
۴۰ - سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ۝
۴۱ - أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝
۴۲ - يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝
۴۳ - خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا

۳۵- کیا ہم فرمانبرداروں کو گنہگاروں کے برابر کردیں گے؟ ○ ف
۳۶- تمہیں کیا ہو گیا کیا فیصلہ کرتے ہو ○
۳۷- کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟ ○
۳۸- کہ وہاں تمہارے لئے وہی ہے جو تم پسند کرتے ہو ○
۳۹- کیا تم نے ہم سے پوری قسمیں لی ہیں جو قیامت تک چلی جائیں گی کہ تمہارے لئے وہی ہوگا جو تم ٹھہراؤ گے ○
۴۰- ان سے پوچھ کہ کون ان میں اس کا ذمہ دار ہے! ○
۴۱- کیا ان کے شریک ہیں سو اگر سچے ہیں۔ تو اپنے شریکوں کو لائیں ○
۴۲- جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور سجدہ کی طرف بلائے جائیں گے۔ تو سجدہ نہ کرسکیں گے ○ ف
۴۳- ان کی آنکھیں نیچے جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی

ف فرمایا۔ ان عبادت ناآشنا لوگوں کو جب اس وقت دعوت سجود دی جائے گی۔ جب کہ قیامت کے اہوال شدت پر ہوں گے۔ تو اس وقت ان کی جبینیں قطعاً نہیں جھک سکیں گی۔ ان کی نظریں مارے شرم وندامت کے زمین بوس ہوں گی۔ اور ان پر ذلت وحقارت چھا رہی ہوگی۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا۔ کہ دنیا میں باوجود تندرستی اور صحت و توانائی کے ذوق عبادت سے محرومی کتنا بڑا جرم تھا۔
فرمایا۔ یہ لوگ آج ان حقائق کو جھٹلاتے ہیں۔ مگر عنقریب غیر محسوس طریق پر یہ لوگ جہنم کی طرف کھنچے ہوئے جا رہے ہیں۔

حل لغات

تدرسون۔ پڑھتے ہو۔

زعیم۔ ذمہ دار۔ ضامن۔
یکشف عن ساق۔ حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا۔ کہ کشف عن الساق کے کیا معنے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جو بات سمجھ میں نہ آئے۔ اس کو اشعار عرب کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔ کیونکہ وہ عربی کے ذخائر معلومات کا بہت بڑا مستند ذخیرہ ہے۔ اسکے بعد فرمایا۔ اسکے معنے کرب اور شدت کے ہیں۔ اور سند میں یہ شعر پڑھا ہے
سن لنا قومک ضرب الاعناق • وقامت الحرب بنا على ساق
ان معنوں میں اور بھی اشعار عربی ادب میں کہے گئے ہیں۔ ابو عبید جیسے جہابذہ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں سہ قد شمرت عن ساقہا ۔
فشدوا ولا تسأموا • جریر کہتا ہے ؎
الا رب سام الطرف من آل مازن • اذا شمرت عن ساقها الحرب شمرا
ابن قتیبہ کہتے ہیں۔ کہ یہ محاورہ یوں پیدا ہوا ہے کہ آدمی جب کسی مرحلے سے دوچار ہوتا ہے تو فوراً تسمہ باندھ کر پنڈلیوں سے کپڑا اٹھاتا ہے۔ اسلئے
مقام شدت و کرب میں اس کا استعمال ہونے لگا۔ اور اسکے یہ معنے ہوئے۔ کہ کشف عن ساقہ۔

يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝

۴۴- فَذَرْنِیْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

۴۵- وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِیْ مَتِيْنٌ ۝

۴۶- اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝

۴۷- اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

۴۸- فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ

اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝

۴۹- لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ

بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۝

۵۰- فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

۵۱- وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ

بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ

ہوگی۔ اور پہلے جب وہ سجدہ کرنے کے لئے بلائے جاتے تھے بھلے چنگے تھے ۝

۴۴- سو اب مجھے اور اس حدیث (یعنی قرآن کے) جھٹلانے والوں کو چھوڑ دے ہم انہیں اس راستے سے بتدریج کھینچ لائیں گے جہاں انہیں خبر بھی نہ ہوگی ۝

۴۵- اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں، بیشک میری تدبیر مضبوط ہے ۝

۴۶- کیا تو ان سے کچھ مزدوری مانگتا ہے کہ وہ چٹی سے بوجھل ہو رہے ہیں ۝

۴۷- کیا انکے پاس علم غیب ہے کہ وہ لکھتے ہیں ۝

۴۸- سو تو اپنے رب کا انتظار کر اور مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہو کہ جب اس نے دعا کی، اور غصہ میں بھرا ہوا تھا ۝

۴۹- اگر اسے اس کے رب کا فضل نہ سنبھالتا۔ تو وہ چٹیل میدان میں پھینکا جاتا اور بدحال ہوتا ۝

۵۰- پھر اس کے رب نے اسے نوازا اور نیکوں میں کر دیا ۝

۵۱- اور تحقیق نزدیک ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے کہ وہ اپنی تند نظروں سے تجھے ڈگا دیں جب وہ قرآن سنتے اور کہتے

اللہ کی گرفت اور اس کی تدبیر

اس سے غرض یہ ہے کہ اللہ کی گرفت نمود اور بیداوار سے نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ازراہ حلم نافرمانیوں اور سرکشیوں کو برداشت کرتا ہے اور اصلاح حالات کے لئے پوری مہلت دیتا ہے۔ پھر جب معاملہ حد ضبط اور حلم سے بڑھ جاتا ہے۔ اور اصلاح کی توقع باقی نہیں رہتی۔ تو یکایک پھر قانون مکافات حرکت میں آتا ہے۔ اور مجرموں کا سر کچل کر رکھ دیتا ہے۔ کید کے معنے دراصل سوء تدبیر کے نہیں ہیں۔ بلکہ ایسی بات اور ایسے طرز عمل کے ہیں۔ جو چھپ کر اپنا نتیجہ پیدا کرے اس میں کیا عجب ہے کہ عذاب خفیہ ہوتا ہے۔ تو جیسے اللہ اس کو ابتداء میں سزا کا احساس نہیں ہوتا انسان لذت اور خواہشات کے دام میں کچھ اس طرح الجھ جاتا ہے کہ پھر چھٹکارا ممکن نہیں ہوتا ہے۔ اور یہی قسمت اس کے لئے اور جب عذاب ہوتا ہے تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ ہم کیسے ... سمجھ سکتے ہیں کہ ... سے کچھ نہیں آتیں اور یہی مطلب ہے اس بات کا کہ وہ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ۔

ف۴۶ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ کا تعلق گذشتہ سبق سے ہے۔ مقصود یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ لوگ ایمان کی نعمت سے آخر محروم کیوں ہیں۔ آخر جب یہ بات طے ہے کہ اسلام انسانیت کے لئے آخری پیغام ہے۔ جس میں تمام روحانی اور مادی سعادات کامل ہے۔ جس میں نجات و سعادت ہے۔ فلاح دارین ہے۔ پاکیزگی اور ارتقاء ہے۔ اور جب یہ مسلم ہے کہ اس نے عقل جیسی تعلیمات کی صداقت کی وجہ سے اتنی بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ کہ انسانوں کو پستی اور ذلت سے اٹھایا ہے اور انتہائی بلندیوں تک اچھال دیا ہے۔ عربوں کو جو جرائم پیشہ اقوام تھے سے تہذیب و جاہلیت و خلق کا معمار بنا دیا ہے۔ اور دیکھتے دیکھتے علم و حکمت کے ایک عالم کی بنیاد رکھی ہے۔ کہ دنیا کے کفر کی آنکھیں اس کی روشنی اور چمک سے خیرہ ہو چکی ہیں۔ اس حالت میں سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کیوں اس صداقت کو قبول نہیں کرتے اور کیوں خدا و ندی رحمت کے سامنے نہیں جھکتے اور ان عقلی اور جنسیاتی پر قائل نہیں ہوتے

(باقی صفحہ ۱۳۵۷ پر)

حل لغات۔ مَغْرَمٍ ۔ تاوان ۔ مُثْقَلُوْنَ ۔ گراں بار بوجھ کے ۔ نیچے ۔ مَكْظُوْمٌ ۔ غم اور غصہ میں مبتلا ۔ غم اور اندوہ سے معمور ۔

اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ○	کہ تو دیوانہ ہے ○
۵۲- وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ ع	۵۲- اور یہ تو جہان والوں کیلئے نری نصیحت ہی نصیحت ہے ○

آیاتہا ۵۲ (۶۹) سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ (۷۸) رکوعاتہا ۲

(۶۹) سورۂ حاقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- اَلْحَآقَّةُ ○	۱- ضرور ہونے والی ○
۲- مَا الْحَآقَّةُ ○	۲- کیا ہے وہ ضرور ہونے والی ○
۳- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ○	۳- اور تونے کیا سمجھا کہ کیا ہے وہ ضرور ہونے والی ○
۴- كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ○	۴- ثمود نے اور عاد نے اس کھڑکھڑانے والی کو جھٹلایا ○
۵- فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ○	۵- سو ثمود تو ایک حد سے بڑھ جانے والی کڑک سے ہلاک کئے گئے ○
۶- وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○	۶- اور وہ جو عاد تھے سو بڑے زور کی سناٹے کی آندھی سے ہلاک کئے گئے
۷- سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○	۷- اس کے جڑ کاٹنے والی ہوا کو سات رات اور آٹھ منحوس دن تک ان پر لگا رکھا تھا۔ پھر تو اس آندھی میں اس قوم کو اس طرح زمین پر گرا ہوا دیکھتا ہے کہ گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے تھے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۵۵- ۱- کہاں سے مذہب کی مخالفت کے نامبارک ... بھوں کیا ہوا ہے جیسے بوجھ کے دو لیے ہوئے ہیں یہ ... ہے۔ کہ انکو علم غیب ہے یہ وہ دفتر ہے جو انکے پاس محفوظ رکھا ہے۔ بہرحال کچھ تو بتانا چاہیئے کہ ان کی اس انکار کی وجہ کیا ہے۔ ف۲ یعنی ان لوگوں کے انکار و تکذیب پر بیکل ہو کر حضرت یونس کی طرح بد دعا میں اور ترک شفقت میں جلدی نہ کریں۔ اور پورے صبر و سکون کیساتھ ان کی ہر حرکت کو برداشت کریں۔ اللہ نے چاہا تو آپ کی آواز صدا بصحرا ثابت نہیں ہوگی۔ حضرت یونس کا قصہ یہ ہے۔ کہ انکی نافرمانی سے رنجیدہ ہو کر اللہ کے عذاب کے طالب ہوئے اور اصلاح سے مایوس ہو کر قوم کو چھوڑ کر ہجرت پر آمادہ ہو گئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئی۔ اور جب دریا پار کرنے لگے۔ تو ایک بڑی مچھلی کا لقمہ بن گئے۔ اور اگر چہ ... توبہ و انابت کی توفیق میسر نہ ہوتی۔ تو مچھلی کے پیٹ سے نہ نکلتے۔ اور اللہ کا انعام شامل حال نہ ہوتا۔ تو میدان میں بُرے حالوں پڑے رہتے۔ یہ اللہ کا فضل تھا۔ کہ اس نے حضرت یونس کو دوبارہ زندگی بخشی۔ اور اس قابل بنایا کہ وہ تبلیغ و دعوت کے فرائض کو پورا کر سکیں ●

سورۃ الحاقۃ

ف۱ قیامت کا لقب حاقہ بھی ہے۔ یعنی دنیا کی ہر حقیقت میں شکوک و ارتیاب کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ ایک قطعی حقیقت ہے۔ کہ یہ عالم طبیعیاتی فانی ہے اور ایک دن ضرور ٹوٹنے والا ہے۔ جب کہ یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائیگا ثمود و عاد نے اسی چیز کی تکذیب کی اور نہایت بیجوتی کے ساتھ حشر کے عقیدہ کو ٹھکرا دیا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صفحۂ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے ●

سرچشمۂ حیات سے بُعد کا نتیجہ

ف ان آیات میں یہ قانون واضح فرمایا ہے۔ کہ کوئی قوم زندگی کا اُسوقت تک استحقاق نہیں رکھتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین کی اطاعت نہ کرے۔ اور اپنی خواہشات کو اسکے ارادہ اور منشا کے تابع نہ کرے کیونکہ مقدرات میں سے ہے۔ کہ کوئی نفس اس سرچشمۂ حیات و ارادے سے الگ رہ کر اپنی انفرادیت باقی نہیں رکھ سکتا چنانچہ جب کسی قوم نے اس اصول کو نہیں سمجھا۔ اور اللہ کے تحمل کی پرواہ نہیں کی۔ اس کا نتیجہ عبرتناک ہوا۔ اور اس کو زندگی سے محروم کر دیا ثمود و عاد کی قوم مٹا دی گئی ●

حل لغات :- الطاغیۃ۔ زور دار آواز ● صرصرٍ۔ تیز و تند ہوا ● عاتیۃ۔ حد سے بڑھنے والی ● حسوما۔ مسلسل۔ تباہ کن ●

۸- فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○
۸- سو تجھے ان میں کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے؟ ○

۹- وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ○
۹- اور فرعون اور اس سے پہلے والوں اور اُلٹی بستیوں والیوں نے گناہ کیے ○

۱۰- فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ○
۱۰- پھر اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی، پھر خدا نے انہیں سخت پکڑ میں پکڑا ○

۱۱- اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ○
۱۱- جب پانی نے طغیانی کی تو ہم ہی نے تمہیں کشتی میں سوار کیا ○

۱۲- لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○
۱۲- تاکہ اس کشتی کو ایک یادگار بنائیں کہ اُسے کوئی یاد رکھنے والا کان یاد رکھے ○

۱۳- فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○
۱۳- سو جب صور میں ایک بار پھونک پھونکی جائے گی ○

۱۴- وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○
۱۴- اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائینگے پھر وہ ایک ہی چوٹ سے ٹکرا کر پارہ پارہ ○

۱۵- فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○
۱۵- پھر اس دن ہونے والی ہو جائے گی ○

۱۶- وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○
۱۶- اور آسمان پھٹ جائے گا، اور وہ اس دن بودا ہو جائے گا ○

۱۷- وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○
۱۷- اور فرشتے اسکے کناروں پر ہونگے اور اس دن آٹھ فرشتے تیرے رب کا تخت اوپر اُٹھائے ہوں گے ○

فرعون اور اسکا لشکر قلزم میں اپنی عزت و جلالت سمیت ڈبو دیا گیا۔ قوم لوط کی بستیاں اُلٹ دی گئیں۔ اور اسی طرح جب بھی کسی قوم نے سرکشی اور تمرد کا اظہار کیا ہے۔ اللہ نے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے قانون کا ذکر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جہاں فاسقوں اور فاجروں کو اللہ نے سزا دی ہے۔ وہاں عین حالت عذاب میں پاکبازوں کی حفاظت اور ان کی دستگیری کی ہے۔ مثال میں حضرت نوح کو۔ کہ اس وقت جب کہ آسمان کے دروازے کھل گئے۔ اور زمین کے چشمے سمندر اگلنے لگے۔ اللہ نے ان کو توفیق رحمت فرمائی۔ کہ نبی اور مومنین کی حفاظت کیلئے ایک کشتی بنائیں۔ اور اسکو بلا خطر اس طوفان میں ڈال دیں۔ اور یہ اس لئے ہوا تاکہ منکرین یہ محسوس کرلیں کہ یہ عذاب محض اتفاق و بخت کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ علیم و حکیم خدا کے فیصلے کے مطابق نازل ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں نافرمانوں کو غرق کیا گیا ہے۔ وہاں مومنوں کو بچا لیا گیا ہے۔

صور پھونکا جائیگا

نرسنگے میں پھونکنے کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ بطور اعلان و اعلام کے ہوگا جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ اس بساط لہو و لعب کو الٹ دیا جائے۔ اور یا خود اس آواز میں یہ اثر ہوگا۔ کہ اس کی وجہ سے عالم کون و مکان درہم برہم ہو جائیگا۔ اور عقلاً اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آواز میں تاثیر پیدا کر دے۔ بہرحال یہ ایک واقعہ ہے۔ کہ جب یہ موعودہ وقت آجائیگا۔ اس وقت یہ سقف زرنگار پھٹ جائیگا اور فرشتے اس کے کناروں پر آگھیریں گے پھر عدل و انصاف سجایا جائے گا۔ اور رب قدوس کی تجلیات عرشی جلالت بھرے آنگن ہوں گی۔ جس کو آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا۔

حل لغات

بَاقِيَة ۔ کوئی شخص یا قوم کا بچا کھچا حصہ ۔
اَخْذَةً رَّابِيَةً ۔ بہت سخت گرفت ۔
وَاعِيَة ۔ وہ کان جو سننے یا رکھنے کے ہیں ۔
دُكَّتَا ۔ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے ۔
اَرْجَآئِهَا ۔ کنارے ۔

۱۸- يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ○
۱۹- فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ
هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ○
۲۰- إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ○
۲۱- فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○
۲۲- فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○
۲۳- قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ○
۲۴- كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ
الْخَالِيَةِ ○
۲۵- وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي
لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ○
۲۶- وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○
۲۷- يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○

۱۸- اس دن تم پیش کیے جاؤ گے کوئی بھید تمہارا چھپا نہ رہے گا ○
۱۹- سو جس کی (اب اعمالنامہ) اسکے داہنے ہاتھ میں دی جائیگی
وہ کہیگا دیکھو میرا اعمالنامہ ○
۲۰- میں جانتا تھا کہ میرا حساب مجھے ملنا ہے ○
۲۱- سو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا ○
۲۲- بلند بہشت کے درمیان ○
۲۳- اسکے میوے جھک رہے ہوں گے ○
۲۴- رچتا پچتا کھاؤ پیو۔ اس کا بدلہ جو تم نے ایام گذشتہ
میں کیا تھا ○
۲۵- اور جس کو اس کی کتاب بائیں ہاتھ میں ملے گی وہ کہیگا
کاش کہ میرا اعمالنامہ نہ ملتا ○
۲۶- اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ○
۲۷- کاش موت خاتمہ کر دیتی ○

ہر ایک شخص کو اس کے رو برو پیش کیا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کہ کوئی بات بھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔ وہ ہر بات کو اور ہر حرکت کو تمام تفصیلات کے ساتھ جانتا ہے۔ پھر کچھ لوگ تو ایسے خوش قسمت ہوں گے۔ کہ نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی علامت ہوگی۔ کہ یہ اللہ کے نزدیک مکرم اور معزز ہیں۔ یہ نہایت عمدہ زندگی بسر کریں گے۔ یعنی بہشت بریں میں ہونگے۔ جہاں میوے نزدیک اور سہل الحصول ہونگے۔ ان سے کہا جائیگا۔ کہ اب یہاں مزے سے کھاؤ۔ اور پیو۔ یہ تمہارے گزشتہ اعمال کا ثمرہ ہے۔ اور کچھ ایسے بدقسمت ہونگے۔ جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا کے معتوب قرار پائیں گے۔ اور جسم و روح کی شدید ترین اذیتوں میں مبتلا ہوں گے۔

معتوب گروہ

کل یہ معتوب لوگ جن کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا۔ یعنی ذلت و تحقیر کا سامان ہوں گے یہ جب دیکھیں گے۔ کہ اس دفتر اعمال میں کوئی خوشخبری نہیں ہے۔ تو ازراہ حسرت کہیں گے۔ کہ اے کاش ہم کو یہ نہ ملا ہوتا۔ اور ہم اپنے اعمال سے آگاہ نہ ہوتے۔ اے کاش موت کے بعد یہ لمحات زندگی نہ عطا کئے جاتے۔ اور موت ہی ہمارے لئے فیصلہ کن ثابت ہوتی۔

۲۸- مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۚ
۲۹- هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ
۳۰- خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ
۳۱- ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ
۳۲- ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا
فَاسْلُكُوْهُ ۗ
۳۳- اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ
۳۴- وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۗ
۳۵- فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۙ
۳۶- وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۙ
۳۷- لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۚ
۳۸- فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ
۳۹- وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ

۲۸- میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا ○
۲۹- میری سلطنت مجھ سے جاتی رہی ○
۳۰- اُسے پکڑو پھر طوق پہناؤ ○
۳۱- پھر دوزخ میں داخل کر دو ○
۳۲- پھر اس زنجیر میں جو ستر گز لمبی ہے
اُسے جکڑو ○
۳۳- بیشک وہ اللہ عظیم پر ایمان نہ لاتا تھا ○
۳۴- اور فقیر کو کھانا دینے پر ترغیب نہ دیتا تھا ○
۳۵- سو آج اُس کا نہ کوئی یہاں دوست دار ہے ○
۳۶- اور نہ سوائے زخموں کے دھوون کے کچھ کھانا ہے ○
۳۷- جسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا ○ ع
۳۸- سو جو تم دیکھتے ہو۔ میں اس کی قسم کھاتا ہوں ○
۳۹- اور جو تم نہیں دیکھتے (اس کی بھی) ○

ف۱ ہم دنیا میں اپنے مال و دولت پر مغرور تھے۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ یہ ثروت، یہ کثرت اور خزانے۔ ہمیں عاقبت میں بھی عزت و افتخار بخشیں گے۔ اور جس طرح دنیا میں ہم تمول کی وجہ سے ہر نوع کی آسودگی حاصل کر لیتے ہیں۔ شاید آخرت میں بھی اس کی بدولت جنت اور اس کی آسائشوں کو خرید سکیں گے۔ مگر آہ کہ یہ خیال درست ثابت نہیں ہوا۔ ان لوگوں کے متعلق یہ فیصلہ ہو گا۔ کہ ان کو پکڑو۔ اور طوق و سلاسل پہنا دو۔ اور پھر ایک طویل زنجیر میں جکڑ کر جہنم میں جھونک دو۔ کیونکہ ان لوگوں کا اللہ پر ایمان نہ تھا۔ ان کے دلوں میں بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی نہ تھی۔ ان کے دل غریبوں کو دیکھ کر پسیجتے نہ تھے۔ یہ اپنے دسترخوان سے مسکینوں کو کھانا نہیں دیتے تھے۔ اور ان کو دیکھ کر ان کے لئے جذبات شفقت و محبت پیدا نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے آج ان کا یہاں کوئی دوست نہیں۔ جو ان کو اس وقت دکھ درد سے بچائے۔ اور کھانا بھی ان کو یہی ملے گا۔ وہ غسلین۔ کو بجز گنہگار ہی کھا سکتے ہیں۔

جہنم اصل میں نام ہے۔ ذلت و تحقیر کا۔ اور اذیت و تکلیف کا۔ اور بدی و اعمال کے مطابق سزا کا۔ چونکہ کفار آزاد تھے۔ اس لئے یہاں طوق و زنجیر سے ان کی تواضع کی گئی۔ چونکہ ان کے قلب و دماغ پر بوجھ تھا اس لئے کھانا وہ تجویز ہوا۔ جو اس کو بتا دے کہ اللہ کے نزدیک صرف کھانا پینا کوئی زندگی کی اہم غرض نہیں ہے۔ اور جو اپنے سامنے زندگی کا نصب العین صرف یہ رکھتا۔ کہ صبح و مسا پر تکلف اور پرتعیش کھانوں سے اپنے کام و دہن کی تسکین کا سامان بہم پہنچائے۔ وہ یہاں کتنا ذلیل اور حقیر کھانا کھاتا ہے۔ پھر اس کا معیار زندگی یہ تھا۔ کہ ٹھاٹ کے ساتھ رہے۔ عالیشان محلات ہوں۔ اور ہر قسم کے سامان آسائش میسر ہوں۔ یہاں اس کی سزا یہ ہے۔ کہ جہنم ٹھکانا ہو۔ آگ و تپش اس کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ شعلے اٹھتے اس کا استقبال کریں۔

حل لغات:۔ سُلْطٰنِيَهْ ۔ یعنی دلیل میرا جبہ اور میرا عزم و ثروت۔
سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ۔ درازی اور طول کی وسعت کی طرف اشارہ ہے۔
غِسْلِيْنٍ ۔ زخم یا مدعد کسی چیز کا دھوون۔ بقول مولانا شاہ رفیع الدین

۴۰- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ۙ

۴۰- کہ بیشک یہ قرآن ایک پیغام لانے والے سردار کا قول ہے ۝

۴۱- وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ۙ

۴۱- اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں۔ تم تھوڑا ایمان لاتے ہو ۝

۴۲- وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ؕ

۴۲- اور نہ کسی پریوں حاضرات والے کا قول ہے[ف۱] تم کم ہی دھیان کرتے ہو ۝

۴۳- تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۴۳- یہ جہان کے رب کا اتارا ہوا ہے ۝

۴۴- وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ۙ

۴۴- اور اگر یہ ہم پر کوئی بات بھی از خود اپنی طرف سے بنا لاتا ۝

۴۵- لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ۙ

۴۵- تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ۝

۴۶- ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ؗۖ

۴۶- پھر اس کی گردن کاٹ لیتے ۝

۴۷- فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝

۴۷- پھر تم میں کوئی نہ تھا کہ اس سے اس عذاب کو روکتا ۝

۴۸- وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

۴۸- اور بیشک یہ قرآن تو متقیوں[ف۲] کیلئے نصیحت ہے ۝

۴۹- وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝

۴۹- اور ہمیں معلوم ہے کہ بیشک تم میں اسکے جھٹلانے والے ہیں ۝

۵۰- وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

۵۰- اور یہ قرآن کافروں پر پچھتاوا ہے ۝

۵۱- وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝

۵۱- اور کچھ شک نہیں کہ وہ ضرور قابل یقین ہے ۝

۵۲- فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ؒ

۵۲- سو تو اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے، پاکی بیان کر ۝

ف۱ اسلام سے قبل عربوں میں شاعری اور کہانت کا بڑا زور تھا۔ اس لئے انہوں نے جب قرآن کو دیکھا۔ کہ اس میں بھی موسیقی اور ترنم ہے۔ سجع اور ترقیم ہے۔ تو وہ یہ سمجھے کہ یہ بھی شاید شعر و کہانت کی طرح کوئی چیز ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہ غلط ہے۔ یہ کلام انسانی دماغ کی کد و کاوش کا نتیجہ ہرگز نہیں ہے تو اس میں کہانت اور شاعری کی آمیزش ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اور بتوسط فرشتے کی وساطت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ یہ مجسم صداقت اور سچائی ہے۔ حالانکہ شعر و کہانت میں چونکہ اکذب اور احسن اوکا اصول کارفرما ہوتا ہے اور اسکے متعلق یہ احتمال بھی نہیں۔ کہ یہ اللہ جل شانہ کی خواہشات کے مطابق افترا کا ارتکاب کر سکیں گے۔ کیونکہ اگر یہ ایسا کریں۔ تو ہم انکو زندگی کے حق سے ہی محروم کر دیں۔ واضح رہے کہ قطع وتین کا اصول اجتہاد کیلئے ہے۔ اور غرض یہ ہے۔ کہ منکرین انکی جانب سے بالکل مایوس ہو جائیں۔ وہ دل کے کسی گوشے میں اس خیال کو جگہ نہ دیں۔ کہ کسی وقت بھی ان کی مرضی کے مطابق دین میں تغیر و تبدل پر قادر ہو سکیں گے۔ بہرحال نبوت کے متعلق نہیں ہے۔

ف۲ ان آیات میں قرآن کی صداقت اور حقانیت کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ جو شبہ انہیں ان لوگوں کی تشفی کیلئے پورا پورا سامان موجود ہے۔ جو پاکباز ہیں۔ جنکے قلب و دماغ میں تعصب جہل کی تاریکی نہیں ہے۔ جو دیانتداری کے ساتھ اسکو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اور خلوص کیساتھ حق کے متلاشی ہیں۔

حل لغات۔ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔ قلیل عربی میں ایسے مواقع پر بالعموم نفی کے معنے میں آتا ہے۔ تَقَوَّلَ۔ افترا دو

آیاتہا ۴۴	(۷۰) سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ (۷۹)	رکوعاتہا ۲	(۷۰) سورہ معارج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ○
۱- ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا جو واقع ہونیوالا ہے ○

۲- لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ○
۲- وہ کافروں کیلئے ہے اس کو کوئی ہٹا نہیں سکتا ○

۳- مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ○
۳- عذاب اس اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں والا ہے ○

۴- تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ○
۴- فرشتے اور روح (جبرئیل) اسکی طرف چڑھتے ہیں۔ اس دن میں وہ عذاب ہوگا جسکی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے ○

۵- فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ○
۵- پس تو اچھی طرح صبر کر ○

۶- اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ○
۶- وہ اسے دور دیکھتے ہیں ○

۷- وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ○
۷- اور ہم اُسے قریب دیکھتے ہیں ○

۸- يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○
۸- جس دن آسمان پگھلے تانبے کی مانند ہو جائے گا ○

۹- وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ○
۹- اور پہاڑ ایسے ہوں گے جیسے رنگی ہوئی اُون ○

۱۰- وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ○
۱۰- اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا ○

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ ف سَاَلَ سَآئِلٌ سے یا تو کوئی ایک شخص مراد ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ نضر بن حارث نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ عذاب جس کا آپ ذکر کرتے ہیں لے آئیے۔ کہ تکذیب کی صورت میں اس کا آنا ناگزیر ہے۔ وہ کیوں نہیں آتا۔ وہ آئے۔ اور ہم کو فنا کے گھاٹ اتار دے۔ یا کوئی شخص مراد نہیں ہے۔ بلکہ پوری قوم مراد ہے۔ کہ نزول وعید کی پیشگوئی کر کے ان کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے ان شکوک کا تذکرہ ایک دوسرے سے کیا۔ اس پر اس سورت میں سَاَلَ سَآئِلٌ کے الفاظ میں جواب مرحمت فرمایا گیا۔

بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ میں با، عن کے معنے میں ہے۔ جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ بھی آیا ہے فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا اور مطلب یہ ہے کہ فاسئل عنہ خبیرا۔ ایک شعر ہے ؎

فان تسئلونی بالنساء فاننی ۔ بصیر بادواء النساء طبیب

مقصد یہ ہے۔ کہ تم جتنا خدا کو کرم و بخشش والا پاتے ہو اتنا ہی غیر محتاط ہو
ف۔ اس لئے یہ لوگ شک و ارتیاب کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے وقوع میں کوئی استبعاد نہیں۔ جب وہ آ جائیگا۔ اسکو دنیا کی کوئی قوت ہٹا نہیں سکتی۔ المعارج [illegible] نہیں سوچتے۔ کہ جس خدا نے اس عالم کو پیدا کیا ہے۔ وہ اس کو برباد کر دینے پر کیوں قادر نہیں۔ اگر وہ چاہے کہ اس سلسلۂ کائنات کو جو ابھی نا تمام ہے ہلاک کر دے۔ تو کون ہے جو اس کے ارادے میں مزاحم ہو سکے۔ انکے جواب میں فرمایا ہے۔ کہ وہ خدا جس کی جانب سے یہ عذاب آنیوالا ہے۔ وہ سراسر عفو و کرم کا مالک ہے۔ اس لئے وہ مہلت دیتا ہے۔ اور تم جو کہ اس کی مہربانی سے بالکل ناجائز استفادہ کرتے ہو۔ حالانکہ اس کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ تم لوگ ذرا شکر گزاری سے اس کے سامنے جھکو۔ اور اس کی حمد و ثنا کے زمزموں سے عالم انسانی کو گونجا کر دو۔

(باقی ۱۳۶۲ پر)

حل لغات:- ذی المعارج۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں ذی الفضل و النعم۔ یعنی صاحب بخشش و کرم۔
بعیدا۔ عقل و امکان سے دور۔
حمیما۔ دوست۔

۱۱- يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ○

۱۱- حالانکہ انہیں دکھلائے جائیں گے۔ مجرم آرزو کرے گا کہ کاش اُس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے عوض اپنے بیٹے دیدے ○

۱۲- وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ○

۱۲- اور اپنی بیوی اور اپنا بھائی ○

۱۳- وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ○

۱۳- اور اپنا سارا گھرانا جس میں رہتا تھا ○

۱۴- وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ○

۱۴- اور جتنے زمین میں ہیں (وہ سب دے ڈالے) پھر یہ فدیہ اسے بچا لے ○

۱۵- كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ○

۱۵- ہرگز نہ چھوٹے گا ○

۱۶- نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ○

۱۶- وہ بھڑکتی آگ ہے منہ کی کھال کھینچنے والی ○

۱۷- تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ○

۱۷- وہ آگ اس آدمی کو جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا پکارتی ہے ○

۱۸- وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ○

۱۸- اور جس نے مال جمع کر کے بند رکھا ○

۱۹- إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ○

۱۹- بیشک آدمی جی کا کچا پیدا کیا گیا ہے ○

۲۰- إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ○

۲۰- جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو بے چین ہو جاتا ہے ○

۲۱- وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ○

۲۱- اور جب اُسے بھلائی پہنچتی ہے تو بخیل بے توفیق بن جاتا ہے ○

۲۲- إِلَّا الْمُصَلِّينَ ○

۲۲- مگر نمازی لوگ ○

بقیہ صفحہ ۱۳۶۱ ف۱ ابو مسلم کے نزدیک اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس میں دنیا کی عمر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی فرشتوں کے ابتدائی نزول سے لیکر آخری عروج و صعود تک کا عرصہ پچاس ہزار سال ہے۔

ف۲ غرض یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اس عذاب کو بعید اور مستبعد قرار دیتے ہیں۔ مگر ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بالکل قریب ہے۔ وہ دن نمودار ہے جب یہ آسمان تیل کی تلچھٹ جیسا سُرخ ہو جائے گا۔ پہاڑ باوجود اپنی صلابت کے رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ اس وقت کوئی دوست کسی دوست کے کام نہیں آسکے گا۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف۳ آج یہ لوگ اس واقعہ کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ مگر اس وقت یہ چاہیں گے۔ کہ فدیہ میں اپنے بیٹوں کو دے دیں۔ اور بچ جائیں۔ اپنی بیوی اور بھائی کو قربان کر دیں۔ اور نجات حاصل کر لیں۔ اپنے کنبے کو اور ساری دنیا کو دے دیں۔ اور کسی طرح عذاب الٰہی سے چھوٹ جائیں۔

نمازی کی سیرت

ف۴ قرآن حکیم میں یہ خوبی نمایاں امتیاز رکھتی ہے۔ کہ اس میں حقائق نفسیات کا بھی ذکر ہے۔ یعنی اس کتاب علم و معرفت میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ انسانی فطرت کیا ہے؟ فرمایا۔ اس میں ایک عجیب عیب یہ ہے۔ کہ یہ کم ہمت اور بے صبر ہے۔ اگر اس کو ذرا تکلیف پہنچتی ہے۔ تو بلبلا اٹھتا ہے۔ اور نالہ و شیون سے آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے۔ اور جہاں بیٹھتا ہے اسی بات کا تذکرہ کرتا ہے۔ کہ میں بہت مصیبت زدہ ہوں۔ مجھ کو فلک ستم پیشہ نے بہت دکھ پہنچایا ہے۔ اور اگر بُرے دن پھر جائیں۔ اور آسودہ حال ہو جائے۔ تو پھر انتہا درجے کا بخیل اور ممسک ہو جاتا ہے۔ پائی پائی کو گنتا ہے اور پیسے پیسے کا حساب رکھتا ہے (باقی صفحہ ۱۳۶۳ پر)

حلِّ لُغات۔ فَصِيلَة۔ کنبہ۔ هَلُوعًا۔ کم ظرف۔ حریص۔ بے صبر۔ جَزُوعًا۔ گھبرا اٹھنے والا۔ مَنُوعًا۔ بخیل و ممسک۔

۲۳- الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ○
۲۳- جو اپنی نماز پر قائم ہیں ○

۲۴- وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ○
۲۴- اور وہ جنکے مالوں میں حصّہ مقرر ہے ○

۲۵- لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ○
۲۵- مانگنے اور ہارے کا ○

۲۶- وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ○
۲۶- اور جو انصاف کے دن کا یقین رکھتے ہیں ○

۲۷- وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ○
۲۷- اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں ○

۲۸- إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ○
۲۸- بیشک اُنکے رب کا عذاب وہ چیز ہے جس سے نڈر نہیں ہونا چاہئے ○

۲۹- وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ○
۲۹- اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھتے ہیں ○

۳۰- إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ
فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ○
۳۰- مگر اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال (باندیوں) سے
کہ اس میں ان پر الزام نہیں ○

۳۱- فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ○
۳۱- پھر جو کوئی اسکے سوا ڈھونڈے تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں ○

۳۲- وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ○
۳۲- اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیں ○

۳۳- وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ○
۳۳- اور اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں ○

۳۴- وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ○
۳۴- اور جو اپنی نماز سے خبردار ہیں ○

بقیہ صفحہ ۱۳۶۲ سے اور اگر کوئی محتاج اور فقیر انکے دروازے پر مانگنے آئے اور صدقہ اور خیرات کی آرزو رکھے، تو اسکو جھڑک کر کے نکال دیتا ہے اور کہتا ہے، کہ میں نے جو دولت حاصل کی ہے اپنی محنت اور قابلیت سے کی ہے تو کیوں دوں، اور تمہارے لئے خدا کا کیا احترام کروں۔ جاؤ، خود کماؤ۔ اور خود کماؤ۔ ان نمازی اس عیب سے محفوظ ہوتے ہیں۔

خدا کے آسمان و زمین کی عبادت کی وجہ سے انکا ظرف عالی ہوجاتا ہے۔ دین کا تعلق چونکہ بڑی سرکار سے ہوتا ہے اسلئے قلب میں وسعت اور حوصلہ مندی نمایاں ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں، جو فقراء اور قومی ضرورت کے جذبہ کو برقرار رکھتے ہیں انکے مال و دولت میں مانگنے والوں اور محتاجوں کا ایک معین حصہ ہوتا ہے۔ یہ جیسے اس ضمیر خدا داد کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے، انکے دروازے سے سائل محروم نہیں لوٹتا۔ انکے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے۔ یہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور کبھی نڈر نہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے، کہ کسی وقت بھی انسان آفات سماوی و ارضی کی طرف سے محفوظ نہیں ہے۔ یہ عفیف اور پاکباز ہوتے ہیں۔ اور جنسیات پر پورا پورا ضبط و اختیار رکھتے ہیں۔

اور بجز اپنی رفیقہ حیات یا مملوکہ کے اور کسی سے جنسی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ اس لئے فرمایا، کہ بالکل قطع تعلق اور جنسیات سے علیحدگی عفاف نہیں ہے بلکہ رہبانیت ہے جسکو اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا۔ عفاف کے معنے اسلام میں یہ ہیں کہ بیوی تو موجود ہے۔ مگر اسکے سوا اور کسی عورت سے جنسی تعلق نہ ہو۔ ان میں یہ خوبی بھی ہوتی ہے، انکو امانت اور عہد کا بہت پاس ہوتا ہے۔ وہ گواہی پر اپنی مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے ہیں، اور پھر نمازوں پر کافی توجہ مبذول کرتے ہیں، اور خشیت و خضوع کے ساتھ اس فرض کو ادا کرتے ہیں۔ یہی لوگ عند اللہ مکرم اور معزز ہیں اور جنّت والی بہشت کی جگہ ان کی اقامت ہیں۔

واضح رہے کہ قرآن کی ان آیات میں عام انسانوں سے نمازی کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے، کہ اسکی خصوصیات ان عام انسانوں سے الگ ہیں۔ اور پھر ان کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ جس سے بادنیٰ تامل معلوم ہوجاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نمازی کی کتنی عزت و حرمت ہے اور نمازی سے کس طہارت و خلوص کی توقع ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۶۴ پر)

حلِّ لغات: مُشْفِقُوْنَ۔ ڈرتے ہیں۔
اَلْعٰدُوْنَ۔ حد شرعی سے تجاوز کرنے والے۔

۳۵ - أُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○ ع
۳۶ - فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ○
۳۷ - عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ○
۳۸ - أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ○
۳۹ - كَلَّا ؕ إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ○
۴۰ - فَلَآ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ إِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ○
۴۱ - عَلٰٓى أَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○
۴۲ - فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○
۴۳ - يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا

۳۵- وہی لوگ عزت سے باغوں میں ہوں گے ○
۳۶- پھر ان کافروں کو کیا ہو گیا۔ کہ تیری طرف دوڑے آتے ہیں
۳۷- داہنے اور بائیں سے گروہ گروہ ہو کر ○
۳۸- کیا ہر شخص ان میں سے یہ لالچ رکھتا ہے۔ کہ وہ نعمت کے باغ میں داخل ہو ○
۳۹- ہرگز نہیں ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں
۴۰- سو میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں بیشک ہم اس بات پر قادر ہیں ○
۴۱- کہ ان سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں ○
۴۲- سو تو انہیں چھوڑ کہ بکواس کریں اور کھیلیں۔ یہاں تک کہ اپنے اسی دن سے آملیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ○
۴۳- جس دن قبروں سے اس طرح اٹھ نکلیں گے۔ کہ گویا وہ کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۶۳ ۔ نماز کی یہاں بطور ایک صاحب بصیرت انسان کے بیان کیا ہے جسکے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ مسلمانوں کیلئے صرف یہ کافی نہیں ہے۔ کہ قبلہ رو ہو کر مسجد میں اسکے سامنے کھڑے ہو جائیں اور چند مقررہ حرکات کو سرعت عمل میں لے آئیں۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ نماز کی حقیقی اہمیت کو سمجھیں۔ اور اسکے ظاہر کیساتھ اس کی معنویت کو بھی اپنے میں پیدا کریں۔ اسکو ہو جانے عادت اختیار نہ کریں۔ بلکہ اصلاح و تربیت کی ایک تحریک سمجھیں نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جتنے بھی یہ تمام خوبیاں خود بخود پیدا ہو جائیں گی ۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

مالداروں کی ذہنیت

ف فرمایا۔ کہ ان لوگوں کو اپنے مال اور اپنی دولت پر بڑا ناز ہے۔ اور ان کی ذہنیت میں چونکہ یہ دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ عالم آخرت میں بھی ان کا تفوق علی حالہٖ برقرار رہے۔ اور وہاں بھی جنت کی تمام مسرتوں سے استفادہ کرنے کا انہیں حق حاصل ہو حالانکہ یہ قطعاً اس پاک جگہ میں جانے کی استعداد نہیں رکھتے۔ اور مال و دولت چاندی سونے کے ذخائر کو یہ لوگ کیوں انکو اہمیت دیتے ہیں۔ کہ اسکی وجہ سے اپنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ اور غریب مسلمانوں کو اپنی نظروں میں حقیر جانتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان چیزوں سے کیوں یہ اپنی فطرت کو بدل سکتے ہیں۔ کیا یہ وہی نہیں ہے۔ جنکو ایک قطرہ آب سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جب یہ حقیقت ہے۔ کہ ان کی دنیا میں آنے کی حیثیت یہی ہے۔ کہ اس میں یہ سارے کے سارے برابر ہیں۔ تو پھر فخر و غرور کیسا۔ اور سیادت و برتری کا دعا کیسا۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اگر لوگ اس پاکیزہ حقیقت کو آنکھوں سے دیکھیں اور سمجھنے لگیں۔ کہ بڑے سے بڑا انسان بھی دنیا میں اسی طریق سے آیا ہے۔ تو یہ غرور اور فخر جس کی وجہ سے نوع انسانی تفوق و امتیاز جیسا کی لعنت میں گرفتار ہے یکسر دور ہو جائے۔ اور اس ناہمواری کا جو سماج میں رائج ہے۔ بالکل خاتمہ ہو جائے ۔

حل لغات :- مُهْطِعِيْنَ لپکتے ہوئے۔ عِزِيْنَ۔ عِزَة کی جمع ہے۔ بمعنی گروہ اور فرقہ یا جماعت۔ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ سورج کا مشرق اور مغرب چونکہ موسم کے تغیر کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ اسلئے اسکو جمع کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس سے تعدد شموس کی طرف اشارہ ہو۔ جیسا کہ جدید علم ہیئت کا خیال ہے۔ کہ صرف ایک نظام شمسی نہیں ہے۔ بلکہ کئی نظام شمسی ہیں ○

كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝

٤٤ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ
الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

نشان کی طرف (یعنی محل) دوڑتے چلے جا رہے ہیں ۝

٤٤۔ ان کی آنکھیں نیچے کی طرف جھکی ہوئی ہوں گی۔ ان پر ذلّت چھا رہی ہوگی۔ یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ ان سے کیا گیا تھا ۝

آیاتہا ٢٨	(٧١) سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ (٧١)	رکوعاتہا ٢

(٧١) سورۂ نوح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

٢۔ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

٣۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

٤۔ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى
اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ
لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

٥۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

١۔ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ ان پر دکھ کی مار پڑے ڈرا ۝

٢۔ کہا اے قوم میں تمہارے لئے کھول کر ڈرانے والا ہوں ۝

٣۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝

٤۔ وہ تمہارے گناہ بخشے گا اور وقت مقررہ تک تم کو مہلت دیگا۔ بیشک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹایا جاتا۔ کاش کہ تم جانتے ۝

٥۔ کہا اے رب میں نے رات دن اپنی قوم کو بلایا ۝

ف١ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ ہیں کس بھول میں۔ مشرق و مغرب کی ہر چیز اٹھا کر دیکھیں اور معلوم کریں کہ ہم نے کیونکر قوموں اور جماعتوں کے ساتھ سلوک روا رکھا ہے۔ ہم نے جب دیکھا ہے۔ کہ ایک قوم ہمارے ارادہ کے مطابق نہیں ہے۔ اور قانون فطرت اور عدل کا احترام نہیں کرتی۔ تو اس کو فوراً فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور اس کی جگہ اس سے بہتر لوگ پیدا کئے ہیں۔ جو ہماری باتوں کا احترام کرتے ہیں۔ اور زندگی کے اسرار سے محرم ہیں۔ پھر جب دنیا میں ہمارا طرز عمل یہ ہے۔ کہ بہتر اور اعلیٰ لوگوں کو باقی رہنے کی ذاتی صلاحیت ہوتی ہے۔ تو بھلے اور آخرت میں یہ کیونکر ہو گا۔ کہ ان کافروں کو محض ان کی دولت و ثروت کی وجہ سے جنت میں داخل کر لیا جائے۔ حالانکہ زندگی اور روحانیت کے اعتبار سے یہ نہایت درجہ پست اور ذلیل ہیں۔

ارشاد فرمایا۔ کہ آپ ان لوگوں کو ان فضول باتوں میں محو حق دلعب کرنے دیجئے۔ اور ان سے تعرض نہ کیجئے۔ وہ وقت آرہا ہے جب یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے اور ہانپتے ہوئے اٹھیں گے جس طرح کہ بجاری اپنے بتوں کی طرف بسرعت دوڑتے ہیں۔ اور کیفیت یہ ہوگی کہ آنکھیں مارے ندامت کے زمین میں گڑی ہوں گی۔ اور چہروں پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ اس وقت ان سے کہا جائیگا۔ کہ یہی دن مکافات اور جزاء و سزا کا ہے۔ اسی کے متعلق وعدہ تھا۔ اور اسی سے تمہیں ڈرایا تھا۔ آج دیکھ لو۔ کہ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ یہ دن اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ موجود ہے۔

سورۂ نوح

ف١ حضرت نوحؑ ایک بہت جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ اس سورۃ میں ان کی تبلیغ و اشاعت کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ کہ وہ جب تشریف لائے۔ تو کیونکر انہوں نے حق و صداقت کی تلقین کی۔ اور کیسے حد تک مخالفین کی تکلیفوں کو برداشت کیا۔

حلِ لغات

اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ مقررہ وقت۔ موت۔

۶- فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۤءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝

۷- وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝

۸- ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝

۹- ثُمَّ اِنِّيْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝

۱۰- فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝

۱۱- يُّرْسِلِ السَّمَاۤءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝

۱۲- وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

۱۳- مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝

۱۴- وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝

۱۵- اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

۶- سو میرے بلانے سے تو وہ اور بھی زیادہ بھاگے ۝

۷- اور جب کبھی بھی میں نے ان کو بلایا کہ انہیں بخشے تو انہوں نے اپنی کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور ضد کی اور بڑا تکبر دکھلایا ۝

۸- پھر میں نے ان کو باآواز بلند پکارا ۝

۹- پھر میں نے انہیں علانیہ کہا اور چھپ کر بھی کہا ۝

۱۰- چنانچہ میں نے کہا کہ اپنے رب سے گناہ بخشواؤ بیشک بڑا بخشنے والا ہے

۱۱- تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا ۝

۱۲- اور مال اور بیٹوں میں تمہیں بڑھائیگا اور تمہارے لئے باغ اُگائیگا اور تمہارے لئے نہریں بہائیگا ۝

۱۳- تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی بڑائی کا یقین نہیں رکھتے ۝

۱۴- اور اسی نے تم کو طرح طرح کا بنایا ۝

۱۵- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیونکر اللہ نے اوپر تلے سات

حضرت نوح کی تبلیغ کا اثر

ف حضرت نوح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے انکو شب و روز حق کی طرف دعوت دی۔ اور بلایا۔ مگر تقریباً ایک ہزار سال کی طویل مدت میں اس ساری تبلیغ و اشاعت کا اثر یہ ہوا۔ کہ انکے دلوں میں اور زیادہ نفرت پیدا ہو گئی۔ میں نے جب بھی ان سے کہا۔ کہ حق و صداقت کو مان لو۔ فلاح دارین پاؤ گے۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیں۔ کپڑے سے منہ ڈھانپ لیا۔ کج روائی اور سرکشی پر اصرار کیا۔ اور از راہ تکبر دعوت انکار کر دیا۔ میں نے ہر طریق سے سمجھانے کی کوشش کی۔ کھلے بندوں کہا۔ علانیہ اور خفیہ ہر طرح سمجھایا۔ مگر سب بیکار۔ انکو نہ ماننا تھا۔ نہ مانے اور نہ تسلیم کرنا تھا۔ نہ تسلیم کیا۔ انکے دلوں پر تعصب اور جہالت کے تالے پڑے تھے انکی بصیرت تقلید و جمود کے ہاتھوں چھن چکی تھی۔ ان سے غور و فکر کی طاقت سلب ہو چکی تھی۔ اور بحیثیت مجموعی برے اعمال کی وجہ سے قطعاً اس قابل نہیں رہے تھے۔ کہ کسی نیک بات کو قبول کر سکیں۔ اور اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے طویل عرصے تک حضرت نوح نے انکو رشد و ہدایت کی دعوت دی۔ مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

دین فطرت برکت اور دولت ہے

ف ان آیات میں حضرت نوح نے دین کے متعلق ایک نہایت بڑی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا ہے۔ عام طور پر دینداری اور مذہب کے معنے یہ ہیں۔ کہ دنیا میں ترقی اور تقدم کی دشمن ہے۔ اور اسکی وجہ سے افلاس فقر و تنگی، تقشف اور پاکیزگی قرار پاتی ہے۔ کیا یہ حق ہے۔ بجو قومی معرفت اور دانائی سے فرمایا۔ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ اگر تم لوگ اپنے رب سے تعلقات عقیدت و ارادت وابستہ کرو۔ اور خلوص کیساتھ اس سے اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی چاہو۔ تو وہ ایسا نہیں ہے۔ کہ معاف نہ کرے۔ اور تم کو اپنے قرب و حضوری کا موقع نہ بخشے۔ تم دیندار ہو جاؤ۔ اور اسکی اطاعت کا ربقہ اپنے گلے میں ڈال لو۔ پھر دیکھو۔ کیونکر آنکھوں میں نور اور قلب میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ کیونکر آسمان سے برکات اور انوار مسلسل اور پیہم نازل ہوتے ہیں۔ اور کس طرح تمہارے اموال و اولاد میں اضافہ ہوتا ہے۔ تم دیکھو گے۔ کہ جہاں جنت میں تمہارے لئے باغ ہیں۔ نہریں ہیں۔ اور نہایت شگفتہ و شادمان زندگی ہے۔ یہ محض غلط ہے۔ کہ خدا کے ساتھ انتساب اور عقیدت کا نتیجہ محض افلاس ہے۔ کیا یہ غلط بھی قرآن حکیم نے مشرف ہے۔ کہ وہ خدا جو خزانوں کا مالک ہے ارضی و سماوی کا، اسکے بندے بھی افلاس و مفلس ہو جائے۔ (باقی صفحہ ۱۳۶۷ پر)

طِبَاقًا ۝
آسمان بنائے ؟ ۝

١٦ - وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝
١٦ - اور ان آسمانوں میں چاند کو نور کیا اور سورج کو چراغ بنایا ۝

١٧ - وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝
١٧ - اور خدا نے تمہیں زمین میں سے ایک قسم کا اُگانا اُگایا ۝

١٨ - ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝
١٨ - پھر تمہیں زمین میں لوٹا دیگا اور پھر تم کو باہر نکالے گا ۝

١٩ - وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝
١٩ - اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ۝

٢٠ - لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝
٢٠ - کہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو ۝

٢١ - قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝
٢١ - نوح نے کہا کہ اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے کے تابع ہوئے جسکو اسکے مال و اولاد سے اور ٹوٹا ہی بڑھا

٢٢ - وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝
٢٢ - اور انہوں نے بڑا ہی مکر کیا ۝

٢٣ - وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝
٢٣ - اور بولے کہ اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو ۝

٢٤ - وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ
٢٤ - اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا اور اے خدا تو ظالموں کیلئے

بقیہ صفحہ ١٣٦٦ - ١١ - حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں ان لوگوں نے مشہور کر رکھی ہیں جو دین کی فطرت سے آگاہ نہیں ہیں، اور جو خود قرآن سے کوئی مس نہیں رکھتے۔ اور ان لوگوں نے اس قسم کی خرافات کو پھیلا رکھا ہے۔ جو دین کے نادان دوست ہیں۔ جو جوگیت اور رہبانیت کو زہد و تقویٰ کے نام سے موسوم کر کے مسلمانوں کو اپاہج اور بیکار بنانا چاہتے ہیں۔ ورنہ دین فطرت ہے عقل و دانش ہے۔ ترقی و رفعت ہے۔ اور عمل و جہد ہے جسکو اپنا لینے سے ساری دنیا مسخر ہو جاتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۵ فرمایا حقیقت یہ ہے۔ کہ تم جو دین کو نہیں مانتے ہو اور اس طرح کے خیالات کی اشاعت کرتے ہو، تو محض اس لئے کہ تمہارے دلوں میں اللہ کے لئے عزت و احترام کا جذبہ نہیں ہے اسکے بعد عملی تسلسل اور تجزیہ کو بیان کیا ہے۔ کہ دیکھو خود تم کو اس نے بنایا ہے۔ آسمان کو کس طرح اوپر تلے پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس میں چاند اور سورج کو کس طرح آویزاں کیا ہے۔ کہ وہ ضیا بخش عالم ہیں۔ تم کو زمین کے اجزاء سے پیدا کیا ہے۔ پھر زمین ہی میں مرنے کے بعد پہنچایا جائیگا۔ اور پھر دوبارہ اسی زمین میں سے اٹھائیگا۔ یہ کتنی عبرت انگیز بات ہے۔ دیکھو یہ محض اللہ کی عنایت ہے۔ کہ اس نے زمین کو اتنی وسعت کے باوجود تمہارے پاؤں تلے بچھا دیا ہے۔ اور تم نے اس میں کشادہ اور وسیع راستے بنا رکھے ہیں۔ اور بلا خوف و خطر انہیں چلتے پھرتے ہو۔ کیا ایسا خدا تمہارے نزدیک بھی قابل احترام نہیں ؟

بُت پرستی کی وجوہ

۲۳ حضرت نوح نے بجوہ فرما دیا ہے۔ کہ اے اللہ ان لوگوں نے میرے احکام کی پرواہ نہ کی۔ اور ان لوگوں کے پیچھے لگے۔ جو مال و دولت اور عزت و اعزاز میں مشہور تھے۔ اور جنہوں نے حق وصداقت کو مٹانے کیلئے بڑی بڑی تدبیریں اختیار کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تو ان سرکشوں والوں عزت جاہ اور دولت و اقتدار اور لڑکے و بالا کو نقصان ہی پہنچا۔ اور یہ لوگ سچائی کے مقابلہ میں ہر طرح گھاٹے میں رہے۔ ان اکابر نے قوم کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ دیکھو۔ کہیں توحید کی اتباع کر کے اپنے معبودوں اور بچے عقیدے سے دست بردار نہ ہو جانا۔ اپنے بتوں کو عزت و احترام سے رکھنا۔ اور کسی وقت بھی ان سے عقیدت منقطع نہ کرنا۔ اس طرح ان ظالمین وقت نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور آخر خدا کے باد و باراں کے بھینٹ چڑھ گئے۔ اور جہنم واصل ہوئے۔

إِلَّا ضَلَٰلًا ○

۲۵- مِّمَّا خَطِيٓـَٔـٰتِهِمْ أُغْرِقُوا۟ فَأُدْخِلُوا۟ نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا۟ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَنصَارًا ○

۲۶- وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَـٰفِرِينَ دَيَّارًا ○

۲۷- إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا۟ عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوٓا۟ إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ○

۲۸- رَّبِّ ٱغْفِرْ لِى وَلِوَٰلِدَىَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ وَلَا تَزِدِ ٱلظَّـٰلِمِينَ إِلَّا تَبَارًۢا ○

سوائے گمراہی کے اور کچھ نہ بڑھا ○

۲۵- اپنے گناہوں کے سبب غرق کیئے گئے پھر آگ میں داخل ہوئے پھر اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ پایا ○

۲۶- اور نوح نے کہا اے میرے رب زمین پر کافروں کا کوئی گھر بسنے والا نہ چھوڑ ○

۲۷- اگر تو انہیں چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کرینگے اور جو جنیں گے وہ بدکار ناشکر گزار ہی ہوگا ○

۲۸- اے میرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور جو میرے گھر میں مومن آئے اس کو بھی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بھی اور ظالموں کیلئے ہلاک ہونا ہی بڑھا ○

آیاتہا (۲۸)	(۷۲) سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ (۴۰)	رکوعاتہا ۲	(۷۲) سورۂ جن

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ○

۱- قُلْ أُوحِىَ إِلَىَّ أَنَّهُ ٱسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- تو کہہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے

ان آیات میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت نوح کے زمانے میں بھی بت پرستی موجود تھی۔ حالانکہ توحید جیسے ظاہر و لائیں عقیدہ کے ہوتے ہوئے عقلا اس کا کوئی احتمال نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اور عقل و بصیرت بالکل اسکو باور نہیں کرتی۔ کہ انسان۔ بتوں پتھروں۔ درختوں اور تماثیل و ہیاکل کو خدا سمجھ لیا جائے جب کہ ان سب چیزوں کو انسانی ہاتھوں نے بنایا ہے اور ان میں کوئی بات خرق و عجیب کی نہیں ہے۔ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ ابتداء سے اب تک لوگ زیادہ تر مشرک ہیں۔ حالانکہ شرک کے حق میں کوئی وجہ معقول نہیں ہے۔ یہ سوال اکثر دلوں میں کھٹکتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس کی چند وجوہ ہیں۔

(۱) ہو سکتا ہے۔ کہ لوگوں کے دل میں ابتداءً یہ خیال ہو۔ کہ خدا اکی مادی شکل و صورت میں مجسمہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے اسکا احترام ضروری ہے۔

(۲) یہ بھی ممکن ہے۔ کہ بعض چیزوں کی افادیت کو دیکھ کر ذہن اس طرف منتقل ہوا ہو۔ کہ اللہ نے انکے اندر کچھ خدمات تفویض کی ہیں۔

(۳) ایک یہ صورت بھی ہے۔ کہ ابتداءً ہر عجیب و غریب مظاہرہ کو ناسمجھی کی وجہ سے الوہیت کی کرشمہ سازی قرار دیا گیا ہو۔

(۴) وسیلہ اور ذریعہ کا خیال بھی اس کا باعث ہو سکتا ہے۔ (۵) یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ صلحاء کی موت ایک نسل نے انکے مجسموں کو اور انکی قبروں کو بطور احترام ہو یا یادگار کے باقی رکھا ہو۔ اور بعد میں آنے والی دوسری نسل نے پرستش شروع کر دی ہو۔ (۶) اور ان چیزوں کو بطور کعبہ قبلہ کے استعمال کیا گیا ہو۔ اور انکے بعد لوگوں نے اس سمت کو ہی سجدہ کیا ہو۔ اور اسکی عبادت شروع کر دی ہو۔

یہ سب تاویلات ہیں۔ جو شرک کی طرف سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ اسلام نے ان سب کی تردید کی ہے اور کہا ہے۔ کہ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ وہ سب ہی وہ قیود و حصول کی آلودگی سے پاک ہے۔ تمام مظاہر کو پیدا کرنے والا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اور وسائل کی اس حد تک پہنچنے کیلئے بالکل ضرورت نہیں اپنے اختیارات کو وہ بانٹ نہیں دیتا۔ وہ تنہا سلطان کا مالک ہے۔ انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے حق میں انتہائے شفیق اور رحمدل ہوتے ہیں۔ کہ حتی الامکان کبھی انکے بددعا اور ہلاکت و فنا کا مطالبہ نہیں کرتے الا اس حالت میں جبکہ قوم میں نیکی کی صلاحیت بالکل مفقود ہو جائے اور اسکا زندہ رہنا خود انکے اور آئندہ نسل کیلئے اخلاقی اور روحانی موت

فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝

قرآن سنا سو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ۝

٢- يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝

٢- وہ بھلائی کی طرف راہ دکھاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز اپنے رب کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے ۝

٣- وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝

٣- اور یہ کہ ہمارے رب کی عزت بلند ہے نہ اس نے کوئی جورو رکھی اور نہ بیٹا ۝

٤- وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝

٤- اور یہ کہ ہم میں بیوقوف جن اللہ کی نسبت جھوٹ کہا کرتے تھے ۝

٥- وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝

٥- اور یہ کہ ہمیں یہ خیال تھا کہ آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ ہرگز نہ بولیں گے ۝

٦- وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝

٦- اور یہ کہ انسانوں میں کتنے ہی مرد تھے کہ جنوں کے کتنے ہی مردوں کی پناہ لیا کرتے تھے سو ان لوگوں نے جنوں کا تکبر اور سرکشی اور بڑھایا ۝

٧- وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝

٧- اور یہ کہ جیسے تم جنات خیال کرتے تھے ویسی ہی وہ بھی آدم خیال کرتے تھے کہ اللہ ہرگز کسی کو نہ اٹھائے گا ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۶۸ ۔۔ ایسی حالت میں مناسب اور موزوں یہی ہوتا ہے کہ یہ قوم اپنے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کر دے۔ اور دوسری قوموں کو موقع دے۔ کہ وہ فرمانبرداری اور اطاعت شعاری سے اپنے زندگی کے استحقاق کو ثابت کریں۔ چنانچہ ٹھیک ایسے ہی حالات میں مایوس ہو کر حضرت نوح نے اللہ سے اس بدنہاد قوم کی ہلاکت کیلئے درخواست کی۔ جنہوں نے تقریباً ایک ہزار برس تک اللہ کے پیغام کے ساتھ استہزا کیا اور اسے حقیر سے سنا گوارا کی

جنات تاویل اور شہاب ثاقب

ان ادعیوں نے یونان کے متعدد جنات کا انکار کیا اور بعض میں یہ حضرات نے اس میں جن میں تاویلات کو ضروری سمجھا۔ حالانکہ قرآن حکیم میں احادیث میں، مذہبی صحائف میں اور مشرقی لٹریچر میں ان کے متعلق اتنا ذخیرہ ہے۔ کہ انکار ناممکن ہے۔ اور اب تو وہ عقلی مشکلات بھی درمیان میں نہیں رہی ہیں۔ اب تو یورپ والے بھی کہہ رہے ہیں کہ جنات اور ارواح کا وجود ہے۔ اب انکی تصویریں لی جا رہی ہیں۔ ان کا ذہن دریافت کر لیا گیا ہے۔ ان سے باتیں کی جاتی ہیں بلاواسطہ کسی قریب تر ٹس اور صمود ظاہر کے

اب یہ ایک مستقل سائنس ہے۔ یعنی روحانیت مگر اس وقت بھی ہندوستان میں کچھ لوگ ایسے موجود ہیں اور ناواقفی کی وجہ سے تاویل پر مجبور ہیں۔ انہوں نے آج سے پچاس برس پیشتر جو کچھ سنا تھا۔ اس پر جمے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ دنیائے معلومات میں بڑا انقلاب واقع ہو چکا ہے کل کے سنی سنائی آج مسترد اور مزخرفات قرار پا رہے ہیں۔ اور کل کے اوہام آج حقائق۔ آج جنات کا وجود صرف مشرق کا وہم نہیں ہے بلکہ مادہ پرست یورپ کی ایک حقیقت بن گیا ہے۔ جگہ جگہ سائنس روم کھلے ہیں۔ جہاں روحانیین مشق روحانیت کرتے ہیں اور ان ارواح سے گفتگو کرتے ہیں۔ اور ان اسرار و رموز کو معلوم کرتے ہیں۔ جو عام انسانوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ آج بھی انکی حقیقت دریافت نہ ہو سکی۔ ہر چند کہ وجود کے بارہ میں کچھ شبہ باقی نہیں رہا۔

قرآنی مسائل کے باب میں ایک اصول یاد رکھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ قرآن کو بھیجنے والا وہ خدا ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۳۷۰ پر)

حل لغات: جَدُّ: شان ۔ صَاحِبَةً: جورو۔ بیوی ۔ شَطَطًا:

۸۔ وَّاَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا مُلِئَتۡ
حَرَسًا شَدِيۡدًا وَّشُهُبًا ○

۸۔ اور ہم نے آسمان (کی خبروں) کی تلاشی (حسب عادت سابقہ کے) لینا چاہا
سو ہم نے اسکو سخت پہرے (یعنی محافظ فرشتوں) اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا ○

۹۔ وَّاَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ‌ؕ
فَمَنۡ يَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ يَجِدۡ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ○

۹۔ اور یہ کہ ہم آسمان کے بعض ٹھکانوں میں بات سننے کو بیٹھا
کرتے تھے۔ پر جو کوئی اب سننا چاہے وہ اپنے لئے آگ کا انگارا تیار پاتا ہے ○

۱۰۔ وَّاَنَّا لَا نَدۡرِىۡۤ اَشَرٌّ اُرِيۡدَ بِمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ
اَمۡ اَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ رَشَدًا ○

۱۰۔ اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ زمین کے رہنے والوں کے ساتھ برا ارادہ کیا گیا
ہے یا انکے رب نے انکے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے ○

۱۱۔ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنَّا دُوۡنَ ذٰلِكَ‌ؕ
كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ○

۱۱۔ اور یہ کہ بعض ہم میں نیک ہیں اور بعض کے سوا ہیں (یعنی)
ہم مختلف راہوں پر ہیں ○

۱۲۔ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ نُّعۡجِزَ اللّٰهَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَنۡ نُّعۡجِزَهٗ هَرَبًا ○

۱۲۔ اور یہ کہ ہم نے جان لیا کہ ہم اللہ کو زمین پر ہرگز عاجز نہ کر سکیں گے
اور نہ بھاگ کر عاجز کر سکیں گے ○

۱۳۔ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعۡنَا الۡهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ‌ؕ فَمَنۡ
يُّؤۡمِنۡ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخۡسًا وَّلَا رَهَقًا ○

۱۳۔ اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لائے۔ سو
جو کوئی اپنے رب پر ایمان لائیگا وہ کسی نقصان سے نہ ڈریگا اور نہ کسی قسم کی زبردستی سے ○

۱۴۔ وَّاَنَّا مِنَّا الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَمِنَّا الۡقٰسِطُوۡنَ‌ؕ
فَمَنۡ اَسۡلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوۡا رَشَدًا ○

۱۴۔ اور یہ کہ بعض ہم میں مسلمان ہیں اور بعض ظالم ہیں۔ سو جو کوئی مسلمان
ہوا۔ سو وہی ہیں جنہوں نے نیکی کا قصد کیا ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۶۹: اس لئے وہ جو کچھ کہتا ہے وہ بجا کہ وہ بات بالکل درست ہے چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم ہر بات کی کنہ اور حقیقت کو پالیں۔ بلکہ تجربہ تو یہ ہے۔ کہ ہم اشیاء میں چند خواص و عوارض کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ بنا بریں کسی وقت بھی تاویل کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ نہیں ہونی چاہئے۔ کہ جب ہم دیکھیں۔ کہ کوئی بات قرآن حکیم کی بظاہر موجودہ عقل و رجحان کے خلاف ہے۔ تو بجائے قرآن کے حقائق میں تاویل کرنے کے یہ کہہ دیں۔ کہ اس عقل رائے میں ہی دوبارہ نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ آج کی عقل اور کل کی سائنس اس کی تائید نہ کرے۔ یہ نظریئے ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ اور تغیر پذیر ہیں۔ حالانکہ قرآن حکیم بالکل غیر متغیر اور غیر متبدل صداقت کا نام ہے۔ جس میں بھی ترمیم و اصلاح کی احتیاج محسوس نہیں ہوئی۔

بہر حال حقیقت یہ ہے۔ کہ جن اللہ کی ایک مخلوق ہے۔ جو سمجھ اور شعور رکھتی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ اسلام سے پہلے جنات آسمان کی طرف شعوذ کرتے تھے۔ اور کوشش کرتے تھے کہ عالم بالا کی کچھ خبریں ان کو معلوم ہو جائیں۔ جب حضور مبعوث کئے گئے تو ایک رات جنات حسب عادت میں بیٹھے منتظر تھے۔ کہ کچھ معلوم ہو سکے کیا دیکھتے ہیں کہ شہاب ثاقب کی بارش ہو رہی ہے۔ اور سلسلہ سماعت بالکل منقطع ہو گیا ہے۔ یہ چیز ان کے لئے نہایت حیران کن تھی۔ یہ تجسس اور تشویش میں روانہ ہو گئے۔ اور سوق عکاظ میں پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا کہ حضور علیہ السلام قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے ہیں انہوں نے اسکو بغور سنا۔ اور اپنی قوم کو آ کر اطلاع دی۔ اس سورت میں اس سماعت کا تذکرہ ہے۔

واضح رہے۔ کہ شہاب ثاقب تو قدیم الایام سے گرتے ہیں۔ لیکن بعثت سے صرف اس قدر تعلق ہے کہ اس زمانہ سے انکے اثرات میں اس چیز کا اضافہ کر دیا گیا۔ کہ وہ ان جنوں کو جو عالم بالا کی منزل میں پرواز کرتے ہیں۔ روکتے اور سماعت سے محروم کرتے۔ یہ اسلئے کہ مقتضیات میں سے ہے۔ کہ حضور کے زمانے میں اور انکے بعد قیامت تک اب کوئی آسمانی ذریعہ معلومات انسان کیلئے بجز اسکے باقی نہ رہے کہ وہ ختم المرسلین کے باب نبوت پر دستک دیں۔ اور جو کچھ لیں یہاں سے پائیں۔

حل لغات: رشدا۔ بھلائی۔ ہدایت۔ طرائق۔ طریق کی جمع ہے۔
قددا۔ مختلف۔ بخسا۔ کمی۔ رھقا۔ زیادتی۔
تحروا۔ تحری سے ہے۔ جس کے معنے قصد و ارادہ کے ہیں۔

۱۵- وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ

۱۵- اور وہ ظالم ہیں وہ ہی جہنم کا ایندھن ہوئے ○

۱۶- وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۙ

۱۶- اور یہ (وحی کی گئی ہے) کہ اگر لوگ طریقہ پر قائم رہتے تو ہم انہیں بہت پانی پلاتے ○

۱۷- لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ

۱۷- تاکہ ہم انہیں اس (پانی) میں آزمائیں اور جو کوئی اپنے رب کی یاد سے منہ موڑیگا اسے وہ چڑھتے عذاب میں داخل کریگا ○

۱۸- وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ

۱۸- اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی ہیں سو تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو ○

۱۹- وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۭ

۱۹- اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اسکو پکارنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ لوگ (یعنی جن) اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ گر پڑیں ○

۲۰- قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا

۲۰- تو کہہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور کسی کو اسکا شریک نہیں کرتا ○

۲۱- قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا

۲۱- تو کہہ میں تمہارے برائی اور بھلائی (یعنی گمراہی یا ہدایت) کا اختیار نہیں رکھتا ○

۲۲- قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ڏ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۙ

۲۲- تو کہہ مجھے اللہ کے ہاتھ سے کوئی نہ بچائیگا۔ اور میں اس کے سوا کوئی چھپنے کی جگہ نہ پاؤں گا ○

۲۳- اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

۲۳- مگر اللہ کی طرف سے پہنچانا اور اس کا پیغام دینا میرا ذمہ ہے۔

جنوں کی رپورٹ

جنات کے وفد نے جو رپورٹ اپنی قوم کے سامنے رکھی، وہ یہ تھی۔ کہ ہم نے قرآن مجید کو سنا ہے۔ وہ ایک عجیب کتاب ہے۔ رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہے ہم نے اسکو تسلیم کر لیا ہے۔ اب یہ ناممکن ہے۔ کہ ہم خدا کے ساتھ کسی دوسری شخصیت کو اس کا شریک و سہیم ٹھہرائیں۔ وہ شرک کی آلائش سے پاک ہے۔ خدا کے کوئی جورو ہے۔ نہ اولاد۔ وہ ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے۔ یہ باطل اعتقاد عقیدہ ہے۔ جس کو ہم نے اسکی ذات کی طرف منسوب کر رکھا تھا ہم میں بہت سی غلط باتیں جاہل حضرات کے سبب تھیں۔ اور وہ اس بنا پر کہ ہم کو یہ گمان نہ تھا۔ کہ انس و جن میں سے کوئی کبھی اللہ کی شان میں جھوٹ جیسی کھلی جرأت بھی کریگا۔ اصل میں یہ غلط عقیدہ اس کی جہالت کا نتیجہ تھا۔ جو جنات اور انسانوں کے درمیان تھی۔ جنات ہم نے بھی انسانوں کی طرح یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ اب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مامور نہیں بھیجیگا۔ مگر یہ عجیب اتفاق سنو کہ ہم جب حسب دستور آسمان کی طرف چڑھ کر گئے۔ تاکہ ملاء اعلیٰ کے اسرار کو سن پائیں۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آسمان کی کڑی نگرانی ہو رہی ہے۔ اور شہاب ثاقب اس پر گرتا ہے۔ جو بات سننے کے قصد سے گھات میں بیٹھتا ہے۔ اسلئے کہ اب یہ غیر یقینی ذرائع مسدود ہو گئے ہیں۔ اب جو کچھ شریعت و اخلاق کے متعلق پوچھنا ہے۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جائے۔ کہ وہی آسمانی اطلاعات کا آخری ذریعہ ہیں۔ ہم نہیں جانتے کیا اس بعثت سے مقصود گمراہوں کو سزا دینا ہے یا ان کو ہدایت دینا۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ ہم میں سے پہلے بھی نیک ہوتے آئے ہیں اور بد بھی اور ہم بھی کئی طرح کے لوگ تھے ہماری رائے یہ ہے کہ اب بھی اسلام کو قبول کر لینا چاہیئے اور سابقہ بے راہ روی کی روایات کو ترک کرنا چاہیئے کیونکہ ہم کسی صورت میں نہیں ہے۔ کہ اللہ کا مقابلہ کر سکیں۔ اور اسکو شکست دے سکیں ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی ہے۔ اسلئے ہم تیار ہیں۔ کہ اسے تسلیم کریں۔ اور ایمان کی نعمت سے مشرف ہوں۔ اور یاد رکھو۔ جانیئے جو ایمان لاتا ہے۔ وہ نہ کمی کا خوف کرتا ہے اور نہ زیادتی سے ڈرتا ہے۔ ہم میں سے بعض لوگوں نے کھلم کھلا وقیعہ اسلامی کو اپنی گردن میں ڈال لیا ہے۔ بعض ابھی تک بدستور گریزاں ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ وہی لوگ راہ راست پر گامزن ہیں۔ اور جو منکر ہیں۔ جہنم کا ایندھن بنینگے۔ (بقایا صفحہ ۱۳۶۲ پر)

حل لغات:- القاسطون۔ ظالم و ظغاۃ۔ ... [illegible]

وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝

اور جس نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی اس کیلئے دوزخ کی آگ ہے اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۝

٢٤ - حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ۝

٢٤۔ یہاں تک کہ جب اُسے دیکھیں گے جس کا اُن سے وعدہ ہوا ہے تب جانیں گے کہ کس کی مدد کمزور اور کون شمار میں کمتر ہے ۝

٢٥ - قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ۝

٢٥۔ تو کہہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کیلئے ایک مدت کی حد مقرر کرے گا ۝

٢٦ - عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝

٢٦۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے سو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا

٢٧ - إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝

٢٧۔ مگر جس کو رسولوں سے مطلع کرتا ہے، تو وہ اسکے آگے اور پیچھے چوکیدار چلاتا ہے ۝

٢٨ - لِيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

٢٨۔ تاکہ وہ جانے کہ انکے رسولوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچائے ہیں۔ اور ان کے پاس جو ہے قابو میں رکھا ہے اور ہر شے کی شمار گن رکھی ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٣٤١:۔ اسکے بعد بچنے والوں سے خطاب فرمایا۔ کہ ایک طرف تو جنات ایمان کی دولت سے مالامال ہو رہے ہیں۔ اور ایک یہ بھی کہ قوم میں اگر یہ لوگ استقامت کے ساتھ ادائے حق و صداقت پر گامزن ہو جائیں۔ تو ہم انکو وافر ذرائع کے ساتھ آب شیریں سے سیراب کریں۔ اور انکی تشنگی دور کریں۔ جو شخص اعراض کرے نیز اللہ والوں کیلئے عذاب شدید مقرر ہے۔

ف۲ یعنی مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے مختص ہیں۔ ان میں اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا درست نہیں ہے۔ مسجد کے معنی بعض اہل علم کے [illegible] اور [illegible] کے بھی ہیں۔ اس صورت میں معنے یہ ہونگے کہ [illegible] جبین کو شرف و جاہ کا یہ رتبہ حاصل ہے۔ کہ وہ سوائے اللہ کے اور کسی کے سامنے نہیں جھک سکتی۔ ف۳ حضور کو عبداللہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کو عبد [illegible] سب سے زیادہ پسند ہے۔ نیز یہ کہ پیغمبر باوجود [illegible] علیا کے دائرہ بندگی سے باہر نہیں ہوتا۔

انبیاء کی حدود معرفت

ف جہاں تک عالم الحقائق علم الغیب ہونیکا تعلق ہے، یہ خاصہ ذات [illegible] ہے اسکے سامنے کوئی بات ڈھکی چھپی یا اوجھل نہیں ہے۔ وہ ہر چیز اور ہر بات کو ازل سے جانتا ہے۔ اور کوئی شخص اسکے سوا ایسا نہیں ہے جو ان حقوق میں علم غیب دانی کا دعویٰ کر سکے۔ ہاں بعض خصوصی مصالح اور منافع کے ماتحت وہ انبیاء کو بعض غیوب پر مطلع کر دیتا ہے۔ مگر اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ ہر آن ہر بات کو اس کی پوری تفصیل کے ساتھ جانتے ہیں۔ آدم کو دیکھئے عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا کا تاج فرق مبارک پر رکھا ہے۔ اور پھر لغزش آدم کی تصریح موجود ہے۔ حضرت نوح جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ مگر اللہ کی رضا کے خلاف بیٹے کی مغفرت کرتے ہیں۔ ابراہیم خلت کی قبائے فاخرہ زیب تن کئے ہوئے ہیں مگر اسکے باوجود مشرک باپ کے لئے خواہش ہے کہ خدا انکو بخش دے۔ [illegible] حضرت یعقوب [illegible] اور نہیں جانتے کہ انکے [illegible] یونس [illegible] غضب خشم میں [illegible] کہ قوم کی کوتاہی [illegible] حضور کو دیکھئے۔ عبس و تولیٰ [illegible] اور حب [illegible] کیا [illegible] جن کو اللہ نے رسالت کے لئے چن لیا ہے اور جسکے متعلق تصریح ہے کہ اگر غیب [illegible] کیا جاتا ہے اور دیا جاتا ہے [illegible] کہ غیب کی تفصیل [illegible] نہیں۔ [illegible] انسانی فطرت میں یہ نقص ہے کہ یہ اپنی حدود و [illegible] کی وجہ سے معارف الٰہیہ کے کسب و حصول کی استعداد [illegible] نہیں رکھتی [illegible] ہے۔

ایاتھا ۲	(۷۳) سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ (۳)	رکوعاتھا ۲

(۷۳) سورۂ مزمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○
۱- اے کمبل اوڑھنے والے ○

۲- قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ○
۲- رات کو کھڑا رہ مگر تھوڑا ○

۳- نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ○
۳- آدھی رات یا تھوڑا اس سے کم کر ○

۴- اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ○
۴- یا اس سے زیادہ کر اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھ ○

۵- اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ○
۵- ہم تجھ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں ○

۶- اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ○
۶- بیشک رات کا اٹھنا نفس کو سخت کچلنے والا اور قول کو زیادہ درست کرنے والا ہے

۷- اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ○
۷- دن میں تجھے لمبا شغل رہتا ہے ○

۸- وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ○
۸- اور اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ رہ ○

۹- رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ○
۹- وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو اسی کو کارساز بنا ○

۱۰- وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ
۱۰- اور جو وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر اور انہیں

بقیہ صفحہ ۱۳۷۲:-

کہ ذرہ آفتاب ہو جائے۔ اور قطرۂ سمندر وسعتیں اپنے اندر چھپالے۔ تو پھر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کوتاہ عقل و بصیرت انسان خدائے ذوالجلال کے پورے علم کو حاصل کرلے۔ یہ یاد رہے۔ کہ اس عقیدہ میں انبیاء کی معاذ اللہ توہین نہیں ہے۔ بلکہ علم خداوندی کی بے پناہی کا ذکر مقصود ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ اس کا علم کتنا وسیع ہے۔ اور کس درجہ ہے۔

سورۃ المزمل

ف المزمل کے معنے لفظاً اس شخص کے بھی ہیں جو ایک بار عظیم کو اپنے کندھوں پر اٹھائے۔ اور نبوت و رسالت سے نوازا وہ ترجمہ کر اور ان مطالب عظیم

ہو سکتا ہے۔ جس نے فرمایا۔ کہ اے وہ شخص جو نبوت کی گراں بار ذمہ داریوں کا حامل ہے۔ اٹھ اور رات کو چند سے حضور خداوندی میں قیام کر۔ رات بھر نہیں۔ کیونکہ تمہیں دن کو بھی دین کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں بہت کام کرنا ہے۔ خود فرمایئے۔ ایسا شخص جو رات کی تاریکیوں میں جبکہ ساری کائنات سو رہی ہے۔ اپنے قلب کو نور اور روشنی سے بھر رہا ہے۔ اور اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہے۔ کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ جس کے نفس کی طہورت کا یہ عالم ہے۔ کہ رات بھر عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اور شفقت خداوندی اس کو سخت اور شدید ریاضت سے روک رہی ہے۔ کیا اس کے متعلق یہ گمان بھی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ خدا کی طرف سے مامور نہیں ہے ○ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ قرآن کو ہموار طریق حروف کو ہیچ اور صاف صاف پڑھا کرو

فَجْرًا جَمِيلًا ○
اچھی طرح چھوڑ دے ○

۱۱ - وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَ
مَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ○
۱۱ - اور مجھے اور جھٹلانے والے کو جو نعمت والے ہیں چھوڑ دے اور
انہیں تھوڑی سی مہلت دے ○

۱۲ - إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ○
۱۲ - بیشک ہمارے پاس بیڑیاں اور آگ کا ڈھیر ہے ○

۱۳ - وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ○
۱۳ - اور کھانا جو گلے میں اٹکے اور دردناک عذاب ○

۱۴ - يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ
الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ○
۱۴ - جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ ریت کے بھربھرے
ٹیلے ہو جائیں گے ○

۱۵ - إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ
كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ○
۱۵ - بیشک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے
جیسے کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا ○

۱۶ - فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا
وَبِيلًا ○
۱۶ - سو فرعون نے رسول کی نافرمانی کی۔ سو ہم نے اسے سخت
پکڑ میں دھر پکڑا ○

۱۷ - فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ
الْوِلْدَانَ شِيبًا ○
۱۷ - سو اگر تم کافر ہو گئے سو اس دن سے کیونکر بچو گے جو لڑکوں
کو بوڑھا بنا دے گا ○

اُمرا کیوں مخالفت کرتے ہیں !

(ف) حضورؐ نے جب اپنی بعثت کا اعلان کیا۔ تو حسب دستور بڑے لوگوں نے انکار کیا۔ وہ مفلس اور قلاش لوگ نہ تھے۔ بلکہ وہ لوگ تھے جو صاحب مال و منال تھے۔ اور ابتداء سے یہ سنت چلی آ رہی ہے۔ کہ حق و صداقت کی مخالفت میں ہمیشہ رؤسا کا طبقہ پیش پیش رہتا ہے۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ غرباء کا دین سے کوئی تصادم نہیں ہوتا۔ انکی آرزوئیں اور خواہشیں نہایت محدود اور سادہ قسم کی ہوتی ہیں۔ مگر اکابر [illegible] و قیادت کے خواہاں اور منصب و جاہ کے متوالے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ قانون و اخلاق کی کوئی پابندی ان پر عائد نہ ہو۔ مذہب کی پہلی لڑائی انہیں اغراض کی اصلاح کے لئے ہوتی ہے۔ انکی ریاست چھین جاتی ہے۔ ان کی قیادت باقی نہیں رہتی۔ دولت و ثروت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ مذہب۔ قانون و اخلاق کی مساوات کی بنا پر ان خواہشات نفس کی تکمیل نہیں ہونے دیتا اور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ انسانی خون اور انسانی عزت و آبرو کے سلسلے میں بڑے چھوٹے اور امیر و غریب کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ پھر اس پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اپنی تربیت کے لئے ان غریبوں کو چن لیتا ہے جنکو یہ لوگ حقیر و ذلیل جانتے ہیں۔ اور پھر ان کی روحانیت کو اتنا مجلّٰی کر دیتا ہے۔ کہ یہ ان لوگوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ کہ اگر یہ ارباب تنعم آپکے پیغام کو نہیں مانتے۔ اور آپکی راہ میں مشکلات کا ایک پہاڑ حائل کرنا چاہتے ہیں۔ تو قطعاً پرواہ نہ کریں۔ انکو چند روزہ مہلت دیں۔ اسکے بعد انکو پکڑ کر پاس بلاؤں۔ کہاں کہاں آتا ہے۔ انکے لئے جہنم ہے اور ایسا کھانا ہے۔ جو گلے میں پھنس کر رہ جائے۔ جہاں آگ ہے کہ جس ہے۔ اور عذاب الیم ہے۔ فرمایا۔ کہ ان لوگوں کو اس دنیا کے دولت پر ناز ہے۔ اور یہ اس زندگی کی چہل پہل میں ہیں۔ حالانکہ یہ سارا نظام اُلٹنے کو ہے۔ یہ زمین اپنی وسعتوں اور شادابیوں کے باوجود دہشت کے ایک لرزہ خیز حرکت سے متاثر ہو کر کانپنے لگے گی۔ اور یہ پہاڑ اپنی بلندیوں سمیت لرز اٹھیں گے۔ اور ریت ہو جائینگے جس طرح ہوا کا بگولا ہوتا ہے۔

حلّ لغات۔ انکالاً۔ بیڑیاں۔ ذا غصۃ۔ جو حلق کے بیچ اٹکے۔ کثیبًا مھیلا۔ ریت کا تودہ بھربھرا۔ وبیلًا۔ سخت۔

۱۸- السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝
۱۹- اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى
رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝
۲۰- اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ
ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ
مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ
سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ
فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ
اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ

۱۸- اس دن آسمان پھٹ جائیگا۔ خدا کا وعدہ پورا ہونیوالا ہے ۝
۱۹- یہ تو نصیحت ہے سو جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف
راہ پکڑے ۝
۲۰- تیرا رب جانتا ہے کہ تو قریب دو تہائی رات اور آدھی رات
اور تہائی رات کھڑا رہتا ہے اور ان میں سے (بھی) جو تیرے
ساتھ ہیں ایک جماعت اُٹھتی ہے۔ اور اللہ رات اور دن
کا اندازہ کرتا ہے۔ اس نے معلوم کر لیا کہ تم اس (قیام لیل)
کو نباہ نہ سکو گے (یا ادا نہ کر سکو گے) سو وہ تم پر مہربان ہوا۔
اب قرآن میں سے جس قدر آسانی ہو پڑھو۔ خدا کو معلوم
ہے کہ بعض تم میں بیمار ہوں گے اور بعض اللہ کا فضل
(روزی) تلاش کرتے زمین میں پھریں گے اور بعض اللہ
کی راہ میں لڑتے ہونگے۔ پس قرآن میں جس قدر آسان
ہو پڑھو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔

بقیہ صفحہ ۱۲۷۴ سے ٹھہراؤ گے۔ غرض یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور میں آپ تمہاری تکذیب اور تمہارے ایمان کی گواہی دینگے اور بتائیں گے کہ کن لوگوں نے دعوت اسلام کو قبول کیا۔ اور اللہ کی رضا کے جویا ہوئے! و کون محروم رہے۔ اور اسکے سخط و غضب کا ہدف بنے۔

دین اسلام میں یسر و آسانی ہے

ف ۱ یعنی اسلام میں سراسر یسر و آسانی ہے۔ اسمیں تہذیب نفس کے اصول کو مدار تعذیب قرار نہیں دیا گیا۔ اسلئے کہ عبادتیں پیچیدہ نہیں ہیں۔ کہ آپ رات بھر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہیں جبکہ وہی۔ کہیں خدا آپ کا نفس بشاشت اور ذوق کے ساتھ قرآن پڑھ سکتا ہے اور جہاں ملول ہو کہ اب ملال و تھکن کے آثار ہیں چھوڑ دے۔

اسلامی عبادت کا تخیّل

ف ۲ قرآن حکیم کی تعلیمات چونکہ انسان کے ہر طبقہ کیلئے یکساں قابل عمل ہیں اس لئے اس میں طاقت و وسعت کا اندازہ کرکے عبادت کا معیار ایسا مقرر کیا ہے جو ساری نوع انسانی کیلئے لائق قبول ہو۔ اسکے لئے کسی جہاد و زہد کیلئے تعذیب نفس کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اسکی ضرورت ہے کہ اسکی قوم سے لوگوں کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک وہ جو دنیا اور اسکے مشاغل کو ترک کرکے اپنی جان کو ہر نعمت و آسودگی سے محروم کرکے رہبانیت تجرد اختیار کر لے۔ اور صرف عبادت کا ہو رہے اور پھر اسکے لئے عبادت کا جو کورس مقرر ہو وہ سخت ہو اور طویل و صبر طلب ہو اور دوسرا وہ جو دنیا کے کاروبار میں مشغول ہو اور دن رات اپنی اور اپنی نوع کی خدمت میں مصروف ہو۔ نہ اسکے لئے نصاب ایسا مقرر ہو جو مختصر و آسان ہو۔ بلکہ یہ فلسفہ اور نظام [illegible] اسلام میں کوئی نہیں ہے کہ ہر شخص کیلئے یہاں برکت اور سعادت کا مرجع ہے۔ [illegible] نہ دنیا سے محرومی ہے۔ نہ روح کو ناقابل برداشت تکلیفوں اور صعوبتوں میں جکڑ کر [illegible] انسانوں کو [illegible] دو طبقوں میں تقسیم نہیں کیا۔ اسکے سیاہ عبادت میں سب کیلئے یکساں [illegible] ہے۔ چنانچہ [illegible] کہ [illegible] آپ اور آپ کے ساتھی۔ قیام لیل کے سلسلہ میں دو تہائی رات کے قریب یا کبھی نصف اور کبھی تہائی رات تک عبادت و قرأت و رکوع و سجود میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲۷۶ پر)

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ
تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ
أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ○

اور جو بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں بڑا پاؤ گے۔ اور اللہ سے معافی مانگو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

آیاتہا ۵۶	(۷۴) سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ (۴)	رکوعاتہا ۲	(۷۴) سورۂ مدثر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○
۲- قُمْ فَأَنذِرْ ○
۳- وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○
۴- وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○
۵- وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○
۶- وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ○
۷- وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ○

۱- اے لحاف میں لپٹنے والے ○
۲- اُٹھ اور ڈرا ○
۳- اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر ○
۴- اور اپنے کپڑے پاک کر ○
۵- اور پلیدی دُور کر ○
۶- اور زیادہ عوض لینے کیلئے احسان نہ کر ○
۷- اور اپنے رب کے واسطے صبر کر ○

بقیہ صفحہ ۱۳۷۵ ۔۔ ہم جانتے ہیں۔ ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہونگے جو مریض ہونگے۔ اور کچھ ایسے ہونگے۔ جو تلاش روزگار میں ادھر ادھر مارے پھرتے ہونگے۔ اور کچھ ایسے ہونگے جنکی شجاعانہ خدمات کی میدان جہاد میں ضرورت ہوگی۔ اسلئے آپ لوگوں کو اجازت ہے کہ ما تیسّر پر اکتفا کریں۔ اور صرف اس حد تک پڑھیں۔ کہ طبیعت پر بار نہ ہو۔ گویا اسلام تعالیٰ نے بیماروں روزگار کے خواستگاروں اور مجاہدین کو موقع دیا ہے کہ حسب توفیق استطاعت عقیدت زیادہ عشق کا اظہار کر سکیں۔ اور عبادات کو بہر کیف بار اور دیکھیں۔

سورۃ المدثر

حل وثار نبوت سے مستور رضوں کو تبلیغ و اشاعت کیلئے ابھارا ہے اور کہا ہے۔ کہ اٹھئے! اور لوگوں کو آگاہ کیجئے۔ ربوبیت کے تخیل کی شرک اور بت پرستی سے تذلیل ہو رہی ہے۔ آپ اس کو قول و عمل کے ساتھ بلند کیجئے۔ دل کو پاکیزہ رکھئے۔ اور فکر و خیال کی ہر نجاست کو جھٹلا دیجئے۔ اور اس فرض کو اس طرح خوشی کے ساتھ ادا کیجئے۔ کہ ان لوگوں کو ممنون کر کے

مال و دولت میں فراوانی کرنا مقصود نہ ہو۔ بلکہ محض اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونا ہو۔ گویا مبلغ حق و صداقت کے لئے پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اولاً قیام و استعداد۔ ثانیاً اعلائے کلمۃ اللہ کا جذبہ۔ ثالثاً قلب کی پاکیزگی۔ اور رابعاً برائی کی باتوں سے کامل احتراز۔ اور خامساً خلوص۔

حل لغات

المدثر: کپڑے میں لپٹنے والے۔ دثار نبوت کا حامل۔
وثیابک: قلب اور دل سے استعارہ ہے۔ امرؤ القیس کا شعر ہے

وان تک قد ساءتک منی خلیقۃ
فسلی ثیابی من ثیابک تنسل

یعنی اے معشوقہ اگر تجھ کو میری کوئی ادا بری محسوس ہوتی ہے تو میرے دل سے جدا کیوں نہیں کر لیتی۔ اس طرح خود بخود علیحدگی واقع ہو جائیگی۔ ایک دوسرا شعر ہے

وشققت بالرمح الاصم ثیابہ ۔ ولیس الکریم علی القنا بمحرم

ایسی ہی ثیاب سے مراد دل ہے۔ ح مالی بانو بی دیار حبیبی

۱۲ اس سے مقصود کو عمل و بیان سے واضح ہوتا ہے

٨- فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝
٩- فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝
١٠- عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝
١١- ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝
١٢- وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۝
١٣- وَبَنِينَ شُهُودًا ۝
١٤- وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ۝
١٥- ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝
١٦- كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝
١٧- سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝
١٨- إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝
١٩- فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝
٢٠- ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝

٨- پھر صور پھونکا جائے گا ۝
٩- تو وہ دن (بہت) سخت دن ہے ۝
١٠- کافروں پر آسان نہیں ۝
١١- مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا چھوڑ دے ۝
١٢- اور میں نے اسے بہت مال دیا ۝
١٣- اور مجلس میں بیٹھنے والے بیٹے دیئے ۝
١٤- اور میں نے اس کیلئے اچھی تیاری کر دی ۝
١٥- پھر لالچ کرتا ہے کہ اور بھی دوں ۝
١٦- ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے ۝
١٧- اب میں اُسے بڑی چڑھائی پر چڑھاؤں گا ۝
١٨- اس نے قرآن کی نسبت سوچا اور اندازہ کیا کہ کیسا کلام ہے ۝
١٩- پس وہ مارا جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا ۝
٢٠- پھر مارا جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا ۝

ولید بن مغیرہ

ف جمہور مفسرین کے نزدیک ان آیات کا متعلق
ولید بن مغیرہ ہے۔ فرمایا۔ اسکو ہم نے مال و دولت
کی نعمت سے نوازا۔ حق سے طالع تھا۔ اس کے
تلف و تجارت کے رواں دواں تھے۔ بیٹے دیئے
جو سب نعمہ اس کے سامنے موجود تھے۔ اور
اس کے کاروبار میں شریک تھے عزت وجاہ
عطا کی۔ پھر اس کی حرص و آز کا یہ عالم ہے
کہ اس کے باوجود بھی اضافہ کا طالب ہے مگر اب
ہم کچھ نہیں دیں گے کیونکہ یہ ہماری آیتوں کا
سخت مخالف ہے۔ عنقریب اس کو شدید ترین
عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور اس کو معلوم
ہو گا۔ کہ یہ دولت و ثروت یہ اولاد و انصار
عزت و کمال ان میں سے کوئی چیز بھی اللہ کے
عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اس کا جرم یہ ہے۔
کہ اس نے جب قرآن حکیم کو سنا۔ اور یہ جانا کہ
اس میں حق و صداقت ہے۔ اور کہا۔ کہ اس میں
شیرینی اور حلاوت ہے۔ اس میں بلاغت و فصاحت
کا وافر حصہ ہے۔ اور یہ ہر طرح غالب رہے گا۔
مغلوب نہیں ہو سکے گا۔ تو قوم نے کہا کہ تیرے منہ
سے یہ تعریف قریش کے بہت سے سمجھداروں کو
مائل بنا دے گی۔ اور گمراہ کر دے گی۔ اس پر اس
نے نتائج و عواقب پر نظر ڈال ۔ (باقی صفحہ ١٣٧٨)

حل لغات

النَّاقُور۔ نرسنگا۔ صور ۔ سَأُرْهِقُهُ۔ عنقریب
مجبور کروں گا۔ صَعُودًا۔ لمبی چڑھائی۔ دوزخ میں ایک
پہاڑ ہے۔ غرض یہ ہے کہ عذاب میں مبتلا کروں گا۔

۲۱ - ثُمَّ نَظَرَ ۝
۲۱ - پھر نظر کی ۝

۲۲ - ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝
۲۲ - پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا ۝

۲۳ - ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝
۲۳ - پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا ۝

۲۴ - فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝
۲۴ - پھر بولا کہ اور کچھ نہیں، صرف جادو ہے جو نقل ہوتا چلا آتا ہے ۝

۲۵ - اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝
۲۵ - اور کچھ نہیں یہ صرف آدمی کا قول ہے ۝

۲۶ - سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝
۲۶ - اب میں اُسے سقر (دوزخ) میں ڈالوں گا ۝

۲۷ - وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝
۲۷ - اور کیا سمجھا کہ سقر (دوزخ) کیا ہے! ۝

۲۸ - لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝
۲۸ - وہ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑ دے ۝

۲۹ - لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝
۲۹ - چمڑا جھلسنے والی ۝

۳۰ - عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝
۳۰ - اس پر انیس فرشتے نگہبان ہیں ۝

۳۱ - وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
۳۱ - اور ہم نے جو لوگ دوزخ پر مقرر کئے ہیں وہ اور نہیں فرشتے ہیں اور انکی جو شمار رکھی ہے سو کافروں کے جانچنے کے لئے رکھی ہے تاکہ وہ لوگ یقین کریں جنہیں کتاب ملی ہے۔

کلام کی قدر و قیمت کا اندازہ کیا۔ پھر سوچا۔ اور دبا ہوا طرزِ اظہارِ تنفر کے انداز میں جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں۔ کہ اس پر قرآن کا کچھ بھی اثر نہیں ہے۔ کہنے لگا۔ کہ میری رائے میں یہ قرآن جادو ہے۔ جو منقول چلا آتا ہے۔ اور یہ صرف انسانی کلام ہے۔ گویا اس طرح اُس رائے کو چھپایا جس کا اظہار وہ ازراہِ دیانت کرچکا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ تمام قریشی قرآنی عظمت و رفعت کے قائل تھے۔ اور یقین رکھتے تھے۔ کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ اس کو کلامِ الٰہی تسلیم کرلینے سے انکی مشکلات میں اضافہ ہوجاتا تھا۔ ان کی تمام وجاہت چھن جاتی تھی۔ ان کے اقتدار کو صدمہ پہنچتا تھا۔ اور ان کا کبر و غرور مٹ جاتا تھا۔ اسی لئے وہ یہی مناسب سمجھتے تھے۔ کہ اس کی مخالفت کی جائے۔ اور اپنے وقار کو ضائع نہ کیا جائے۔ وماعلیہا تسعۃ عشر: قرآن حکیم میں بعض مقامات ایسے ہیں۔ جہاں جذباتِ عقیدت و نیازمندی کا استحقاق ہوتا ہے۔ ان تک عقل و فہم کی رسائی نہیں ہوسکتی البتہ ایمان اور یقین کی روشنی سے ان تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اس لئے ان مقامات میں بحث اور دلائل آرائی محض بے کار ہوتی ہے۔ بلکہ یہ

ضرورت ہے اس بات کی کہ آنکھیں بند کرکے تسلیم کرلیا جائے۔ اور اگر عقلیت بہت زیادہ بغاوت کرے۔ تو اس کو یہ کہہ کر دبا دیا جائے کہ ہر منزل میں تمہاری راہنمائی قطعاً بے سود ہے ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

ان مقامات میں جنت اور دوزخ کی تفصیلات ہیں۔ کہ ان کا اس دنیا میں معلوم ہونا ناممکن ہے۔ اسی لئے جہنم کے متعلق چند کیفیات کا ذکر کرکے فرمایا۔ کہ یہ محض آزمائش و ابتلا ہے۔ اہلِ کتاب اور مومنین تو اس کو تسلیم کرلیں گے۔ مگر جن کے دل میں نفاق کا مرض ہے۔ اور کفر کا روگ ہے۔ وہ یہ کہیں گے۔ کہ خدا کا ان تفصیلات کے ذکر کرنے سے مقصد کیا ہے؟ اور اس طرح گمراہ ہوجائیں گے۔

حلِ لغات

عَبَسَ ۔ تیوری چڑھائی۔
بَسَرَ ۔ منہ بنایا۔
سَقَرَ ۔ دوزخ۔

وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝

اور ایمانداروں کا ایمان بڑھے اور جنہیں کتاب ملی ہے وہ اور مسلمان شک نہ کریں اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور کافر بھی یہ کہیں کہ اس مثال سے اللہ نے کیا ارادہ کیا ہے۔ یوں اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے۔ اور تیرے رب کے لشکر اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ سقر آدمی کے لئے ایک نصیحت ہے ۝

۳۲ - كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝
۳۳ - وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝
۳۴ - وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝
۳۵ - إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝
۳۶ - نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ۝
۳۷ - لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝

۳۲ - نہیں نہیں، ہم کو چاند کی قسم ۝
۳۳ - اور رات کی قسم جب وہ پیٹھ پھیرے ۝
۳۴ - اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہو ۝
۳۵ - بیشک وہ دوزخ بڑی چیزوں میں سے ایک چیز ہے ۝
۳۶ - آدمی کے لئے ڈراوا ہے ۝
۳۷ - اس کیلئے جو تم میں سے آگے بڑھنا یا پیچھے رہنا چاہے ۝

صبح اسلام کا طلوع

قمر سے مراد نبوت حاضرہ کی روشنی ہے۔ رات سے مقصود کفر کی تاریکی ہے۔ جو صبح کی آمد آمد میں غائب ہو رہی ہے۔ اللہ یہ کہتا ہے وہ صبح سعادت ہے۔ کہ جس کے مقابلہ میں ظلمت کا کوئی اثر نہیں اور وہ قیامت تک ممتد ہے۔ فرمایا۔ کہ تم یقین رکھو کہ دوزخ کا مسئلہ کوئی ڈھکوسلہ نہیں۔ بلکہ یہ بڑی بھاری چیز ہے

اس کے قیام اور بقا سے یہ غرض ہے۔ کہ نادان انسان دنیا میں اس کی ہولناک سزاؤں کا خیال کرکے پاکبازی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے۔

حل لغات

اَسْفَرَ۔ روشن ہو جائے۔
اَلْكُبَرِ۔ کُبریٰ کی جمع ہے۔

۳۸- كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝
۳۸- ہر شخص اپنے کیے ہوئے میں پھنس رہا ہے ۝

۳۹- إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝
۳۹- مگر دہنی طرف والے ۝

۴۰- فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ ع
۴۰- بہشتوں میں ہونگے، پوچھیں گے ۝

۴۱- عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝
۴۱- مجرموں سے ۝

۴۲- مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝
۴۲- کہ تمہیں کون سی چیز دوزخ میں لائی ۝

۴۳- قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝
۴۳- وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں نہ تھے ۝

۴۴- وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝
۴۴- اور ہم فقیر کو کھانا نہ کھلاتے تھے ۝

۴۵- وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝
۴۵- اور ہم بکواس کرنیوالوں کے ساتھ بکواس کرتے تھے ۝

۴۶- وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝
۴۶- اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے تھے ۝

۴۷- حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ۝
۴۷- یہاں تک کہ ہمیں یقین آنیوالی چیز یعنی موت آ پہنچی ۝

۴۸- فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝
۴۸- سو شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت انکے کام نہ آئیگی ۝

۴۹- فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝
۴۹- پھر انہیں کیا ہوا کہ نصیحت سے منہ موڑتے ہیں؟ ۝

۵۰- كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ ۝
۵۰- گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں ۝

ف۱ غرض یہ ہے۔ کہ خدا کسی شخص پر جبر کرکے اس کو نیکی اور تقویٰ پر مجبور نہیں کرتا۔ اس نے ہر ایک کو اختیار دے رکھا ہے۔ کہ وہ اپنے لئے جس طرح کی زندگی پسند کرے۔ چاہے خیر و برکت کی طرف بڑھے اور مراتب میں رفعت و ارتقاء حاصل کرے۔ اور چاہے ہر نیکی سے محروم رہے۔ اور اپنے لئے خسران اور پستی اختیار کرے۔

ف۲ یعنی اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر شخص اپنے اعمال کی پاداش میں محبوس ہے۔ اب اگر اعمال نیک اور صالح ہیں تو عقبیٰ کی صورت میں روح انسانی جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوگی اور اگر برے اور بد ہیں۔ تو یہ اعمال اس کو جہنم میں دھکیل دینگے۔ گویا اسلام ہر شخص سے براہِ راست عمل خیر کا متوقع ہے۔ اور اس چیز کو قطعاً اور مستقلاً غلط قرار دیتا ہے۔ کہ آپ کو دوسروں کے اعمال کے بدلے میں گرفتار کیا جائے۔ یا دوسروں کے تقویٰ اور زہد کی وجہ سے آپ کی رستگاری ہو جائے۔ اور آپ کو بخش دیا جائے۔

ف۳ قرآن حکیم نے یہاں مصلّی کے لفظ کو مسلمان کے ہم معنی قرار دیا ہے۔ کیونکہ اسلامی تصورِ حیات میں یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص اسلام کا دعویٰ دار بھی ہو۔ اور بے نماز بھی ہو۔ قرآن و حدیث اور صحابہ کی زندگی میں اس قسم کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کہ کوئی شخص اسلام کا حلقہ بگوش ہو۔ اور اس کے متعلق شکایت یہ ہو۔ کہ وہ نماز نہیں پڑھتا۔ نمازی ہونا ایک مسلمان کا لازمہ ہے۔ کہ مسلمان کے تخیل سے نماز کو جدا کرنا ناممکن ہے۔ یہ محض غلط فہمی یا اپنے متعلق خوش فہمی ہے۔ کہ ہم ایسے مسلمانوں کو بھی مسلمان سمجھنے پر مجبور ہیں۔ جو اس اہم فریضہ کو ادا نہیں کرتے۔ ورنہ دیکھیے۔ کہ اہل جہنم سب سے پہلی وجہ اپنے جہنم میں داخل ہونے کی یہی قرار دیتے ہیں۔ کہ ہم نمازی نہ تھے یعنی ایسے نظام عمل کو رد کرتے تھے جس میں نماز جیسی بابرکت اور سعادت آمیز چیز موجود ہے

ف۴ خوض کے معنے عربی میں مطلقاً ۔ چلنے کے ہیں۔ اور غور و فکر کے ہیں۔ مگر قرآن کی اصطلاح میں اس سے مراد غلط فکر و کاوش کے ہیں۔

ف۵ اسلام سے قبل نجات کا مفہوم یہ تھا۔ کہ لوگ ولیوں اور شہیدوں پر بھروسہ کرکے ہر قسم کے فسق و فجور کا ارتکاب کرتے۔ اور یہ سمجھتے۔ کہ چونکہ ان لوگوں کے ساتھ ہمارے تعلقات ارادت و عقیدت استوار ہیں۔ اس لئے عذاب اور ضرر سے بچا لئے جائیں گے یقینی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۸۱ پر)

حلِّ لغات:۔ رَهِينَةٌ ۔ مصدر ہے۔
اَلْيَقِينُ ۔ موت۔

۵۱ - فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ؕ
۵۱- وہ شیر سے بھاگتے ہیں ○

۵۲ - بَلْ یُرِیْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ یُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۙ
۵۲- نہیں بلکہ اُن میں ہر آدمی یہ چاہتا ہے۔ کہ اسے کھلے صحیفے دیئے جائیں ○

۵۳ - كَلَّا ؕ بَلْ لَّا یَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ
۵۳- کوئی نہیں۔ بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے ○

۵۴ - كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۚ
۵۴- نہیں نہیں یہ قرآن نصیحت ہے ○

۵۵ - فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ؕ
۵۵- سو جو چاہے اُسے یاد کرے ○

۵۶ - وَمَا یَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۠
۵۶- اور جب تک خدا نہ چاہے وہ ہرگز یاد نہ کریں گے۔ وہی ڈرنے کے لائق اور بخشنے کے لائق ہے ○

آیاتہا	(۷۵) سُوْرَةُ الْقِیٰمَةِ مَكِّیَّةٌ (۳۱)	رکوعاتہا	(۷۵) سورۂ قیامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱ - لَاۤ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ
۱- میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں ○

۲ - وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ؕ
۲- اور میں ملامت کرنیوالے نفس کی قسم کھاتا ہوں ○

۳ - اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ
۳- کیا آدمی خیال کرتا ہے۔ کہ ہم ہرگز اسکی ہڈیاں جمع نہ کریں گے؟ ○

بقیہ صفحہ ۱۳۸۰:- کچھ لوگ جنوں اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس بات کا مجاز قرار دیتے۔ کہ وہ اپنے پجاریوں کو بخشوا لیں گے۔ اس بہاس قبیل کی آیتیں نازل ہوئیں۔ جن میں شفاعت کی نفی کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ جب تک ذاتی صلاحیت نہ ہو۔ کوئی سفارش مفید نہیں ہو سکتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

سُوْرَةُ الْقِیٰمَة

ولا کو حرف تزئین واستدلال ہے۔ قسم سے پہلے بطور افتتاح کے عام طور پر عربی لٹریچر میں آتا ہے۔ امراؤ القیس کے ایک قصیدہ کا آغاز یوں ہوتا ہے

لا وابیک ابنۃ العامری
لا یدعی القوم انی افر

یوم قیامت اور نفس لوامہ میں مناسبت یہ ہے۔ کہ دونا میں برے فعل پر نفس کی ملامت نفسیاتی نقطہ نگاہ سے۔ یہی سی

عقوبت اور سزا ہے۔ اور اس کو اگر پھیلا کر آپ دیکھئے اور عمل شکل میں ملاحظہ کیجئے گا۔ تو یہی وہ نظام قیامت ہے جس کو قرآن حکیم پیش فرماتا ہے۔ اور جو مشرکین کی سمجھ میں نہیں آتا۔ قرآن حکیم دراصل انسان کی توجہ کو خود اس کے باطن کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔ اور یہ کہنا چاہتا ہے۔ کہ تم لوگ نظام مکافات و آخرت و بعثت کے تخیل کی مخالفت تو کرتے ہو مگر یہ نہیں دیکھتے کہ یہی چیز چھوٹے پیمانے پر خود تمہارے اندر موجود ہے۔ اور ہر آن اور ہر لحظہ تم اس سے دوچار ہوتے ہو۔ اور یہ نفس لوامہ ہے۔ فرمایا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکیں گے۔ اور ان کو دوبارہ زندگی نہیں عنایت کر سکیں گے۔ حالانکہ ہم کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ ہم ان کی انگلیوں کی پوروں تک کو ٹھیک ٹھاک کر کے درست کر دیں۔

حل لغات

قسورۃ ۔ شیر درندہ ۔

۴- بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ○
۴- کیوں نہیں ہم اس پر قادر ہیں کہ اسکی انگلیوں کی پوریاں تک ٹھیک [illegible]

۵- بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ○
۵- بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اپنے سامنے گناہ کرتا رہے ○

۶- يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ○
۶- پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہے ○

۷- فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ○
۷- پھر جب آنکھیں چندھیا جائیں گی ○

۸- وَخَسَفَ الْقَمَرُ ○
۸- اور چاند گہہ جائے گا ○

۹- وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ○
۹- اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے ○

۱۰- يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ○
۱۰- تو اس دن آدمی کہیگا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے ○

۱۱- كَلَّا لَا وَزَرَ ○
۱۱- ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں ○

۱۲- اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ○
۱۲- اس دن تیرے رب کی طرف ٹھہرنے کی جگہ ہے ○

۱۳- يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ○
۱۳- اس دن آدمی کو جتایا جائے گا۔ جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا ○

۱۴- بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ○
۱۴- بلکہ آدمی اپنی جان پر حجت (دلیل) ہے ○

ف۱ یعنی قیامت کا انکار اس وجہ سے نہیں ہے۔ کہ یہ عقل و فہم کے منافی ہے۔ اور یہ بھی وجہ [illegible] اس نظام کی مخالفت نہیں کرتے۔ کہ [illegible] بینش کا یہ تقاضا ہے۔ بلکہ اس کفر و انکار کے پس پردہ جو محرک کام کرتا ہے۔ وہ فسق و فجور کا جذبہ ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ آئندہ زندگی میں بھی بلا تامل گناہوں کا ارتکاب کرتے چلے جائیں۔ اور کوئی قوت ان کو اس جذبہ معصیت سے نہ روکے۔

ف۲ فرمایا۔ آج تو یہ لوگ قیامت کے نام سے متنفر ہیں۔ اور اس کو محض ڈھکوسلا قرار دیتے ہیں مگر ایک وقت آنے والا ہے جب آنکھیں مارے حیرت کے کھلی کھلی رہ جائیں گی۔ چاند بے نور رہ جائیگا۔ اور آفتاب بھی اس تاریکی اور بے نوری میں اس کا شریک ہو جائیگا۔ اس دن یہ لوگ کہیں گے۔ کہ آج کہاں بھاگ کر جائیں۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ سوائے پروردگار عالم کے حضور کے۔ اس وقت ان کو ان کے کئے دھرے کا پتہ دیا جائیگا۔ بلکہ یہ خود اس قابل ہونگے۔ کہ اپنے اعمال کو دیکھ سکیں۔ اور اپنے متعلق فیصلہ کر سکیں۔ اگرچہ بتقاضائے بشریت یہ عذرات پیش کرینگے مگر یہ واقعہ ہے۔ کہ دل میں فیصلے کے منتظر ہونگے ان کو پختہ یقین ہوگا۔

ایک لطیف ربط

ف۳ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ کے پڑھنے سے شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جب اس عالم آخرت میں انسان میں اتنی بصیرت پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ اسکے تمام اعمال اسکے قلب میں مرتسم ہو جائیں۔ اور وہ ان [illegible] کو معلوم کرلے۔ جو ان اعمال کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہو جائے۔ تو پھر اس دنیا میں یہ کیوں ممکن نہیں ہے۔ اور کیوں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ یہاں کتاب نبوت [illegible] ہم [illegible] سمجھ لیں۔ اور اس طرح وحی و الہام کی ضرورت احتیاج باقی نہ رہے۔ فرمایا [illegible] یہاں یہ چیز ممکن نہیں [illegible] کسی نظام رشد و ہدایت کو معلوم کرو۔ چنانچہ حضور کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جب آپ قرآن کی تلاوت فرمائیں۔ تو جلدی جلدی [illegible] یہ ہمارا کام ہے۔ کہ ہم اسکو آپکے سینے میں جمع کریں۔ اور پھر پڑھا دیں۔ جب ہم پڑھیں [illegible] تو آپ بھی [illegible] اور اس پر یقین رکھیں کہ معنی کی توضیح و تشریح بھی ہم کر دینگے [illegible] قرآن [illegible]

۱۵- وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ؕ
۱۶- لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ
۱۷- اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚۖ
۱۸- فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ
۱۹- ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ؕ
۲۰- كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۙ
۲۱- وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ
۲۲- وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ
۲۳- اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ
۲۴- وَوُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ۙ
۲۵- تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ؕ
۲۶- كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ۙ

۱۵- اور اگرچہ وہ اپنے بہانے بنایا کرے ○
۱۶- اور (قرآن) پڑھنے میں اپنی زبان تیز نہ چلا (کبھی) کہ اسے ساتھ (ہی) سیکھ لے (گا) ○
۱۷- اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ○
۱۸- پھر جب ہم اُسے پڑھنے لگیں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی ○
۱۹- پھر اس کو کھول کر بتانا ہمارا ذمہ ہے ○
۲۰- نہیں نہیں تم دنیا کو دوست رکھتے ہو ○
۲۱- اور آخرت چھوڑتے ہو ○
۲۲- کتنے منہ اس دن تازہ ہوں گے ○
۲۳- اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے ○
۲۴- اور کتنے منہ اس دن اداس ہوں گے ○
۲۵- وہ خیال کریں گے کہ ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے گا جس سے کمر ٹوٹ جائیگی ○
۲۶- ہرگز نہیں، جب جان حلقوم میں آپہنچے ○

دیدار الٰہی

اہل جمہور اہل السنت کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت کے دن رویت باری تعالیٰ سے مشتاقان جمال ضرور مشرف ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ از راہ قرب و خوشنودی ان کو موقع دیں گے کہ وہ بارگاہ حسن میں عقیدت و نیاز مندی کے نذرانے پیش کر سکیں گے۔ اہل عقل و اعتزال کا عقیدہ یہ ہے کہ قرب حضوری کے مقامات پر فائز ہونا تو ممکن ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ قرب اتنا زیادہ ہو کہ یہ مقربین جناب قدس کے سامنے اپنے کو محسوس کریں۔ اور وہ یقین کا مرتبہ حاصل کر لیں۔ جو اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہو۔ اور اس طرح اس قرب و حضوری پر خوشنودی اور مسرت کا اظہار کریں۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ حسن مطلق اور جمال جہاں سوز جس کو موسیٰ علیہ السلام کی قوت و تاب برداشت نہیں کر سکی جس کی ایک تجلی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس کو ان بے حد و اور بے قوت آنکھوں سے دیکھا جا سکے۔ دونوں کے پاس دلائل ہیں۔ اور دونوں ایک حد تک حق بجانب ہیں۔ جہاں تک شوق و محبت کا تعلق ہے۔ اور اللہ کے کرم و نوازش کا تعلق ہے۔ دیدار میں کیا مضائقہ ہے۔ اور جہاں اس کی جلالت قدر کا سوال سامنے آتا ہے کچھ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دیدار شوخ چشمی کی حد میں داخل ہو جاتا ہے۔ تاہم حق و اعتدال کی راہ یہ ہے کہ نظر تو آئیں گے مگر رویت کا حصول مشکل ہے یعنی جلوہ فرما ہوں گے نظر تو آنکھوں کے سامنے ہوں گے مگر احاطہ ادراک اور پوری طرح نظروں کو چاروں طرف سے گھیر لینا ناممکن ہو گا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ کچھ لوگ تو ایسے خوش قسمت ہوں گے کہ اس وقت قرب و حضوری کے اس مرتبہ کو پا کر مسرور ہوں گے۔ اور کچھ ایسے ہوں گے۔ جو بُعد و دوری کی وجہ سے بے نور، ان کے چہرے بے رونق و آب و تاب ہوں گے۔ جو مومنین کے حصہ میں آئے گی۔

حل لغات

اَلْعَاجِلَة۔ دنیا۔
نَاضِرَة۔ رونق، شاداب و شگفتہ۔
بَاسِرَة۔ بے آب۔ بے رونق۔
فَاقِرَة۔ وہ مصیبت جو کمر توڑ دے۔

۲۷- وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝
۲۸- وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝
۲۹- وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝
۳۰- إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝
۳۱- فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ۝
۳۲- وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝
۳۳- ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۝
۳۴- أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝
۳۵- ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝
۳۶- أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ۝
۳۷- أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ۝
۳۸- ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝
۳۹- فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝

۲۷- اور کہا جائیگا۔ کون ہے جھاڑنے پھونکنے والا ۝
۲۸- اور وہ جانے کہ اب آیا وقت جدائی کا ۝
۲۹- اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے ۝
۳۰- اس دن تیرے رب کی طرف کھینچ کر چلا جانا ہے ۝
۳۱- پھر نہ یقین لایا۔ اور نہ نماز پڑھی ۝
۳۲- لیکن جھٹلایا اور منہ موڑا ۝
۳۳- پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر کو چلو گیا ۝
۳۴- خرابی تیری۔ پھر خرابی تیری ۝
۳۵- پھر خرابی تیری۔ پھر خرابی تیری ۝
۳۶- کیا آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بے قید چھوڑ دیا جائیگا؟ ۝
۳۷- کیا وہ منی کی ایک بوند نہ تھا جو ٹپکی؟ ۝
۳۸- پھر وہ جمکی ہو۔ پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا ۝
۳۹- پھر اس منی میں نر و مادہ کا جوڑا بنایا ۝

ف۱ ان آیتوں میں بتایا ہے۔ کہ جو بات آخرت میں کام آنے والی ہے وہ اعمال صالحہ ہیں۔ اور وہ جس نے ساری عمر نافرمانی اور معصیت میں بسر کی جس نے کبھی خدا کی راہ میں کچھ نہیں دیا۔ جس نے کبھی سجدہ تک آنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ روگردانی اور تکذیب سے کام لیا۔ اور اکڑتا ہوا اپنے گھر کو چل دیتا تھا۔ وہ آج یوم الحساب کے دن کسی رعایت کا مستحق نہیں۔ اس پر کم بختی آنے والی ہے۔ اور ضرور کم بختی آنے والی ہے۔

ف۲ ان آیات میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ کہ یہ زندگی یوں ہی بلا مقصد کے نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ کہ ہر شخص کو بغیر محاسبہ کے چھوڑ دیا جائے۔ اور اس سے کوئی باز پرس نہ ہو۔ بلکہ یہ زندگی ذمہ داری اور جدوجہد کی زندگی ہے۔ جس خدا نے ایک قطرہ آب سے مرد و عورت کی ایک دنیا پیدا کر دی ہے۔ کیا وہ مکافات عمل کے لئے لوگوں کو دوبارہ زندہ نہ کر سکے گا۔ یہ وہ سوال ہے۔ جس کو قرآن بطور استدلال کے پیش کرتا ہے۔ اور مقصد یہ ہے۔ کہ ایسا ہو سکتا ہے۔

حل لغات

یتمطٰی۔ ناز کرتا ہوا۔ اور اکڑتا ہوا۔

٤٠۔ أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ○

٤٠۔ کیا ایسا شخص مُردے جلانے پر قادر نہیں ؟ ○

ایاتها ٣١	٧٦ سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ ٩٨	رکوعاتها ٢

(٧٦) سُورۂ دہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١۔ هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ
لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ○

١۔ کچھ شک نہیں کہ زمانہ میں سے انسان پر ایک ایسا وقت آ چکا ہے جب کہ وہ کوئی چیز نہ تھا کہ اس کا ذکر کیا جاتا ○

٢۔ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ
نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○

٢۔ ہم نے انسان کو دو رنگی (ملی جلی) بوند سے بنایا جیسے ہم ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پلٹتے رہے پھر ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا ○

٣۔ إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّ
إِمَّا كَفُوْرًا ○

٣۔ ہم نے اسے راہ دکھائی یا شکر گزار ہے یا ناشکرا ○

٤۔ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَأَغْلٰلًا
وَّسَعِيْرًا ○

٤۔ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کی ہے ○

٥۔ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ
مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ○

٥۔ البتہ نیک لوگ وہ پیالہ پئیں گے۔ جس کی آمیزش کافور ہے ○

اپنی حقیقت کیطرف دیکھو

ف١ انسان جو کبر و غرور کا پیکر بن جاتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ میں اب دنیا میں کسی شخصیت کا محتاج نہیں ہوں۔ اس کی اصل حقیقت کی جانب متوجہ فرمایا ہے کہ آج جو یہ بغض و عناد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور حق و صداقت کی آواز کو ٹھکرا کر اکڑ جاتا ہے۔ اسے معلوم ہی ہے۔ کہ اس کی پیدائش میں کن عناصر کو دخل ہے۔ کیا یہ وہی انسان نہیں ہے جس کو ایک ناپاک قطرۂ آب سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو اس کو سمجھ بوجھ اور سمع و بصر کی قوتیں دے رکھی ہیں۔ تو اس لئے کہ اس کو معارف بتائیں۔ بجز یہ ہے۔ کہ ان کا غلط اور ناجائز استعمال کرتا ہے۔

عموم فیضان

ف٢ یعنی جس طرح اللہ کا آفتاب ساری دنیا کو روشن کرتا ہے۔ جس طرح اس کا ابر رحمت ہر خطۂ زمین کے ہر حصہ پر برستا ہے۔ اور جس طرح ہوا ہے پتے اور نفس نفس تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح جہاں تک نظام رشد و ہدایت کا تعلق ہے۔ وہ سب کے لئے عام ہے۔ اس میں چھوٹے بڑے، امیر و غریب کی کوئی تمیز نہیں۔ ہر چھوٹے اور ہر طرح کا انسان اس کی برکات سے بہرہ مند ہو سکتا ہے۔ نبوت کا آفتاب سارے افق انسانیت پر چمکتا ہے۔ اور وحی و الہام کی بارش ہر خطۂ ارضی پر برابر ہوتی ہے۔ اور اسی طرح نبوت کی تعلیمات کی ہوائیں ہر شخص کے قلب و دماغ کو تازگی بخشتی ہیں۔ اب یہ ان لوگوں کا کام ہے۔ اور ان کا اپنا فرض ہے کہ اس سے استفادہ کریں اور سعادت دارین حاصل کریں۔ یا گمراہ ہو جائیں اور دیسی ہی ذلت کو خرید لیں۔

حل لغات: أَمْشَاجٍ (مخلوط)۔ سَلٰسِلَا (زنجیریں) سلسل کی جمع ہے۔ اَغْلٰلًا جمع غل بمعنی طوق آہنی۔ یعنی دنیا میں جن کو ہر طرح کی آزادی میسر تھی۔ مگر انہوں نے آزادی کو معصیت کرنے اور جرم و جبر کیلئے استعمال کیا۔ اس لئے آج ان کی آزادی چھین لی جاتی ہے اور ان کے گردنوں اور ان کی معیشتوں کو ان کیلئے زنجیروں اور طوقوں

کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ کالی۔ پیالہ۔ جو تنور کے اندر چمک رہا ہے۔

۶۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ○

۶۔ وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پیتے ہیں اس کی نالیاں (اپنے ڈیروں میں) لے جاتے ہیں ○

۷۔ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○

۷۔ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں۔ جسکی برائی پھیل پڑے گی ○

۸۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○

۸۔ اور باوجود احتیاج خدا کی محبت فقیر اور یتیم قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ○

۹۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○

۹۔ ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو محض اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے نہ ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکرگذاری ○

۱۰۔ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○

۱۰۔ ہم اپنے رب سے منہ بنا دینے والے تیوری چڑھانے والے دن سے ڈرتے ہیں ○

۱۱۔ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ○

۱۱۔ سو خدا نے بھی انہیں اس دن کی برائی سے بچا لیا۔ اور تازگی اور خوشحالی انہیں پہنچائی ○

۱۲۔ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ○

۱۲۔ اور باغ اور ریشمی لباس انہیں انکے صبر کا بدلہ دیا ○

۱۳۔ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ

۱۳۔ وہاں تختوں پر تکیئے لگا کر بیٹھیں گے۔ نہ وہاں دھوپ

جنت کی آنکھوں میں کافور کی آمیزش کے معنے یہ ہیں کہ شراب ایسی ہوگی اور سفیدی کافور کی طرح ہوگی۔ اور سلسبیل ایک مخصوص چشمہ کا نام ہے۔ بہرحال غرض یہ ہے۔ کہ نیک اور ابرار لوگ جنہوں نے اپنے فرائض کو احسن وجوہ ادا کیا ہے۔ جو یوم الحساب کی سختیوں سے خائف رہتے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں نوع انسان کے لئے جذبات محبت اور ہمدردی موجزن رہتے ہیں۔ جنہوں نے از راہ اخلاص مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلایا ہے۔ آج ان نعمتوں کا استحقاق رکھتے ہیں۔ ان کے لئے چشمۂ کافور کی شراب ہے۔ جنت اور باغ ہے۔ زیبا اور عالم ہے۔ ریشم اور پھلواں ہے۔ یہ سمجھیں بہ تمام و وقار کے حصّہ میں ہیں۔

کوائف جنت

کوائف جنت کے متعلق اصولاً یہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ بقول حضرت ابن عباس کے محض اسماء ہیں۔ جن کی حقیقت سے ہم آگاہ نہیں۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین۔ نہ وہاں جام ہے۔ جو حسن ہے جو کمال ہے۔ وہ غیر فانی ہیں۔ اگر زبان قلم سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ بشری طاقت ہے۔ کہ ان کے الفاظ کو منضبط کرے۔ مختصر الفاظ میں روح جنت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ خدا خوش ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ اور جب وہ خوش ہو۔ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ جس نے ستاروں کو اور نجوم کو آب و تاب بخشی ہے۔ جس نے چاند کو روشنی بخشی ہے۔ اور آفتاب کو ضیاء، جس نے پھولوں میں خوشبو کی ہے۔ اور شبنموں میں چمک۔ وہ جب خوش ہو۔ اور اپنی خوشی کا اظہار کرنا چاہے۔ تو آپ ہی بتلائیے۔ کہ وہ اظہار کتنا خوبصورت کس درجہ جمالی اور کس درجہ حیرت انگیز ہوگا۔ جنت مقام رضا ہے۔ اسلئے یہاں کی یہ چیزیں نشاط اور مسرت کا ظہور ضروری ہے۔ بعض لوگوں نے جنت کی ان کوائف کو سن کر اعتراض کیا ہے۔ کہ یہ کیسی جنت ہے جس میں یہ تمام وہی مزخرفات ہیں جو دنیا میں ہیں! وہ ذرا صفحہ [illegible]

حل لغات:۔ النّذر ۔ فرائض یا واجبات۔ قمطریرا۔ دراز یا بہادر کے معنوں میں اس لئے استعمال کیا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو۔ کہ اللہ کے پاکباز بندوں کی نگاہوں میں۔ نکاۃ اور گناہ کتنا ضروری ہے۔ نضرۃ ۔ تروتازگی۔ زمہریرا ۔ جاڑا۔ سردی کی سختی!

فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ○
دیکھیں گے اور نہ جاڑا ○

۱۴- وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ○
۱۴- اور ان پر سائے جھک رہے ہیں۔ اور اس کے میوے نزدیک نزدیک آ رہے ہیں ○

۱۵- وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ○
۱۵- اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشہ کے آبخوروں کا دور چلے گا ○

۱۶- قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ○
۱۶- یہ شیشے چاندی کے ہیں جلانیوالوں نے ٹھیک اندازہ کر رکھا ہے ○

۱۷- وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ○
۱۷- اور وہاں انکو ایسے پیالے بھی پلائے جائینگے جنکی ملونی سونٹھ ہے ○

۱۸- عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ○
۱۸- وہ ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے ○

۱۹- وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ○
۱۹- اور ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے نوجوان لڑکے پھرتے ہیں جب تو انہیں دیکھے تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے ○

۲۰- وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ○
۲۰- اور جب تو وہاں دیکھے تو بڑی نعمت اور بڑی بادشاہت دیکھے ○

۲۱- عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ
۲۱- انکے اوپر کی پوشاک سبز ریشمی باریک اور گاڑھے ریشمی کپڑے ہیں۔ اور انکو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا

بقیہ صفحہ ۱۳۸۶ — انکو اور تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی چیزوں اور انکا مقابلہ ہی کیا ہے۔ یہ عارضی اور فانی وہ دائمی اور ابدی۔ یہ ناقص وہ کامل۔ انہیں تکدرات وغیرہ کا اندیشہ۔ ان میں یہ بات نہیں۔ تو ناچار یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ نجات کیلئے ایسی دنیا کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں اس دنیا کی خواہشات اور اس دنیا کی ضروریات نہ ہوں۔ یہ خیال محض رہبانیت پر مبنی ہے بلکہ جہاں تک انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہر انسان دل کی تمناؤں کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک ایسی دنیا میں چلا جائے۔ جہاں غم نہ ہو فکر و اندیشہ نہ ہو۔ جہاں اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ جہاں ہمیشہ جوان رہے۔ جہاں تازگی اور مسرت کے پورے لوازم موجود رہیں۔ اور جہاں روح اور جسم کی تمام خوشیاں مہیا ہوں۔ قرآن کہتا ہے ایسی دنیا موجود ہے۔ اور اسکے حصول کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس دنیا میں اپنے ارادوں اور اپنی خواہشات کو اللہ کے تابع کر دو۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ دنیائے مسرت و انبساط کو تمہارے تابع کر دیگا۔ کہئے اس میں کون [illegible] کی بات ہے۔ اصل میں یہ اعتراضات۔ اس لئے [illegible] ہیں۔ کہ ان میں انسانی فطرت کی صحیح ترجمانی نہیں کی گئی۔ [illegible]

دل کی پیداوار ہیں۔ اور ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ یہ معلوم کر لیا جائے۔ کہ کیا واقعی اس طرح ہونے والا ہے؟

حل لغات — آنیۃ۔ جام۔ برتن۔ ظروف۔ اکواب۔ کوب کی جمع ہے۔ بے ٹونٹی اور دستے کے آبخورے۔ قواریرا من فضۃ یعنی وہ آبخورے۔ چاندی اور شیشے کے مرکب سے بنائے جائیں گے۔ زنجبیلا۔ سونٹھ۔ عرب اس شراب کو پسند کرتے تھے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو کیونکہ اس میں خوشگوار قسم کی تلخی پیدا ہو جاتی ہے۔ سلسبیلا۔ خوشگوار بہشت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ پانی کی صفائی اور روانی کی مناسبت سے اس کا نام رکھا گیا ہے۔ مخلدون۔ نو عمر لڑکے ایسے بچے جو ہمیشہ بچے رہیں۔ عام طور پر انکو اس لئے پسند کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کام چستی اور پھرتی سے کرتے ہیں۔ [illegible] ہونے نیز معصوم ہونے کی وجہ سے وہ خدمات کے لئے [illegible] میں [illegible] کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ لؤلؤا منثورا یعنی یہ خوبصورت بچے اہل جنت کے [illegible] بکھرے ہوئے موتی [illegible] معلوم ہونگے۔

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا○
۲۲- اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا○
۲۳- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا○
۲۴- فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا○
۲۵- وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا○
۲۶- وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا○
۲۷- اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا○
۲۸- نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا○
۲۹- اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ

رب انہیں پاک شربت پلائے گا ○
۲۲- یہ تمہارا بدلہ ہے، اور تمہاری کوشش قابل شکر گزاری ہے ○
۲۳- ہم نے تجھ پر آہستہ آہستہ قرآن نازل کیا ○
۲۴- تو اپنے رب کے لئے صبر کر اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکر گزار کی نہ مان ○
۲۵- اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کر ○
۲۶- اور کچھ رات میں اُسے سجدہ کر اور بڑی رات تک اس کی تسبیح کر ○
۲۷- یہ لوگ دنیا چاہتے ہیں اور ایک بھاری دن کو اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑتے ہیں ○
۲۸- ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑوں کو مضبوط کیا۔ اور جب ہم چاہیں ان کی مانند اور لوگ بدل لائیں ○
۲۹- یہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف

ف غرض یہ ہے۔ کہ یہ منکرین محض اس لئے قرآن کی برکات اور حق و صداقت کے انوار سے محروم ہیں کہ یہ اس نقد کو اس نسیہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ جو اس سے زیادہ بیش قیمت ہے۔ اور زیادہ واقعی ہے ان لوگوں کو دنیائے عاجل کی چمک دمک نے کچھ ایسا مبہوت کر رکھا ہے۔ کہ انکی نظریں کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ یہ مادیت کے عارضی فوائد کو حاصل حیات سمجھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی دنیا میں جو کچھ ہے یہیں ہے۔ آگے اندھا دھند شک ہے یا بعید از عقل۔ حالانکہ اس دنیا کا حسن مٹنے کو ہے۔ اس کا سارا نظام ضائع ہونے کو ہے۔ اور گم ہونے کو ہے۔ پھر سوائے عقبیٰ اور عالم آخرت کے کوئی چیز قطعی اور یقینی نہیں بھول گئے۔ کیا یہ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے۔ کہ ہم نے انکو پیدا اور ان کے جوڑ بند مضبوط بنائے ہیں۔ تو کیا محض عبث اور بیکار پیدا کیا ہے۔ ان کی تخلیق سے پس پردہ کوئی غرض اور مقصد کار فرما نہیں رہا ہے۔ کہ اگر انہوں نے ہمارے پیغام کو ٹھکرایا۔ تو جس طرح ان کو ہم نے کتم عدم سے نکالا ہے اور وجود کے شرف سے نوازا ہے۔ اسی طرح ان کو مٹا کر ان کی جگہ دوسری قوم کو آباد کیا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن تذکرہ اور نصیحت ہے۔ جو شخص چاہے۔ اس کی وساطت سے خدا کی راہ پر گامزن ہو جائے مگر مشکل یہ ہے۔ کہ یہ میلان خود موقوف ہے۔ اللہ کی توفیق پر اور ان کی مشیت پر (باقی اگلے صفحہ پر)

حل لغات:۔ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ ایسی شراب جو اپنے اوصاف کے اعتبار سے پاکیزہ ہو۔ جو ذہن و وجدان کو بیدار کرے بیکار دماغ و قلب پر تھیلڈ نہ لائے! اور جیسے وہ کوئی بدتر مادہ ذکر کرے۔
يَوْمًا ثَقِيْلًا ایک اہم دن۔

لِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۞

راہ پکڑے ۞

۳۰- وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۞

۳۰- اور جب تک اللہ نہ چاہے تم کوئی بات نہیں چاہ سکتے بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۞

۳۱- يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۞

۳۱- جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اور جو ظالم ہیں انکے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار کیا ہے ۞

(۷۷) سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ (۳۳) رکوعاتها ۲ آیاتها ۵۰

(۷۷) سورۃ مرسلات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

۱- وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۞

۱- قسم ہے ان ہواؤں کی جو چھوڑی گئی ہیں بڑی نرمی سے ۞

۲- فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۞

۲- پھر جھونکا دینے والیوں کی زور پکڑ کر ۞

۳- وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۞

۳- پھر بادل کو ابھارنے والیوں کی اٹھا کر ۞

۴- فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۞

۴- پھر جدا کرنے والیوں کی بانٹ کر ۞

۵- فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۞

۵- پھر ان فرشتوں کی قسم جو نصیحت اتارا لاتے ہیں ۞

۶- عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۞

۶- الزام اتارنے کے لئے یا ڈرانے کے لئے ۞

۷- اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۞

۷- بے شک جس کا تم سے وعدہ ہوا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے ۞

۸- فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۞

۸- سو جب ستارے مٹائے جائیں ۞

۹- وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۞

۹- اور جب آسمان میں سوراخ ہو جائیں ۞

ل وہ علیم وحکیم خدا ہے۔ جس کو پسند کرتے۔ اپنی آغوش رحمت میں لے لے! اور ظالموں کے لئے جو کہ ان حقائق کے منکر ہیں۔ اس نے دردناک عذاب تیار کیا ہے؛

سورۃ المرسلات

ل اس سورۃ میں قیامت کے اثبات کے لئے اسی انداز بیان کو اختیار کیا ہے۔ تاکہ سننے والے اور پڑھنے والے کے دل میں غور وفکر کی استعداد پیدا ہو۔ اور وہ جواب بھی قائم کرے۔ وہ قسمیں کھا کر اور جانچ کر کرے۔ دعویٰ یہ ہے۔ کہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ۔ اور شہرت میں جس کیا ہے۔ ان مذکورہ بالا چیزوں کی تاویل اور انکے ترجمے میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض کی رائے میں ہوائیں ہیں۔ اور امام رازی نے یہ احتمال پیدا کیا ہے۔ کہ اس سے قرآن کی آیتیں مراد ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ یہ احتمال زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اس طرح دعویٰ اور دلائل میں پوری تطبیق پیدا ہو جاتی ہے۔ ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ قرآن کی ان آیات کو قیامت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ جو پیہم اور مسلسل رشد وہدایت کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ وہ لوگوں نے اور قرآن کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر ان میں قوت اور زور پیدا ہو گیا۔ اور ان آیات نے خیالات کی دنیا کو یکقلم بدل دیا۔ پھر ان آیات نے حکمت عقل کے نشانات کو پھیلایا۔ اور حق وباطل میں امتیاز قائم کر دیا۔ اور اس طرح دنیا میں القائے ذکر کا باعث ہوئیں۔ یہ آیات اس حقیقت پر دال ہیں۔ کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ حق وصداقت پر مبنی ہے۔ اور تم آج تم انکار کر رہے ہو۔ مگر یاد رکھو ایک ساعت منتظر ہو جاؤ گے اور وہ تمہارے علوم بتا دیں گے۔ کہ واقعی یہ نظام دنیا درہم برہم ہونے والا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجئے۔ کہ آج قیامت صرف مذہبی حقیقت ہی نہیں۔ بلکہ سائنٹیفک حقیقت بھی ہے؛

حل لغات

عُرْفًا۔ نیکی کو بھی کہتے ہیں۔ اور پیہم اور مسلسل کو بھی۔
طُمِسَتْ۔ مٹائے جائیں گے۔ طمس سے ہے جس کے معنی مٹانا ہے۔

۱۰- وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝
۱۰- اور جب پہاڑ اڑائے جائیں ۝

۱۱- وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝
۱۱- اور جب سب رسُول وقت پر لائے جائیں ۝

۱۲- لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝
۱۲- کس دن کے واسطے ان چیزوں میں دیر ہے ۝

۱۳- لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۝
۱۳- جُدائی کے دن کے لئے ۝

۱۴- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۝
۱۴- اور تو نے کیا سمجھا کہ جدائی کا دن کیا ہے؟ ۝ ف۱

۱۵- وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝
۱۵- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۝

۱۶- اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ۝
۱۶- کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا؟ ۝

۱۷- ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ۝
۱۷- پھر ان کے پیچھے ہم پچھلوں کو چلاتے ہیں ۝

۱۸- كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝
۱۸- گنہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ۝ ف۲

۱۹- وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝
۱۹- اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۝

۲۰- اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝
۲۰- کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ ۝

۲۱- فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝
۲۱- پھر ہم نے اس پانی کو استوار (مضبوط) جگہ میں رکھدیا ۝

۲۲- اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝
۲۲- ایک اندازہ مقرر تک ۝

۲۳- فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝
۲۳- پھر ہم نے اندازہ کیا، سو ہم خوب اندازہ کرنے والے ہیں ۝ ف۳

۲۴- وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝
۲۴- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۝

یوم الفصل

ف۱ قیامت کو یوم الفصل کے لفظ سے تعبیر کر کے خود اس کی ضرورت اور اہمیت کو اس طرح واضح کر دیا ہے۔ کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے یعنی وہ لوگ جو قیامت کے منکر ہیں۔ جو اس بات کو نہیں تسلیم کرتے۔ کہ مرنے کے بعد کسی دوسری زندگی کا آغاز ہونا ہے۔ اور کوئی دن ایسا مقرر ہے جس میں مکافاتِ عمل کے اصول کے مطابق سزا اور جزا تجویز ہونیوالی ہے۔ وہ بتائیں۔ کہ انکی رائے اس دنیا کے نظام کے متعلق کیا ہے کیا وہ اسکو اتنا کامل سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے بعد کسی دُنیا کو فرض کرنا غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو پھر اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ یہاں اکثر و بیشتر ظالم و سفاک تو نعزت کی تعزیر سے بچ جاتے ہیں۔ اور بیگناہ انکی شامتِ اعمال کی وجہ سے پکڑے جاتے ہیں۔ جیسا کہیں ہے! اگر اس دنیا کا قانون ظالموں کو کوئی سزا نہیں دیتا۔ تو کبھی بھی ظالموں سے باز پرس نہیں ہوگی۔ ایسی بات ہے۔ جو سمجھ میں نہیں آتی۔ تو قطعی یہ فرض کر لیا جائے کہ اس عالم کون پر معاذ اللہ اندھی حکومت کار فرما ہے۔ اور اس چیز کا تسلیم کرلینا وقل اور عقل و بصیرت کا انکار کرنا ہے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا کا نظام خدائے علیم و حکیم کی صنعت گری پر سراسر دال ہے۔ اس لئے لازماً یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نظامِ عمل کے ساتھ ایک نظامِ مکافات بھی ہے۔ اور ایک دن ایسا بھی ہے۔ جس میں ظالم کو سزا دیجائیگی۔ مکذبین کو انکی تکذیب کا مزہ چکھایا جائیگا۔ اور مجرموں کو بتایا جائیگا۔ کہ خدا کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ یہی یوم الفصل ہے۔

ف۲ اس قانون مکافات کا ذکر ہے۔ جو اس دنیا میں جاری و ساری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ افراد کو تو برُے اور اچھے عمل کی آزادی حاصل ہے۔ مگر جب پوری قوم بدکار ہو جائے۔ اُس وقت انکو گوارا نہیں کیا جاتا۔ اس وقت اللہ کا قانون حرکت میں آتا ہے۔ اور زندگی کے حق سے انکو محروم کر دیتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ پہلوں کو دیکھو۔ کہ انکو انکے اعمال کی کیا سزا ملی۔ پچھلے کیوں نہیں سرکشی و بدعمالی پر نازاں ہیں؟ (باقی صفحہ ۱۳۹۱ پر)

حلِ لغات۔ وَیْلٌ۔ خرابی۔ تاسف کیلئے ہے۔ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ۔ محفوظ جگہ مراد ہے۔ قرآن کی لطافت بیان ہے۔ کہ وہ نازک سے نازک مسئل کی تشریح میں بھی ان چیزوں کا اس انداز سے علم نہیں لیتا۔ جن کا اظہار انسان کے م

۲۵ - اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝
۲۶ - اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا ۝
۲۷ - وَّ جَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝
۲۸ - وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝
۲۹ - اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝
۳۰ - اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝
۳۱ - لَّا ظَلِیْلٍ وَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ۝
۳۲ - اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝
۳۳ - كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝
۳۴ - وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝
۳۵ - هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ۝
۳۶ - وَ لَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ۝
۳۷ - وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝

۲۵ - کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟ ۝
۲۶ - زندوں اور مُردوں کو ۝
۲۷ - اور بنائے اس میں اونچے پہاڑ کھڑے اور پلایا تمہیں میٹھا پانی ۝
۲۸ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۝
۲۹ - چلو اس کی طرف جسے تم جھٹلاتے تھے ۝
۳۰ - چلو تین شاخوں والے سایہ کی طرف ۝
۳۱ - جو نہ گھنی چھاؤں ہے، اور نہ آگ کی لپٹ سے کچھ بچاؤ کرتا ہے ۝
۳۲ - وہ آگ کی ایسی چنگاریاں پھینکتی ہے جیسے محل ۝
۳۳ - گویا وہ زرد اونٹ ہیں ۝
۳۴ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۝
۳۵ - یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے ۝
۳۶ - اور نہ انہیں اجازت ہوگی کہ عذر (پیش) کریں ۝
۳۷ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۹۰: جاتے ہیں، مگر ہم انگوری بیلوں کے
ساتھ ... کے متعلق جانتے ہیں کہ ... طرح ہے۔
۲۵ انسان کی توجہ کو اس کی پیدائش کی طرف منعطف کیا ہے۔ کہ دیکھو ہم
نے کیونکر حقیر و ذلیل قطرہ آب سے تمہیں پیدا کیا۔ غرض یہ ہے کہ ایک طرف
تو یہ معلوم ہو کہ حضرت انسان قدر و قیمت کے لحاظ سے کس اعزاز
کا استحقاق رکھتا ہے۔ اور دوسری جانب یہ معلوم ہو کہ خدا کتنا علیم
اور کس درجہ حکیم و دانا ہے۔ کہ پانی کے ایک قطرہ سے انسان جیسے اشرف
المخلوقات وجود کو پیدا کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

سہ شاخہ شعلے

۳۰ جہاں مومنین اور مومنین اور مخلصین اللہ کے سایہ رحمت و فضل
میں آسودہ ہوں گے۔ وہاں ان مشرکین کیلئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ ان
سے فرشتے کہیں گے کہ جاؤ تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہی تمہارا
ٹھکانا ہے۔ اسی کی آگ اور دھوئیں کی طرف چلو۔ پھر اس دھوئیں کے
سائے کی تین شاخیں ہوں گی۔ جو دائیں بائیں اور اوپر کی جانب پر مشتمل
ہوں گی جن میں ٹھنڈا سایہ نہ ہوگا۔ اور نہ یہ شعلوں کی گرمی سے
بچا سکیں گی۔ اور شعلے بھی بڑے بڑے محل جیسے نکلیں گے۔ انکے
کالے جتنے ... اونٹوں کی طرح ہوں گے۔ اور یہ تین ظلمتیں یا دھوئیں
وہ ہوں گے۔ جو ان لوگوں نے خود دنیا میں پیدا کئے ہیں۔ یہاں یہ شکل ہو
کر عذاب کی صورت میں انکے سامنے ہوں گے۔ اور بس یہاں انکو معلوم
ہے کہ انھوں نے ... کی پناہ میں زندگی بسر کی ہے۔ وہ کیا
تھیں، یہی غضب، شہوت اور حرص۔ غضب کی وجہ سے انہوں نے
حق و صداقت کو ٹھکرایا۔ اہل تقویٰ کے خلاف صف آرائی کی۔ اور قتل
و غارتگری کا شیوہ اختیار کیا۔ شہوت نے انکو ... کیا۔ کہ ... کے
نظام کے بندھنوں کو توڑیں۔ اور ... کی دنیا میں ابتری
پھیلائیں۔ اور حرص و آز نے مال و دولت کی محبت کے نقشے جگائے۔
اور ... کے ڈھنگ سکھائے۔ اور یہ بتایا ... (باقی صفحہ ۱۳۹۲ پر)

حل لغات:۔ کِفَاتًا: اسے معنی ہیں ... جمع کرنے والی ہیں
یہ لیکن اس لحاظ سے کہا ہے کہ زندہ اور مردہ دونوں سے اس کو
... دونوں کیلئے یکساں ضروریات کو جمع اور مہیا
کرتی ہے۔ ... کہ دونوں طرح کے لوگ زندگی ...

۳۸ - هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَٰكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ○
۳۸ - یہ فیصلہ کا دن ہے۔ تمہیں اور پہلوں کو ہم نے جمع کیا ○

۳۹ - فَإِن كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ○
۳۹ - پس اگر تمہارا کوئی داؤ ہے تو مجھ پر چلا لو ○

۴۰ - وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○
۴۰ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

۴۱ - إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَٰلٍ وَعُيُونٍ ○
۴۱ - بیشک متقی گھنی چھاؤں اور چشموں میں ہونگے ○

۴۲ - وَفَوَٰكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ○
۴۲ - اور میووں میں جس قسم کی چاہیں گے ○

۴۳ - كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○
۴۳ - جو عمل تم کرتے تھے اُن کے بدلے میں خوب مزے سے کھاؤ پیو

۴۴ - إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○
۴۴ - نیکوں کو ہم جزا دیتے ہیں ○

۴۵ - وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○
۴۵ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

۴۶ - كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ○
۴۶ - تھوڑے دن کھالو اور فائدہ اُٹھالو۔ تم گنہگار ہو ○

۴۷ - وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○
۴۷ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

۴۸ - وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ○
۴۸ - اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے ○

۴۹ - وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○
۴۹ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

۵۰ - فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُۥ يُؤْمِنُونَ ○
۵۰ - پھر وہ قرآن کے بعد اور کونسی بات پر ایمان لائیں گے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۹۱:-

کرکے فکر و دنیا، افلاس و فقر کی لعنتوں میں پھنسایا جا سکتا ہے آج یہ غضب آگ کی شکل میں متشکل ہو کر ان کے دائیں پہلو کو داغ رہا ہے۔ شہوت بائیں طرف کو اذیت پہنچا رہی ہے۔ اور حرص و آز دماغ پر مسلط ہے۔ اس طرح یہ جہنم جو کچھ بھی ہے۔ گویا ان کا بنایا دھرا ہے۔ فرمایا کہ آج مکذبین کے لئے نہایت ہی حسرت و افسوس ہے۔ آج ان کی زبانیں مارے ندامت کے گنگ ہیں۔ ان میں یہ استطاعت ہی نہیں۔ کہ کوئی عذر کر سکیں۔ پھر اس بات کی اجازت بھی نہیں ہے کہ بے فائدہ عذر اور بہانے پیش کریں۔

یہ فیصلے کا دن ہے۔ اس میں سب زمانوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اگر ہمارے عذاب سے چھوٹ سکتے ہو۔ اور تمہارا کوئی فریب تمہارے کچھ کام آ سکتا ہے۔ تو آزما لو۔ ہر جگہ سزا مقدر ہے جو مل کر رہے گی۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ملہ جہنم کی تفصیلات کے بعد ضروری تھا کہ پاکبازوں کو بشارت سنائی جائے۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ اہل تقویٰ کے لئے جو سائے ہیں۔ وہ مغفرت اور رحمت کے سائے ہیں۔ وہ میٹھے اور شیریں چشموں میں ہوں گے ان کو ہر نوع کے مرغوب میوے ملیں گے۔ اور کہا جائے گا کہ چونکہ تم نے دنیا میں اپنی خواہشات کے خلاف ہو کے دین کا ساتھ دیا ہے۔ اور نیک زندگی بسر کی ہے۔ اس لئے تمہاری خواہشات کو یہاں ملحوظ رکھا جائے گا۔ تمہیں اجازت ہے۔ کہ اس باغ میں اور جو میوہ اور جو چاہو کھاؤ۔ پیو۔

حل لغات

کَیْدًا - مکر اور تدبیر۔
عُیُوْنٌ - جمع عین۔
هَنِیْٓـًٔا - خوش گواری کے ساتھ۔

اٰیاتہا ۴۰ (۷۸) سُوْرَۃُ النَّبَاِ مَکِّیَّۃٌ (۸۰) رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ

۲- عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ

۳- الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ

۴- كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ

۵- ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ

۶- اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا

۷- وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا

۸- وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا

۹- وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا

۱۰- وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا

۱۱- وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا

۷۸ سورۂ نباء

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- لوگ آپس میں کس چیز کے متعلق سوال کرتے ہیں

۲- اس بڑی چیز سے

۳- جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں

۴- ہرگز نہیں عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا

۵- پھر انہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا

۶- کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا

۷- اور پہاڑوں کو میخیں

۸- اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا بنایا

۹- اور تمہاری نیند کو آرام کا سبب ٹھہرایا

۱۰- اور رات کو اوڑھنا ٹھہرایا

۱۱- اور دن کو ہم نے کمانے کے لئے بنایا

سورۃ النباء ۱ قیامت کے تخیل کو اس تفصیل اور اس اہمیت کے ساتھ صرف اسلام نے پیش کیا ہے اس لئے کہ مکہ کے مادہ پرست مشرکین کو جو مذہبی معارف سے محض ناآشنا تھے۔ یہ بات قرین عقل و قیاس نظر نہیں آتی تھی۔ وہ برملا کہتے تھے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ یہ دنیا اپنی زینت و آرائش یکایک ایک دن تباہی و بربادی کے ساتھ بدل جائے گی۔ ان کی رائے میں یہ مسئلہ محض طبع زاد حیثیت رکھتا تھا جس سے مقصود لوگوں کو خواہ مخواہ مرعوب کرنا تھا۔ اس لئے اس کے متعلق اکثر بحث رہتی کہ قیامت کے امکانات کیا ہیں اور وہ کب وقوع پذیر ہوگی۔ کیونکر ایسا ہوگا کہ یہ عالم آن کی آن میں تہ و بالا ہو جائے۔ اس پر اس سورت میں ان کو بتایا کہ آج تمہاری عقول نے اتنی ترقی نہیں کی ہے کہ تم اس کی حقیقت کو سمجھ سکو۔ قرآن کا یہ مسئلہ تمہاری عقل سے کہیں بالا ہے۔ اس کی نظریں آج سے چودہ سو سال بعد میں آنے والے علوم پر ہیں۔ زمانہ گزرنے دو۔ بلکہ وہ انسان کو ترقی و عروج کی کچھ منزلیں طے کرنے دو۔ اس کے بعد آپ سے آپ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ قرآن میں جو کچھ ہے حق و صداقت ہے اور قیامت اسی طرح ایک حقیقت ہے جس طرح دن کے بعد رات کا آنا اور زندگی کے بعد موت کا ورود۔ چنانچہ یہی ہوا وہ بات جو اس وقت مضحکہ خیز تھی آج اس کی حیثیت (سائنٹیفک تھیوری) یعنی حقیقت طبیعیہ کی ہے۔ آج طبیعیات کے ماہرین نے اس قسم کے اندیشوں کا اظہار کیا ہے کہ یہ دنیا اور اس کی قوتیں اور اس کے متاع حیات سب فنا پذیر ہیں اور ایک وقت آنے والا ہے جب کہ یہ عالم رنگ و بو صفحۂ کون سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا۔ سب سے زیادہ امکان سورج کی طرف سے ہے کہ اس کی روشنی ایک دن میں کتنی ہی حرارت کو ختم کر رہی ہے اور اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو بالآخر یہ کرۂ نار اپنی کل حرارت کھو دے گا اور یہی قیامت ہے۔

غور فرمایا آپ نے صاحب قرآن کا علم؟ کیا اس کے خوارق علمیہ کے اظہار کے بعد بھی یہ رائے درست ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب نہیں ہے

(باقی صفحہ ۱۳۹۳ پر)

حل لغت

يَتَسَآءَلُوْنَ۔ باہم ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ اَلنَّبَاِ۔ اہم بات۔ سُبَاتًا۔ سبت کے معنی اصل میں قطع کرنے کے ہیں نیند چونکہ بے آرامی کو دور کر دیتی ہے اور دن بھر کی کوفتوں اور مصیبتوں سے رشتۂ غور و فکر کو منقطع کر دیتی ہے۔ اس لئے اس کو سباتا کہا جاتا ہے۔ یعنی منقطع کرنے والی۔

۱۲- وَّبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۝
۱۲- اور ہم نے تمہارے اُوپر سات مضبوط آسمان بنائے ○ ف۱

۱۳- وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝
۱۳- اور ہم نے ایک چمکتا چراغ بنایا ○

۱۴- وَّاَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝
۱۴- اور نچوڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا نازل کیا ○

۱۵- لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝
۱۵- تاکہ ہم اس سے دانہ اور سبزہ نکالیں ○

۱۶- وَّجَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ۝
۱۶- اور لپٹے ہوئے باغ ○

۱۷- اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ مِيۡقَاتًا ۝
۱۷- بیشک فیصلہ کا دن مقرر ہے ○

۱۸- يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ۝
۱۸- جس دن نرسنگا پھونکا جائے گا تو تم گروہ گروہ چلے آؤ گے ○

۱۹- وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ اَبۡوَابًا ۝
۱۹- اور آسمان کھولا جائے گا تو دروازے ہو جائیں گے ○

۲۰- وَّسُيِّرَتِ الۡجِبَالُ فَكَانَتۡ سَرَابًا ۝
۲۰- اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو ریت ہو جائیں گے ○

۲۱- اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا ۝
۲۱- بے شک دوزخ ف۲ تاک میں ہے ○

۲۲- لِّلطّٰغِيۡنَ مَاٰبًا ۝
۲۲- سرکشوں کا ٹھکانا ہے ○

۲۳- لّٰبِثِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَحۡقَابًا ۝
۲۳- وہاں وہ قرنوں رہیں گے ○

(بقیہ صفحہ ۱۳۹۳) ف۳ پہاڑوں کو میخیں بنانے کے معنی یہ ہیں کہ نظریۂ جذب شمسی کی تائید فرمائی ہے یعنی جب یہ زمین سُورج سے وزن میں کہیں کم ہے اور سُورج اپنے اندر جذب و کشش رکھتا ہے تو پھر زمین کیوں سُورج کی طرف نہیں کھنچ کر چلی جاتی۔ اس کا جواب یہ مرحمت فرمایا ہے کہ پہاڑوں کی وجہ سے زمین کا ثقل اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب سُورج کی کشش اس کو اپنی طرف کھینچ کر نہیں لے جا سکتی۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک توازن سا قائم ہے اور زمین اس وجہ سے محفوظ ہو گئی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ سَبۡعًا شِدَادًا سے مراد کئی نظام کواکب ہیں جو اپنی ساخت کے اعتبار سے نہایت محکم اور مضبوط ہیں۔ سبع کا لفظ یہاں عدد کے لئے نہیں، بلکہ تکثیر کے لئے ہے۔

ف۲ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ کے اثبات کو بطور نتیجہ کے بیان فرمایا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جب تم لوگ کائنات کی افادیت پر غور کرو گے اور جب اس حقیقت کے متعلق سوچو گے کہ آخر بے جان مادّہ نے نفع اور فائدہ کی شکلیں ہی کیوں اختیار کی ہیں اور یہ دُنیا باضابطہ اور قاعدے کے مطابق کیوں تجویز کی گئی ہے تو اس کا جواب خود بخود سُوجھے گا۔ وہ یہی ہو گا کہ یہ نظام علیم و حکیم خدا کا مقرر کردہ ہے تخمین و مجازفہ کا نتیجہ نہیں ہے اور اس کے پیدا کرنے سے ایک مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے سامنے پیش ہو کر ایک دن بتائے کہ اس نے اس دُنیا کی نعمتوں سے کیونکر استفادہ کیا ہے؟

مقامِ غضب

ف۳ جہنّم نام ہے اللہ کے مقامِ غضب کا۔ یعنی جو لوگ دنیا میں اللہ کے احکام سے روگردانی کرتے ہیں، حدود و فطرت و اعتدال سے تجاوز کرتے ہیں اور خواہشات کی پیروی میں منہیات کے ارتکاب سے نہیں چُوکتے۔ اللہ اُن پر ناراض ہوتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے جس مقام اور جس جگہ کو تجویز فرماتا ہے وہ مقامِ غضب و سخط ہے اور اس کو قرآن کی اصطلاح میں جہنّم کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کی تعریف میں فرمایا کہ جہنّم گھات کی جگہ ہے منتظر ہے کہ کب گناہ گار مخلوق آتی ہے اور اس کے پیٹ کو بھرتی ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ جو لوگ توازن اور انصاف کو ملحوظ نہیں رکھتے اور اخلاق و رُوحانیت کی حدود و طبعی کو پھاند جاتے ہیں، وہ ان کی جگہ ہے۔

حلِ لُغات

اَلۡفَافًا۔ گھنے گھنے۔ گنجان + مِرۡصَادًا۔ یا ظرفِ مکان ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ جہنّم گھات کی جگہ ہے اور یا مُبالغہ کے لئے ہے یعنی شدت کے ساتھ منتظر + اَحۡقَابًا۔ حُقبہ کی جمع ہے۔ مدتِ کثیر۔

۲۴۔ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝
۲۴۔ وہاں وہ نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کچھ پینے کو ملے گا ۝

۲۵۔ اِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا ۝
۲۵۔ مگر کھولتا پانی اور پیپ ۝

۲۶۔ جَزَآءً وِّفَاقًا ۝
۲۶۔ پُورا بدلہ ہے ۝

۲۷۔ اِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ۝
۲۷۔ وہ حساب کی اُمید نہ رکھتے تھے ۝

۲۸۔ وَّكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝
۲۸۔ اور تکرار کر ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ۝

۲۹۔ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝
۲۹۔ اور ہم نے ہر شے گن کر لکھ رکھی ہے ۝

۳۰۔ فَذُوقُوا فَلَنْ نَّزِيدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ ع
۳۰۔ سو اب چکھو کہ ہم تمہارے لئے سوائے عذاب[ف] کے اور کچھ نہ بڑھائیں گے ۝

۳۱۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝
۳۱۔ بے شک متقیوں کو مُراد ملتی ہے ۝

۳۲۔ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝
۳۲۔ وہ باغ اور انگور ہیں ۝

۳۳۔ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝
۳۳۔ اور نوجوان ہم عمر عورتیں ۝

۳۴۔ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝
۳۴۔ اور چھلکتے پیالے ۝

۳۵۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝
۳۵۔ وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سُنیں گے اور نہ جھٹلانا ۝

۳۶۔ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝
۳۶۔ یہ تیرے رب کا[ف۲] حساب سے دیا ہوا بدلہ ہے ۝

ف وہاں کہیں سایہ نہیں ہے نہ ٹھنڈک ہے اور نہ پینے کے لئے کوئی عمدہ چیز۔ پانی ملے گا تو کھولتا ہوا اور شراب ملے گی تو نہایت ردّی، سیاہ اور متعفن۔ یہ یاد رہے کہ غساق کے معنی ردّی اور بدبودار شراب کے بھی ہیں۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے دنیا کی عارضی آسائشوں کو آخرت کے دائمی آرام پر ترجیح دی۔ انھوں نے خواہشاتِ نفس کی تکمیل کے سلسلہ میں ہر اخلاقی اور روحانی نصب العین کو پسِ پشت ڈال دیا اور وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جن سے انسانیت شرمائے۔ انھوں نے بالکل اس حقیقت پر غور نہ کیا کہ ہمیں احکم الحاکمین خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اور ان تمام حرکتوں کا جواب دہ ہونا ہے۔ دل کھول کر احکامِ خداوندی کی تکذیب کی اور آیات و براہین کا مضحکہ اڑایا۔ آج اُن سے کہا جائے گا کہ تمہارا ایک ایک عمل دفترِ احتساب میں مثبت ہے۔ اس لئے اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ سزا پاؤ اور عذاب کا مزہ چکھو۔ جو کم نہ کیا جائے گا، البتہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ضرور جائے گا۔

ف۲ مَفَازًا کے ایک لفظ میں جنت کے لذائذ روحانی اور جسمانی کی پوری تفصیل بیان کر دی ہے۔ غرض یہ ہے کہ وہ تمام جذباتِ مسرت و ابتہاج جو تمہارے دلوں میں موجزن ہوتے ہیں اور جن کی تکمیل کے لئے تم یہاں بے قرار اور بے چین رہتے ہو، وہ اگر کہیں کامیابی اور کامرانی کے ساتھ پائے جائیں گے تو جنت وہی جگہ ہے بامراد ہونے کی اور جذبات و خواہشات کی تکمیل کی۔ اس لئے کوشش کرنا ہے تو اس کے لئے کرو اور دوڑ دھوپ اگر مفید ہے تو اس کے لئے۔ ورنہ یہ دنیا تو باوجود اپنی زیب اور زیبائش بالکل عارضی ہے اور ہر لحظہ زوال پذیر ہے اور یہاں کی مسرتیں ایسی نہیں کہ ان کو خالصتاً مسرتوں سے تعبیر کیا جا سکے۔ یہاں ہر آسودگی کے بعد عسر اور تنگی ہے اور ہر خوشی کے بعد غم ہے اور یاس و محرومی۔

حلِ لغات

بَرْدًا۔ ٹھنڈک۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی نیند کے ہیں۔ غَسَّاقًا۔ غساک کا مُعرّب ہے یعنی ردّی چیز یا ردّی شراب۔ پیپ یا وہ زرد مائل گندہ پانی جو زخم سے نکلتا ہے۔ کَوَاعِبَ جمع کاعب۔ تیز و تند ابھار والی عورتیں۔ نوخاستہ۔ دِهَاقًا۔ چھلکتے ہوئے۔ پُر اور لبالب۔ عَطَآءً حِسَابًا۔ کافی یا بہت زیادہ۔ جیسا کہ ابن قتیبہ نے تشریح کی ہے۔

۳۷۔ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ؕ	۳۷۔ جو آسمانوں اور زمین کا اور جو اُن میں ہے اُس کا رب ہے۔ بڑی مہروالا ہے قدرت نہ ہوگی کہ کوئی اس سے بول سکے ؕ
۳۸۔ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙۗ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ؕ	۳۸۔ جس دن رُوح اور فرشتے قطار باندھ کر کھڑے ہوں گے اُس دن سوائے اس کے جسے رحمٰن حکم دے اور وہ ٹھیک بولے اور کوئی نہ بول سکے گا ؕ
۳۹۔ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ؕ	۳۹۔ یہ دن ضرور آنے والا ہے۔ سو جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنا رکھے ؕ
۴۰۔ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ؕ ع	۴۰۔ ہم تمہیں نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا چکے جس دن آدمی دیکھے گا جو اُس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہوتا ؕ
آیاتہا ۴۶ (۷۹) سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ (۸۱) رکوعاتہا ۲	۷۹۔ سُورۂ نازعات ۲
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ؕ
۱۔ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ	۱۔ قسم ہے ڈوب ڈوب کر (جان) کھینچ کرلانے والوں کی ؕ

ف غرض یہ ہے کہ وہ دن ایسا جلال و جبروت کا دن ہوگا کہ فرشتے بھی صف بستہ ادب و احترام کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور اپنے میں جرأت کلام نہ پائیں گے۔ صرف اُن کو اجازت ملے گی کہ وہ ربّ السّمٰوٰت والارض کو مخاطب کر سکیں جو پہلے سے اللہ کے علم میں ماذون ہوں اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ جو کچھ کہیں وہ صواب اور درست بھی ہو۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ

ف مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی جس مسئلہ میں زیادہ اہمیت کے ساتھ بحث کی گئی ہے، وہ مسئلہ حشر و نشر کا ہے۔ ان شواہد سے جن کو قسموں کی شکل میں پیش کیا ہے، یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ بعثت و حشر کے نظریہ میں کوئی عقلی استحالہ نہیں ہے۔ وجوہ تاویل میں اختلاف ہے۔ جمہور مفسرین کے نزدیک ان سے مراد فرشتے ہیں اور ان کے متنوع اوصاف و فرائض کی توضیح ہے۔

النّٰزِعٰتِ سے تعبیر ہوں گے وہ فرشتے جو کفار کی رُوح کو ان کی بداعمالیوں کے سبب سے بدن کے گوشے گوشے اور بال بال سے بتکلیف کھینچ کرلاتے ہیں۔

۲- وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝
۳- وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝
۴- فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝
۵- فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝
۶- يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝
۷- تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝
۸- قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝
۹- اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝
۱۰- يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝
۱۱- ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝
۱۲- قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝
۱۳- فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝
۱۴- فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝

۲- اور گرہ کھول کر بند سے چھڑانے والوں کی ۝
۳- اور تیر کر بہنے والوں کی ۝
۴- پھر دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی ۝
۵- پھر کام کی تدبیر کرنے والوں کی ۝
۶- جس دن کانپنے والی کانپے گی ۝
۷- پیچھے آنے والی اس کے پیچھے آئے گی ۝
۸- اُس دن بہت دل دھڑکیں گے ۝
۹- اُن کی آنکھیں نیچے ہوں گی ۝
۱۰- وہ کہتے ہیں کیا ہم اُلٹے پاؤں لوٹائے جائیں گے یعنی مر کر پھر پیدا ہونگے ۝
۱۱- کیا جب ہم گلی ہوئی ہڈیاں ہو جائیں گے ۝
۱۲- کہتے ہیں یہ ہمارا اس وقت آنا تو خسارہ ہے ۝
۱۳- سو وہ تو ایک جھڑکی ہے ۝
۱۴- پھر ناگاہ وہ سب میدان میں آجائیں گے ۝

ف النّٰشِطٰتِ سے وہ فرشتے جو مسلمانوں کی جان کو بسہولت قبض کر لیتے ہیں۔ گویا زندگی کی گرہ کو اپنے ناخن تدبیر سے عمدگی کے ساتھ کھول دیتے ہیں۔ اَلسّٰبِحٰتِ سے وہ ملائکہ جو فضا میں طاعت اور فرمانبرداری کے لئے تیرتے پھرتے ہیں اور جہاں کوئی حکم صادر ہوتا ہے تعمیل کے لئے لپکتے ہوئے چلتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سے وہ جو مرتبہ و مقام میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں اور فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا سے وہ جو نظام عالم کی دیکھ بھال پر مقرر ہیں اور جن کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ ساری کائنات کی ضروریات کی تکمیل کے لئے کوشاں رہیں۔ اس تعبیر دنادیل کی صورت میں غرض یہ ہے کہ جب تم لوگ موت حیات اور اس کی کیفیتوں پر غور کرو گے اور فرشتوں کے فرائض کو دیکھو گے اور تمہیں معلوم ہوگا کہ اُن کے اختیارات کس حد تک ہیں تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر آن عالم کی ہلاکت اور تعمیر پر قادر ہے اور بے شمار فرشتے اور ملائکہ اس کے اشارۂ چشم و ابرو پر عالم کو تہ و بالا کر دینے کے لئے ہر وقت تیار و مستعد ہیں۔ وہ جب چاہے گا اس دنیا کو بآسانی ختم کر دے گا اور جب چاہے گا پھر اس کو زندگی کی نعمت سے مشرف کر دے گا۔
امام حسن بصریؒ کی رائے ہے کہ ان شواہد سے مقصود ستارے ہیں۔

اَلنّٰزِعٰت وہ ہیں جن کا مطلع و مغرب دُور دُور ہیں اور ان کی حدود کافی وسیع ہیں۔ اَلنّٰشِطٰت وہ ہیں جن کی طلوع و غروب کی منزل بہت قریب قریب ہے اور وہ جلدی جلدی اس کو طے کر لیتے ہیں۔
ف۲ اَلسّٰبِحٰت وہ ہیں جو تیز سیری میں مچھلیوں کی مانند ہیں اور فَالسّٰبِقٰت وہ ہیں کہ تیزی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور فَالْمُدَبِّرٰت سے مراد وہ کواکب ہیں جو اپنی طبعی خاصیتوں کی بنا پر دنیا پر اپنا مستقل اثر قائم کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح گویا ان نجوم و کواکب کو انسانی زندگی کے عنوان قرار دیا گیا ہے کہ بعض لوگ بہت طویل عمر کے ہوتے ہیں اور ان کی ولادت و موت کا مطلع و مغرب دُور دُور ہوتا ہے بعض وہ ہوتے ہیں جو تھوڑی عمر پاتے ہیں اور جلدی جلدی گزار دیتے ہیں۔ بعض کی زندگی حوادث اور مقابلہ و تقدم سے عبارت ہوتی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۹۸ پر)
حل لغات۔ تَرْجُفُ۔ الرجفۃ سے ہے جس کے معنی لرزش اور کانپنے کے ہیں اور لرزۂ زمین کو بھی رجفہ کہتے ہیں۔ وَّاجِفَةٌ۔ دھڑکنے والے۔ لرزنے والے۔ اَلْحَافِرَةِ۔ رجع فلان فی حافرتہ کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ فلاں آدمی جہاں سے چلا تھا اب پھر وہیں آگیا ہے۔ یہاں موت سے قبل کی زندگی کی طرف اشارہ ہے۔ عِظَامًا نَّخِرَةً۔ بوسیدہ ہڈیاں۔ اَلسَّاهِرَةِ۔ روئے زمین۔

۱۵- هَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝
۱۵- کچھ تجھے موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے؟ ۝

۱۶- إِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝
۱۶- جب اُسے اس کے رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے پکارا ۝

۱۷- اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى ۝
۱۷- کہ فرعون کی طرف جا اُس نے سر اٹھایا ہے ۝

۱۸- فَقُلْ هَلْ لَّكَ إِلٰى أَنْ تَزَكّٰى ۝
۱۸- پھر کہہ کیا تیرا جی چاہتا ہے کہ تُو پاک ہو ۝

۱۹- وَأَهْدِيَكَ إِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝
۱۹- اور میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ دکھاؤں کہ تُو ڈرے ۝

۲۰- فَأَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝
۲۰- پھر اس نے وہ بڑا معجزہ اس کو دکھایا ۝

۲۱- فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝
۲۱- سو اُس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ۝

۲۲- ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعٰى ۝
۲۲- پھر پیٹھ پھیری سعی کرتے ہوئے ۝

۲۳- فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝
۲۳- پھر جمع کیا پھر پکارا ۝

۲۴- فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى ۝
۲۴- پھر بولا میں تمہارا رب سب سے بڑا ہوں ۝

۲۵- فَأَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْأُوْلٰى ۝
۲۵- پھر اللہ نے اُسے دنیا اور آخرت کے عذاب میں پکڑا ۝

۲۶- إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ ع
۲۶- بیشک اس میں اس کے لئے جو ڈرے بڑی عبرت ہے ۝

(بقیہ صفحہ ۱۳۹۷) اور وہ سبک سیر سیاروں کی طرح فضائے حیات میں تیر کر منزل تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض سرگرم اور جدوجہد کے عادی ہوتے ہیں کہ وہ سب ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں رہتے ہیں اور بعض ایسے زبردست ہوتے ہیں کہ اپنی ذہنی قوتوں کی بنا پر دُنیا کی تدبیر و اصلاح کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور ایک پائیدار نقش یادگار چھوڑ جاتے ہیں۔ غرضیکہ کوئی ستارہ نہیں جو افقِ حیات پر ہمیشہ کے لئے چمکے۔ اس لئے منکرین بعث و حشر کو یہ بتایا ہے کہ تم بھی اس دُنیا کے دُوں میں ہمیشہ نہیں چمکو گے تمہیں مرنا ہے اور مر کر انہیں ستاروں کی طرح پھر ایک بار نمودار ہونا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

سُنَّةَ اللّٰهِ ف ان آیتوں میں بطور تذکیر سُنّت اللہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو طویٰ کی مقدس وادی میں اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا اور کہا کہ ارضِ مصر میں فرعون باغی و سرکش ہو گیا ہے، اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ اور اس سے اولاً یہ کہو کہ کیا تم پاکبازی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو اور تمہاری یہ خواہش ہے کہ میں تم کو راہِ راست پر گامزن کر دوں۔ اگر مان لے تو فبہا ورنہ بنی اسرائیل کو اس کے چنگل سے چھڑا لاؤ اور اس کی قوت و تدبیر کا مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے معجزات و خوارق پیش کئے اور کہا کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ مگر اُس نے بہر طور تکذیب کی اور اپنے اعوان و انصار اور عام لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگا کہ تم مجھ کو خدا کی طرف بلاتے ہو۔ مگر تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں سب سے بڑا خدا ہوں۔ اس لئے تمہارے دین کی پیروی کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ارضِ مصر کا سب سے بڑا اور زبردست انسان غریب اور غلام اسرائیلیوں کے سامنے قلزم میں بیچارگی کے ساتھ مارا گیا اور انہوں نے اس کو انتہائی ذلت و عاجزی کے عالم میں پانی میں ڈوبتے دیکھا۔ یہ اللہ کا عذاب تھا جو اس نوع کے تمام بڑے بڑے سرکشوں کے لئے مقدر اور مخصوص ہے۔ اس لئے قریشِ مکہ کے سرداروں کو بتایا ہے کہ تم قوت و شوکت اور لاؤ لشکر میں فرعون کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نافرمانی اور سرکشی کی پاداش میں اس کا یہ حشر ہوا ہے تو تم کیونکر محفوظ رہ سکتے ہو۔ تمہارے لئے اس واقعہ میں بڑی عبرت کا سامان ہے۔ بشرطیکہ دلوں میں ذرہ برابر بھی اللہ کا ڈر اور خوف ہو۔

حلِ لغات

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا عذاب۔
لَعِبْرَةً۔ نصیحت کی بات۔

۲۷۔ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ○

۲۷۔ بھلا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ کہ خدا نے اسے بنایا ○

۲۸۔ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ○

۲۸۔ اس کا اونچان بلند کیا پھر اسے درست کیا ○

۲۹۔ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ○

۲۹۔ اور اس کی رات (اندھیری سے) ڈھانک دی اور اس کی دھوپ کھول نکالی ○

۳۰۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ○

۳۰۔ اور اس کے بعد زمین ؎ کو بچھایا ○

۳۱۔ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ○

۳۱۔ اور اس میں پانی اور چارہ نکالا ○

۳۲۔ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ○

۳۲۔ اور پہاڑوں کو گاڑ دیا ○

۳۳۔ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ○

۳۳۔ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کے لئے ○

۳۴۔ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ○

۳۴۔ پھر جب وہ بڑی آفت آئے گی ○

۳۵۔ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ○

۳۵۔ جس دن آدمی اپنی سعی کو یاد کرے گا ○

۳۶۔ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ○

۳۶۔ اور دوزخ دیکھنے والوں کے لئے ظاہر کی جائے گی ○

۳۷۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ○

۳۷۔ سو جس نے سرکشی کی ○

۳۸۔ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○

۳۸۔ اور دنیا کے جینے کو بہتر سمجھا ○

۳۹۔ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ○

۳۹۔ اس کا ٹھکانا بس دوزخ ؎ ہے ○

۴۰۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ

۴۰۔ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور

زمین کب پیدا ہوئی؟

ل بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا سے نظام لیل و نہار کو پیدا کرنے کے بعد زمین کو پیدا کیا گیا ہے۔ حالانکہ دوسرے مقامات میں بالتصریح فرمایا ہے کہ آسمان کی تخلیق زمین کی تخلیق کے آخر میں ہوئی ہے۔

جواب یہ ہے کہ پیدا کرنے میں اور دَحْوٌ میں لغتہً ایک باریک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ دَحْوٌ کے معنی یہ ہیں کہ زمین کو اس طرح پاؤں تلے بچھا دیا جائے کہ اس میں افادہ کی قابلیت اور استعداد ہو۔ اس لئے معنی یہ ہوں گے کہ گو زمین کو پیدا تو پہلے کیا گیا ہے مگر مفید بعد میں بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ علم الحیات کے ماہرین کا خیال ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعد یہاں ترتیب کے لئے نہ ہو، بلکہ ترتیبِ تعقیب بیان کے لئے ہو۔ یعنی غرض یہ ہو کہ اس واقعہ کے بعد اللہ نے آسمان کو بنایا ہے اور اس کو بلندی بخشی ہے اور لیل و نہار کا انتظام فرمایا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس نے زمین کو پیدا کیا ہے۔

جہنمی اور جنتی ؎ ان آیتوں میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ قیامت کے بعد جہنم سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے کے لئے کن باتوں کی ضرورت ہے۔ فرمایا جن لوگوں نے سرکشی اختیار کی۔ حدود مذہبی سے تجاوز کیا اور اس دنیائے حقیر کی زندگی کو زیادہ اہمیت دی اور یہ سمجھا کہ جو کچھ بھی ہے یہی چند روزہ حیات ہے۔ انہوں نے اپنی جگہ جہنم میں بنائی۔ جو لوگ اللہ کے سامنے پیش ہونے سے ڈرتے کہ مبادا کہیں اعمال کی گرفت نہ ہو اور نفس کو ناجائز خواہشات سے روکا۔ وہی جنت اور اس کی نعمتوں کے مستحق قرار دیئے جائیں گے۔

حل لغات

سَمْكَهَا۔ بلندی ٭ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ میں اس طرف اشارہ ہے کہ منکرین تو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ان کو چونکہ مال و دولت کی نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ اس لئے آخرت میں بھی ان کو جنت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا موقع دیا جائے گا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خلاف توقع ان کے سامنے جو چیز لائی جائے گی، وہ جہنم ہوگی۔

عَنِ الْهَوٰى ۝

۴۱- فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

۴۲- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝

۴۳- فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝

۴۴- اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝

۴۵- اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝

۴۶- كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝ ع ۲

نفس کو خواہشات سے روکا ۝

۴۱- اُس کا ٹھکانا بس جنت ہے ۝

۴۲- لوگ تجھ سے اس گھڑی کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس کے لنگر ڈالنے (یعنی قائم ہونے) کا وقت کب ہے؟ ۝

۴۳- تو اس کی یاد سے کس خیال میں ہے؟ ۝

۴۴- اس کے علم کی انتہا تیرے رب کے پاس ہے ۝

۴۵- تُو تو صرف اس شخص کو ڈرانے والا ہے جو اُس سے ڈرے ۝

۴۶- جس دن وہ اُسے دیکھیں گے ایسے ہونگے کہ گویا وہ دُنیا میں بس ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہ رہے تھے ۝

آیاتہا ۴۲	(۸۰) سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ (۲۴)	رکوعاتہا ۲	(۸۰) سورۂ عبس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝

۲- اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے) ۝

۱- تیوری چڑھائی اور مُنہ موڑا ۝

۲- اس سے کہ اس کے پاس اندھا آیا ۝

سُورۂ عبس اور مقامِ نبوت

ف۱ یہاں اس بات کو بطور اصل اور حقیقت کے ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ مقامِ نبوت اس سے کہیں بلند و ارفع ہے کہ اس کی جانب گناہ یا معصیت کو منسوب کیا جائے۔ کیونکہ نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ ایک سیرت ہے جو عام انسانوں سے ممتاز اور برتر ہے اور ایک ایسا کیرکٹر ہے جو عصمت اور عفت کے زیور سے آراستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ساری زندگی بے داغ اور سراسر پاک ہوتی ہے۔ اگر بتقاضائے بشریت لغزش کا صدور ہوتا ہے تو محض وہ ان اجتہاد میں بعض اوقات یہ اَولیٰ اور اَولیٰ تر میں امتیاز نہیں کر پاتے اور اجتہاد کے ایسے پہلو اختیار کر لیتے ہیں جو اَولیٰ تو ہوتا ہے۔ مگر اَولیٰ تر نہیں ہوتا اور ان کے مرتبہ و مقام کی بلندی اور رفعت کی وجہ سے اتنی سی بات بھی اللہ کو ناگوار ہوتی ہے اور اس پر ان کو تادیباً مطلع کر دیا جاتا ہے۔

سُورہ عبس میں بھی بالکل اسی قسم کا ایک واقعہ مذکور ہے۔ کہ کیونکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہاد میں سہو ہوا اور کیونکر اللہ کی جانب سے متنبہ کیا گیا۔ بات یہ تھی کہ ایک دن صنادید قریش کا ایک گروہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصروفِ کلام تھا اور آپ بکمال توجہ ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اتنے میں ابن ام مکتوم جو نابینا تھے، شوق اور وارفتگی کے عالم میں آئے اور آپ سے مسائل پوچھنے لگے۔ اور یہ نہ دیکھ سکے کہ آپ پہلے کن لوگوں کو شرفِ مکالمہ بخش رہے ہیں۔ آپ نے اس خیال سے کہ یہ لوگ جذبۂ تنفر سے کہیں نفسِ اسلام کی دعوت کو نہ ٹھکرا دیں، یہ موزوں خیال کیا کہ اس وقت ان کو قدرے تنغّص کے ساتھ روک دیا جائے اور ان سرداران قریش سے گفتگو کو برابر جاری رکھا جائے شاید اس التفات اور توجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ ادا ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ یہ بات وہی علام الغیوب خوب جانتا ہے کہ نتائج کے اعتبار سے کون چیز بہتر تھی۔ یعنی ان قریش کے بڑے بڑے آدمیوں کے ساتھ بحث و مکالمہ کو جاری رکھنا یا ایک مخلص مسلمان کے ساتھ علم و رافت کے ساتھ گفتگو کرنا۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔

حلِ لُغات

مُرْسٰهَا۔ قیام۔ وقوع۔

عَبَسَ - اظہارِ تنغّص فرمایا۔

۳- وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰىٓ ۙ
۴- اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ
۵- اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ
۶- فَاَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى ؕ
۷- وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ
۸- وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ
۹- وَهُوَ يَخْشٰى ۙ
۱۰- فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ
۱۱- كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ
۱۲- فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ
۱۳- فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ
۱۴- مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ
۱۵- بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ

وقف لازم

۳- اور تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ پاک ہو جاتا ○
۴- یا نصیحت سنتا اور وہ نصیحت اُسے مفید ہوتی ○
۵- وہ جو پرواہ نہیں کرتا ○
۶- تو اُس کی فکر میں ہے ○
۷- اگر وہ پاک نہ ہو تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں ○
۸- اور وہ تیرے پاس دوڑتا آیا ○
۹- اور وہ ڈرتا ہے ○
۱۰- تُو اُس سے تغافلؔ (بے پرواہی) کرتا ہے ○
۱۱- ہرگز نہیں یہ تو نصیحت ہے ○
۱۲- سو جو چاہے اُسے یاد کرے ○
۱۳- اور یہ ان ورقوں میں (لکھی) ہے جن کی تعظیم کی جاتی ہے ○
۱۴- جو بلند قدر مقدسؔ (پاک) ہیں ○
۱۵- وہ ورق لکھنے والوں کے ہاتھ میں ہیں ○

ؔ غور کیجئے۔ واقعہ کے لحاظ سے یہاں کوئی نافرمانی یا معصیت نہیں ہے۔ بلکہ معاملہ صرف یہ ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان باتوں میں کہ کون توجہ اور التفات کا زیادہ مستحق ہے۔ مکہ والے یا یہ نابینا صحابی صحیح اور اولیٰ فیصلہ نہیں کر پائے اور مسئلہ کے ایسے پہلو کو اختیار کر لیا جو عنداللہ معقول تھا، افضل نہیں تھا۔

قرآن کی یہ آیات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صادق اور مامور من اللہ ہونے پر بہترین دال ہے کیونکہ معاذ اللہ اگر آپ اپنے دعوٰی میں سچے نہ ہوتے تو ان آیتوں کو جن میں آپ کو متنبہ کیا گیا ہے کبھی قرآن کے اوراق میں درج نہ فرماتے۔ یہ واقعہ بجائے خود دعوٰیٔ نبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ اتنی بڑی تنبیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر کسی تشریحی نوٹ کے ابد تک باقی رکھا اور اپنے عقیدت مندوں کو بتایا کہ مجھے اس مقام پر ٹھوکر لگی ہے۔

ؔ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ سے مراد اوراق قرآن ہیں جو عنداللہ مکرم ہیں اور رفعت اور پاکیزگی میں ممتاز ہیں۔ اور بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ سے مقصود صحابہ ہیں جن کے بزرگ اور مقدس ہاتھوں میں ان کی کتابت ہوئی اور جن کی مساعی سے یہ کتاب حکیم ساری دنیا میں اشاعت پذیر ہوئی۔

حلِ لغت

لَهٗ تَصَدّٰى۔ آپ اس کے درپے ہوئے۔ اس کی فکر میں پڑتے ہیں۔

۱۶- كِرَامٍ بَرَرَةٍ ○
۱۷- قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ○
۱۸- مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ○
۱۹- مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ○
۲۰- ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ○
۲۱- ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ○
۲۲- ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ○
۲۳- كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ○
۲۴- فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ○
۲۵- أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ○
۲۶- ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ○
۲۷- فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ○
۲۸- وَعِنَبًا وَقَضْبًا ○

۱۶- جو بزرگ اور نیکوکار ہیں ○
۱۷- آدمی پر خدا کی مار وہ کیسا کچھ ناشکرگزار ہے ○
۱۸- خدا نے اُسے کس چیز سے پیدا کیا ○
۱۹- نطفہ سے اسے پیدا کیا۔ پھر اس کا اندازہ رکھا ○
۲۰- پھر اس کے لئے راہ آسان کی ○
۲۱- پھر اُسے مُردہ کیا۔ پھر اُسے قبر میں رکھوایا ○
۲۲- پھر جب چاہے گا اُسے اُٹھائے گا ○
۲۳- کوئی نہیں جو اسے حکم ملا ہے اُس نے اُسے پورا نہیں کیا ○
۲۴- سو چاہئے کہ انسان اپنے کھانے کی طرف دیکھے ○
۲۵- کہ ہم نے بڑے زور سے پانی برسایا ○
۲۶- پھر ہم نے زمین کو پھاڑ کر چیرا ○
۲۷- پھر ہم نے اُس میں دانہ اُگایا ○
۲۸- اور ترکاری ○

آپا دھاپی اور نفسا نفسی

ف غرض یہ ہے کہ آج تو یہ مادیت میں پھنسے ہوئے لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بوقلموں نعمتوں سے استفادہ کر رہے ہیں اور ان چیزوں کو حاصل حیات سمجھے ہوئے ہیں۔ مگر ایک وقت آنے والا ہے جب کانوں کو بہرا کر دینے والی آواز کا دھماکا ہوگا اور یہ محسوس کریں گے کہ اب احتساب کی گھڑی قریب تر ہو رہی ہے۔ اس وقت یہ تعلقات جو یہاں گناہ اور معصیت کا سبب بن جاتے ہیں، منقطع ہو جائیں گے اور ہر شخص آپا دھاپی اور نفسا نفسی میں کچھ ایسا منہمک ہوگا کہ دوسروں کی ہمدردی کا خیال بھی اس کے دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ جس بھائی پر وہ جان دیتا تھا اور جن کی وجہ سے کئی ہنگامے اور لڑائیاں اس نے مول لی تھیں۔ آج اُن سے بھاگے گا اور ان کا سامنا نہیں کرے گا۔ وہ ماں اور باپ جن کے پیار اور جن کی محبتوں پر اس کو ناز تھا اور جن کی بے جا محبت اور ناز برداری کی وجہ سے اس کے اخلاق بگڑے تھے۔ ان کو چھوڑ دے گا۔

(باقی صفحہ ۱۴۰۳ پر)

حل لغت

فَأَقْبَرَهُ۔ یعنی عالم قبر میں پہنچایا۔ جس کا آغاز موت کے بعد ہوتا ہے۔
قَضْبًا۔ ترکاری۔

۲۹ وَّزَيْتُونًا وَّنَخْلًا ۝

۳۰- وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝

۳۱- وَّفَاكِهَةً وَّأَبًّا ۝

۳۲- مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝

۳۳- فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝

۳۴- يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝

۳۵- وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝

۳۶- وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝

۳۷- لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝

۳۸- وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝

۳۹- ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝

۴۰- وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝

۴۱- تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝

۴۲- أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ ع

۲۹- اور زیتون اور کھجوریں ۝

۳۰- اور گھنے باغ ۝

۳۱- اور میوے اور چارہ ۝

۳۲- تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے نفع کے لئے ۝

۳۳- پھر جب کان پھوڑنے والی آئے گی ۝

۳۴- اُس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا ۝

۳۵- اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے ۝

۳۶- اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے ۝

۳۷- اُس دن اُن میں سے ہر آدمی ایک حال میں مشغول ہوگا جو اس کو کافی ہوگا ۝

۳۸- کتنے منہ اُس دن روشن ہوں گے ۝

۳۹- ہنستے خوشی کرتے ۝

۴۰- اور کتنے منہ اُس دن ایسے ہوں گے جن پر غبار پڑا ہوگا ۝

۴۱- اُن پر سیاہی چھائی ہوگی [1] ۝

۴۲- وہ لوگ وہی ہیں جو کافر بدکار ہیں ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰۲)
وہ بیوی اور بچے جن کے لئے رات دن سرگرداں رہتا تھا اور جن کی آسودگی اور آسائش کے لئے اُس نے حلال اور حرام کی تمیز بھی اٹھا رکھی تھی آج اس کو یہ اپنے دشمن نظر آئیں گے۔ آج صرف اپنی ذات اور اس کی فکر ہوگی۔ اپنا معاملہ اور اس کے متعلق تشویش ہوگی جس کی وجہ سے ہر آدمی حیران اور پریشان ہوگا۔
پھر اعمال کی تقسیم کا تقاضا یہ ہوگا کہ کچھ لوگ تو خوش و خرم ہوں گے اُن کے چہروں پر مسرت کھیل رہی ہوگی اور کچھ ایسے ہوں گے کہ بداعمالیوں کی وجہ سے رُو سیاہ ہوں گے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)
[1] جن پر گرد و غبار چھا رہا ہوگا۔ مؤخر الذکر وہ ہوا ہے گے جنہوں نے دنیا میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کا انکار کیا اور ساری زندگی فسق و فجور میں گزار دی۔

حلِ لغات

اَبًّا۔ چارہ۔ بھوسی۔ گھاس۔
اَلصَّآخَّۃُ۔ نفخۂ ثانیہ جس کی وجہ سے ایک شور ہوگا۔
قَتَرَۃٌ۔ ندامت و حسرت کی سیاہی۔

آیاتها ۲۹	(۸۱) سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ (۷)	رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

۱- اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ○
۲- وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ○
۳- وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ○
۴- وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ○
۵- وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ○
۶- وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ○
۷- وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ○
۸- وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ○
۹- بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ○
۱۰- وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ○

(۸۱) سُورۂ تکویر

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

۱- جب سورج لپیٹا جائے گا○
۲- اور جب تارے ماند پڑ جائیں گے○
۳- اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے○
۴- اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار پھریں گی○
۵- اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے○
۶- اور جب دریا جھونکے جائیں گے○
۷- اور جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں گے○
۸- اور جب اس لڑکی سے جو زندہ گاڑی گئی تھی پوچھا جائیگا○
۹- کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی تھی○
۱۰- اور جب اعمالنامے کھولے جائیں گے○

سُوْرَةُ التَّكْوِيْر

ف قرآن حکیم نے جن صداقتوں کو آج سے چودہ سو سال قبل بیان کیا تھا، آج سائنس اور علوم جدیدہ اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ چنانچہ تکویر شمس کا مسئلہ وہ ہے جس کو قیامت کی توضیح کے سلسلہ میں قرآن حکیم نے بوضاحت ذکر کیا اور آج بڑے بڑے ماہرین کہہ رہے ہیں کہ ایک وقت آئے گا جب کہ سورج کی حرارت اور روشنی کا خزانہ بالکل ختم ہو جائے گا اور یہ مصنعی کرۂ بے نور ہو کر رہ جائے گا۔ اس قت کے عقل مند اس نظریہ پر ہنستے تھے کہ کہیں آفتاب کا چشمۂ نور و ضیاء بھی خشک ہو سکتا ہے؟ مگر آج کے عقلاء ان لوگوں کی عقل پر ہنستے ہیں جو اس نظام کو دائمی سمجھتے تھے۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ سے غرض یہ ہے کہ وہ وقت اتنا ہولناک ہوگا کہ چوپایہ کی وہ قسم جو مالک کو بہت عزیز ہوتی ہے، وہ اس سے بھی بے پرواہ ہو جائے گا۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ یعنی وحشی جانور بھی گھبرا جائیں گے اور مارے وحشت اور اضطراب کے جنگلوں میں جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔

حل لغات

اَلْمَوْءٗدَةُ:- زندہ گاڑی ہوئی لڑکی۔

بعض قبائل میں عزت اور شرف کا یہ غلط خیال رواج پذیر ہو گیا تھا کہ لڑکیاں ناموس اور عزت کے لئے موجب ننگ ہیں۔ اس لئے وہ ان کو جب پیدا ہوتیں تو زندہ زمین میں گاڑ دیتے۔ اس برائی کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل عربوں کی اخلاقی حالت کیا تھی؟ اور اسلام نے ان لوگوں کی اصلاح کے سلسلہ میں کتنا بڑا کام کیا۔

۱۱- وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝
۱۲- وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝
۱۳- وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝
۱۴- عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝
۱۵- فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝
۱۶- الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝
۱۷- وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝
۱۸- وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝
۱۹- إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝
۲۰- ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝
۲۱- مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝
۲۲- وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝

۱۱- اور جب آسمان کی کھال اُتاری جائے گی ۝
۱۲- اور جب دوزخ دہکائی جائے گی ۝
۱۳- اور جب بہشت نزدیک لائی جائے گی ۝
۱۴- اُس وقت ہر شخص معلوم کریگا جو اُس نے حاضر کیا ہے ۝
۱۵- سو میں پیچھے ہٹنے والوں کی قسم کھاتا ہوں ۝
۱۶- سیدھے چلنے والوں تھم رہنے والوں کی ۝
۱۷- اور رات کی قسم جبکہ وہ جانے لگے ۝
۱۸- اور صبح کی قسم جبکہ وہ سانس لے ۝
۱۹- کہ بیشک یہ قرآن بزرگ رسولؐ کا قول ہے ۝
۲۰- وہ رسولؐ صاحب قوت ہے عزت والے کے پاس عزت والا ہے ۝
۲۱- سب کا مانا ہوا ہے وہاں امانت دار ہے ۝
۲۲- اور یہ کہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں ہے ۝

آفتاب نبوت کا طلوع

ف قرآن کے متعلق یہ شبہ تھا کہ یہ کلام جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے پیش کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام کی وساطت سے نازل نہیں ہوا۔ اس کا جواب مرحمت فرمایا ہے کہ ان پانچ سیاروں کو دیکھو جن کو مریخ، زحل، مشتری، زہرہ اور عطارد کہتے ہیں کہ جس وقت پیچھے چلتے مشرق کی جانب گھوم جاتے ہیں اور جس وقت تاریک رات جانے لگتی ہے اور صبح صادق کا وقت ہوتا ہے اور آفتاب کی آمد آمد ہوتی ہے۔ کیا اس وقت دن کی تابندگی اور روشنی میں کوئی شک وارتیاب باقی رہتا ہے اور کیا اس وقت سوائے آفتاب کے اور کوئی دلیل آفتاب کے وجود کی پیش کی جاسکتی ہے۔ ع "آفتاب آمد دلیل آفتاب"

ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ یہ پانچ سیارے آخری رات کو آفتاب کی پیشوائی کے لئے مشرق کی جانب آجاتے ہیں اور اپنی آب وتاب کھو بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح انبیائے سابقین کا زمانہ اپنی حیات پر چمکنے کا ختم ہو چکا ہے۔ کفر وظلمت کی رات جو ان کے بعد چھا چکی تھی، اب چھٹ چکی ہے اور صبح کا اُجالا نمودار ہے اور آفتاب نبوت جلوہ گر ہے۔ اس لئے اب ان حالات میں یہ واضح ہے کہ یہ قرآن جبریل علیہ السلام کی وساطت سے نازل ہوا ہے۔ جو بزرگ ہے۔ صاحب قوت ہے۔ مالک عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے۔ مطاع اور آسمانوں میں امانت داری میں مشہور ہے۔

ف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور کسب فیض کیا تو منکرین نے کہا کہ یہ محض جنون ہے۔ اس کی تردید میں فرمایا کہ وہ شخص جو تمہارے ساتھ برسوں سے ہے اور جس کی عقل مندی اور دوستی پر تمہیں ناز رہا ہے۔ آج یکایک مجنون کیونکر ہو گیا۔ کیا محض اس لئے کہ وہ الہام کا مدعی ہے یقین مانو کہ اُس نے جبریل کو اُس کی اصل شکل میں صاف آسمان کے کنارہ پر دیکھا ہے۔

حل لغات

کُشِطَتْ۔ کَشْطٌ سے ہے۔ جس کے معنی کھال اُتارنے اور برہنہ کرنے کے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ نظام آسمانی کو درہم برہم کر دیا جائے گا۔

عَسْعَسَ۔ ذوات الاضداد میں سے ہے۔ اس کے معنی آنے اور جانے دونوں کے ہیں۔ مگر یہاں مراد یہ ہے کہ جب رات جانے لگتی ہے۔

۲۳- وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝

۲۴- وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝

۲۵- وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝

۲۶- فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝

۲۷- اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

۲۸- لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝

۲۹- وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۲۳- اور کچھ شک نہیں کہ اُس نے اُس رسُول کو آسمان کے کھلے کنارہ پر دیکھا ہے ۝

۲۴- اور وہ پوشیدہ بات پر بخیل بھی نہیں ہے ۝

۲۵- اور قرآن شیطان مردود کا قول نہیں ہے ۝

۲۶- پھر تم کدھر جاتے ہو؟ ۝

۲۷- یہ تو جہان بھر کے لیے ایک نصیحت ہے ۝

۲۸- اس کے لیے جو تم میں سیدھی راہ پر چلنا چاہے ۝

۲۹- اور جب تک اللہ جو جہان کا رب ہے، نہ چاہے تم ہرگز نہیں چاہ سکتے ۝

ع

آیاتہا ۱۹ (۸۲) سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ (۸۲) رکوعہا ۱

(۸۲) سُورۂ انفطار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝

۲- وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝

۳- وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝

۱- جب آسمان پھٹ جائے ۝

۲- اور جب ستارے جھڑ پڑیں ۝

۳- اور جب دریا بہہ چلیں ۝

ف۱ ضَنِيْن بالضاد کے معنی بخل کے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو باتیں رُشد و ہدایت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے معلوم ہوتی ہیں وہ ان کو از راہِ بخل نہیں چھپاتے بلکہ بلا کم و کاست بندوں تک پہنچا دیتے ہیں۔
ایک قرأت میں ظَنِيْن بالظاء بھی آیا ہے۔ اس کے معنی متہم ہونے کے ہیں۔ اس صورت میں غرض یہ ہوگی کہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذب و افتراء سے متہم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی ساری زندگی صداقت شعاری سے معمور رہی ہے جس کو تم بھی جانتے ہو۔
قرائین کے توافق سے معلوم ہوتا ہے کہ ضاد کو ظاد کے قریب قریب پڑھنا چاہیئے۔

ف۲ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ قرآن حکیم تمام کائنات کے لئے رُشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔ آج تم لوگ از راہِ جہل و تعصب اس کے حقائق کو تسلیم نہیں کرتے ہو مگر ایک وقت آنے والا ہے کہ اس کی روشنی سارے عالم میں پھیلے گی اور اس کی تعلیم کو دنیا کے ہر حصہ میں قبولیت اور پذیرائی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

حلِ لُغات

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ یعنی جب اس بساطِ ارضی کو اُلٹ دیا جائے گا۔ اس وقت سمندر چھلک جائیں گے اور اِدھر اُدھر بہنے لگیں گے۔

۴- وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ○
۴- اور جب قبریں اُٹھائی جائیں ○

۵- عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ○
۵- اُس وقت ہر نفس معلوم کریگا جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ہے ○

۶- يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ○
۶- اے انسان کس چیز نے تجھ کو تیرے رب کریم کی نسبت فریب دیا ○

۷- الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ○
۷- جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے دُرست کیا پھر برابر کیا ○

۸- فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ○
۸- جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا ○

۹- كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ○
۹- ہرگز نہیں بلکہ تم انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہو ○

۱۰- وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ○
۱۰- حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں ○

۱۱- كِرَامًا كَاتِبِينَ ○
۱۱- یعنی بزرگ لکھنے والے ○

۱۲- يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ○
۱۲- جو کچھ تم کرتے ہو اُن کو معلوم رہتا ہے ○

۱۳- إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ○
۱۳- بے شک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے ○

۱۴- وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ○
۱۴- اور بے شک بدکار دوزخ میں ہوں گے ○

۱۵- يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ○
۱۵- انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے ○

۱۶- وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ○
۱۶- اور کبھی اس دوزخ میں غائب نہ ہوں گے ○

تم فریبِ نفس میں کیوں مبتلا ہوئے؟

ف علاماتِ قیامت کی تفصیل بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے جب کہ ہر شخص اپنے کئے ہوئے کو دیکھے گا اور معلوم کرے گا کہ اُس نے اپنی نجات کے لئے اعمال کی پونجی کیا آگے بھیجی ہے اور کن فرائض اور واجبات کو اُس نے ادا نہیں کیا اور ان میں پیچھے رہ گیا۔ پھر منکر و سرکش انسان سے پوچھا ہے کہ تیرے پاس اس دن کے لئے کیا تحفہ ہے؟ تجھ کو آخر ربِ کریم کے باب میں کس چیز نے خداعِ نفس اور بھول میں مبتلا کر رکھا ہے؟ کیا اس کی ربوبیت اور کرم و نوازش نے؟ مگر تم نے کبھی سوچا ہے کہ صرف تو ہی اس کا کیوں مستحق ہے؟ کیا وہ لوگ جنھوں نے اپنی جان تک اللہ کی راہ میں دے دی، جنھوں نے اپنے خون سے اپنے اعمال نامہ کو لکھا، جنھوں نے اس دُنیائے دُوں کو آخرت کے مقابلہ میں ہمیشہ حقیر سمجھا، وہ کیوں اس کی رحمت و بخشش کے مستحق نہیں؟ کیا وہ خدا جس نے تجھ کو کتمِ عدم سے وجود کی نعمت بخشی۔ جس نے جوڑ بند دُرست کئے۔ جس نے احشاء اور اعضاء میں توازن و اعتدال پیدا کیا اور جس نے حسبِ پسند تیری صورت بنائی، اس کے کرم اور بخشش کا تقاضا یہ نہ تھا کہ تو اس کے سامنے جھکتا۔ سرکشی کو چھوڑ کر رضا کا شیوہ اختیار کرتا اور کفر کی تاریکیوں میں سے نکلتا اور ایمان و یقین کی روشنی میں داخل ہوتا۔ مگر تو نے جب اس کی بخششوں اور ان نوازشوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا تو اب اس کے کرم اور نوازشوں کا کیوں متوقع ہے۔

حلِ لغت

مَا غَرَّكَ۔ تجھ کو کس چیز نے بھول میں رکھا۔

كِرَامًا كَاتِبِينَ۔ وہ فرشتے جو انسانوں کے عمل لکھتے ہیں۔

۱۷- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

۱۸- ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

۱۹- يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ط
وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

۱۷- اور تُو کیا جانے انصاف کا دن کیا ہے؟ ۝

۱۸- پھر تُو کیا جانے انصاف کا دن کیا ہے؟ ۝

۱۹- جس دن کوئی (منکر مجرم) کسی کے لئے کچھ نہ کر سکے گا
اور اُس دن حکم اللہ ہی کا ہوگا ۝

(۸۳) سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ (۸۶)

آیاتہا ۳۶ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝

۲- الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝

۳- وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝

۴- اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝

۵- لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

۶- يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۷- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝

(۸۳) سورۂ تطفیف

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- کم دینے والوں کی خرابی ہے ۝

۲- وہ کہ جب لوگوں سے ناپ لیں تو پُورا بھریں ۝

۳- اور جب انہیں ناپ کر یا وزن کر کے دیں تو گھٹا کر دیں ۝

۴- کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اُٹھائے جائیں گے ۝

۵- ایک بڑے دن کے لئے ۝

۶- جس دن آدمی جہان کے رب کے سامنے کھڑے ہونگے ۝

۷- ہرگز نہیں بدکاروں کے اعمالنامے سجین میں پہنچے ۝

ف اس میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے جو سرکشی اور عناد کا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے تو وہ اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رُشد و ہدایت کے استفادہ کے مواقع عنایت نہیں فرمائے ہیں یا عقل و دانش اس راہ میں حائل ہے اور نیک نیتی کے ساتھ اسلام کے حقائق کو سمجھ نہیں پاتے۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ اصول مکافات عمل کے قائل نہیں ہیں۔ قیامت اور جزا و سزا کو نہیں تسلیم کرتے اس لئے دین کی قدر و قیمت ہی اُن کے دلوں سے اُٹھ گئی ہے اور اب یہ اس قابل نہیں رہے کہ ان معارف پر غور کر سکیں۔

سُوْرَةُ التَّطْفِيْف

ف اس سُورۃ کا موضوع یہ ہے کہ کاروبار اور معاملات میں اعتماد و صداقت کی رُوح کو پیدا کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ مذہب کا تعلق صرف عبادات سے نہیں اور عبادت کا مفہوم صرف یہ نہیں ہے کہ مجاہدہ و ریاضت سے نفس کو پاک کیا جائے۔ بلکہ مذہب نام ہے عقائد سے لے کر معاملات تک اصلاح کا۔ اور عبادت تعبیر ہے معاملہ کی پاکیزگی سے۔ اور ریاضت و زہد کہتے ہیں قلب کو حرص و آز کے جذبات سے پاک کرنے کو۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ایک مسلمان کا تخیل صرف یہی نہیں ہے کہ وہ توحید و سُنت کا قائل ہے اور پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ لین دین، بیع و شرا اور معاملات باہمی میں بھی مسلمان ہو۔ چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہ عذاب کے مستحق ہیں۔ ان لوگوں کی طمع اور حرص کا یہ عالم ہے کہ جب یہ دُوسروں سے کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پُوری پُوری لیتے ہیں اور جب دُوسروں کو دینے لگتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں سے پوچھا ہے کہ کیا ان لوگوں کو خدا کے سامنے پیش نہیں ہونا ہے اور پیش ہو کر جواب نہیں دینا ہے۔

حلِ لُغت

لِلْمُطَفِّفِيْنَ۔ مُطَفِّف کی جمع ہے۔ چیز کو گھٹا کر دینے والے۔ شَیْءٌ طَفِيْف۔ اے قلیل۔

۸- وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا سِجِّيۡنٌ ؕ‏
۹- كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ؕ‏
۱۰- وَيۡلٌ يَّوۡمَٮِٕذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَۙ‏
۱۱- الَّذِيۡنَ يُكَذِّبُوۡنَ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ‏
۱۲- وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍۙ‏
۱۳- اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ؕ‏
۱۴- كَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ‏
۱۵- كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَٮِٕذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ؕ‏
۱۶- ثُمَّ اِنَّهُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِيۡمِ ؕ‏
۱۷- ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ

۸- اور تو کیا جانے سجّین کیا ہے؟
۹- ایک لکھا ہوا دفتر ہے
۱۰- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے
۱۱- جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں
۱۲- اور اُسے وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے باہر نکلنے والا گنہگار ہے
۱۳- جب اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں
۱۴- ہرگز نہیں، بلکہ جو وہ کماتے ہیں اُس نے اُن کے دلوں پر زنگ لگا دیا ہے
۱۵- ہرگز نہیں، وہ اُس دن اپنے رب سے پردہ میں ہوں گے
۱۶- پھر ان کو ضرور دوزخ میں جانا ہوگا
۱۷- پھر کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے تم

اِن دِلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے

ف اس دن افسوس اُن لوگوں کے لئے ہے جو مکذب ہیں اور مکافاتِ عمل کے اصول کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو یہ نہیں مانتے کہ ان کو مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے۔ جن کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ستی میں حل کر ستی ہو جانے کے بعد کیونکر دوبارہ زندگی عطا ہو سکے گی اور جن کے نزدیک عقلاً یہ مستبعد ہے کہ حیات رواں دواں اور مسلسل ہے۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی بری بھلی زندگی ہے یہیں ہے۔ اس کے بعد نہ برزخ ہے نہ جنّت اور نہ دوزخ۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ ان لوگوں کا انکار بربنائے معقول نہیں ہے۔ ان کے پاس دلائل نہیں ہیں۔ جن کی وجہ سے کفر پر مصر ہوں اور جزا و سزا کے اس قانونِ عدل و انصاف کو نہ مانیں۔ بلکہ اس انکار و کفر کے پس پردہ سب سے بڑا محرک جذبۂ معصیت ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے سلسلہ میں یہ نہیں چاہتے کہ کوئی قانون، کوئی ضابطہ اور کوئی دین درمیان میں حائل ہو اور ان کو فسق و فجور کے لذائذ سے روک دے۔ کبر و نخوت کا یہ عالم ہے کہ جب قرآن حکیم کی آیتیں ان کو پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تاکہ ان کو روشنی اور نور کے اکتساب کا موقع ملے تو یہ نہایت بے توجہی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ اس میں بجز پہلوں کے قصّے کہانیوں کے اور کیا رکھا ہے۔ حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں زندگی کے معارف اور رُوح کی بالیدگی اور رفعت سے بحث کی گئی ہے۔ جس میں قوموں کے عروج و زوال کے اسباب بیان کئے گئے ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کے لئے قانونِ فطرت کیا ہے۔ جس میں اخلاق و معاشرت کی وہ گتھیاں سلجھائی گئی ہیں جن کو انسان تاحین تدبیر سے اب تک نہیں سلجھا سکا ہے جس میں خدا تک پہنچنے کے اور اس کے حصول و تقرب کے وسائل کی تشریح ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴۵۰ پر)

حلِ لغات

مُعۡتَدٍ۔ حدِ اعتدال و توازن سے بڑھ جانے والا۔
اَثِيۡمٍ۔ عادی مجرم ۔ رَانَ۔ زنگ بیٹھ گیا۔ دل کی حقیقت پر غالب آگیا۔ چھا گیا۔

تُكَذِّبُوْنَ ۞

۱۸- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۞

۱۹- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۞

۲۰- كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۞

۲۱- يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۞

۲۲- اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۞

۲۳- عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۞

۲۴- تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۞

۲۵- يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۞

۲۶- خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ
الْمُتَنَافِسُوْنَ ۞

۲۷- وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۞

۲۸- عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۞

جھٹلاتے تھے ۞

۱۸- ہرگز نہیں بیشک نیکوں کے اعمالنامے علیین (اونچے مقاموں) میں ہیں ۞

۱۹- تو کیا سمجھا علیون کیا ہے ۞

۲۰- وہ لکھا ہوا دفتر ہے ۞

۲۱- مقرب (فرشتے) اس پر حاضر ہوتے ہیں ۞

۲۲- بیشک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے ۞

۲۳- تختوں تختوں پر بیٹھے ہوں گے ۞

۲۴- تو اُن کے چہروں پر نعمت کی تازگی پہچانے گا ۞

۲۵- مُہر لگی ہوئی خالص شراب ان کو پلائی جائے گی ۞

۲۶- اس کی مُہر مشک (کستوری) پر ہوتی ہے اور اسی
ہی کی چاہئے کہ رغبت کریں ۞

۲۷- اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے ۞

۲۸- وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب ف۱ پیتے ہیں ۞

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰۹)

اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر زمانے میں وہ کون دین ہے جو کائنات انسانی کے لئے سرمایۂ صد رحمت و برکت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں کی رائے غور و فکر پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ قلب بے حس ہو چکا ہے۔ گناہوں کا غبار اس پر چھا گیا ہے اور بصیرت اور نور دب چکا ہے۔ اب اس میں وہ معرفت نہیں ہے۔ وہ عمق اور گہرائی نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان کسی معاملہ کی تہ تک پہنچ سکتا ہے۔

ف۲ یعنی آج تو یہ لوگ دُنیا میں حقائق دینی سے رُوگردانی کرتے ہیں مگر کل آخرت میں مومنین جب کہ حق تعالیٰ کے قرب سے مشرف ہوں گے اور اس کی تجلیات سے دل و دیدہ کی تسکین کا سامان بہم پہنچائیں گے، یہ اس نعمت سے محروم رہیں گے اور جہنم میں پھینکے جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ یہی وہ مقام ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔ آج بتاؤ کہ کیا ہم جھوٹ کہتے تھے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ پاکبازوں کا نامۂ اعمال مقام علو و رفعت میں ہوگا۔ جس کو فرشتے بھی عزت اور فخر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کا ٹھکانا جنت ہے۔ جہاں اُن کو ہر نعمت سے نوازا جائے گا۔ جہاں یہ مسہریوں پر بیٹھے خدا کی نعمتوں اور بخششوں کا نظارہ کریں گے۔ تم ان کو دیکھو گے کہ چہروں سے تکلف اور تنعم کے اثرات نمایاں ہیں۔ ان کو وہاں ہر نوع کے کھانے پینے کی آزادی میسر ہوگی۔ حتیٰ کہ شراب بھی ملے گی جو سر بمہر ہوگی اور آخر میں جو مزا ہوگا، مُشک سا ہوگا۔ خوشبودار اور معطر۔ یہ وہ کیفیت اور زندگی ہے جس میں تنافس اور تفاخر کی ضرورت ہے۔ دنیا کی ذلیل چیزوں کے لئے ایمان اور دیانت کو قربان کر دینا انتہا درجہ کی بے عقلی ہے۔

حلِ لُغات

نَضْرَةَ النَّعِيْمِ۔ ناز و نعمت کی زندگی کی شگفتگی۔ آسائش کی بشاشت۔ رَحِيْقٍ۔ خالص شراب و صافی یا بہتر و خوشبو تر۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ۔ آخری گھونٹ مشک کی خوشبو لئے ہوگے یا مُہر مُشک کی ہوگی۔ دونوں معنی مُراد ہیں۔

۲۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝

۲۹۔ وہ جو گنہ گار ہیں، ایمان داروں پر ہنستے تھے ۝

۳۰۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝

۳۰۔ اور جب اُن کے پاس سے گذرتے تھے تو آپس میں آنکھ مارتے تھے ۝

۳۱۔ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝

۳۱۔ اور جب اپنے گھر کو لوٹتے تو باتیں بناتے لوٹتے تھے ۝

۳۲۔ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝

۳۲۔ اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے کہ بے شک یہ لوگ گمراہ ہیں ۝

۳۳۔ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝

۳۳۔ اور حالانکہ وہ ایمانداروں پر محافظ بنا کر نہیں بھیجے گئے ۝

۳۴۔ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝

۳۴۔ سو آج مومن کافروں پر ہنسیں گے ۝

۳۵۔ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝

۳۵۔ تختوں پر بیٹھے دیکھیں گے ۝

۳۶۔ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ ع

۳۶۔ کیا کافروں کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملا ۝

رکوعها	سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ (۸۳) (۸۴)	اٰياتها
۱		۲۵

(۸۴) سُورۂ انشقاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

مذاق کا بدلہ مذاق

ان کفار کے لئے یہ منظر کتنا تکلیف دہ اور اذیت بخش ہوگا کہ دنیا میں جن لوگوں پر یہ لوگ ہنستے تھے جن کی تحقیر اور تذلیل کے لئے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے ہوتے تھے۔ جن لوگوں کو اپنے گھروں میں یہ ہدفِ طعن و تشنیع بناتے تھے اور جن کو دیکھ پاتے تھے تو بڑی بے باکی اور دلسوزی سے کہتے تھے کہ افسوس یہ لوگ گمراہ ہوگئے ہیں۔ حالانکہ یہ بات کہنے کا ان کو کوئی استحقاق نہ تھا آیا ان کو دیکھیں گے کہ وہ بلندیوں اور رفعتوں کے مالک ہیں۔ اور مسہریوں پر تمکنت اور وقار سے بیٹھے ان کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ آج ان منکرین اور کفار کو اُن کے استہزا اور تمسخر کا پورا پورا بدلہ مل گیا اور آج اُن کی آنکھوں سے سارے پردے اور حجاب اٹھ گئے۔ آج اُن کو معلوم ہوگیا کہ اللہ کے نزدیک معیارِ تقرب کیا ہے؟ مال و دولت کی فراوانی یا سیم و زر کے انبار یا اخوان و انصار کی کثرت؟ نہیں، بلکہ اعمالِ صالح، پاکبازی، دولتِ ایمان سے بہرہ مندی، خلوص، جاں بازی، ایثار اور پیہم اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد۔ یہ وہ نعمتیں ہیں، جن سے اُن کے دامن ہمیشہ خالی رہے۔ انھوں نے اس بات پر بڑے فخر و غرور کا اظہار کیا کہ ان کو دنیا کی ساری آسائشیں حاصل ہیں اور مسلمان اُن سے یکسر محروم ہیں۔ مگر اس بات کو یہ لوگ معلوم نہ کر سکے کہ زندگی کا اصلی و حقیقی نصب العین دُنیا نہیں ہے۔ دُنیا کی آسودگیاں اور تکلفات نہیں ہیں بلکہ رضاءِ الٰہی ہے۔ وہ اگر خوش ہوگیا تو دارین کی نعمتیں حاصل ہیں اور اگر وہ روٹھ گیا تو چاندی سونے کے محل بھی محض بے کار ہیں۔ یہی وہ راز تھا جس کو مسلمان نے سمجھا اور جس کی وجہ سے آج جنت اُن کے قدموں میں ہے۔ اور کفار نے نہ سمجھا اور جہنم کا ایندھن بنے۔

حلِ لغات

فَكِهِيْنَ ۔ مذاق اُڑاتے ہوئے۔

هَلْ ثُوِّبَ ۔ یہاں هل بمعنی قَدْ ہے۔

۱ - إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝

۲ - وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

۳ - وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝

۴ - وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝

۵ - وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

۶ - يَآأَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝

۷ - فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝

۸ - فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝

۹ - وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝

۱۰ - وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَآءَ ظَهْرِهِ ۝

۱۱ - فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝

۱۲ - وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝

۱۳ - إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝

۱ - جب آسمان پھٹ[۱] جائے گا ○

۲ - اور اپنے رب کا حکم سُنے اور وہ اسی لائق ہے ○

۳ - اور جب زمین پھیلائی جائے ○

۴ - اور جو اس میں ہے نکال ڈالے اور خالی ہو جائے ○

۵ - اور اپنے رب کا حکم سُنے اور وہ اسی لائق ہے ○

۶ - اے انسان! بیشک تو محنت[۲] کرنے والا ہے اپنے رب کی طرف پھر تو اس سے ملے گا ○

۷ - سو جسے اُس کی کتاب داہنے ہاتھ میں ملی ○

۸ - اُس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا ○

۹ - اور وہ خوش خوش اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے گا ○

۱۰ - اور جسے اُس کی کتاب پیٹھ پیچھے سے دی گئی ○

۱۱ - وہ موت کو پکارے گا ○

۱۲ - اور دوزخ میں جائے گا ○

۱۳ - وہ اپنے اہل میں خوش وقت تھا ○

سُورۂ اِنشقاق

ف۱ یہ سورہ مکی ہے اور اس میں مسائل معاد سے زیادہ تر بحث کی گئی ہے۔ جیسا کہ مکی سورتوں کی خصوصیت ہے۔ فرمایا کہ جب قیامت آ جائے گی اور اللہ کا حکم ہوگا کہ یہ قبۂ زرنگار توڑ دیا جائے۔ تاکہ فرشتے اس میں آ جا سکیں اور یہ بساط ارضی کھینچ کر بڑھا دی جائے تو اس میں ان کو قطعاً تخلف نہیں ہوگا۔ دونوں انتہائی عاجزی سے اللہ کے حکموں کی اطاعت کریں گے۔

ف۲ یعنی ساری زندگی میں انسان اس جدّ و جہد میں مبتلا رہتا ہے کہ کسی شاہدِ آرزو کے حصول میں کامیابی ہو اور کسی نہ کسی طریق سے اس کی محنتیں ٹھکانے لگیں۔ دن رات دوڑ دھوپ کرتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمحہ بھی وہ فارغ نہیں ہے۔ سو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک دن اس نصب العین تک رسائی ہونے کو ہے۔ جس کے لئے اس نے عمر بھر سعی کی اور تگ و دو جاری رکھی۔ مگر شرطِ کامرانی یہ ہے کہ یہ عمل پیہم، یہ شوقِ وصال اور یہ تگ و دو اللہ کو پسند آ جائے اور وہ از راہِ تکریم و اعزاز اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دے دیں۔ ورنہ ہلاکت ہے اور جہنم کی آگ ہے اور یہ سارے اعمال بے کار اور اکارت ہیں۔

حلِ لغات

وَحُقَّتْ۔ اور اس کے لئے یہی زیبا تھا۔ وہ اسی لائق تھا۔

كَادِحٌ ۔ محنت اور شدید برداشت کرنے والا ہے۔

ثُبُورًا۔ ہلاکت۔

۱۴- إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ۝
۱۵- بَلَىٰ ۚ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝
۱۶- فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝
۱۷- وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝
۱۸- وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝
۱۹- لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝
۲۰- فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝
۲۱- وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝ سجدة
۲۲- بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ۝
۲۳- وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۝
۲۴- فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝
۲۵- إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

۱۴- وہ سمجھتا تھا کہ وہ پھر ہرگز (خدا کی طرف) نہ لوٹے گا ۝
۱۵- کیوں نہیں، اس کا رب اسے دیکھتا تھا ۝
۱۶- سو میں قسم کھاتا ہوں شام کی سُرخی کی ۝
۱۷- اور رات کی جو اس نے سمیٹا اس کی ۝
۱۸- اور چاند کی جب وہ پُورا ہو ۝
۱۹- کہ تم ضرور ایک حال سے دُوسرے حال میں آؤ گے ۝
۲۰- سو انہیں کیا ہُوا کہ وہ ایمان نہیں لاتے ۝
۲۱- اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۝
۲۲- بلکہ یہ کافر تو جُھٹلاتے ہیں ۝
۲۳- اور اللہ خُوب جانتا ہے جو وہ دلوں میں رکھتے ہیں ۝
۲۴- سو تو انہیں دُکھ دینے والے عذاب کی بشارت دے ۝
۲۵- مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے، اُن

ف۱ جس شخص کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا، وہ اللہ کی نظروں میں حقیر و ذلیل ٹھہرے گا۔ دنیا میں اس شخص کی کیفیت یہ تھی کہ عاقبت کے متعلق کبھی اس نے سوچا ہی نہ تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ ہمیشہ اپنے متعلقین اور وابستگان میں اسی طرح خوش و خرم زندہ رہے گا۔ نہ کبھی مرے گا اور نہ مر کر اللہ کے حضور میں پیش ہوگا۔ مگر کیونکر ایسا ہونا ممکن تھا۔ جب کہ موت و بعثت اس ذات کے اختیار میں ہے۔ جو سب کچھ جانتی اور دیکھتی ہے۔ جو یہ علم رکھتی ہے کہ بعض لوگ میرے نام کے اٹھانے کی پاداش میں سخت تکلیف و عسرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ میرے دشمن ہیں۔ مگر دنیا میں میں نے ان کو کسی تکلیف سے دوچار نہیں کیا۔ اس لئے انصاف و عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ایک دن ایسا مقرر کیا جائے جب سب ایک جگہ جمع ہوں اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا پائیں۔

زندگی یک قلم تحولات کا نام ہے

ف۲ اس سے قبل کی آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو بعثت و حشر کے عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس آیت کی وجہ استدلال کی تردید ہے۔ اور فرمایا کہ اس میں عقلاً کوئی اشکال نہیں ہے۔ جس طرح نظام قدرت میں تم دوسری تبدیلیاں دیکھتے ہو اور تم کو کوئی تعجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بھی فطرت کی ایک تبدیلی اور تحول ہے۔ جیسا کہ سورج غروب ہوتا ہے اور اس وقت ایک سرخی سی افق پر چھا جاتی ہے اور پھر غائب ہو جاتی ہے اور رات کی تاریکی اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ جیسا کہ چودھویں شب کا چاند سارے آسمان کو روشن کر دیتا ہے۔ اسی طرح تمہاری زندگی کا آفتاب غروب ہوتا ہے تو موت کی شفق برزخ کے کناروں پر نظر آتی ہے۔ اسی طرح عالم قبر کی تاریکی چھا جاتی ہے اور پھر اسی طرح نئی زندگی کا بدر منیر ضو فگن ہو جاتا ہے۔ اس میں کون سی بات تعجب اور حیرت پیدا کرنے والی ہے۔ یقیناً تمہاری ساری زندگی پیدائش سے حساب و کتاب تک ایک سلسلۂ تحولات ہے۔ ایک کیفیت کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری کا ظہور ناگزیر ہے۔

بعض مفسرین کی رائے میں لَتَرْكَبَنَّ بالفتح ہے اور یہ اشارہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معراج آسمانی کی طرف کہ آپ عنقریب طبقات علوم کی سیر کے لئے جائیں گے۔

حل لغات

بِالشَّفَقِ۔ وہ سرخی جو سورج ڈوبنے کے لئے نمودار ہوتی ہے۔
إِذَا اتَّسَقَ۔ جو چاند پورا ہو جائے۔

لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ ع

کے لئے بے انتہا اجر ہے ۝

آیاتها ۲۲ (۸۵) سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ (۲۷) رکوعها ۱

(۸۵) سورۂ بروج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝

۲۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝

۳۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝

۴۔ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝

۵۔ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝

۶۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝

۷۔ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝

۸۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

۹۔ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ برجوں والے آسمان کی قسم ۝

۲۔ اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ۝

۳۔ اور حاضر ہونے والے کی اور جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ۝

۴۔ خندقوں والے مارے گئے ۝

۵۔ وہ ایندھن سے بھری ہوئی آگ تھی ۝

۶۔ وہ اُس کے پاس بیٹھے تھے ۝

۷۔ اور جو وہ ایمانداروں سے کرتے تھے دیکھ رہے تھے ۝

۸۔ اور انہوں نے ایمان داروں میں صرف یہی ایک عیب پکڑا تھا کہ وہ اُس اللہ پر ایمان لائے تھے جو زبردست قابلِ تعریف ہے ۝

۹۔ جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ۝

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ

اصحاب اُخدود کا قصہ یہ ہے کہ ذو نواس یہودی نے جب یہ دیکھا کہ بہت سے لوگوں نے دین مسیحی کو قبول کرلیا ہے تو اس کا خون کھولنے لگا۔ اُس نے اُن مسیحیوں سے کہا کہ تم لوگ دو چیزوں میں سے ایک چیز کو پسند کرلو۔ یا تو آگ یا یہودیت۔ ان صاحب عزیمت لوگوں نے عیسائیت سے انحراف کو دیانت و تقویٰ کے خلاف سمجھا اور دہکتی ہوئی کھائیوں میں کود پڑے۔

ان آیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور بتانا یہ مقصود ہے کہ حق کی اشاعت کے لئے پہلی قوموں نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں اور کتنے استقلال سے کام لیا ہے۔ اس لئے مسلمان بھی مکہ والوں کی مخالفت سے نہ گھبرائیں بلکہ ان عیسائیوں کی طرح بڑی سے بڑی مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں۔

قاتل کی توبہ

ف ایک طرف اصحاب اُخدود کے مظالم ہیں کہ بارہ ہزار عیسائیوں کو محض اس پاداش میں نذرِ آتش کردیا کہ انہوں نے ایک خدا کو کیوں تسلیم کیا اور دوسری جانب اللہ کا عفو و کرم دیکھئے کہ وہ ان لوگوں کو توبہ و مغفرت کی دعوت دیتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۳۱۵ پر)

حلِ لغت

ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۔ یعنی نجوم و کواکب والا۔

اَلْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۔ قیامت کا دن۔

شَاهِدٍ ۔ احوالِ قیامت کا مشاہدہ کرنے والا۔

مَشْهُوْدٍ ۔ قیامت کے احوال و اہوال۔

۱۰- اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝

۱۱- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝

۱۲- اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝

۱۳- اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝

۱۴- وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝

۱۵- ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝

۱۶- فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝

۱۷- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝

۱۸- فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝

۱۰- جن لوگوں نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو ستایا، پھر توبہ نہ کی، اُن کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور اُن کے لئے جلنے کا عذاب ہے ۝

۱۱- بے شک جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کئے۔ اُن کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ہی بڑی مُراد پانی ہے ۝

۱۲- بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے ۝

۱۳- بیشک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دُوسری بار پیدا کریگا ۝

۱۴- اور وہی بخشنے والا محبت کرنے والا ہے ۝

۱۵- عرش کا مالک ہے۔ بڑی شان والا ہے ۝

۱۶- جو چاہتا ہے سو کر ڈالتا ہے ۝

۱۷- بھلا تجھے لشکروں کا حال بھی معلوم ہوا ہے؟ ۝

۱۸- یعنی فرعون اور ثمود کا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱۴) اور کہتا ہے کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے اور جب تک ظالم توبہ نہیں کرتا' اللہ کی بخشش کا حق دار نہیں ہے، بلکہ جہنمی ہے۔ اور عذاب احتراق کا مستحق ہے۔ اس آیت سے بعض مفسرین نے یہ استدلال کیا ہے کہ قاتل بھی اگر خلوص کے ساتھ توبہ کرلے تو اس کی توبہ عند اللہ مقبول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب ان لوگوں کو دعوت دی جارہی ہے جنھوں نے ہزاروں عیسائیوں کو آگ میں جھونک دیا تو پھر وہ شخص توبہ کا کیوں حق نہیں رکھتا جس نے نادانی سے قتل کا ارتکاب کیا ہے اور اب پچھتا رہا ہے اور اپنے فعل پر نادم ہے۔

ف۲ اس آیت میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ جنت میں وہ لوگ جائیں گے اور فوز کبیر سے وہ لوگ بہرہ مند ہوں گے جو ایمان لے آئیں گے اور دل سے تسلیم کرلیں گے کہ اسلام کا نظام عمل صحیح اور درست ہے اور اس کے بعد عزیمت و استقلال کے ساتھ اس نظام پر عمل پیرا ہوں گے۔ وہ نہیں جنھوں نے مال و دولت کی فراوانی کو کافی سمجھا اور سیم و زر کے انبار کو گھروں میں جمع کرکے رکھا اور اللہ کے ہر حکم کی مخالفت کی۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

خُدا اور اُس کی نوازش

ف۱ ان آیتوں میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اس کے ارادوں میں کوئی قوت اور کوئی شخصیت حائل نہیں ہو سکتی۔ وہ اگر مجرموں اور منکروں کو سزا دینا چاہے تو اس کی گرفت بہت سخت ہے اور اگر اپنے بندوں کو مغفرت اور دوستی سے نوازنا چاہے تو وہ غفور اور ودود ہے۔ جو لوگ خدا کے اسلامی تخیل سے خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس تصور میں وہ پیار نہیں ہے جو عیسائی مذہب میں ہے' وہ ودود کے لفظ پر غور کریں کہ اس کے معنی دوست کے ہیں یعنی احکم الحاکمین رب السموٰت والارض خدا اور محبت کے لئے منتخب فرماتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۳۱۶ پر)

حلِ لغات

فَتَنُوْا۔ فتنہ کے معنی دراصل عذاب اور کسی چیز کو آگ میں ڈالنے کے ہیں۔ یہاں مقصود ہے آزمائش میں ڈالنا۔ اَلْحَرِيْق۔ آگ۔ سوزش۔ اَلْبَطْش۔ پکڑ۔ گرفت۔ اَلْجُنُوْد۔ عساکر۔

۱۹- بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝
۲۰- وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝
۲۱- بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝
۲۲- فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

۱۹- کوئی نہیں بلکہ کافر جھٹلانے میں مصروف ہیں ۝
۲۰- اور اُن کے پیچھے سے انہیں اللہ نے گھیر رکھا ہے ۝
۲۱- بلکہ یہ تو قرآن ہے بڑی شان والا ۝
۲۲- لوحِ محفوظ پر لکھا ہے ۝ ع

آیاتہا ۱۷ (۸۶) سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ (۳۶) رکوعہا ۱

(۸۶) سورۂ طارق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
۱- وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝
۲- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝
۳- النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝
۴- اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝
۵- فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝
۶- خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝
۷- يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- آسمان کی قسم اور اندھیرا پڑے آنے والے کی قسم ۝
۲- اور تُو کیا جانے اندھیرا پڑے آنے والا کیا ہے ۝
۳- وہ چمکتا تارا ہے ۝
۴- بے شک ہر شخص پر ایک نگہبان مقرر ہے ۝
۵- سو چاہیئے کہ انسان دیکھے کہ وہ کس شے سے بنایا گیا ہے ۝
۶- اُچھلتے پانی سے بنایا گیا ہے ۝
۷- جو پیٹھ (یعنی بواسطہ حرام مغز و دماغ) کے بیچ سے اور
چھاتیوں (یعنی اعضائے رئیسہ ف۱ کے بیچ سے نکلتا ہے) ۝

(بقیہ صفحہ ۱۳۱۵)

کیا اس سے بڑھ کر نوازش اور محبت کا کوئی دوسرا انداز ہو سکتا ہے؟ وہ جس کے ہم ادنیٰ چاکر ہیں۔ جس کے حقیر غلام بھی اگر قرار پا سکیں تو جائے صد فخر و مباہات ہے۔ وہ عزت بخشتا ہے۔ دوستی اور محبت کی۔ جو خود محبوب ہے اور اس لائق ہے کہ ساری دنیا اس کو دل سے چاہے۔ وہ یہ فرماتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تمہارے حق میں محبوب ہونے کے ساتھ محب بھی ہوں۔ تم کو چاہتا ہوں اور تم سے دوستی اور مودت کا اظہار کرتا ہوں۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

حشر و نشر پر استدلال

ف۱ قرآن حکیم کے اندازِ بیان کی یہ خصوصیات میں سے ہے کہ وہ پا افتادہ حقائق کو پیش کرتا ہے اور ان سے علم الٰہی کے نہایت دقیق مسائل کا استنباط کرتا ہے اور جتلاتا ہے کہ اگر تم لوگ کوتاہی نظر سے کام نہ لو تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ فرماتے ہیں، وہ بالکل درست اور واقعہ ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تم یہ روز مرہ دیکھتے ہو کہ وہ چھلکتا ہوا پانی جو بدن کے ہر حصے سے نچڑ کر نکلتا ہے، وہ بے جان پانی ہوتا ہے مگر ایک جیتے جاگتے انسان کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کر دیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ علیم و حکیم خدا نے یہی مناسب اور موزوں سمجھا کہ اس معزز اور مکرم انسان کو اس طرق اور اس نہج سے پیدا کیا جائے۔ پھر تمہیں جب اس میں تعجب نہیں ہوتا اور تم کبھی اس حقیقت کا انکار نہیں کرتے کہ محض قطرۂ آب ایک انسان کی تخلیق کا باعث ہو سکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۳۱۷ پر)

حلِّ لغات

اَلطَّارِق۔ رات کو آنے والا۔ نمودار ہونے والا۔
لَمَّا۔ یعنی اِلَّا ہے۔
مَآءٍ دَافِقٍ۔ اُچھل کر نکلنے والا پانی۔

۸۔ إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝
۹۔ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۝
۱۰۔ فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ۝
۱۱۔ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝
۱۲۔ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝
۱۳۔ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝
۱۴۔ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝
۱۵۔ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝
۱۶۔ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۝
۱۷۔ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ ع

۸۔ بے شک وہ اُسے پھیر لانے پر قادر ہے ○
۹۔ جس دن بھید آزمائے جائیں گے ○
۱۰۔ سو اس کے لئے نہ طاقت ہوگی نہ مددگار ○
۱۱۔ آسمان مینہ والے کی قسم ○
۱۲۔ اور زمین پھٹنے والے کی قسم ○
۱۳۔ کہ یہ قرآن قولِ فیصل (دو ٹوک بات) ہے ○
۱۴۔ اور وہ بے فائدہ بات نہیں ○
۱۵۔ بے شک یہ لوگ ایک داؤ میں لگے ہوئے ہیں ○
۱۶۔ اور میں بھی ایک داؤ میں لگا ہوا ہوں ○
۱۷۔ تو کافروں کو مہلت دے زیادہ نہیں بلکہ انہیں تھوڑے دنوں کی مہلت دے ○

آیاتہا ۱۹	(۸۷) سُورَةُ الْأَعْلَىٰ مَكِّيَّةٌ (۸)	رکوعہا ۱	(۸۷) سورۂ اعلیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱۶)

تو پھر اس میں کیوں تعجب ہے کہ جب وہ چاہے گا تو موت کو زندگی سے بدل دے گا۔ کیا موت اور حیات کے واقعات روزانہ تمہارے سامنے نہیں ہیں؟ ایک وقت ضرور آئے گا جب کہ تمام رازہائے سربستہ امتحان کی کسوٹی پر کسے جائیں گے اور دیکھا جائے گا کہ کون حق وصداقت کے مطابق ہیں اور کون مخالف۔ پھر جن لوگوں کے متعلق وہ عذاب کا فیصلہ دے گا۔ دنیا کی کوئی قوت اس کی اعانت نہیں کر سکے گی۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے سامنے یہ حقیقت بالکل واشگاف طور پر موجود تھی کہ بخارات سمندر سے اُٹھتے ہیں اور اس کے بعد یہی بخارات ابر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر یہی برستے ہیں۔ اسی لئے اس کو ذَاتِ الرَّجْعِ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ ایسے ابر جو اس امانت کو جو انہوں نے سمندروں سے لی ہے۔ پھر سمندروں کو لوٹا دیتے ہیں۔ زمین کو بھی تمثیل میں پیش کیا ہے۔ جس میں سبزیاں نکلتی ہیں اور وہ پھٹ جاتی ہے۔ وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح ابر برستا ہے اور کھیت لہلہا اُٹھتے ہیں اور جس طرح زمین بوقلموں سبزیوں کو اُگلتی ہے، اسی طرح قرآن فیضانِ الٰہی ہے اور اس سے دلوں کے کھیت شگفتہ وشاداب ہو جاتے ہیں اور جس طرح بوقلموں سبزیاں زمین سے پھوٹتی ہیں اور انسان ان سے استفادہ کرتا ہے۔ اسی طرح یہ حق وصداقت کی کونپلیں جن کو قرآن کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ قلبِ پیغمبرؐ سے پھوٹی ہیں۔

حلِ لُغت

مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ۔ صُلب کے معنی پُشت کے ہیں اور ترائب سینے کی ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ سارے بدن سے پانی نچڑ کر نکلتا ہے۔

۱- سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝
۲- الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝
۳- وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝
۴- وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝
۵- فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝
۶- سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝
۷- اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝
۸- وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝
۹- فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝
۱۰- سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝
۱۱- وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝
۱۲- الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝
۱۳- ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝

۱- اپنے رب کے نام کی جو سب سے بلند امرتبہ ہے تسبیح کر ۝
۲- جس نے پیدا کیا۔ پھر درست کیا ۝
۳- اور جس نے اندازہ کیا۔ پھر راہ دکھائی ۝
۴- اور جس نے چارہ نکالا ۝
۵- پھر اُسے کالا کوڑا کر دیا ۝
۶- اے پیغمبرؐ ہم تجھے پڑھائیں گے۔ پھر تو نہ بھولے گا ۝
۷- مگر جو اللہ نے چاہے۔ وہ ظاہر اور چھپے کو جانتا ہے ۝
۸- اور آسانی کی جگہ پہنچنے کو ہم تیرے لئے آسان کرینگے ۝
۹- سو تو نصیحت کر اگر تیری نصیحت سے نفع ہو ۝
۱۰- جو ڈرتا ہے شتاب نصیحت قبول کرے گا ۝
۱۱- اور وہ بڑا بدبخت اس سے یکسو ہو جائے گا ۝
۱۲- جو بڑی آگ میں داخل ہوگا ۝
۱۳- پھر اس میں نہ مرے گا نہ جئے گا ۝

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى

ف سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ پیغمبرؐ کا دماغ خدا کی جانب سے محفوظ ہوتا ہے اور جہاں تک شرعیات کا تعلق ہے، اس پر کبھی سہو و نسیان کی کیفیتیں طاری نہیں ہوتیں۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کا استثنار تاکید کے لئے ہے۔ یعنی خدا کو یہ منظور نہ ہو کہ پیغمبرؐ تعلیمات کو بھول جائے۔ ورنہ دوسری قوت ایسی نہیں جو ذہن پیغمبرؐ پر غالب آسکے۔

حلِّ لُغات

فَسَوّٰى۔ اعضاء میں تسویہ پیدا کرنا۔
فَهَدٰى۔ بدن میں اعضاء و احشاء کو اُن کے وظائف طبعی سے اطلاع بخشی۔

۱۴- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝
۱۵- وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝
۱۶- بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝
۱۷- وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝
۱۸- اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝
۱۹- صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝

۱۴- بے شک جو پاک ہوا اُس نے مراد پائی ۝
۱۵- اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی ۝
۱۶- بلکہ تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو ۝
۱۷- اور حالانکہ آخرت بہتر اور بہت باقی رہنے والی ہے ۝
۱۸- بیشک یہ بیان اگلے صحیفوں (اور قول) میں ہے ۝
۱۹- ابراہیمؑ اور موسٰی کے صحیفوں (اور قول) میں ۝

آیاتها ۲۶	(۸۸) سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۸)	رکوعها ۱

(۸۸) سُورۃ غاشیہ ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
۱- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝
۲- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝
۳- عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝
۴- تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- بھلا تیرے پاس ڈھانپنے والی کا حال پہنچا ہے ۝
۲- اُس دن کتنے مُنہ ذلیل ہوں گے ۝
۳- محنت کر رہے ہوں گے، تھک رہے ہوں گے ۝
۴- جلتی آگ میں داخل ہوں گے ۝

ہمہ گیر صداقت

ف غرض یہ ہے کہ صداقت ہمہ گیر ہے۔ ابراہیم اور موسٰی علیہم السلام نے بیک آواز جو چیز اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کے سامنے پیش کی وہ یہ تھی کہ کامیابی اسی شخص کا مقدر ہے جو پاکباز ہے۔ جو خیال و فکر سے لے کر اعمال و جوارح تک پاکیزگی اور تقوٰی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ جس کا قلب پاک ہے جس کا خیال پاک ہے۔ جس کا استدلال شوائب ضلالت سے پاک ہے اور جس کا عمل خلوص اور پاکیزگی ہے۔ جو ہر آن اللہ کو یاد رکھتا ہے اور اپنی عقیدت و نیازمندی کے جذبات کا اظہار کرتا ہے یعنی وہ جس کو ذوقِ عبادت بے قرار کر دیتا ہے اور مجبور کر کے اس کے حضور میں کھڑا کر دیتا ہے۔ جس کی جبین اس کے آستانۂ جلال پر جھکنے کے لئے ہر وقت بے تاب رہتی ہے اور جس کا دل حمد و ستائش کے ترانوں سے گونجتا رہتا ہے۔ جس کی زبان اس کے ذکر سے تازہ و شگفتہ رہتی ہے اور جس کی پوری زندگی ثبوت ہوتی ہے اس بات کا کہ اس نے اپنی زندگی کے کسی حصہ میں اس کی یاد اور اس کے احکام کو فراموش نہیں کیا۔ جو متاعِ دنیا کو ذلیل اور حقیر سمجھتا ہے اور آخرت کو جو واقعی اور واقعی ہے، بہتر قرار دیتا ہے جس کے نقطۂ نگاہ سے اصل چیز جو حصول اور تگ و دو کے قابل ہے۔ وہ عقبیٰ کی نعمتیں ہیں دنیا کی احقر اور ارزل اشیاء نہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو مختلف انبیاءؑ نے اپنے اپنے وقتوں میں بنی نوعِ انسان تک پہنچایا اور ان کے اخلاقی اور رُوحانی افق کو بلند اور تابناک بنانے کی کوشش کی۔

سُورۃ الغاشیۃ

ف قیامت کے کئی نام قرآن میں آئے ہیں اور سب کو اس کی مختلف خصوصیات پر دلالت کرتے ہیں۔ غاشیہ کے معنی ڈھانپ لینے اور چھا جانے کے ہیں۔ مناسبت یہ ہے کہ قیامت کے احوال اور شدائد کسی شخص کو بھی مستثنٰی نہیں کریں گے اور ہر ایک کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ان سے دوچار ہو۔

(باقی صفحہ ۱۴۲۰ پر)

حلِّ لغات

تُؤْثِرُوْنَ - ترجیح دیتے ہو - زیادہ اہم سمجھتے ہو۔
حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ - قیامت کی خبر۔
عَامِلَةٌ - کام کرنے والی۔ نَاصِبَةٌ - خستہ۔

۵۔ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝
۵۔ کھولتے چشمہ سے اُن کو پانی پلایا جائے گا ○

۶۔ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝
۶۔ اُن کے لئے سوائے کانٹے دار گھاس کے اور کچھ کھانا نہیں ہوگا ○

۷۔ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝
۷۔ جو نہ موٹا کرے اور نہ بھوک دُور کرے ○

۸۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝
۸۔ کتنے چہرے اُس دن تازہ ہوں گے ○

۹۔ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝
۹۔ اپنی کمائی پر راضی ○

۱۰۔ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝
۱۰۔ اُونچے باغ میں ○

۱۱۔ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝
۱۱۔ وہاں بکواس نہیں سنتے ○

۱۲۔ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝
۱۲۔ اس میں ایک چشمہ جاری ہے ○

۱۳۔ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝
۱۳۔ اس میں اُونچے اُونچے تخت ہیں ○

۱۴۔ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝
۱۴۔ اور آبخورے رکھے ہوئے ہیں ○

۱۵۔ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝
۱۵۔ اور تکیے ایک قطار میں رکھے ہوئے ہیں ○

۱۶۔ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝
۱۶۔ اور مسندیں بچھی ہوئیں ○

۱۷۔ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝
۱۷۔ سو کیا وہ اُونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیونکر پیدا کئے گئے ہیں؟ ○

۱۸۔ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝
۱۸۔ اور آسمان کو کہ کیونکر بلند کیا گیا ہے؟ ○

۱۹۔ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝
۱۹۔ اور پہاڑ کو کہ کیونکر کھڑے کئے گئے ہیں؟ ○

۲۰۔ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝
۲۰۔ اور زمین کو کہ کیونکر بچھائی گئی ہے؟ ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱۹) غاشیہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دن فیصلہ اور احتساب کا ہوگا۔ کچھ چہرے ایسے ہوں گے کہ اُن پر ذلّت برس رہی ہوگی اور دنیا میں انہوں نے جتنے کام کئے تھے آج یہ محسوس کریں گے کہ وہ بجز تعب اور بوجھ کے اور کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ غذا ان کی ناقص اور تکلیف دہ ہوگی۔ پانی ملے گا تو وہ کھولتا ہوا۔ اور کھانا پائیں گے تو ایسا جس میں ذرّہ برابر غذائیت نہ ہو۔ نہ بھوک اس سے دُور ہوگی اور نہ قوت و توانائی پیدا ہوگی۔ اور کچھ چہرے شگفتہ اور شاداب ہوں گے اپنے اعمال پر خوش اور نازاں ہوں گے۔ بلند مرتبت جنت میں رہیں گے۔ جہاں لغویات کا کہیں مذکور نہیں۔ جہاں بہتے چشمے ہیں اور بلند تخت ہیں جو قرینے سے بچھے ہیں۔ جہاں آلاتِ عیش و عشرت کا پورا پورا انتظام ہے۔ جہاں عمدہ عمدہ گدّے اور قالین ہیں۔ غرضیکہ ایسی زندگی ہے جس میں رُوح و جسم کی ہر آسودگی مہیا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو یہ قسمت ہائے گوناگوں میسّر ہیں۔ اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ان سے محروم ہیں۔

حلِّ لُغات

ضَرِيْعٌ۔ ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جو نہایت بدمزہ اور زہردار ہونے کے باعث چارپائے اس کو کھا نہیں سکتے۔ مگر یہاں مراد وہ کھانا ہے جس میں غذائیت نہ ہو۔ نَاعِمَةٌ۔ بارونق۔ شگفتہ۔ نَمَارِقُ۔ نُمْرُقَةٌ کی جمع ہے۔ تکیہ۔ گدا۔ زَرَابِيُّ۔ زَرْبِيَّةٌ کی جمع ہے۔ فرش۔ قالین۔ اَلْجِبَال۔ علامہ زمخشری کے نزدیک جبال سے مراد بادل ہیں۔ مگر بطور تشبیہ و مجاز کے۔

۲۱- فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝
۲۲- لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝
۲۳- إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝
۲۴- فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝
۲۵- إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝
۲۶- ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝

۲۱- سو تو نصیحت دے تیرا کام ہی نصیحت دینا ہے ۝
۲۲- تو اُن پر داروغہ نہیں ہے ۝
۲۳- لیکن جس نے مُنہ موڑا اور کافر ہوا ۝
۲۴- سو اللہ اسے بڑا عذاب دے گا ۝
۲۵- بیشک انہیں ہماری طرف پھر آنا ہے ۝
۲۶- پھر بیشک اُن سے حساب لینا ہمارا ذمّہ ہے ۝

آیاتہا ۳۰ (۸۹) سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰) رکوعہا ۱

۸۹ سورۂ فجر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝
۱- وَالْفَجْرِ ۝
۲- وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝
۳- وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- قسم ہے (عید قربان کی) فجر کی ۝
۲- اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں کی ۝
۳- اور جفت (یوم ترویہ اور یوم عرفہ) اور طاق (یوم عید الاضحیٰ) کی ۝

دینِ فطرت اور دینِ کون

ف قرآن صرف مسائل ہی بیان نہیں کرتا۔ بلکہ فطرت کے عجائبات کی طرف بھی انسانی توجہات اور فکر و غور کو مبذول کرتا ہے۔ اس لیے غرائب دنیا اور غرائب دین میں ایک عجیب تناسب ہے۔ بلکہ قرآن تو اس حقیقت کا برملا اظہار کرتا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس میں اور قوانین فطرت و کون میں نہ صرف کوئی تضاد نہیں۔ بلکہ پورا توافق و تطابق ہے۔ قرآن یہ چاہتا ہے کہ انسان اتنا وسیع النظر ہو کہ اسرار و عجائبات کون پر کامل طریق سے نگاہ رکھتا ہو۔ اس لئے کہ حقائق کی راہ میں سب سے بڑی جو رکاوٹ ہوتی ہے، وہ تعصب اور کوتاہ نظری ہوتی ہے اور فطرت کے آزاد مطالعہ سے یہ مرض دُور ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ ان کو اُونٹ کی تخلیق پر غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس درجہ مفید حیوان بنایا ہے اور ریگستانوں میں رہنے والے انسانوں کے لئے اس کا وجود کس درجہ سُود مند ہے۔
پھر آسمان کی بلندیوں کو دیکھنا چاہئے کہ یہ نظام کہ اب کیونکر بغیر ستون کے قائم اور استوار ہے۔ پہاڑوں کی طرف غور و فکر کی نظریں دوڑانا چاہئے کہ کس طرح زمین میں گاڑ دیئے گئے ہیں کہ اب ان کے ثقل اور بوجھ کی وجہ سے زمین میں غیر طبعی حرکت پیدا نہیں ہوتی اور سورج اپنی طرف اس کو جذب نہیں کر لیتا۔ پھر بساط ارضی کو دیکھنا چاہئے کہ کیونکر اس کو پاؤں تلے بچھا دیا ہے کہ ہم اس کو پامال کرتے اور روندتے ہیں۔ مگر یہ احتجاج نہیں کرتی۔ کیا ان غرائب کونیہ میں ان لوگوں کے لئے ذکر و نصیحت کی کوئی بات پنہاں نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ آپ ان تک ان حقائق کو پہنچا دیں۔ اب اگر یہ غور و فکر سے کام نہیں لیتے تو نہ لیں۔ آپ پر اس کا بوجھ نہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳۳۲ پر)

حلِ لغات

بِمُصَيْطِرٍ۔ داروغہ۔ سیطرۃ سے ہے۔ جس کے معنی قبضہ اور اقتدار ہیں۔
اِيَابَهُمْ۔ لوٹنا۔ رجوع کرنا۔

۴- وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝
۵- هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝
۶- اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝
۷- اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝
۸- الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝
۹- وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝
۱۰- وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝
۱۱- الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝
۱۲- فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝
۱۳- فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝
۱۴- اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝
۱۵- فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

۴- اور رات کی جب گذرنے لگے (حاجی میدان مزدلفہ میں) ۝
۵- کیا ان چیزوں میں عقل مندوں کے لئے پوری قسم ہے ۝
۶- کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا ۝
۷- (یعنی) عاد ارم ستونوں والے کے ساتھ ۝
۸- وہ ارم کہ ان کی مانند شہروں میں پیدا نہیں ہوئے ۝
۹- اور ثمود کے ساتھ کیا (کیا کیا) جنھوں نے وادی میں پتھر تراشے ۝
۱۰- اور فرعون میخوں والے کے ساتھ کیا کیا ۝
۱۱- یہ سب وہ تھے جنھوں نے شہروں میں سر اٹھایا ۝
۱۲- پھر اُن میں بہت فساد مچایا ۝
۱۳- پھر تیرے رب نے اُن پر عذاب کا کوڑا چلایا ۝
۱۴- بے شک تیرا رب گھات میں ہے ۝
۱۵- سو جو انسان ہے (اس کا حال یہ ہے کہ) جب اس کو اس کا رب آزماتا اور اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲۱)

سُورۃ الفجر

ف۱ اس سورت میں قسموں کے انداز میں شواہد کو پیش فرمایا ہے اور دلائل کا ذکر کیا ہے۔ اسی واسطے فرمایا ہے۔ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ۔ کہ اس میں عقلمندوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے ایک یقینی دلیل ہے۔ اس لئے مقام اور موقع کے لحاظ سے زیادہ موزوں یہ ہے کہ یہاں الفجر سے مراد فجر قیامت ہو اور دس راتوں سے مراد وہ دس راتیں ہوں جن میں نافرمان قوموں پر عذاب بھیجا گیا اور اَلشَّفْعِ وَالْوَتْرِ سے غالباً ایام عاد کی طرف اشارہ ہو۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا اور الَّيْلِ اِذَا يَسْرِ غرض ہر وہ رات ہے جو معذب قوموں پر آتی ہے۔ اس نہج سے یہ دعویٰ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ بالکل درست اور صحیح ثابت ہوگا۔ یعنی ان معذب قوموں کی تاریخ پڑھو اور ان کے حالات کا مطالعہ کرو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جب بھی انہوں نے اللہ کے احکام کی نافرمانی کی۔ اس کا غضب ان پر نازل ہوا اور ان کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

حَلِّ لُغات قَسَمٌ۔ لوٹنا۔ رجوع کرنا۔ ذَاتِ الْعِمَادِ۔ بالاقد۔ ذِي الْاَوْتَادِ۔ میخوں والا۔ صاحب حشم و جاہ۔

اَكْرَمَنِ ؕ
۱۶- وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ
رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۚ
۱۷- كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ
۱۸- وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ
۱۹- وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ
۲۰- وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ
۲۱- كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ
۲۲- وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ
۲۳- وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ يَوْمَئِذٍ
يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ
۲۴- يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ
۲۵- فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۙ

تو کہتا ہے کہ میرے ربّ نے مجھے بزرگی دی ○
۱۶- اور جو اُسے آزمائے اور اُس کا رزق اُس پر تنگ کرے
تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربّ نے مجھے ذلیل کیا ○
۱۷- ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ○
۱۸- اور ایک دوسرے کو فقیر کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے ○
۱۹- اور تم مُردے کا سامان سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو ○
۲۰- اور مال سے بڑی محبت رکھتے ہو ○
۲۱- ہرگز نہیں جب زمین ریزہ ریزہ توڑی جائے گی ○
۲۲- اور تیرا ربّ آئے گا اور فرشتے قطار قطار آئیں گے ○
۲۳- اور اُس دن دوزخ لائی جائے گی۔ اُس دن آدمی نصیحت
پکڑے گا اور اُسے نصیحت پکڑنا کہاں ملے گا ○
۲۴- کہیگا کاش کہ میں اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا ○
۲۵- پھر اُس دن اللہ کے عذاب کے برابر کوئی عذاب کریگا ○

اِنسانی تنگ ظرفی

ف قرآن حکیم کی خصوصیت ہے کہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں انسانی نفسیات تک پر بحث کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ اس کی لغزش اور گمراہی کے منابع کون کون ہیں۔ فرمایا کہ انسان کا دل اتنا چھوٹا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو مال و دولت سے نوازتے ہیں تو پھر یہ آپے میں نہیں سماتا تجبّر اور غرور میں ڈوب جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ پہ میرے رب کا بڑا فضل ہے اور جب مال و دولت کو چھین لیتا ہے اور تنگی اور عسرت سے بسر ہونے لگتی ہے تو بے قرار ہو کر کہہ اٹھتا ہے کہ خدا نے میری بڑی توہین کی ہے۔ گویا مال و دولت کے وقت اُس نے اس کا صحیح استعمال کیا تھا۔ اور اب چھن جانے پر اس درجہ متاسف ہے۔ حالانکہ جب اس کے پاس سرمایہ تھا۔ اس وقت یہ نفس کی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ گو مسکینوں اور حاجت مندوں کو کھانا کھلانے کی توفیق اسے کبھی میسّر نہیں ہوئی بلکہ اس حرص و آز کی کیفیت یہ تھی کہ جو پاتا اور جہاں پاتا کھا جاتا اور اس میں جائز و ناجائز کی کوئی تمیز روا نہ رکھتا اور دولت کا تو اسے عشق تھا۔ حالانکہ یہ چاہئے تھا کہ دولت کے وقت حد سے زیادہ خوش نہ ہوتا اور اس کو اللہ کی امانت سمجھ کر مستحقین میں صرف کرتا اور جب اللہ تعالیٰ دولت سے محروم کر دیتے۔ اس وقت صبر اور شکر سے کام لیتا اور قناعت اختیار کرتا۔ واضح رہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے مال و دولت کی محبت اگر اندازے کے مطابق ہو تو ممنوع نہیں۔ بلکہ بعض حالات میں ضروری ہے۔ اگر اندازے سے زیادہ ہو اور بے جا غرور اور خواہشاتِ نفس کی تکمیل کے جذبات پیدا کرے تو ناجائز اور ممنوع ہے۔ فی نفسہٖ یہ چیز نہ بُری ہے اور نہ اچھی۔ اس کا اچھا استعمال محمود ہے اور بُرا استعمال مذموم۔ فرمایا کہ منکرین یہاں سیم و زر کے انباروں پر ناز و کبر کا اظہار کر رہے ہیں۔ مگر انہیں معلوم نہیں کہ قیامت کے دن جب فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اس وقت ان کو احساس ہو گا کہ اے کاش دنیا میں ہم نے یہاں کے لئے کچھ بھیجا ہوتا۔

حلِّ لغات

فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ۔ روزی کو اس پر تنگ کر دیتا ہے۔
اَكْلًا لَّمًّا۔ یعنی سارے کا سارا کھا جاتے ہو۔ لمّ کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ شیٔ ملموم اے مجموع۔

۲۶- وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ؕ
۲۷- یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۗ
۲۸- ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ
۲۹- فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ
۳۰- وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۧ

۲۶- اور جیسا وہ زنجیروں میں جکڑے گا ایسا کوئی نہ جکڑے گا ○
۲۷- اے تسلی پانے والی جان! ○
۲۸- اپنے رب کی طرف لوٹ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ○
۲۹- پھر میرے بندوں میں داخل ہو ○
۳۰- اور میرے بہشت میں داخل ہو ○

(۹۰) سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ (۳۵) — آیاتها ۲۰ — رکوعها ۱

(۹۰) سورۂ بلد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
۱- لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ
۲- وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ
۳- وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ
۴- لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ؕ
۵- اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۘ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں ○
۲- اور تو اس شہر میں اترا ہوا ہے ○
۳- اور میں جننے والے کی اور اس کی جسے جنا (یعنی باپ اور بیٹے کی) قسم کھاتا ہوں ○
۴- کہ ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے ○
۵- کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا ○

ف وہاں نصیحت اور عبرت بالکل بے کار اور عبث ہوگی کہ وہ مقام مقام احتساب ہے، مقام تذکیر و عمل نہیں۔ اس کے بعد اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی روح دنیا میں بھی بلند رہتی ہے اور طمع اور آلودگیوں سے ملوث نہیں ہوتی۔ اور باوجود اس کے کہ افلاس اور معصیت کے طوفان اٹھتے ہیں مگر ان کا نفس اطمینان کے جس نشیمن پر متمکن ہوتا ہے، وہاں سے نیچے نہیں اترتا۔ ان مطمئن نفوس کو کہا جائے گا کہ جاؤ تمہارے لئے مقام رضا و خوشنودی ہے۔ تم میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں رہو بسو۔ فادخلی فی عبدی سے غرض یہ ہے کہ انسان بلند ترین مقامات پر پہنچنے کے بعد بھی دائرۂ عبودیت سے نہیں نکلتا اور روحانیت کے انتہائی ارتقاء میں بھی اس کا چاکر اور غلام ہی رہتا ہے۔

حیاتِ انسانی

ف۲ سورۃ البلد میں تین چیزوں کو بطور استشہاد کے پیش فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ انسانی زندگی مسلسل مصائب اور سختیوں کا نام ہے۔ ایک مکہ کی پوری تاریخ کہ کیونکر اللہ کے ایک بندے نے پریشانی اور اضطراب کے عالم میں یہاں اپنی اولاد کو بسایا اور اس غیر آباد زمین میں ایک معبد کی بنیاد رکھی۔ اور پھر وہ جگہ کس درجہ مقبول ہوئی۔ دوسرے آپ کا اس شہر میں فاتحانہ داخلہ اور تیسرے آدم اور بنی آدم کی ساری زندگی، ان واقعات کو دیکھئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حیات انسانی، تعبیر ہے محنت و جانفشانی سے، تگ و دو اور سعی سے، دوڑ دھوپ اور کوشش سے، اور وہی لوگ دنیا میں کامیابی اور کامرانی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں اور جو آسودہ تن ہیں اور آرام طلب ہیں۔ وہ ہمیشہ سیاسیات عالم میں غلام اور نکمے رہتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہاں وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ بطور جملہ معترضہ کے ہے اور یہ پیش گوئی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے معنی مطلق کہ نہیں سکونت پذیر ہونے کے ہوں۔ اس صورت میں آپ کی مکی زندگی کے پر مصائب ہونے کی طرف اشارہ ہوگا۔

حلِّ لُغات

وَثَاقَهٗ ۔ باندھنا۔ قید کرنا۔ جکڑنا۔
كَبَدٍ ۔ مشقت۔ کوفت اور مصیبت۔

۶- يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝
۷- أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُۥٓ أَحَدٌ ۝
۸- أَلَمْ نَجْعَل لَّهُۥ عَيْنَيْنِ ۝
۹- وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝
۱۰- وَهَدَيْنَٰهُ ٱلنَّجْدَيْنِ ۝
۱۱- فَلَا ٱقْتَحَمَ ٱلْعَقَبَةَ ۝
۱۲- وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا ٱلْعَقَبَةُ ۝
۱۳- فَكُّ رَقَبَةٍ ۝
۱۴- أَوْ إِطْعَٰمٌ فِى يَوْمٍ ذِى مَسْغَبَةٍ ۝
۱۵- يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝
۱۶- أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝

۶- کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال خرچ کیا ۝
۷- کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُسے کسی نے نہیں دیکھا؟ ۝
۸- کیا ہم نے اُسے دو آنکھیں نہیں دیں؟ ۝
۹- اور ایک زبان اور دو ہونٹ ۝
۱۰- اور ہم نے اُسے دونوں راہیں دکھلائیں ۝
۱۱- پھر ابھی وہ گھاٹی پر ہو کر نہ گزرا ۝
۱۲- اور تو کیا سمجھا کہ گھاٹی کیا ہے؟ ۝
۱۳- وہ گردن چھڑانا ہے ۝
۱۴- یا بھوک والے دن کھانا کھلانا ۝
۱۵- رشتہ دار یتیم کو ۝
۱۶- یا محتاج کو جو خاک پر پڑا رہتا ہے ۝

ف غرض یہ ہے کہ انسان کو تو اس لئے پیدا کیا گیا تھا کہ یہ حق و صداقت کی راہ میں جس قدر مشکلات پیش آئیں، ان کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرے۔ مگر اس کی سرکشی اور بغاوت کا یہ عالم ہے کہ خدا سے بھی نہیں ڈرتا اور سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چل سکے گا۔ عیش و عشرت میں، شادی غمی کی رسموں میں اور نام و نمود کے موقع پر بے دریغ خرچ کرتا ہے دعوتوں میں اور حکام وقت کی خوشنودی اور ان کی استرضا میں ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیتا ہے اور جب قومی اور ملی کاموں کے لئے خدا کے نام پر اس سے کچھ مانگا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ صاحب! میں نے بڑی دولت لٹائی ہے اور بڑا سرمایہ خرچ کیا ہے۔ اب میں کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ شاید اس کی فضول خرچیوں کو کسی نے نہیں دیکھا اور اس کی ریاکارانہ مساعی کو بنظر احتساب نہیں جانچا۔ اللہ نے اس کو دو آنکھیں بخشی ہیں۔ تاکہ حقائق کا مشاہدہ کرے۔ ایک زبان اور دو ہونٹ عطا کئے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو اور کلمۂ حق کے اظہار سے دریغ نہ کرے۔ اور نیکی و بدی کی دو راہیں اس کو دکھا دی ہیں تاکہ گمراہ نہ ہو۔ مگر یہ ہے کہ ان بیش قیمت نعمتوں کو قدر و تشکر کی نظروں سے نہیں دیکھتا۔ سو یوں ایسا نہیں ہوتا کہ یہ دشوار گزار اخلاق و روح کی گھاٹی کو عبور کرے اور وہ دشوار گزار گھاٹی یہ ہے کہ غلامی کے خلاف جہاد کرے اور اللہ کے غلاموں کو بندوں کی غلامی سے چھڑائے یا قحط اور بھوک کے زمانہ میں اپنے رشتہ دار یتیموں کی مدد کرے۔ یا فقیر خاک نشین کی طرف دستِ شفقت بڑھائے اور ان پاکبازوں میں سے ہو جو مومن ہیں اور صبر و ہمدردی کے جذبات کی تلقین کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اعزاز و تکریم کے مستحق ہیں اور اصحاب یمین ہیں اور وہ منکرین جو خدا کی نعمتوں سے استفادہ نہیں کرتے جن کے دلوں میں خلق اللہ کے لئے کوئی شفقت کا جذبہ موجزن نہیں، وہ بدبختی اور محرومی کے مالک ہیں، جہنم میں جائیں گے۔ اور اس کی آگ ان کو چاروں طرف سے گھیرے گی۔

فَكُّ رَقَبَةٍ سے مصطلح غلامی مراد ہے جس کے صاف اور واضح معنی یہ ہیں کہ قرآن کا مشورہ یہ نہیں ہے کہ وہ بندگی کے نظام کی تقویت کرے۔ بلکہ یہ چاہتا ہے کہ اخلاقاً لوگوں میں یہ روح پیدا کر دی جائے کہ وہ غلامی کو دور کرنا اپنے لئے بڑی سعادت سمجھنے لگے۔

حل لغات

لُبَدًا۔ بہت زیادہ۔ اَلنَّجْدَيْنِ۔ نیکی اور بدی کی دو راہیں۔
اَلْعَقَبَةَ۔ گھاٹی۔ رَقَبَةٍ۔ گردن۔
مَسْغَبَةٍ۔ بھوک۔ فاقہ۔ ذَا مَتْرَبَةٍ۔ خاک نشینی۔

۱۷- ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝

۱۸- اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝

۱۹- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝

۲۰- عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝

۱۷- پھر اُن لوگوں میں داخل ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو سہارنے کی وصیت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو رحم کھانے کی وصیت کرتے ہیں ۝

۱۸- وہی دہنی طرف والے ہیں ۝

۱۹- اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی بائیں طرف والے ہیں ۝

۲۰- ان کے اُوپر منہ بند آگ ہے ۝

ع ۱۵

آیاتہا ۱۵	(۹۱) سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ (۲۶)	رکوعہا ۱	(۹۱) سورۂ شمس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝

۲- وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝

۳- وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝

۴- وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝

۵- وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝

۶- وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- سورج اور اس کی دھوپ کی قسم ۝

۲- اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے ۝

۳- اور دن کی جب اس کو روشن کرے ۝

۴- اور رات کی جب اس کو ڈھانپ لے ۝

۵- اور آسمان کی اور اس کی جس نے اُسے بنایا ۝

۶- اور زمین کی اور اس کی جس نے اُسے پھیلایا ۝

کامیاب کون ہے؟

ف سورہ الشمس میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مظاہر فطرت کو پیش فرمایا ہے کہ تم ان پر غور کرو اور بتاؤ کہ انسان کو منصۂ شہود پر لانے کا مقصود کیا ہے۔ آفتاب کو دیکھو اور دھوپ ملاحظہ کرو چاند کو دیکھو جب کہ وہ غروب آفتاب کے بعد اس کی جگہ بقعۂ ارض کو نور وضیا بخشتا ہے۔ دن کو دیدۂ عمق سے دیکھو جب کہ خدا اس کو لوگوں کے لئے جلوہ گر کرتا ہے۔ رات کو دیکھو جب کہ وہ آفتاب کی روشنی پر چھا جاتی ہے۔ آسمان کی بلندیوں کو دیکھو اور اس ذات کے متعلق سوچو جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔ زمین کو دیکھو اور یہ ملاحظہ کرو کہ اس ذات نے کیونکر اس کو ہمارے پاؤں تلے بچھایا ہے۔ پھر نفس انسانی کی منزلوں کی طرف نظریں دوڑاؤ اور اس خدائے حکیم کی مدح وستائش کرو جس نے اس میں اعتدال اور توازن پیدا کیا ہے اور فجور وتقویٰ کے درمیان اسے تمیز کی استعداد بخشی۔ تم خود بخود غور وفکر کی وجہ سے اس نتیجے پر پہنچو گے کہ اس سارے نظام کو پیدا کرنے کا مقصود یہ ہے کہ حضرت انسان جس کی خاطر شمس وقمر کی ضیاباریاں ہیں، آسمان کی بلندیاں اور زمین کی وسعتیں ہیں۔ انسان تشکر اور پاک بازی کی زندگی بسر کرے اور اس راز کو معلوم کرے کہ جو شخص اپنے نفس کو غور وفکر کی گمراہیوں سے بچاتا ہے اور خواہشات کی آلودگی سے پاک رکھتا ہے۔ وہی کامیاب ہے اور اسی کے لئے کامرانی مقدر ہے۔ اور وہ جو نفس گمراہی اور ضلالت تلے دبا دیتا ہے اور اس کی تقویٰ پرور آواز کو نہیں سنتا۔ وہ خائب وخاسر ہے۔

حل لغات

ضُحٰهَا۔ سورج کی روشنی یعنی دھوپ۔

۷۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝
۸۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝
۹۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝
۱۰۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝
۱۱۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝
۱۲۔ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝
۱۳۔ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝
۱۴۔ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۥ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝
۱۵۔ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

۷۔ اور جان کی اور اس کی جس نے اُسے درست اندام بنایا ۝
۸۔ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری کی اس کو سمجھ دی ۝
۹۔ بیشک جس نے نفس کو پاک کیا مُراد کو پہنچا ۝
۱۰۔ اور جس نے نفس کو گاڑ دیا نامُراد رہا ۝
۱۱۔ اور ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا ۝
۱۲۔ جب اُن میں کا بڑا بدبخت اُٹھ کھڑا ہوا ۝
۱۳۔ تو اللہ کے رسولؑ نے اُن سے کہا کہ محافظت کرو خدا کی اُونٹنی اور اس کے پانی پلانے کو ۝
۱۴۔ سو انہوں نے اُسے جھٹلایا پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے پھر اُن کے گناہوں کے سبب اُن کے ربّ نے اُن پر ہلاکت ڈالی اور انہیں برابر کر دیا ۝
۱۵۔ اور خدا اس سے نہیں ڈرتا کہ وہ اس کا پیچھا کریں گے ۝

(۹۲) سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ (۹)

آیاتہا ۲۱ — رکوعہا ۱

(۹۲) سورۂ لیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
۱۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱۔ رات کی قسم جب چھپالے ۝

ف قوم ثمود کا ذکر ہے کہ جب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کی اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ حالانکہ انہوں نے پہلے سے کہہ رکھا تھا کہ تم اس کو پانی پینے سے نہ روکنا اور اس کا خیال رکھنا۔ تو اللہ کا غضب بھڑکا اور ان کو پیغمبرؑ کی نافرمانی میں ہلاک کر ڈالا اور اللہ اس نوع کے انجام سے قطعاً خائف نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایسی سرکش اور نافرمان قوموں کا مٹ جانا ہی بہتر ہے۔

سورۃ الیل

یعنی جس طرح تاریک رات اور روشن دن میں اختلاف ہے اور خدا کی اس تقسیم میں اختلاف ہے اللہ تعالیٰ نے مرد کو بھی پیدا کیا اور عورت کو بھی۔ نر کو بھی اور مادہ کو بھی۔ اسی طرح کفر و ایمان کی مساعی یکساں نہیں ہیں۔ نہ فطرت اور ساخت کے اعتبار سے اور نہ نتائج و ثمرات کے اعتبار سے۔ کفر ہمہ تاریکی ہے اور ایمان ہمہ روشنی۔ کفر انوثیت اور نامرادی ہے اور ایمان جرأت و جسارت۔

(باقی صفحہ ۱۳۲۸ پر)

حلِّ لُغات

فَاَلْهَمَهَا۔ یہ الہام "الہام فطرت" ہے جس میں ساری نوعِ انسانی مساوی ہے جس کی وجہ سے نیکی اور برائی میں قلب امتیاز کرتا ہے۔
دَسّٰىهَا۔ دبا دیا۔ گاڑ دیا۔
فَدَمْدَمَ۔ مسلسل ہلاکت نازل کی۔

۲- وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝
۲- اور دن کی جب روشن ہو ۝

۳- وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝
۳- اور اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا ۝

۴- إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۝
۴- البتہ تمہاری کوشش مختلف ہے ۝

۵- فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝
۵- سو جس نے دیا اور ڈرا ۝

۶- وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝
۶- اور اچھی بات کو سچ جانا ۝

۷- فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝
۷- ہم آسانی کی جگہ اس کے لئے آسان کرینگے (یعنی بہشت کا رستہ) ۝

۸- وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝
۸- ولیکن وہ جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی ۝

۹- وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝
۹- اور اچھی بات کو جھٹلایا ۝

۱۰- فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝
۱۰- ہم اس کے لئے سختی کی جگہ آسان کریں گے ۝

۱۱- وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ۝
۱۱- اور جب وہ نیچے گرے گا (یعنی دوزخ کے گڑھے میں)، تو
اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا ۝

۱۲- إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۝
۱۲- بیشک ہدایت کرنا ہمارا ذمہ ہے ۝

۱۳- وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۝
۱۳- اور بیشک پہلا اور دوسرا جہان ہمارے ہاتھ میں ہے ۝

۱۴- فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۝
۱۴- سو میں نے تمہیں شعلہ مارنے والی آگ سے ڈرا دیا ۝

۱۵- لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝
۱۵- اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے ۝

۱۶- الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝
۱۶- جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا ۝

۱۷- وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝
۱۷- اور بڑا متقی (ڈر والا) اس سے یکسو کیا جائے گا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲۷)
نتائج و ثمرات کے لحاظ سے بھی دونوں مختلف ہیں۔ وہ شخص جو دولت ایمان سے بہرہ مندی کی وجہ سے اس کی راہ میں اپنا مال صرف کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے اور ہر نیک بات کی عمل سے تصدیق کرتا ہے اس کے لئے تیسیر کی نعمتیں اس کی طرف سے مرحمت ہوتی ہیں اور جو بخل اور بے پروائی کا اظہار کرتا ہے اور اسلام کو جھٹلاتا ہے وہ مشکلات میں گرفتار ہوگا اور اس کو توفیق عسرت عنایت ہوتی ہے۔ ایسا شخص جب قیامت میں ہلاکت اور بربادی محسوس کرے گا۔ اس وقت دیکھے گا کہ وہ مال و دولت جس کی وجہ سے اس نے ایمان کی متاع عزیز کو ٹھکرایا تھا، اس کے بالکل کام نہیں آتا ہے۔

حل لغت

تَلَظّٰى۔ شعلہ زن ہوتی ہے۔

۱۸۔ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰیۚ۝
۱۹۔ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤیۙ۝
۲۰۔ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰیۚ۝
۲۱۔ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی۠۝

۱۸۔ جو اپنا مال دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۝
۱۹۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا وہ بدلہ دے۝
۲۰۔ مگر اپنے بلند مرتبہ رب کے چہرہ کی تلاش میں دیتا ہے۝
۲۱۔ اور ضرور وہ عنقریب راضی ہوگا۝

آیاتہا ۱۱ — (۹۳) سُوْرَةُ الضُّحٰی مَكِّيَّةٌ (۱۱) — رکوعہا ۱

(۹۳) سورۂ ضحےٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝
۱۔ وَالضُّحٰیۙ۝
۲۔ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰیۙ۝
۳۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰیؕ۝
۴۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰیؕ۝
۵۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیؕ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۝
۱۔ دھوپ چڑھتے وقت کی قسم۝
۲۔ اور رات کی جب چھا جائے۝
۳۔ کہ تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا اور نہ بیزار ہوا۝ ؎۱
۴۔ اور البتہ آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے؎۲۝
۵۔ اور البتہ عنقریب تیرا رب تجھے دیگا پھر تو راضی ہو جائے گا۝

وَالضُّحٰی ؎ اس زمانہ میں چند دنوں کے لئے نزول وحی میں توقف ہو گیا تھا تو مخالفین نے یہ شور کرنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاذ اللہ خدا نے اب اپنی توجہ ہٹا لی ہے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا اور بتایا کہ یہ بات غلط ہے۔ جس طرح آفتاب نکلتا ہے اور پھر جب تک اپنا دور ختم نہیں کر لیتا اس وقت تک غروب نہیں ہوتا اور جس طرح رات کی تاریکی چھا جاتی ہے اور صبح تک برابر قائم رہتی ہے۔ درمیان میں پلٹ نہیں جاتی۔ اسی طرح دنیائے روحانیت میں نبوت کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ حق و صداقت کا خاور درخشاں نکلتا ہے۔ تب ناممکن کہ وہ وقت سے پہلے بے توجہی کے اُفق میں غروب ہو جائے اور اگر تم اس کو سورج نہ قرار دے سکو تو پھر بھی یہ اگر رات اور تاریکی ہے۔ جب بھی وقت مقررہ تک اس کا قائم رہنا از بس ضروری ہے۔ بہر آئینہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہر دم اور ہر آن عنایات الٰہیہ کا ہجوم رہتا ہے اور کسی وقت بھی آپ توجہات آسمانی سے محروم نہیں رہتے۔ فرمایا کہ اگر آج کچھ تکلیف اور مصیبت کے دن ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آنے والے دن نہایت مبارک ہیں۔ سعادت اور کامیابی کے دن ہیں۔ مکے والے اگر آپ کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانتے تو ان کی محرومی اور بدبختی ہے۔ مدینے میں آپ کے استقبال اور خیر مقدم کی تیاریاں ہو رہی ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ وہاں قبولیت، فتوحات، غنائم اور مراتب اس قدر دیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے اور موجودہ غم و اندوہ بھول جائیں گے۔

؎ ان آیتوں میں یہ بتایا ہے کہ آپ دیکھ لیجئے۔ ابتدا ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تربیت کا خاص خیال رکھا ہے۔ آپ یتیم پیدا ہوئے تو دادا نے آغوش شفقت میں لے لیا۔ دادا نے آنکھیں بند کیں تو جوانی تک آپ کے چچا ابو طالب ساتھ رہے اور انتہائی محبت کے ساتھ آپ کی مدد کی۔ جب آپ کو ایک عظیم خدمت کے لئے منتخب فرمایا ہے تو کیا آپ سے بے اعتنائی اور بے توجہی کا سلوک کیا جائیگا پھر سب سے بڑی روحانی امانت جو فرمائی، وہ یہ تھی کہ روح کے شوق اور جستجوئے حق کی پیاس کی تسکین کا سامان بہم پہنچایا اور آپ کو ایک مکمل دستور العمل رحمت فرمایا جو سارے عالم انسانی کے لئے باعث صد برکت و سعادت ہے۔ مالی طور پر آپ کو غنی کیا اور قیصر و کسریٰ کے خزانے آپ کے عقیدت مندوں میں بانٹا اور جو بوریا اور چٹائی بھی نہ رکھتے تھے، اُن کو دیبا و قاقم کے فرش عطا کئے کہ ان کو اپنے پاؤں تلے بچھائیں۔ اور جو کھانے پینے سے عاجز تھے، وہ مرغ و ماہی سے کام و دہن کی تواضع کرنے لگے۔

حلِ لُغات

وَالضُّحٰی۔ چاشت کا وقت + سَجٰی۔ ڈھانپ لے۔ چھا جائے۔ قَلٰی۔ ناراض ہوا + وَلَلْاٰخِرَةُ۔ عاقبت یا ہجرت کے بعد کی زندگی۔

۶- اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝
۷- وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝
۸- وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝
۹- فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝
۱۰- وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝
۱۱- وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

۶- کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا، پھر جگہ دی ۝
۷- اور تجھے رستہ نہ جانتا پایا سو (تجھے) رستہ دکھایا ۝
۸- اور تجھے محتاج پایا، سو تونگر کر دیا ۝
۹- اور جو یتیم ہو، اس کو نہ دبا ۝ ف۱
۱۰- اور جو سائل ہو، اس کو نہ جھڑک ۝
۱۱- اور جو تیرے رب کا احسان ہے اُس کو بیان کر ۝

آیاتہا ۸ — (۹۴) سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ (۱۲) — رکوعہا ۱

(۹۴) سورۂ الم نشرح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
۱- اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝
۲- وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝
۳- الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝
۴- وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝
۵- فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا ۝
۲- اور ہم نے تجھ پر سے تیرا بوجھ اُتار دیا ۝
۳- جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی ۝
۴- اور تیرے ذکر کا آوازہ بلند کیا ۝
۵- سو بے شک سختی کے ساتھ آسانی ہے ف۲ ۝

ف۱ فرمایا۔ ان انعامات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اظہارِ تشکر کے طور پر یتیموں کے حق میں بدرجۂ غایت شفیق ہو جائیں۔ ان پر سختی نہ کریں اور سائل کو نہ جھڑکیں اور اپنے قول و فعل سے اپنے رب کی نعمتوں کا اظہار کرتے رہیں۔

ف۲ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے کفارِ مکہ جب یہ کہتے کہ اگر آپ اسلام کی منادی کو چھوڑ دیں تو ہم آپ کو افلاس و فقر سے نکال کر مال و دولت کی وادی میں لا متمکن کریں۔ تو آپ ایک قلبی کوفت محسوس کرتے۔ آپ کو یوں معلوم ہوتا کہ میرا افلاس گویا حق و صداقت کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے۔ اس پر بطور تسلی و تسکین وحی کے فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ دنیا کی مشکلات کے ساتھ اللہ نے آپ کے لئے دنیا و عقبیٰ کی سہولتیں مقدر کر رکھی ہیں۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ مال و زر پر ناز کرنے والے آپ کی اور مسلمانوں کی فارغ البالی کو دیکھ کر جلیں گے اور اس وقت یہ جانیں گے کہ اسلام فقر و افلاس کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فضل و دولت اور یسر و آسانی کا نام ہے۔

حل لغات

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا۔ قطبی نے تو ضلالت کے معنی ضلالت و کفر کے ہی لئے ہیں اور یہ وہ جسارت ہے جس کو نقل کرتے ہیں قلم کا جگر شق ہو جاتا ہے۔ مگر امام رازی نے کوئی بیس وجوہ تاویل کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ایک وجہ جو پسندیدہ ہے۔ یہ ہے کہ ضلالت کے معنی محبت اور شوق کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وارفتگی و محبت کے متعلق ان کے لڑکوں نے کہا تھا۔ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے آپ کو بدرجۂ غایت حق و صداقت کا عاشق و متجسس پایا۔ اور پھر اس جاں نثارِ محبت کی تسکین یوں کی کہ آپ کو پورا انکشافِ معرفت عطا کیا۔ فانعم فہم ما قیل۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ معنی یہ ہیں کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سینہ مبارک کو وساوس اور ہموم سے پاک کیا۔ اور علم سے بھرا اور اس میں کونین کی وسعت پیدا کی۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ سنت کے تحفظ کی طرف اشارہ ہے یعنی جس طرح متن قرآن سینوں میں محفوظ ہے اسی طرح آپ کی سیرت سہو و نسیان سے بلند و بالا رکھی جائے گی۔ جو اس متن کی عملی شرح ہے۔

۶- اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝
۶- اور آسانی کے ساتھ سختی ہے ۝

۷- فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝
۷- سو جب تو فارغ ہو تو محنت (ریاضت) کر ۝

۸- وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝
۸- اور اپنے رب کی طرف دل لگا ۝

ع ۱۹

آیاتها ۸	(۹۵) سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ (۲۸)	رکوعها ۱

(۹۵) سورۂ تین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝
۱- انجیر اور زیتون (یعنی مولد و مبعث مسیح) کی قسم ۝

۲- وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝
۲- اور طور سینین پہاڑ (یعنی مبعث موسیٰ) کی بھی ۝

۳- وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝
۳- اور اس امن والے شہر (مکہ یعنی مولد و مبعث محمد) کی بھی ۝

۴- لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝
۴- کہ ہم نے آدمی کو خوب سے خوب انداز (یعنی خوبصورت) پیدا کیا ۝

۵- ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝
۵- پھر ہم نے اُسے سب نیچوں سے نیچے پھینک دیا ۝

سُورۃ التین

ف اس وقت جبکہ دنیا میں انسانیت کی توہین ہو رہی تھی اور انسانیت کے لئے خود انسانوں کے دلوں میں کوئی جذبۂ عزت و احترام نہ تھا اُس وقت جب پتھر پوجتے تھے۔ درخت محترم تھے۔ دریا مقدس تھے۔ قبریں اور مزار قابلِ عزت و شرف تھے۔ انسان کی حیثیت محض حقیر و بیچارے کی تھی۔ اس وقت جبکہ کلیسا سے اس کو ابدی و ازلی گنہگار کا سرٹیفیکیٹ مل چکا تھا اور ہندو نقطۂ نگاہ سے اس کی تناسخ کے آہنی چکر سے رہائی ناممکن تھی اور یہ موجودہ زندگی تعبیر قرار دی جا رہی تھی سابقہ کئی ہزار گناہوں کا۔ اسلام اٹھا اور ان سے انسانی شرف و فضیلت کے عالم بوسیدہ کو پھر سے جلا دی اور علیٰ الاعلان کہا کہ انسان کو بہترین انداز میں پیدا کیا گیا ہے۔ یہ اس لئے نہیں منصۂ شہود پہ آیا ہے کہ شجر و حجر کے سامنے سر جھکائے بلکہ اس لئے آیا ہے کہ ساری کائنات اس کے سامنے جھکے اور اس کی بزرگی اور برتری کا اقرار کرے۔ یہ فطرت کے اعتبار سے گنہگار نہیں ہے۔ اور اپنی ساخت کے اعتبار سے اشرف المخلوقات ہے۔ پہلی دفعہ دنیا میں آیا ہے کہ بہ و بحر میں اپنی زندگی کا علم گاڑے۔ ثبوت یہ ہے کہ انسانی عظمت و بزرگی کی تاریخ پر غور کرو۔ ارض کو دیکھو جس میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنی رفعت کا اعلان کیا۔

ارض زیتون یعنی ملک شام کو ملاحظہ کرو کہ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء کا مہبط و مسقط ہے۔ طور پر جلوہ فرمائی کے واقعات پر غور کرو کہ موسیٰ علیہ السلام کی جلالت و بزرگی پر شاہد ہے اور پھر فخر موجودات سید کون و مکان اور صاحب بلد امین کی شان دیکھو، تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ انسانیت کا رتبہ کتنا بلند اور ارفع ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو انسانیت کے افق کو تابناک اور روشن بنا دیتی ہے اور جس کی وجہ سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس دُنیا کی تگ و دو میں حوصلہ مندانہ حصہ لے۔

حلِ لغات

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ یعنی جب عبادات سے فارغ ہو جائے تو کھڑا ہو جا۔ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ اور جو کچھ مانگنا ہے اللہ سے مانگ۔ وَالتِّيْنِ۔ ناصرہ سے تعبیر ہے۔ وَالزَّيْتُوْنِ ارض شام سے مراد ہے۔ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ۔ وہ پہاڑ مقصود ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرفِ ہم کلامی حاصل کیا۔ تَقْوِيْمٍ۔ ترکیب۔ ساخت۔ انداز۔ صورت۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ۔ یعنی اصل اور فطرت کے اعتبار سے تو انسان نیک اور صالح ہے۔ مگر کبھی کبھی خواہشات کی پیروی میں اس مقام فضیلت سے نیچے اتر آتا ہے۔

٦- اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

٦- مگر جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے، اُن کے لئے بے انتہا اجر ہے ○

٧- فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ۝

٧- پھر اس کے بعد ایسی کیا چیز ہے جو جزا و سزا کے دن، کی تکذیب کرتی ہے ○

٨- اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۝ ع

٨- کیا اللہ سب حاکموں سے بہتر حاکم نہیں ہے ○

آیاتها ١٩	(٩٦) سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ (١)	رکوعها ١	(٩٦) سُورۂ علق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١- اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝

١- اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا ○

٢- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

٢- انسان کو پھٹکی سے بنایا ○

٣- اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝

٣- پڑھ اور تیرا رب بہت کرم کرنے والا ہے ○

٤- الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

٤- جس نے قلم سے علم سکھایا ○

٥- عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

٥- آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا ○

٦- كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۝

٦- ہرگز نہیں، آدمی البتہ سرکشی کرتا ہے ○

٧- اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝

٧- جب اپنے آپ کو بے پرواہ دیکھتا ہے ○

٨- اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝

٨- بے شک تیرے رب کی طرف لوٹ جانا ہے ○

٩- اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۝

٩- بھلا تُو نے اس (ابُو جہل) کو دیکھا جو منع کرتا ہے ○

سُورۃ العَلق

ان پانچ آیتوں میں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ علم کا حصول ایک مذہبی اور دینی فریضہ ہے اور پیغمبر کو جس بات کی اوّلاً تلقین کی جاتی ہے، وہ یہی ہے کہ اِقْرَأْ۔ ہاں یہ علم اس نہج سے ہو کہ خالق کی طرف راہ نمائی کرے۔ گمراہی اور ضلالت کو نہ پھیلائے۔

ابُو جہل کی گستاخی ٹ ان آیتوں میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب عبدِ کامل اظہارِ عبودیت و نیاز مندی کے لئے اللہ کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں تو ایک بدبخت ازلی مضحکہ اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان کو ان کے سامنے جھکنے نہیں دوں گا اور اگر آپ کی جھکیں گے

تو ان کی گردن ناپوں گا۔ گویا نماز سے روکتا ہے۔ عبادت سے منع کرتا ہے۔ محض اس جرم میں کہ وہ راہِ راست پر گامزن کیوں ہیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کی کیوں تلقین کرتے ہیں۔ یہ محروم و بدنصیب دلائلِ نبوت کو دیکھتا ہے اور تکذیب و رُوگردانی کرتا ہے۔ کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کی ان حرکات کو جانتا ہے۔ یہ عبدِ کامل حضورؐ ہیں، علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور یہ بدبخت ازلی ابوجہل ہے۔

حلِ لغات

عَلَقٍ۔ جرثومۂ حیات، جو قعرِ رحم سے چپک جاتا ہے۔

۱۰- عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۙ	۱۰- ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے ○
۱۱- اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ	۱۱- بھلا دیکھ تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا ○
۱۲- اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۭ	۱۲- یا پرہیزگاری کا حکم دیتا ○
۱۳- اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۭ	۱۳- بھلا دیکھ تو اگر اُس نے (قرآن کو) جھٹلایا اور مُنہ موڑا ○
۱۴- اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۭ	۱۴- کیا اُس نے یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے ○
۱۵- كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ ڏ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ	۱۵- ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے ○
۱۶- نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ	۱۶- وہ پیشانی جو جھوٹی گنہگار ہے ○
۱۷- فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ	۱۷- پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس کو بلائے ○
۱۸- سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ	۱۸- ہم بھی (سیاست کرنے کو) دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے ○
۱۹- كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ○ (السجدۃ) ع	۱۹- ہرگز نہیں تو اس کی نہ مان اور سجدہ کر اور قریب ہو ○

آیاتها ۵	(۹۷) سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ (۲۵)	رکوعها ۱	(۹۷) سورہ قدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○)
۱- اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ښ	۱- بیشک ہم نے یہ (قرآن) شب قدر میں اُتارا ہے ○
۲- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۭ	۲- اور تو کیا سمجھا شب قدر کیا ہے؟ ○

ف فرمایا کہ اس معاند کو بغض و عداوت کے جذبات سے باز آ جانا چاہئے۔ مال و جاہ کے غرور میں شان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس درجہ گستاخانہ کلمات کا اظہار نہ کرنا چاہئے کہ اس کو اس کی پُر نخوار پیشانی سے جو کذب و خطاء سے آلودہ ہے پکڑ کر گھسیٹا جائیگا اور ذلیل کیا جائے گا۔ یہ اللہ کی اٹل وعید ہے۔ جس کے واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ یہ جائے اور ہم نشینوں کو حمایت کے لئے بُلائے۔ ہم بھی اپنے فرشتوں کو بلا رہے ہیں۔ ہم کہے دیتے ہیں کہ یہ اپنی تمام مساعی تحقیر میں ناکام رہے گا اور آپ بدستور اطاعت و سجدہ میں قرب خداوندی کے حصول میں کوشاں رہیں گے۔

چنانچہ بالکل یہی ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشن کامیاب ہوا۔ سینکڑوں جبینیں اطاعت و سجدہ میں خدا کے سامنے جھک گئیں۔ اور غزوۂ بدر میں اس کی لاش کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا اور بتایا گیا کہ حق کی کامیابی یقینی اور ناگزیر ہے اور اس کے سامنے جھکنے والے بندوں کے قدموں میں خدائی کو جھکایا جاتا ہے۔

حل لغات

عَبْدًا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی عبودیت و بندگی کا کامل نمونہ۔

نَسْفَعًا۔ نسفع کے معنی جھلس دینے اور آلودہ کر دینے کے ہیں۔

اَلزَّبَانِيَةَ۔ عذاب کے فرشتے۔

۳۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

۳۔ شبِ قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے ۝

۴۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝

۴۔ اس میں فرشتے اور رُوح اپنے رب کے حکم سے اُترتے ہیں ۝

۵۔ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

۵۔ ہر کام کے لئے وہ صبح کے نکلنے تک سلامتی ہے ۝

آیاتہا ۸ (۹۸) سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۰) رکوعہا ۱

(۹۸) سُورۂ بیّنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

۱۔ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ منکر ہیں وہ بغیر اس کے باز آنے والے نہ تھے کہ ان کے پاس کھلی دلیل آئے ۝

۲۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝

۲۔ (یعنی) خدا کی طرف کا ایک پیغمبر جو پاک ورق پڑھ کر سنائے ۝

سُورۃ القدر

جس طرح اماکن اور مقامات میں کچھ جگہیں زیادہ شرف اور فضیلت کی حامل ہوتی ہیں اور جس طرح اشخاص و افراد میں کچھ لوگ زیادہ مرتبہ اور درجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ دن اور کچھ راتیں اپنے اندر نسبتاً برکات کا زیادہ سرمایہ رکھتی ہیں۔ ایامِ رمضان سال بھر کے دنوں میں پُرسعادت اور ثوابِ اُخروی کے اعتبار سے افضل ہیں اور اس کی راتیں تمام راتوں سے زیادہ پُرنور اور بابرکت ہیں۔ اور پھر جب کسی رمضان کی رات کو یہ شرف بھی حاصل ہو جائے کہ اس میں قرآن کا نزول ہوا ہے تو اس کی بزرگی اور عظمت کتنی بڑھ جائے گی۔ اس کا اندازہ کچھ اربابِ بصیرت و معرفت ہی کر سکتے ہیں۔

ف فرمایا۔ لیلۃ القدر، یہ فضیلت و بزرگی کی رات جس میں حق و صداقت اور نور و معرفت کا یہ پیغام نازل ہوا ہے۔ عبادت و زہد اور تقویٰ و بزرگی اور قبول و قرب کے لحاظ سے ایک ہزار مہینے کی راتوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور بالخصوص حضرت جبریل علیہ السلام ہر امرِ خیر کو لے کر زمین کی طرف اُترتے ہیں۔ یہ رات سراپا سلامتی کی رات ہے۔ یہ اپنی انہیں برکتوں کے ساتھ فجر تک رہتی ہے۔

واضح رہے کہ جمہور مفسرین کی رائے میں یہ رمضان کے عشرۂ آخر میں ایک رات ہے۔

نفسِ بیّنہ

ف اہلِ کتاب اور مشرکین مکہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم اس وقت تک اپنے عقائدِ موروثہ کو نہیں چھوڑ سکتے جب تک کہ وہ شخصیت موعودہ نہ آ جائے جس کا ذکر کتبِ مقدسہ میں ہے۔ وہ ہمارے لئے زبردست دلیل اور برہان ہے۔ وہ آئے اور پاک اوراق اس پیغام کے ہم کو سنائے جن میں تمام کتابوں کا نچوڑ اور عطر ہے۔ ہم اس کو تسلیم کریں گے اور اس کے کہنے سے تمام خرافات کو ترک کر دیں گے۔ مگر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ یہی اہلِ کتاب صاف مکر گئے جبکہ ان کے پاس حجتِ حق آ گئی اور دلائل و براہین سے اس نے ثابت کر دیا کہ میں وہی ہوں جس کا ذکر پہلی کتابوں میں ہے اور جس کے انتظار میں تم نے اب تک عقائدِ کفریہ کو نہیں چھوڑا ہے اور اس طرح وہ اُن کے لئے بجائے اجتماع اور نکتۂ مرکزی ہی تھا۔ افتراق اور اختلاف کا موجب بن گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ خواہش جس کا اظہار وہ بار بار کرتے تھے۔ خلوص اور دیانت داری پر مبنی نہیں تھی اور یہ آواز اُن کے دل سے نہیں نکلی تھی۔ یا کم از کم یہ لوگ اس وقت اس آواز کی اہمیت کو نہیں سمجھتے تھے۔

حلِّ لُغات

مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ ہزار مہینوں سے۔ عمر بھر سے۔

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً۔ پاک صحیفے۔

۳- فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝

۳- جن میں مضبوط کتابیں (یعنی مضامین) مندرج ہوں اور جن لوگوں کو کتاب ملی ہے ۝

۴- وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

۴- انہوں نے تب ہی تفرقہ ڈالا۔ جب کہ اُن کے پاس کھلی دلیل [ف۱] آچکی ۝

۵- وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۥ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝

۵- اور حالانکہ اُن کو اس کے سوا کچھ حکم نہیں ملا تھا کہ ابراہیم کے طریقے کے مطابق اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ خالص اللہ کی عبادت ہو اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مضبوط (لوگوں کا) دین [ف۲] ہے

۶- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا أُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝

۶- بیشک جو لوگ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے وہ جہنم میں جائیں گے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہی ساری خلقت میں بدترین [ف۳] ہیں ۝

ف۱ ان آیتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لفظ بیّنہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اہلِ بصیرت کے لئے خود آپ کا وجود، آپ کی اخلاقی رفعت اور آپ کی شخصیت ایک دلیل ہے سچائی کی اور صداقت کی۔ آپ کو نفسِ دعویٰ کے اثبات کے لئے کسی خارجی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا وجودِ مبارک بجائے خود ایک علم ہے، ایک ثبوت ہے اور ایک آئینہ ہے۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے نقطۂ نگاہ میں یہ جامعیت موجود ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جس قدر صحائف کا نزول ہو چکا ہے ان سب کی تعلیمات بطور اصول و اساس کے اس میں موجود ہیں۔ اس میں تورات بھی ہے اور انجیل بھی۔ زبور بھی ہے اور صحفِ ابراہیم بھی اس لئے اگر مسلمان کے پاس قرآن موجود ہے تو وہ ان سب کتابوں کے لئے بطور معیار کے ہے۔ جتنی الہامی کتابیں اس وقت انسانی ہاتھوں میں موجود ہیں ان کی ایک ہی پرکھ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ان کی تعلیمات اس کے مطابق ہیں تو درست ہیں اور اگر اس کے مطابق نہیں ہیں تو غلط ہیں۔

ف۲ یعنی اللہ کے پیغمبر بلا تخصیص مکان اور زمان کے جہاں کہیں اور جب کبھی تشریف لائے۔ انہوں نے ایک ہی پیغام کی تلقین کی ہے اور ایک ہی نصب العین کی طرف بلایا ہے اور وہ پیغام اور نصب العین یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ ایک خدا سے محبت ہو۔ ایک خدا کا خوف دلوں میں جاگزین ہو اور ایک خدا ہو، جس کے لئے عقیدت اور نیاز کے جذبات مختص ہوں۔ پھر یہ کہ اس کی عبادت میں سرگرمی کا اظہار کیا جائے اور ان شرائط و آداب کو ملحوظ رکھا جائے جو اقامتِ صلوٰۃ کے لئے ضروری ہیں اور اللہ کی راہ میں باقاعدہ زکوٰۃ ادا کی جائے اور قوم و ملت کی جملہ ضروریاتِ اقتصادی کو اپنے سامنے رکھا جائے۔

ف۳ اہلِ کتاب اور مشرکین مکہ سے جن لوگوں نے ان اصولوں کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ کائنات میں بدترین لوگ ہیں کہ ہدایت و سعادت کے ہمیشہ طالب رہے اور جب وہ ہدایت اور سعادت متشکل ہو کر ان کے سامنے آ موجود ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اور بہترین خلائق وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے دولتِ ایمان سے اپنے دامنِ عقیدت کو بھر لیا اور اعمالِ صالحہ سے اپنی عاقبت سنوار لی۔ ان کا مقام جنت ہے۔ خدا اُن سے خوش ہوگا اور یہ خدا سے خوش ہوں گے۔

حلِ لغات

اَلْبَيِّنَةُ - یعنی وہی ساطع شخصیت۔
حُنَفَاءَ - اخلاص کے ساتھ۔ ریاکاری اور خود غرضی سے الگ ہو کر۔
دِينُ الْقَيِّمَةِ - ایسا دین جس پر عمل کرنے سے قوموں میں قوت اور توانائی پیدا ہوتی ہو اور جس کی تعلیمات سے اُن کی دینی اور دنیوی تمام ضروریات پوری ہوتی ہوں۔

اردو ترجمہ	عربی متن
۷۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیئے۔ وہی ساری خلقت میں بہتر ہیں ○	۷۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ هُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ○
۸۔ اُن کا بدلہ اُن کے رب کے پاس رہنے کے باغ ہیں۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرا ○	۸۔ جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّهٗ ○ ع

۹۹ سُورۂ زِلزال	رکوعها ۱ — (۹۹) سُوۡرَۃُ الزِّلۡزَالِ مَدَنِیَّۃٌ (۹۳) — اٰیاتها ۸
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
۱۔ جب زمین اپنے بھونچال ف سے ہلائی جائے گی ○	۱۔ اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۙ○
۲۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال ڈالے گی ○	۲۔ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ○
۳۔ اور انسان کہے اسے کیا ہوگیا ○	۳۔ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۚ○
۴۔ اُس دن زمین اپنی خبریں بتائے گی ○	۴۔ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ۙ○
۵۔ اس لئے کہ تیرا رب اُسے حکم دے گا ○	۵۔ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَهَا ؕ○
۶۔ اُس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں ○	۶۔ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ؕ○

سُورۂ زلزال

ف سابقہ سورۃ کا اختتام ان آیتوں پر ہوا تھا کہ منکرین بدترین خلائق ہیں اور ان کو جو سزا ملے گی۔ وہ بھی بدترین مقام پر فائز ہوں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ یہ وقت مکافات اور جزا کا کب آئے گا۔ جب نفخ ثانیہ کے وقت زمین میں ایک شدید حرکت اور جنبش ہوگی۔ اور زمین اپنے تمام ذخائر و خزائن اُگل دے گی۔ اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اس وقت یہ بے زبان زمین بتائے گی کہ اس کے سینے پر انسانوں نے کیسی معصیت کوشی کی زندگی بسر کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس نوع کی تلقین کر رکھی ہوگی۔ یہ وہ دن ہوگا جب لوگ گروہ در گروہ موقف حساب سے واپس ہوں گے۔ وہ لوگ دیکھیں گے کہ ذرہ برابر نیکی جو ہے، وہ بھی درج فہرست ہے اور ذرہ برابر برائی جو ہے، وہ بھی رقم ہے اور پورے پورے انصاف و عدل سے کام لیا گیا ہے۔

حل لغات

اَثۡقَالَهَا ۔ بوجھ یعنی خزائن جو زمین میں نہاں ہیں۔

مِثۡقَالَ ۔ ایک وزن ہے جو تقیل کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

۷- فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ﴿۷﴾
۸- وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ٪﴿۸﴾

۷- سو جس نے ذرّہ بھر نیکی کی ہے وہ اُسے دیکھ لے گا ○
۸- اور جس نے ذرّہ بھر بدی کی ہے وہ (بھی) اُسے دیکھ لے گا ○

(۱۰۰) سُوۡرَۃُ الۡعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ (۱۴) — آیاتها ۱۱ — رکوعها ۱

۱۰۰ سورۂ عادیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
۱- وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾
۲- فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ﴿۲﴾
۳- فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ﴿۳﴾
۴- فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾
۵- فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾
۶- اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾
۷- وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ﴿۷﴾
۸- وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ؕ﴿۸﴾

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- قسم ہے ہانپ کر دوڑنے والوں (گھوڑوں) کی ○
۲- پھر پتھر جھاڑ کر آگ نکالنے والوں کی ○
۳- پھر صبح ہوتے چھاپہ مارنے والوں کی ○
۴- پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں ○
۵- پھر اس وقت فوج میں گھس جاتے ہیں ○
۶- بے شک انسان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے ○
۷- وہ اس چیز سے پورا خبردار ہے ○
۸- اور وہ مال کی محبت میں سخت ہے ○

سُورۃ العٰدیٰت

ف ان آیتوں میں نہایت ہی لطیف پیرایہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان اپنے رب کی رحمتوں اور بخششوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ اسے تو چاہئے تھا کہ جس طرح اس نے اس کو عدم سے وجود بخشاہے۔ گویائی کی قوت عطا فرمائی ہے۔ سمجھ دی ہے اور سارے عالم کائنات کو اس کے لئے مسخر کردیا ہے ہر آن اس کے سامنے جھکا رہتا ہے اور کبھی اس کے حکموں کی تعمیل سے انحراف نہیں کرتا۔ اللہ کی نعمتیں اور انعامات اس درجہ زیادہ ہیں کہ ان کا احصار ہی ناممکن ہے اور اگر انسان چاہے بھی کہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرے جو اس پر واجب ہے تو کبھی اس فرض کو ادا نہ کرسکے۔ اگرچہ ہر بُنِ مُو زبان سپاس بن جائے اور ہر زبان وقف حمد و ستائش ہو جائے۔ اللہ کے بے شمار فضل و بخشش کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت انسان بکمال وفاداری اپنی جان تک اس کی محبت میں نثار دیتا اور دریغ نہ کرتا۔ مگر اس میں تو اتنی وفاداری بھی نہیں ہے جتنی ایک جانور میں ہوتی ہے۔ گھوڑوں کو دیکھئے کہ مالک کے ساتھ ایک ادنیٰ سا تعلق ہے۔ مگر اس کے اشارے پر کس طرح اپنی جان تک خطروں میں ڈال دیتے ہیں۔ میدان جہاد میں تلواروں اور نیزوں کی چھاؤں میں دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ نتھنوں سے آگ برستی ہے۔ ٹاپ پتھروں سے متصادم ہوتے ہیں اور شعلے نکلتے ہیں دشمنوں کی صفوں میں صبح تک جا پہنچتے ہیں اور حملہ کر دیتے ہیں۔ غبار اڑاتے ہوئے نرغوں میں اور سپاہیوں کی صفوں میں بلا خوف گھس جاتے ہیں اور داد شجاعت و فرمانبرداری دیتے ہیں۔ کیا یہ جگر داری، یہ محبت، یہ وفا اور یہ جذبۂ ایثار انسانوں میں بھی ہے۔ کیا یہ لوگ بھی اللہ کے لئے اتنی شدید محنت اور قربانی کو برداشت کر سکتے ہیں؟ فرمایا۔ انسان ناشکری کے ساتھ مال و منال کی محبت میں گرفتار ہے اور اس مُبالغے کے ساتھ گرفتار ہے کہ ایک لمحہ اس سے علیحدگی گوارا نہیں کرتا۔ کیا اس کو معلوم نہیں ہے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ جبکہ تمام لوگ قبروں سے اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے اور اُن کے سینے کے تمام بھید ظاہر ہوں گے۔ اُس وقت علیم و خبیر خدا اُن کو اُن کے کئے دھرے کی سزا دے گا اور ان کو بتلائے گا کہ ان ارذل ترین خواہشات کا یہ احترام کس درجہ سزا کا موجب ہے۔

حلِّ لغات

ضَبۡحًا۔ ہانپنا۔ نَقۡعًا۔ غبار۔
لَکَنُوۡدٌ۔ ناشکر۔

۹۔ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۙ
۹۔ کیا وہ نہیں جانتا جبکہ جو کچھ قبروں میں ہے اُٹھایا جائے گا

۱۰۔ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ ۙ
۱۰۔ اور جو دلوں میں ہے ظاہر کیا جائے گا

۱۱۔ اِنَّ رَبَّہُمۡ بِہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ٪
۱۱۔ بیشک اُس دن اُن کے رب کو ان کی سب خبر ہے

(آیاتہا ۱۱) (۱۰۱) سُوۡرَۃُ الۡقَارِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۳۰) (رکوعہا ۱)

(۱۰۱) سورۂ قارعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ اَلۡقَارِعَۃُ ۙ
۱۔ کھڑکھڑانے والی

۲۔ مَا الۡقَارِعَۃُ ۚ
۲۔ کیا ہے کھڑکھڑانے والی

۳۔ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَۃُ ؕ
۳۔ اور تو کیا سمجھا ہے کیا ہے کھڑکھڑانے والی؟

۴۔ یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ
۴۔ جس دن آدمی بکھرے ہوئے پتنگوں کی مانند ہونگے

۵۔ وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ
۵۔ اور پہاڑ دھنی ہوئی رُوئی کی مانند ہوں گے

۶۔ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ
۶۔ سو جس کی تولیں بھاری ہوں گی

۷۔ فَہُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ؕ
۷۔ وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا

۸۔ وَ اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ
۸۔ اور جس کی تولیں ہلکی ہوں گی

سورۃ القارعۃ

ف اس سورت میں قرآن حکیم نے جو نظریہ نجات کے متعلق پیش کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہی قرین عقل و ثواب ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ فطرت کا مطالبہ تم سے یہ نہیں ہے کہ تم زندگی کے تمام شعبوں میں سو فی صدی نیک اور اطاعت شعار رہو اور تم سے کوئی فکر و خیال کی لغزش اور عمل کی کوتاہی سرزد ہی نہ ہو۔ بلکہ مطالبہ یہ ہے کہ حتی الامکان نیک اور صلح بننے کی کوشش کرو اور اس طرح ایمان واراتہ اور محتاط زندگی بسر کرو۔ اور یہ کہ بحیثیت مجموعی تمہارے اعمال میں نیکی اور صبر و تقویٰ اور پاکیزگی کے عناصر زیادہ ہوں۔ یہ معیار کم نہ ہونے پائے۔ کیونکہ اگر دفتر اعمال میں بُرائیاں زیادہ ہیں اور نیکیاں کم تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تم نے دنیا میں حق و صداقت پر عمل پیرا ہونے کی کوئی مخلصانہ جدوجہد نہیں کی۔ اس لئے سزا ملے گی اور جہنم میں جاؤ گے۔ قرآن حکیم چونکہ خدائے علیم و خبیر کی کتاب ہے اس لئے اس میں انسانی فطرت کی بُری کمزوریوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ خدا کو معلوم ہے کہ یہ تقاضائے بشری کے خلاف ہے کہ اس سے کلیۃً نیکی اور تقویٰ کا مطالبہ کیا جائے اور اس کو ایسی مشکل میں ڈال دیا جائے جس سے یہ کبھی عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اس پر لایطاق بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ یہی وہ بات تھی جس کو عیسائیت نے نہیں سمجھا اور یہ قاعدہ وضع کیا کہ چونکہ انسان کا بالکل گناہ سے پاک ہونا محال ہے۔ اس لئے کفارہ کی ضرورت ہے۔ حالانکہ کلیۃً پاکیزگی کا فطرت مطالبہ ہی نہیں کرتی۔ تا بہ کفارہ چہ رسد
واضح رہے کہ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ نیکیوں کی تعداد زیادہ ہو اور بُرائیوں کی تعداد کم ہو۔ بلکہ جو شے یہاں ملے گی وہ ثمنیت یا قیمت ہوگی جس کو اعمال سے متعلق کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک بُرائی تمام نیکیوں کو ضائع کر دے اور اسی طرح ایک نیکی تمام دفتر گناہ دھو ڈالے۔
اصل مقصود وہ قدر و قیمت ہے جو اعمال کے ساتھ ان کی اہمیت کی وجہ سے وابستہ ہے۔

---

۹ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝

۹- اس کی ماں (یعنی ٹھکانا) ہاویہ ہوگی ۝

۱۰- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝

۱۰- اور تو کیا سمجھا ہے وہ کیا ہے؟ ۝

۱۱- نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

۱۱- دہکتی آگ ہے ۝

(۱۰۲) سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ (۱۶)

آیاتها ۸ — رکوعها ۱

(۱۰۲) سورۃ تکاثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝

۱- کثرت حرص نے تمہیں غفلت میں ڈال دیا ۝

۲- حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝

۲- یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے ۝

۳- كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

۳- نہیں نہیں، تم آگے جان لوگے ۝

۴- ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

۴- پھر نہیں نہیں، تم آگے جان لوگے ۝

۵- كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝

۵- ہرگز نہیں، اگر تم یقین کا جاننا جانتے ہوتے۔ (تو غافل نہ ہوتے) ۝

۶- لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝

۶- تم ضرور دوزخ دیکھوگے ۝

۷- ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝

۷- پھر ضرور اسے تم یقین کی آنکھ سے دیکھوگے ۝

۸- ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

۸- پھر اس دن تم سے ضرور نعمت کی حقیقت پوچھی جائیگی ۝

سُورۃ التکاثر

ف اعفو کے معنی غفلت و نسیان کے ہیں اور غرض یہ ہے کہ جس چیز نے تم کو بھلا رکھا اور غفلت میں ڈال رکھا ہے، وہ دنیاوی خواہش میں افزائش کا جذبہ ہے۔ تم لوگ پوری زندگی اس حرص کی تکمیل میں صرف کر ڈالتے ہو کہ کیوں کر ہزاروں کو لاکھوں اور لاکھوں کو کروڑوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور رات دن اسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہو کہ کن ذرائع اور کن وسائل سے عزت و جاہ اور نفس کی آسودگیوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ موت آجاتی ہے اور تمہارے ارادے وہیں ختم ہو جاتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا اور قطعی معلوم ہو جائے گا کہ دنیا طلبی کے یہ جذبات اُخروی زندگی کے لئے حتماً مضر تھے۔ تم جہنم کو دیکھوگے اور عین الیقین تم کو حاصل ہو جائے گا کہ یہی وہ مقام غضب و سخط ہے جس کا تم مسخر اڑایا کرتے تھے۔ اس وقت تم سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ دولت کو کن کن جگہوں میں صرف کیا تھا۔

حلِ لغات

فَاُمُّهٗ۔ تو اس کی جگہ یا ٹھکانا۔
حَامِيَة۔ گرم دہکتی ہوئی۔
اَلتَّكَاثُر۔ جذبہ افزائش دولت۔

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰۳) (۱۳)	(۱۰۳) سُورۂ عصر
اٰیاتھا ۳ — رکوعھا ۱	
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱۔ وَالْعَصْرِ ○	۱۔ عصر (اُترتے دن) کی قسم ○
۲۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○	۲۔ بے شک انسان ٹوٹے میں ہے ○
۳۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ ع	۳۔ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور ایک دُوسرے کو حق کی وصیت کی اور (نیز) ایک دُوسرے کو صبر کی (وہ ٹوٹے میں نہیں) ○

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ (۱۰۴) (۳۲)	(۱۰۴) سُورۂ ہمزہ
اٰیاتھا ۹ — رکوعھا ۱	
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ○	۱۔ ہر ایک عیب پکڑنے والے غیبت کرنے والے کی خرابی ہے ○
۲۔ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○	۲۔ جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا (اور خدا کا حق نہ دیا) ○
۳۔ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ○	۳۔ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اسے رکھے گا ○

سُورَةُ العَصر

ف۱ اس مختصر سی سُورت میں انسانیت کی پُوری تاریخ مضمر ہے۔ بتایا گیا ہے کہ تم عصر و زمانہ کے اوراق اُلٹ جاؤ۔ جو قومیں اس معمورۂ ارضی پر جلوہ گر ہوئیں اُن میں تمہیں ایک حقیقت نظر آئے گی اور وہ یہ ہے کہ جن قوموں نے فطرت کے قوانین کی رعایت کی اور اللہ کے احکام کو تسلیم کیا۔ وہ زندہ ہیں اور جنہوں نے مخالفت کی اور سرکشی و بغاوت کا اظہار کیا۔ وہ مٹ گئیں۔ یہی وہ راز ہے قوموں کے فنا اور بقا کا۔ جس کو اکثر لوگوں نے نہ سمجھا اور ابدی خسارے اور گھاٹے کو خرید لیا۔

سُورَةُ الهُمَزَة

ف۱ اس سُورہ سے کوئی متعین شخص مراد نہیں ہے۔ بلکہ صنادید قریش کی اخلاقی حالت عام طور پر یہی تھی کہ یہ لوگ مسلمانوں کی تنقیص کرتے۔ ان کے عیوب بھری محفلوں میں ازراہِ کبر و تبختر بیان کرتے اور ہنستے۔ اور سب سے بڑا عیب جو ان کی نظر میں کھٹکتا تھا، وہ ان کی خدا دوستی اور توحید سے محبت تھی۔ اس بنا پر یہ لوگ دلوں میں بغض اور حسد کی آگ پنہاں رکھتے تھے اور موقع بموقع طعن و تشنیع سے ان کے دلوں کو چھیدتے۔ دن رات مال کی محبت اور حصول میں سرمست رہتے۔ گن گن کر لاتے اور لا لا کر گنتے اور یہ سمجھتے کہ یہ دولت و ثروت ہمیشہ ان کے پاس رہیگی فرمایا کہ یہ خیال محض غلط ہے ع

این خیال است و محال است و جنوں

حلِ لُغات

تَوَاصَوْا۔ تلقین کی۔ فہمائش کی۔
هُمَزَةٍ چغل خور۔ پس پشت عیب نکالنے والا۔
لُمَزَةِ۔ طعن و تشنیع کرنے والا۔

۴۔ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ○	۴۔ ہرگز نہیں' وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا○
۵۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ○	۵۔ اور تو کیا سمجھا کیا ہے روندنے والی○
۶۔ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ○	۶۔ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ○
۷۔ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ○	۷۔ وہ آگ جو دلوں کو جھانک لیتی ہے○
۸۔ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ ○	۸۔ اس آگ میں وہ بند کر دیئے جائیں گے○
۹۔ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ○	۹۔ لمبے لمبے ستونوں میں○

ع ۲۹

آیاتہا ۵	(۱۰۵) سُورَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ (۱۹)	رکوعہا ۱	۱۰۶ سورۂ فیل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○
۱۔ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ○	۱۔ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا○
۲۔ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ○	۲۔ کیا اُس نے اس کا داؤ غلط نہیں کر دیا○

ف دنیا میں یہ لوگ اپنے آپ کو معزز سمجھے ہوئے ہیں۔ مگر ان کا ٹھکانا ایسی جگہ ہے جو ان کے نشۂ دولت اور غرور کو توڑ کر رہے گی اور جانتے ہو کہ یہ غرور اور تجبّر کو توڑ دینے والی چیز کون ہے۔ یہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے۔ جو دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے گی۔ یہ آگ لمبے لمبے شعلوں میں گھیرے ہوں گے اور یوں معلوم ہوں گے کہ گویا طویل ستونوں میں کھڑے ہیں۔

سُورۃ الفیل

ف اس سُورت میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک اصول و شعائر کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت بذاتِ خود فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو جو مکلف بنایا ہے تو محض ان کی قوّتِ ایمانی کی آزمائش کے لئے۔ ورنہ حاشا اللہ بغیر اللہ تعالیٰ کی اعانت اور فضل کے حقیر ترین دشمن پر بھی قابو پالینا دشوار ہے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ جب تک اس کے ماننے والوں میں غیرت و حمیّت کا جذبہ باقی رہتا ہے۔ وہ ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اُس کے دین کی حفاظت کریں اور حفاظت کے ضمن میں خون کا آخری قطرہ بھی بہا دینے سے دریغ نہ کریں۔ اور جب یہ جذبہ مفقود ہو جائے اور جب ایسی ہمّت اور شجاعت والی جماعت باقی نہ رہے۔ جو جان نچھاور کر کے ملّت اور اُس کے شعائر کی حفاظت کر سکے۔ اُس وقت وہ براہِ راست اپنی قدرت اور حکمت کو بروئے کار لاتا ہے اور دین کو اعدائے دین کے چنگل سے چھڑا لیتا ہے۔ بات یہ تھی کہ ابرہہ نامی ایک شخص اس لئے کہ کعبہ کی مرکزیت کو ختم کر دے مست ہاتھیوں کا ایک لشکر لے کر یمن سے چلا۔ تاکہ کعبہ والوں پر دھاوا بول دے اور اللہ کے اس گھر کو ڈھا دے۔ جس کو ابراہیم علیہ السّلام کے مُبارک اور بابرکت ہاتھوں نے بنایا تھا۔ مگر جب وہ وہاں آیا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُس نے دیکھا کہ کسی گروہ نے کوئی مزاحمت نہیں کی صرف ایک عبدالمطلب نکلے اور وہ بھی اپنے اونٹوں کی تلاش میں۔ اُس نے اُن سے کہا کہ اپنے اونٹوں کی تو تجھے فکر ہے۔ مگر کعبہ کی فکر نہیں۔ یہ دیکھو کہ سیاہ ہاتھیوں کا ایک طوفان ہے جو تباہی اور بربادی کے لئے اُمڈا چلا آ رہا ہے۔ عبدالمطلب حقیقتِ حال کو بھانپ گئے اور کمزور ہونے کی وجہ سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ کہنے لگے۔ سردست تو مجھے صرف اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ یہ اگر واقعی اللہ کا گھر ہے تو وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔

حلِ لغات:۔ الْحُطَمَةُ ۔ جہنم کا نام ہے۔ اصلی معنی توڑ دینے والی ۔ مُؤْصَدَةٌ ۔ آگ کے احاطہ کو ایک گھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کے دروازے بھیڑ دیئے گئے ہوں۔

۳- وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝
۴- تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝
۵- فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

۳- اور اُن پر پرندوں[1] کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے ○
۴- جو کنکر کی پتھریاں اُن پر پھینکتے تھے ○
۵- پھر انھیں ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بُھس ○

آیاتہا ۴ (۱۰۶) سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَّكِّيَّةٌ (۲۹) رکوعہا ۱

(۱۰۶) سُورۂ قریش[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
۱- لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝
۲- اِلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝
۳- فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝
۴- الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- قریش کو اُلفت دلانے کے لئے ○
۲- انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر کی اُلفت دلانے کے لئے ○
۳- تو چاہئے کہ اس گھر (کعبہ) کے رب کی عبادت کریں ○
۴- جس نے بھوک میں انہیں کھانا دیا اور خوف سے انھیں امن بخشا ○

آیاتہا ۷ (۱۰۷) سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ (۱۷) رکوعہا ۱

(۱۰۷) سُورۂ ماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
۱- اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- بھلا تُو نے اُسے بھی دیکھا جو انصاف کے دن کو جھٹلاتا ہے ○

ف۱ جب وہ حرم کی حد میں پہنچے تو عجیب وغریب پرندوں کے غول کے غول آئے اور انھوں نے کنکریاں مار مار کر ابرہہ کے لشکر کو بدحواس کر دیا ان کنکریوں میں کچھ عجیب طرح کی سمیت تھی کہ جس کی وجہ سے ان کو چیچک نکل آئی اور وہیں میدان میں سارا لشکر موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ اور بقولے وہ کنکر بندوق کی گولی کی طرح تھے۔ جن سے وہ ساری فوج فی الفور ہلاک ہو گئی۔

سُورۃ القریش

ف۱ بیت اللہ کی وجہ سے قریش کی مرکزیت قائم تھی۔ اس لئے گرمی اور جاڑے میں جہاں جاتے عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے کہ اللہ کے گھر کے مکین ہیں۔
فرمایا کہ اس پڑوس کے سبب سے اللہ نے تمہیں قحط اور افلاس سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی حفاظت کر کے تمہیں تباہی اور بربادی سے بچایا ہے۔ کیا یہ نعمت اتنی بڑی نہیں ہے کہ تم کو احساس ہو اور تمہیں اللہ کے آستانۂ شفقت وجلال پر جھکا دے۔

حلِ لغات

اَبَابِیْل۔ صف بصف۔ غول کے غول۔
اَلدِّیْن۔ روزِ جزا۔

[1] اس سُورت کا تعلق سُورۂ فیل سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے ہاتھی والوں کو اس لئے غارت کیا ہے کہ قریش کو سفر میں کسی طرح کی مزاحمت نہ رہے۔ تو انہیں بھی چاہئے کہ خداوند کریم کی بندگی کریں۔

۲- فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝
۳- وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝
۴- فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝
۵- الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝
۶- الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝
۷- وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

۲- سو یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ۝
۳- اور فقیر کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا ۝
۴- سو اُن نمازیوں کی خرابی ہے ۝
۵- جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں ۝
۶- وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۝
۷- اور برتنے کی چیز مانگی نہیں دیتے ۝

آیاتہا ۳ — (۱۰۸) سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ (۱۵) — رکوعہا ۱

(۱۰۸) سورۂ کوثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝
۱- إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝
۲- فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- (اے نبیؐ!) ہم نے تجھے کوثر دی ۝
۲- سو تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر ۝

سُورَةُ الْمَاعُون

ف ان آیات سے شخص معین مراد نہیں ہے بلکہ اس وقت کے عام سرمایہ دار مراد ہیں کہ ان کی ذہنیت اس قسم کی تھی کہ یہ اللہ سے نہیں ڈرتے تھے اور عیش و عشرت میں اس چیز کا کبھی خیال نہیں کرتے تھے کہ ہمیں اللہ کے سامنے ایک دن ان رنگ رلیوں کا جواب دینا ہے۔ یہ فواحش اور برائیوں پر تو بے دریغ روپیہ خرچ کر دیتے تھے۔ لیکن اگر کوئی یتیم بے نوا آجائے تو اس کو ڈانٹ دیتے تھے۔ ان کے دلوں میں کبھی یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا تھا کہ اپنی ثروت میں مسکینوں اور غریبوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کی ادنیٰ ضروریات بھی پوری کی جائیں۔ یہ لوگ محض سنگ دل اور بد اخلاق تھے اور کئی صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی سرمایہ داری کی یہی ذہنیت ہے۔ اس میں ذرہ برابر کمی نہیں پیدا ہوئی۔ آج بھی یہ شراب پر، ڈربی، گھوڑ دوڑ پر، جوئے پر اور فیشن پر ہزاروں روپے روزانہ صرف کر سکتا ہے۔ مگر اس کے پاس روپیہ نہیں ہے تو خدا کے لئے اور صرف قومی اور ملی ضروریات کے لئے نہیں ہے۔

اس کے بعد ان لوگوں کے لئے اظہار تاسف کیا ہے جو مال و دولت کے حصول میں تو سرگرم ہیں مگر خدا کے آگے جھکنے میں سست ہیں۔ جو نمازیں پڑھتے ہیں مگر سہو و غفلت کے ساتھ محض ریاکارانہ۔ اور جہاں کچھ ہاتھ سے دینا پڑے وہاں ان کو تامل نہیں ہوتا ہے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ قسمت کے لئے خدا کے نام پر تو کچھ نہ دیا جائے اور چند ریاکارانہ سجدوں سے اس کو خوش کر لیا جائے۔

سُورَةُ الْكَوْثَر

یہ اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناکامی اور نامرادی کے طعنے دئے جا رہے تھے اور اپنی کامرانیوں پر مسرت و ابتہاج کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ یعنی اس وقت جب کہ مکہ کی سرزمین بھی آپؐ کے عقیدت مندوں کے لئے باوجود وسعت کے تنگ ہو رہی تھی اور کفار کے دام و لیتے یہ تھے کہ اس شمع ہدایت و عرفان کو یک قلم بجھا دیا جائے۔ یہ بشارت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خیر کثیر کے انعامات سے نوازا ہے۔ آپؐ کے رتبہ و درجہ میں اضافہ ہوگا آپؐ کے اعوان و انصار بڑھیں گے اور آپؐ کے فتوحات مادی و روحانی کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اس لئے آپؐ گھبرائیں نہیں اور برابر صبر و سکون کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کریں اور اس کے لئے قربانی کرنے میں مصروف رہیں۔ آپؐ کے دشمن سب کے سب رسوا ہوں گے۔ ذلیل ہوں گے اور بے نام و نشان ہو جائیں گے۔ دیکھئے کہ آج اس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام زندہ ہے جس کی انتہائی مخالفت کی جاتی تھی اور ان لوگوں کا وجود تک نظر نہیں آتا، جو مخالف تھے۔

حل لغات:- الماعون۔ ہر برتنے کی چیز۔
الکوثر۔ خیر کثیر۔ وانحر۔ قربانی کر۔
الابتر۔ بے نام۔ بے اولاد۔

۳- اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

۳- بیشک جو تیرا دشمن ہے وہی بے نام ہے ۝

آیاتہا ۶	(۱۰۹) سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ (۱۸)	رکوعہا ۱

(۱۰۹) سورۂ کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝

۱- تو کہہ اے کافرو ۝

۲- لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

۲- جسے تم پوجتے ہو اُسے مَیں نہیں پوجتا ہوں ۝

۳- وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝

۳- اور جسے مَیں پوجتا ہوں اسے تم پوجنے والے نہیں ۝

۴- وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝

۴- اور نہ مَیں پوجنے والا ہوں جسے تم نے پوجا ۝

۵- وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝

۵- اور نہ تم پوجنے والے ہو جسے مَیں پوجتا ہوں ۝

۶- لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

۶- تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ۝

آیاتہا ۳	(۱۱۰) سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ (۱۱۴)	رکوعہا ۱

(۱۱۰) سورۂ نصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝

۱- جب اللہ کی مدد اور فتح پہنچ چکی ۝

۲- وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

۲- اور تو نے دیکھ لیا کہ آدمی اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہو رہے ہیں ۝

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

ف۱ یعنی میں تمہارے عقائد شرکیہ سے بالکل متنفر ہوں اور کسی شکل اور کسی عنوان بھی تمہارے ساتھ متفق نہیں ہو سکتا۔ نہ تو یہ ممکن ہے کہ میں ان بتوں کے سامنے جھکوں جن کے سامنے تم جھکتے ہو اور نہ وہ طریق عبادت اختیار کر سکتا ہوں جو تم نے اختیار کر رکھا ہے میرا مسلک ہر آئینہ میرے لئے ہے جس میں کوئی تبدیلی اور ترمیم نہیں ہو سکتی اور تمہارا مسلک تم کو مبارک ہو۔

سُوْرَةُ النَّصْر

ف۱ یہ سورۃ فتح مکہ سے قبل مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس میں اس فتح کا ذکر ہے کہ وہ وقت بالکل قریب ہے کہ آپ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے اور آپ دیکھیں گے کہ کیوں کر لوگ اس فتح و نصرت سے متاثر ہو کر فوج در فوج اور کارواں در کارواں اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہیں۔

بات یہ تھی کہ وہ سعادت مند روحیں جنہوں نے اسلام کو دلائل کی روشنی میں دیکھا اور اس کی حقانیت میں ان کو بالکل شک و شبہ نہیں رہا۔ وہ مکہ میں اس وقت حلقہ بگوش اسلام ہو چکی تھیں جب کہ اسلام ظاہری شان و شکوہ کا بالکل حامل نہیں تھا۔ مگر ایک تعداد کثیر ایسے لوگوں کی تھی، جن کی انجام کار پر نظر تھی۔ ان کی رائے تھی کہ دیکھنا چاہئے اسلام کو فتح و نصرت سے بہرہ وافر ملتا ہے یا نہیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر اسلام کے ساتھ خدا ہے۔ حق و صداقت اور سچائی ہے تو یہ غالب ہو کر رہے گا اور اگر یہ غلط ہے اور باطل تو مٹ جائے گا۔ جب ان لوگوں نے دیکھ لیا اور مشاہدہ کر لیا کہ باوجود کفر کی قوت اور ظاہری ٹھاٹ و دبدبے کے اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور مسلمان فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کا دین ہے۔ اس لئے جوق در جوق یہ لوگ آئے اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے

۳۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝	۳۔ تو اب تُو اپنے رب کی تعریف[1] کے ساتھ اس کی تسبیح کر اور اس سے (اُمت کے) گناہ بخشوا بیشک وہ بڑا مُعاف کرنے والا ہے ۝
(۱۱۱) سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ (۶) آیاتہا ۵ رکوعہا ۱	(۱۱۱) سُورۂ لہب[1]
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝	۱۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ آپ بھی ٹوٹ گیا ۝
۲۔ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝	۲۔ اس کا مال جو اُس نے کمایا تھا اُس کے کچھ کام نہ آیا ۝
۳۔ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝	۳۔ عنقریب وہ لپٹیں مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا ۝
۴۔ وَّامْرَأَتُهُ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝	۴۔ اور اس کی عورت بھی جو سر پر ایندھن لئے پھرتی ہے ۝
۵۔ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝	۵۔ اس کی گردن میں کھجور کی کھال کی رسی ہے ۝

ف[1] فرمایا۔ چونکہ آپ کی اور آپ کے دین کی نصرت و اعانت مقدرات میں سے ہے۔ اس لئے آپ حمد و ستائش میں مصروف رہیں اور اللہ کے باب میں ہر قسم کے سوءِ ظن سے بچیں۔ یقیناً اللہ تواب اور رحیم ہے۔

سُورۃ اللّھب

ف[1] ابولہب کنیت ہے۔ اصلی نام عبدالعزّٰی تھا۔ لہب کے معنی آگ اور شعلے کے ہیں۔ وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس کے رُخسارے آگ کی طرح روشن تھے۔ یہ اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل بنت حرب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سخت معاندین میں سے تھے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جاتے۔ وہاں ابولہب ان کو بدنام کرنے کے لئے پہنچ جاتا اور ہر شرارت میں پیش پیش رہتا۔ اور اُمِّ جمیل جنگل سے خود کانٹے کاٹ کر لاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے راستے میں بچھا دیتی۔ اس پر ان آیتوں کا نزول ہوا کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ نہ دنیا اس کی سنورے اور نہ عاقبت۔ یہ ہلاک ہو اور اس کا مال اور اس کی اولاد اس کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں۔ شعلہ زن آگ میں جلنے اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل بھی۔ جو خاردار لکڑیاں لاد لاد کر لاتی۔ جہنم میں اس کے گلے میں ایک مضبوط بٹی ہوئی رسی ہوگی۔ تحقیر اور تذلیل کے لئے۔

حلِ لغات

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ اس کے معنی بعض کے نزدیک چغل خور کے ہیں۔

فِيْ جِيْدِهَا۔ اس کی گردن میں۔

آیاتہا ۴ (۱۱۲) سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ (۲۲) رکوعہا ۱	(۱۱۲) سورۂ اخلاص
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝	۱- تو کہہ وہ اللہ ایک ہے ۝
۲- اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝	۲- اللہ نرادھار ہے ۝
۳- لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝	۳- نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ۝
۴- وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝	۴- اور اس کے جوڑ کا کوئی نہیں ۝
آیاتہا ۵ (۱۱۳) سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ (۲۰) رکوعہا ۱	(۱۱۳) سورۂ فلق
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝	۱- تو کہہ میں صبح کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں ۝
۲- مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝	۲- اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ۝
۳- وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝	۳- اور اندھیرا کرنے والی کی برائی سے جب چھا جائے ۝
۴- وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝	۴- اور گرھوں پر پھونک مارنے والی عورتوں کی برائی سے ۝
۵- وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝	۵- اور حاسد کی برائی سے جب وہ حسد کرے ۝

سُورۃ الاخلاص

ف احد کا اطلاق جب اس طریق سے ہو تو اس کے معنی بجز ذات صمدیت کے اور کچھ نہیں ہوتے۔ غرض یہ ہے کہ اس کی ذات ہر نوع کے تکثر و تعدد سے پاک ہے۔

سُورۃ الفلق

ف یہ سورۃ استعاذہ ہے۔ اس میں مردِ مسلم کو بتایا گیا ہے کہ اس کو ہر شر اور فتنہ کی بات سے احتراز کرنا چاہئے اور اللہ سے نیک توفیق مانگنا چاہئے کہ وہ اس کو جسم اور روح کی ہر آزمائش سے بچائے اور اپنی آغوش پناہ میں لے لے۔

حلِ لغات

اَلصَّمَدُ - ایسی بے نیاز اور بلند ذات جس کی بے نیازی بربنائے صمدیت ہو۔

كُفُوًا - برابر - ہم جنس - مانند - ہمتا۔

اَلنَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ - جادوگرنیاں - ابومسلم کی رائے میں اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو عزائم رجال میں التواء و انفساخ پیدا کر دیتی ہیں۔

آیاتہا ۶ (۱۱۴) سُوْرَۃُ النَّاسِ مَکِّیَّۃٌ (۲۱) رکوعہا ۱

(۱۱۴) سورۂ ناس [1]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○
۱۔ تُو کہہ میں آدمیوں کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں ○

۲۔ مَلِکِ النَّاسِ ○
۲۔ آدمیوں کے بادشاہ کی ○

۳۔ اِلٰہِ النَّاسِ ○
۳۔ آدمیوں کے معبود کی ○

۴۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ○
۴۔ وسوسہ (خیال) ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی بدی سے ○

۵۔ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○
۵۔ وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ (خیال) ڈالتا ہے ○

۶۔ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ○
۶۔ جنوں سے اور آدمیوں سے ○

ع ۳۱

سُورۃ النّاس

[1] یہ سورۃ بھی سورۃ استعاذہ ہے۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑی آزمائش یہ ہے کہ ایک مردِ مومن شیطان کے دھوکے میں نہ آجائے اور اس کے وسوسے سے متاثر ہو کر بے دین اور ملحد نہ ہو جائے۔ اس لئے اس سے بچنا اور احتراز کرنا از بس ضروری اور لازم ہے۔ مگر اس سے وہی شخص اپنے دامن کو بچا سکتا ہے جو اللہ کی ربوبیتِ عامہ پر ایمان رکھتا ہو۔ صرف اسی کو مالک اور آقا قرار دیتا ہو اور اسی کو معبود و محبوب سمجھتا ہو۔ فرمایا کہ یہ شیطان جو چھپ کر وار کرتا ہے اور تقویٰ و رُشد کا جامہ پہن کر گمراہ کرتا ہے۔ کبھی انسان کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی جنوں کی صورت میں۔ اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ قلب میں وسوسے اور ملحدانہ خیالات پیدا کرے۔ اس میں یہ قوت نہیں ہے کہ جبراً قلب و دماغ کی قوتوں پر چھا جائے۔

واضح رہے کہ اس طرح کے شیاطین کا تخیّل جو ہم کو نظر نہ آتے ہوں اور قلب پر براہِ راست اثر انداز ہو سکتے ہوں۔ عقلاً ممنوع اور محال نہیں۔ کیونکہ جب ہم ایسے جراثیم فرض کر سکتے ہیں جو بدن میں گھس جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے اور ان کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو ایسے جراثیم شر کیوں تسلیم نہیں کر سکتے جو صرف قلب میں یہ کام کریں اور خیالات کی بارود میں آگ لگا دیں۔ اور جذبات جو پہلے سے موجود ہیں ان کو بھڑکا دیں۔ اصل میں شیطان کے انکار کا باعث وہ فتنۂ عقلیت تھا جو آج سے چند سال قبل یورپ کے مادی علوم کی وجہ سے پیدا ہو گیا اور جس کی بنا پر یہ کہا گیا کہ جنوں کا وجود محض افسانہ ہے۔ مگر اب یہ وہم ایک حقیقت بن چکا ہے اور تسلیم کر لیا گیا ہے کہ فضا میں بے شمار قوتیں اس نوع کی موجود ہیں۔ جن کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ مگر وہ اپنا کام کر رہی ہیں اور وہ قوتیں دل اور دماغ کو جب چاہیں استعمال کر سکتی ہیں۔ چنانچہ اسی خیال کے مطابق اب وہاں کئی رُوحانیتین کی مجلسیں بن گئی ہیں اور ان ارواح سے گفتگو اور مکالمہ کرتی رہتی ہیں اور اب یہ حقیقت ہے کہ جنوں کا بھی اسی طرح وجود ہے۔ جس طرح ہمارا۔

حلِ لغات

اَعُوْذُ۔ پناہ میں آتا ہوں۔
اَلْوَسْوَاسِ۔ بُرے بُرے خیالات کا دل میں سے گزرنا۔
اَلْخَنَّاسِ۔ منظرِ عام سے ہٹ کر گمراہ کرنے والا۔
یعنی جو کھلم کھلا مقابلے میں نہ آتا ہو۔

۸۷ ۶۴۳

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

کاتب الحروف سید احمد خوشنویس لاہور

دُعَاءُ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ○ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ حَلَاوَةً وَّبِكُلِّ
جُزْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ جَزَآءً ○ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِالْاَلِفِ اُلْفَةً وَّبِالْبَآءِ بَرَكَةً وَّبِالتَّآءِ تَوْبَةً وَّبِالثَّآءِ ثَوَابًا
وَّبِالْجِيْمِ جَمَالًا وَّبِالْحَآءِ حِكْمَةً وَّبِالْخَآءِ خَيْرًا وَّبِالدَّالِ دَلِيْلًا وَّبِالذَّالِ ذَكَآءً وَّبِالرَّآءِ رَحْمَةً وَّبِالزَّآءِ
زَكٰوةً وَّبِالسِّيْنِ سَعَادَةً وَّبِالشِّيْنِ شِفَآءً وَّبِالصَّادِ صِدْقًا وَّبِالضَّادِ ضِيَآءً وَّبِالطَّآءِ طَرَاوَةً
وَّبِالظَّآءِ ظَفَرًا وَّبِالْعَيْنِ عِلْمًا وَّبِالْغَيْنِ غِنًى وَّبِالْفَآءِ فَلَاحًا وَّبِالْقَافِ قُرْبَةً وَّبِالْكَافِ
كَرَامَةً وَّبِاللَّامِ لُطْفًا وَّبِالْمِيْمِ مَوْعِظَةً وَّبِالنُّوْنِ نُوْرًا وَّبِالْوَاوِ وُصْلَةً وَّبِالْهَآءِ هِدَايَةً
وَّبِالْيَآءِ يَقِيْنًا ○ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ○ وَارْفَعْنَا بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○
وَتَقَبَّلْ مِنَّا قِرَآءَتَنَا وَتَجَاوَزْ عَنَّا مَا كَانَ فِيْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ مِنْ خَطَاٍ اَوْ نِسْيَانٍ اَوْ تَحْرِيْفِ كَلِمَةٍ
عَنْ مَّوَاضِعِهَا اَوْ تَقْدِيْمٍ اَوْ تَاْخِيْرٍ اَوْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ اَوْ تَاْوِيْلٍ عَلٰى غَيْرِ مَآ اَنْزَلْتَهٗ
عَلَيْهِ اَوْ رَيْبٍ اَوْ شَكٍّ اَوْ سَهْوٍ اَوْ سُوْءِ الْحَانٍ اَوْ تَعْجِيْلٍ عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَسَلٍ
اَوْ سُرْعَةٍ اَوْ زَيْغِ لِسَانٍ اَوْ وَقْفٍ بِغَيْرِ وُقُوْفٍ اَوْ اِدْغَامٍ بِغَيْرِ مُدْغَمٍ اَوْ اِظْهَارٍ بِغَيْرِ بَيَانٍ اَوْ
مَدٍّ اَوْ تَشْدِيْدٍ اَوْ هَمْزَةٍ اَوْ جَزْمٍ اَوْ اِعْرَابٍ بِغَيْرِ مَا كَتَبَهٗ اَوْ قِلَّةِ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ عِنْدَ
اٰيَاتِ الرَّحْمَةِ وَاٰيَاتِ الْعَذَابِ فَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا وَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا
بِالْقُرْاٰنِ وَزَيِّنْ اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَدْخِلْنَا فِي الْجَنَّةِ بِالْقُرْاٰنِ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ لَنَا فِي الدُّنْيَا قَرِيْنًا وَّفِي الْقَبْرِ مُؤْنِسًا وَّعَلَى الصِّرَاطِ نُوْرًا وَّفِي الْجَنَّةِ
رَفِيْقًا وَّمِنَ النَّارِ سِتْرًا وَّحِجَابًا وَّاِلَى الْخَيْرَاتِ كُلِّهَا دَلِيْلًا فَاكْتُبْنَا عَلَى التَّمَامِ وَارْزُقْنَا
اَدَآءً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَحُبَّ الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ وَالْبِشَارَةِ مِنَ الْاِيْمَانِ ○ وَصَلَّى اللّٰهُ
تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ مَّظْهَرِ لُطْفِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○